إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة وأعد لهم عذابا مهينا

قول فیصل

بغرض مناظرہ مذہبی شیعہ و سنی باہمی جناب مولوی شیخ احمد صاحب [illegible] باستدعا [illegible] جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی سنی ایک مقدمہ بعنوان استقرار حق نجات قائم کرکے فریقین کی تصنیفات سے امور مابہ النزاع کو منتخب کرکے بعد قائمی امور تنقیح یہ قول فیصل معروف بہ

عروج اسلام

ایک سید ذی شان جناب منشی آغا محمد عسکری صاحب قزلباش اکبرآبادی نے زمانون پر واقعات اسلام کی حقیقت ظاہر کرنے [illegible] واقفون کو اسلام کے اصلی حالات سے خبردار کرنے اور متلاشیان نجات کے واسطے عام [illegible] زبان مین مذہب اسلام وحصول نجات کا [illegible] دکھلا دیا ہے جو سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین تالیف کرکے خود مصنف نے

مطبع قیصر ہند مین باہتمام مرزا یاور حسین [illegible] طبع کرایا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ایزد غفار و نعت سید ابرار خواجۂ کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خاکسار ازلی بندہ محمد عسکری قزلباش اکبرآبادی شائقین علم کلام و منتظرین نجات دارین کی خدمت بابرکت مین عرض کرتا ہے کہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری سے مابین جناب مولوی شیخ احمد صاحب وکیل رئیس قصبۂ دیوبند وکیل ریاست جیپور و جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی کہ شہر اکبرآباد مین معلمی کرتے ہین مذہبی مناظرہ ہو رہا ہے اور کتب انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ و انظار الہدیٰ و بدر الدجیٰ و تذکرۃ الخلفا اس مناظرۂ مذہبی مین فریقین نے لکھکر شایع فرمائین جنکو مین نے بھی دیکھا۔ میرے بعض بے تعصب سُنی و شیعہ دوستون نے مجھکو بے تعصب سمجھکر واسطے تحریر **قول فیصل** کے مجبور کیا۔ لہذا یہ **قول فیصل** مین نے لکھکر اپنے دوستون کی پسند کے لیے رکھا۔

ناظرین کی خدمت فیضدرجت مین گزارش ہے کہ اگر مجھسے بتقضاے

غلطی یا خطا ہو جاوے یا کاتب سے کتابت مین کوئی غلطی رہجا دے تو بنظر توجہ بزرگانہ اوسکی اصلاح کردین مین تہ دل سے شکر گذار ہونگا۔ اور نفس مطلب کی جانب توجہ فرماوین نکتہ چینی مین کوئی صاحب اپنا وقت ضایع نفرماوین۔ کیونکہ نکتہ چینی باعث نجات نہین ہوسکتی۔ البتہ حصول نجات کے متعلق جو کچھہ مین نے روایات واحادیث معتبر کتابون سے نقل کین ہین اگر وہ مصنوعی ہون یا مین نے اپنے دل سے تصنیف کرکے حوالہ کتابون کا غلط لکھدیا ہو تو اوسکو باعلان ظاہر فرماوین۔

مین نے فریقین کی کتب مناظرہ سے امور مابہ النزاع کو منتخب کرکے ایک مقدمہ بعنوان استقرار حق نجات قائم کیا یعنی نجات حقیقی کا حق شیعون کو حاصل ہے یا سنیون کو۔ اور اس مقدمہ مین امور تنقیح حسب ذیل قائم کرکے تنقیح وار فیصلہ لکھا ہے۔ اور حقوق آل محمد صلعم کو بالتصریح ظاہر کیا ہے۔

امور تنقیح

نمبر شمار	مضمون تنقیح	نمبر صفحہ کتاب ہذا
۱	باہم مولوی شیخ احمد صاحب و مولوی محمد جہانگیر خان صاحب جو مذہبی مباحثہ ہوا اوسکی کیا ضرورت تہی۔	۱
۲	کیا حضرت علی علیہ السلام مشکل کشا نتہے اور گنہگار و خاطی و غلط گواہی دینے والے تہے انتظام ملکی کی لیاقت نرکہتے تہے یا افضل الامم و سید العرب امام المتقین تہے۔	۱۳
۳	حکم جہاد کی علت غائی کیا ہے اور نقصان قرآن کا ذکر شیعہ کیون کرتے ہین۔	۳۴
۴	استحقاق درود آل محمد صلعم کو حاصل ہے یا کل اصحاب و ازواج کو۔	۵۴
۵	اسلام مین تفریق مذہبی کب سے شروع ہوئی اور مذہب سنی و شیعہ کب سے جاری ہوا	۸۴

تنقیح نمبر اوّل

باہم مولوی شیخ احمد صاحب و مولوی محمد جہانگیر خانصاحب

جو مذہبی مباحثہ ہوا اُسکی کیا ضرورت تھی

اس تنقیح کے فیصلہ کے واسطے مین نے جہانتک تحقیقات کی تو واضح ہوا کہ مولوی شیخ احمد صاحب نے جب تبدیل مذہب کیا اور سُنی سے شیعہ ہو گئے تو اکثر اہل سُنت اُنسے تبدیل مذہب کے وجوہ دریافت کرتے تھے جنکے جوابات جدا جدا ہر شخص کو دینا ایک طول امل تھا لہذا بغرض اطلاع خاص و عام ایک رسالہ بنام انوار الہدیٰ شائع کیا گیا جسمین تبدیل مذہب کے مفصل اور مکمل وجوہ قلمبند کیے گئے تاکہ طالبان راہ حق کو بآسانی اُنکے دریافت کرنے کا موقع ملے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس رسالہ مین کسی مذہب پر حملہ کیا تھا نہ کوئی کلمہ توہین آمیز لکھا تہا۔ صرف اپنا عقیدہ ظاہر کیا تھا اس کتاب کے شائع ہونے پر پبلک کو اسقدر حق ضرور حاصل تھا اور حاصل ہے کہ مولوی شیخ احمد صاحب کے وجوہ تبدیل مذہبی کی تردید مین اونکی غلطیان ظاہر کرین اور اُنپر نکتہ چینیان کرین لیکن اس کتاب انوار الہدیٰ کے مقابلہ مین جو کتاب اظہار الہدیٰ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے شائع فرمائی ہے۔ اس کتاب مین انوار الہدیٰ کے تو ایک حملہ کا بھی جواب نہین دیا گیا ہے نہ مولوی شیخ احمد صاحب کی غلطی دربارہ تبدیل مذہب ثابت کیگئی ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کو سخت گالیان دیگئی ہین اور انتہا درجہ کی توہین مذہبی کی گئی ہے کہین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن سبا شیعون کا دادا پیر ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعون مین وطی فی الدبر جائز ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعون مین اپنے بھائی کے واسطے لونڈی کی فرج

حلال کر دینا جائز ہے - اس قسم کے اکثر فحش کلمے فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی
شان میں - اظہار الہدیٰ - بدر الدجیٰ - تذکرۃ الخلفاء میں محمد جہانگیر خان صاحب
نے تحریر فرمائے ہیں - اور جب ان تہتک آمیز تحریرون کے جواب میں شیعہ
مثل کتاب کوئی کتاب لکھدیتے ہیں - تو اہل سنت عدالت میں نالش کرنے دوڑتے
ہیں - میں دیکھتا ہوں کہ شیعہ صبر کر جاتے ہیں صبر و شکر کرتے ہیں - گالیان بھی سنتے ہیں
مگر عدالت میں نالش کرنے نہیں جاتے - کیون ہو آخر یہ فرقہ کس کا معتقد اور پیرو ہے
یہ فرقہ معتقد ہے حضرت علی مرتضیٰ کا کہ جنکو اپنے ... سب کیا - مگر آپنے ابن ملجم
کے ساتھ بھی مروت اور سخاوت کی ادا اسکی جفا پر صبر کیا - یہ فرقہ معتقد اور پیرو
ہے اس حضرت حسین شہید کربلا کا جنکے جوان بھائی جوان فرزند کمسن برادر زادے
ہمشیرہ زادے - انصار و رفقا تیغ جفا سے ذبح ہوئے اور شیر خوار شش ماہہ
بچہ نشانہ تیر ستم ہوا اور آپ نے صبر کیا - تین دن کی بھوک پیاس میں اپنا گلا
مثل گوسفندان قربانی کے کمال صبر و شکر کے ساتھ کٹوا دیا - انھین شہدائے ابرار
و محافظان شرع متین کا پیرو اور معتقد تو فرقہ شیعہ بھی ہے - شیعون کا صبر حق بجانب ہے
اور صبر و شکر انکا موروثی حصہ ہے - مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے صرف
فرقہ امامیہ اثنا عشریہ ہی کی دشنام دہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دوازدہ امام کی
شان میں بھی کمال بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کلمات تہتک آمیز تحریر فرمائے
ہیں - انہین سے دو تین کلمے بطور نمونہ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں -
اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴ - باوجودیکہ سیدہ بالیقین جانتی تھین کہ فدک میں ازواج
مطہرات و عم رسول کائنات وغیرہ بھی حقوق شرعی رکھتے ہیں پھر اس درجہ اصرار
و تکرار امر ناحق پر کیون کیا - اور باوصف علم حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے
سیدہ نے اپنے سینہ رحمت گنجینہ کو کینہ سے کیون نہ صاف و پاک کیا - کیونکہ تین دن سے

زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔
اس عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ جناب فاطمہ دختر رسولخدا صلعم نے حضرت ابوبکرؓ سے جو مسلمان تھے تین دن سے زیادہ کیون کینہ رکھا یہ فعل جناب حضرت سیدہ کا (نعوذ باللہ) داخل کفر ہے۔ اسکی پوری توضیح انشاء اللہ تنقیح ہشتم میں کرونگا۔
اظہار الہدیٰ صفحہ ۷۰۔ جناب مظہر العجائب والغرائب نے باوجود معصومیت غلط گواہی دی۔
تذکرۃ الخلفا صفحہ ۱۰۲۔ یہ بات بھی باقرار حکیم جیو ثابت ہوگئی کہ جناب امیر کو انتظام ملکی کی لیاقت نہتھی۔
ان دونون عبارتون سے ثابت ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک (نعوذ باللہ) حضرت علی علیہ السلام کاذب بھی تھے اور نالائق بھی تھے۔ کیونکہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریر سے آجتک کسی اہل سنت نے انکار نہین کیا۔ بدینوجہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریر ایسی سمجھی جاویگی کہ گویا کل فرقۂ اہل سنت کیجانب سے ہے اب مجہپر واجب ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا روزمرہ بھی دکھلادون تاکہ ہر شخص واقف ہوجاوے کہ مولوی صاحب ممدوح مسلمانون کے کس گروہ میں سے ہین۔ اور آپکی لیاقت کس درجہ تک ہے کیونکہ مسلمانون مین متعدد گروہ ہین کنجڑے۔ قصاب۔ خیاط۔ نوربافت۔ نداف۔ بھٹیارے۔ ڈھنڈ۔ ایسے ہی علاقہ بند۔ دریباف۔ نان بائی۔ تارکش۔ دبکیئے۔ کندلہ کش۔ چرمساز وغیرہ کبھی تو گروہ اسلام مین داخل ہین اور ہر گروہ کا روزمرہ جداگانہ ہے اور ہر شخص اپنے روزمرہ سے شناخت کرلیا جاتا ہے کہ کس قوم اور کس گروہ کا یہ شخص ہے۔ لہذا چند کلمہ بجہت دریافت قوم ولیاقت ذیل مین درج کیئے جاتے ہین۔
۱۔ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۲۰۸۔ کیون حکیم جیو تم بیچارے عبداللہ بن سبا کی ہجو مین جو

تمام جہان کے شیعان پاک کا دادا پیر ہے

۲- کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۷۹- چشم بد دور مولف صاحب تو فن افترا مین استاد اول ہین

۳- ایضاً صفحہ ۱۰۴- مکھی کو بھینسا کوڑی کو بیا بنایا ہے

۴- تذکرۃ الخلفا صفحہ ۸۹- تف ایسے مذہب پر جو آیہ کریمہ کو چیستان ٹھہراتے نفرین ایسی ملت پر جو کلام الٰہی کو پہیلی بنائے

۵- ایضاً صفحہ ۳۰۸- کیا استفتا لکھتے وقت بنگ پیکر بیٹھے تھے یا معجون فلک سیر چکھ گئے تھے۔

۶- ایضاً صفحہ ۱۳۷- اگر ہم جواب نہ لکھین تو تم جیاری کے جنے کہنا کیا اہل سنت کے عالمون اور فاضلون کی تہذیب علمی اسی قسم کی ہے۔ مین نے انوار الہدیٰ مین اس قسم کی غیر مہذب تحریر کہین بھی نہ پائی۔ پس مذہب اسلام اسی قسم کے مسلمانون کے سبب سے بدنام ہے جس قسم کے مسلمان مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہین اور اسی قسم کے مسلمانون کی نسبت مسٹر چارلس گرانٹ نے ۱۷۹۲ع کے اپنے رسالہ مین مسلمانان ہند کا مغرور و تندمزاج سرکش سینے مذہبی توہمات کا مفتون ہونا خونخوار شہوت پرست جابر مطلق العنان بانی ظلم عادی نفس پرستی ظالمانہ بے رحمیون کے مطیع دغاباز غاصب ہندوستان کے لوگون کا بگڑی ہوئی اور ذلیل قوم ہونا سینہ زوری اور وحشیانہ جذبات کا محکوم ہونا قلمبند فرماتے ہین جس کا ذکر آنریبل مسٹر جسٹس سید محمود صاحب نے اپنے لیکچر مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۳ع

کے صفحہ ۶ و ۷ و ۸ و ۹ مین کیا ہے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میرے نزدیک اس قسم کے الزامات سے بالکل بری ہین - انکی تہذیب انکا علم ادب دنیا کی کُل قومون سے اعلے اور افضل ہے - اسمین شک نہین کہ فرقہ اہل سنت ضرور محتاج تعلیم ہے جیسا کہ انریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ کی تجویز ہے - اور اسمین شک نہین کہ فرقہ اہل سنت مین سے جن لوگون نے حسب ہدایت سر سید صاحب بہادر بالقابہ تعلیم پائی ہے وہ لوگ انتہا درجہ کے مہذب اور شایستہ ہو گئے ہین اون تعلیم یافتون مین سے ایک بھی ایسا نظر نہین آتا کہ جو مثل مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے باہمی گالی گلوج سے اپنی تصنیفات کو بدنام کرے - مین نے جہانتک غور کیا تو اس تعلیم یافتہ جماعت کو اس امر کا مدعی پایا کہ باہم سنی و شیعہ کے دلی محبت اور دلی میل جول ہو جاوے اور سب ایک دل ہو کر اس دنیا مین بہ آسایش بسر کرین اور اتفاق باہمی سے پھر اوس عروج کو حاصل کرین جو زمانۂ حیات جناب سرور کائنات مین مسلمانون کو حاصل تھا -

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریر مندرجہ ذیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریر مندرجہ اظہار الہدی و بدر الدجی و تذکرۃ الخلفا صرف اہل سنت کے کم علمون اور جاہلون کے دل خوش کرنے اور روپیہ پیدا کرنے کی غرض سے ہے نہ بنظر اظہار حق -

کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۷۴ - مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اس خلاف داب مناظرہ سے مطلب ابن سبا کے چیلون کا سوائے اسکے نہین ہے کہ کسی صورت سے مشتاقان مباحثہ کو کہ جسکی شہرت تمام ممالک مغربی و شمالی مین مچ رہی ہے ہماری جانب سے بدظن کرین چونکہ ہمارے قدردان بفضل الہی سبھی تو صاحب سلیقہ و ذی علم ہین وے حق شناس مفترون کے دھوکے وجھڑی مین نہ آوینگے -

اور صفحہ ۷۵ کتاب مذکور مین تحریر فرمایا ہے کہ گو مطلب مفتری کا اس اختراع سے سوائے سراسر زیان سے سوائے اسکے نہین ہے کہ جطرحسے ہوسکے شائقین انصاف دوست کو ہمارے نامی گرامی مباحثہ سے جسکا تذکرہ حدود عرب و عجم تک ہورہا ہے بدظن کردے + دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست +

راست باز عالم اور حق گو انسان کو اسبات کی کبھی پرواہ نہین ہوتی کہ اوسکی تحریر یا تقریر سے کوئی راضی رہے یا ناراض ہوجاوے - دیکھو جناب رسولخدا صلعم ہدایت فرماتے تھے اور اس ہدایت کی عوض کفار قریش اونکو سخت ایذا پہونچاتے تھے مگر آنحضرت کو کبھی پرواہ نہین ہوئی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا - راست باز انسان کی تحریر اور تقریر بنظر اظہار حق ہوا کرتی ہے - نہ بنظر تالیف قلوب - تالیف قلوب کرنا دوکانداروں اور مکارو کا کام ہے - تا بذریعہ تالیف قلوب اونکی دوکانداری کو ترقی ہو اور نفع عظیم حاصل ہو - اگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے بنظر اظہار حق کتابین تحریر و تالیف فرمائی تھین تو اونکو اس خوشامدانہ تحریر کی کیا ضرورت تھی - کہ ہمارے قدردان مفتریون کے بہکانے سے کبھی ہم سے بدظن نہونگے - اور اس خوشامدانہ تعریف کی کیا احتیاج تھی کہ ہمارے نامی گرامی مباحثہ سے جسکا تذکرہ حدود عرب و عجم تک ہورہا ہے مفتری ہمارے شائقین کو بدظن کرنا چاہتا ہے پھر اس عجز کی کیا ضرورت تھی کہ - دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + یعنے تم چاہے جسقدر بہکاؤ لیکن اگر ہمارا خدا ہمپر مہربان ہے تو تمھارے بہکانے سے ہماری آمدنی مین کوئی خلل نہ پڑیگا - بلکہ ہماری کتابین ضرور فروخت ہونگی اور ہم نفع اوٹھاوینگے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے اس اقرار کے مطابق مین اس تنقیح کا یہ فیصلہ کرتا ہون کہ مولوی فصیح احمد صاحب نے انوار الہدی حسب عقیدہ خود محض بنظر اظہار حق تالیف فرماکر شائع کی ہے - اور اونکی محنت تصنیف کا منافع مرزا باقر حسین صاحب کو

جو سنی المذہب مین حاصل ہوا۔ یہ ایک سرچشمہ مذہب شیعہ کے اثرات انسان مین پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مولوی صاحب ممدوح نے محنت تالیف حسبتاً للہ نظر اظہار حق بلا کسی نفع دنیوی کے اپنے اوپر گوارا فرمائی۔ اور اپنی کتاب کی نسبت عام اجازت دیدی کہ جو چاہے وہ چھاپے۔ اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے میرے نزدیک بنظر حصول شہرت ومنفعت دنیوی۔ اظہار الہدیٰ و بدر الدجیٰ و تذکرۃ الخلفا رکو بازاری محاورات مین تالیف کرکے شائع کیا۔ صرف جاہلون اور کم علمون کے خوش کرنے کو تاکہ لوگ پڑھکر اسباب کا مضایقہ اوسنا دین کہ خوب چن چن کر شیعونکو گالیان دین ہمن۔ ورنہ انوار الہدیٰ او رشمس الضحیٰ اور اعلان الہدیٰ کے ایک جملہ کا بھی جواب مولوی صاحب ممدوح نے اظہار الہدیٰ اور بدر الدجیٰ او ر تذکرۃ الخلفار مین نہین دیا ہے بجز دشنام دہی کے۔ مین توجہ دلاتا ہون تمامی فرقہ اہل سنت کو کہ اسلام مین جسقدر ضعف پیدا ہوا۔ اور پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی قسم کے باہمی بغض وعناد کے سبب جو اپنے نفع ذاتی کے واسطے شیعون کو گالیان دیکر اپنے پیشواؤن کے حالات ظاہر کراتے ہین۔ اور بغض وعناد کو اسطرح پر ترقی دیتے چلے جاتے ہین۔ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے صرف کم علمون اور جاہلون کے خوش کرنے کو کل شیعون کو عبد اللہ ابن سبا کا چیلہ اور مرید لکھدیا ہے۔ اور عبد اللہ ابن سبا کو شیعون کا دادا پیر بنایا ہے۔ اور اسی قسم کے اور اتہام کئے ہین کہ شیعون مین وطی فی الدبر جائز ہے۔ ایسی فحش گالیون کے جواب مین شیعہ گالیان تو نہین دیتے بلکہ جو الزام شیعون پر لگائے جاتے ہین وہ سب الزام بلکہ اونسے زیادہ پیشوایان اہل سنت کی نسبت اہل سنت ہی کی کتابون سے ثابت کر دیتے ہین جنکے پڑھنے سے فتنہ وفساد بڑھتا جاتا ہے کم نہین ہوتا۔ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن پیشواؤنکا معتقد اہل سنت کا ایک بڑا گروہ ہے۔ اُن پیشواؤنکا شرمناک حالات شیعون کو چھیڑ کر

علماء اہل سنت مشتہر کراتے ہین - اگر ایسے عالم جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہین شیعونکو سخت نہ لکھین اور گالیان نہ دین اور بیجا الزام شیعون پر نہ لگا دین تو شیعہ پیشوایان اہل سنت کی شرمناک کار روائیونکے لکھنے اور بیان کرنے پر کبھی مستعد نہون - مین اسکے ثبوت مین ایک مختصر تحریر فریقین کی اس جگہہ نقل کرتا ہون اظہار الہدی صفحہ ۱۵۱ - شیعہ اگر بے تقیہ مکہ معظمہ مین جاتے ہین تو تڑا تڑ پڑا پڑ جوتیان کھاتے ہین - شمس الضحی صفحہ ۳۰۴ - آپنے جو ہمکو جوتیونکی مار کا طعنہ دیا ہے - تو یہ طعنہ کی بات نہین - بلکہ بڑے فخر کی بات ہی - خدا کی راہ مین جوتیان کھانا قدیم سے داخل فضیلت ہے جیسا کہ مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ مکہ معظمہ مین قبل از ہجرت مشرکین نے حضرت ابوبکر کو جوتیون سے مارا جسپر علماء اہل سنت کو بڑا فخر ہے - شمس الضحی کے اس جملہ کا جواب آجتک مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سے نہ بن پڑا - اگر مولوی صاحب ممدوح شیعونکی نسبت ایسا سخت کلمہ نہ لکھتے تو شیعونکو حضرت ابوبکر کی شان مین ایسی بے ادبی کرنیکی ضرورت ہوتی - پس شیعونکو اہل سنت بے سبب چھیڑ کر اس قسم کی باتین سنتے ہین - درحالیکہ خلفاء ثلاثہ اہل سنت کے نزدیک پیشواے دین ہین تو اپنے پیشوایان دین کی شان مین ایسی باتین چھیڑ چھیڑ کر لکھوانے کے مواخذہ دار اہل سنت ہونگے یا کوئی دوسرا - کیونکہ شیعہ تو خلفاء ثلثہ کو پیشوا دین نہین سمجھتے بلکہ مخرب دین کہتے ہین پھر اونکو صحیح واقعات کے لکھنے مین کیا تامل ہو سکتا ہے - چاہے اس لکھنے سے کوئی راضی ہو یا ناراض - مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے جو شیعون بے وطنی نے الدبر کا اعتراض کیا ہے - ایسے اعتراض کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ انوار الہدی وطنی نے الدبر کا کوئی تذکرہ نہ تھا کہ جسکے جواب کی ضرورت ہوتی - پھر ایسی باتون کے لکھنے اور ذکر کرنے سے کیا حاصل مجھکو خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ کسی اہل سنت نے از نام شمس عیسائی جو ایک فرضی نام تھا دو سوال شیعون کے پاس بھیجے ایک سوال

نسبت تحریف قرآن مجید تھا۔ اور دوسرا دو بارہ متعہ زنان۔ ان دونوں سوالونکے جواب مین شیعون نے سارے امام پیشوایان اہل سنت کی نسبت ثابت کر کے ایک چھوٹا سا رسالہ شایع کیا۔ اس رسالہ کے جواب مین کسی عالم اہل سنت نے کتاب طعن السنان شایع کی۔ اور اس کتاب طعن السنان مین امام جعفر صادق علیہ السلام و دیگر اماموںکی نسبت کلمات فحش لکھے اور شیعونکو بھی گالیان دین۔ جسکے جواب مین شیعون نے ایک چھوٹا سا رسالہ طبع کرایا اور اوس رسالہ مین یہ بات ثابت کردی کہ پیشوایان اہل سنت وطی فی الدبر کو حلال جانتے تھے۔ مین اوس رسالہ مین کے چند ثبوت بطور نمونہ کتاب تبقاب مصنفہ عالم اہل سنت کے ذیل مین نقل کرتا ہون کتاب تبقاب صفحہ ۱۲ مین یہ عبارت درج ہے۔ واخرج الخطیب فی رواۃ مالک من طریق النضر ابن عبد اللہ الازدی عن مالک عن نافع عن ابن عمر فی قولہ تعالی نساءکم حرث لکم الایہ قال ان شاء فی قبلہا وان شاء فی دبرہا علامہ جلال الدین سیوطی نے جو بہت بڑے عالم مذہب اہل سنت وجماعت مین گذرے ہین تفسیر درمنثور مین اس روایت کو نقل کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ خطیب نے طریق نضر بن عبد اللہ الازدی سے اور اوسنے مالک سے اور اوسنے نافع سے اور اوسنے ابن عمر سے روایت کی کہ انی شئتم سے اختیار مراد ہے چاہے قبل مین جماع کرے چاہے دبر مین جماع کرے۔

کتاب تبقاب صفحہ ۴۲ و ۴۳ مین مندرجہ ذیل روایات درج ہین۔ کہ ابو سعید خدری قسطلانی نے صحیح بخاری کی شرح مین لکھا ہے کہ محمد ابن علی کہتا ہے کہ مین محمد ابن کعب قرظی کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ عورت کی دبر مین وطی کرنیکو تو کیا کہتا ہے۔ کہا یہ شیخ قریشی حاضر ہے اس سے پوچھ لینے عبد اللہ ابن علی بن سائب سے پس کہا عبد اللہ نے کہ ہیہات گندی ہے اگرچہ حلال ہے۔

پھر انھین صفحات مذکورہ مین ایک دوسری روایت بھی مندرجہ ذیل درج ہے
دراوردی سے روایت ہے کہ لوگون نے زید ابن اسلم سے کہا کہ محمد ابن منکدر دبر
مین جماع کرنیکو منع کرتا ہے پس کہا زید ابن اسلم نے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد
ابن منکدر نے اس فعل کو جائز کہا ہے - پھر صفحات مذکورہ مین ایک تیسری روایت
مندرجہ ذیل درج ہے - ابن جریر نے روایت کی کہ ابن ملیکہ سے پوچھا کہ عورت
کی دبر سے جماع کرنا کیسا ہے کہا مین نے شب کو اپنی لونڈی سے یہ بات کی ہے
کتاب تبقاب صفحہ ۶۴ سے مندرجہ ذیل واقعات نقل کیئے جاتے ہین -
قسطلانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ وطی فی الدبر کی اباحت یعنی جواز بالتحقیق
ایک جماعت سلف سے منقول ہے - موافق انھین احادیث اور ظاہر آیہ کے
اور نسبت کیا اسکو ابن شعبان نے اکثر صحابہ اور تابعین کیطرف - اور حسب اجازت
امام مالک کے بھی روایات کثیرہ مین - ابوبکر الجصاص نے اپنے احکام القران مین کہا
کہ اس مسئلہ وطی نے الدبر کی اباحت یعنی جائز ہونا حلال ہونا امام مالک سے
مشہور ہے اور مالکیہ انکار کرتے ہین بسبب قبح اور شناعت کے حالانکہ یہ امر مشہور ہے
کوئی اوسکو منع نہین کرسکتا -
کتاب تبقاب کے صفحہ ۵۲ مین مندرجہ ذیل روائتین درج ہین -
ابن جریر کتاب النکاح مین ابن وہب مالکی سے روایت کرتا ہے کہ وطی
فی الدبر مذہب مالکی مین جائز ہے -
ابو سلیمان جرجانی نے امام مالک سے پوچھا کہ اپنے زوجہ کی دبر مین وطی کرنا
کیسا ہے امام مالک نے جواب دیا کہ مین نے ابھی اس فعل کے باعث غسل کیا ہے
کتاب تبقاب صفحہ ۵۸ و ۶۲ مین واقعہ مندرجہ ذیل درج ہے -
ملا عبدالرحمن جامی نے کتاب بہارستان مین تحریر فرمایا ہے - گفت مملوکہ با مالک خویش

کز تغافلش گرفت راہ فساد + ترک این عمل کن کہ جائز نیست + نزد دین پرورن نیک نہاد + گفت خامش کہ شیخ دین مالک + ہمچنین عیش رخصت ما داد + گفت مسکین ززیر او کہ خدات + در زد و گیر مالک اندازاد +

کتاب تبقاب صفحہ ۲۳ مین مندرجہ ذیل روایت درج ہے۔

تفسیر در منشور مین روایت کی طحاوی اور حاکم نے محمد ابن عبداللہ سے امام شافعی کی تعریف مین کہ لوگون نے امام شافعی سے مسئلہ دخول فے الدبر کا پوچھا فرمایا امام شافعی نے کہ آنحضرت سے نہ اسکی حلت ثابت ہے نہ حرمت او قیاس چاہتا ہے کہ حلال ہوے۔

کتاب تبقاب صفحہ ۶۵- مین مندرجہ ذیل روایت درج ہے۔

طحاوی عبدالرحمٰن ابن قاسم سے تفسیر در منشور مین روایت کرتا ہے کہ مین نے نہین پایا کیسیکو اپنے مذہب کی پیروی کرنیوالون مین سے ایسا کہ وطی فی الدبر کے حلال ہونے مین شک کرتا ہو کیونکہ وطی نے الدبر حلال ہے۔ اور آیہ نسآء کم حرث لکم کو پڑھا اور کہا کہ کوئی حجت ظاہری وطی نے الدبر کے حلال ہونے مین اس آیہ سے زیادہ نہین ہے۔

یہ اعتراضات جو شیعونکی جانب سے ہوے تو ان اعتراضات کا جواب شافی آجتک کسی اہل سنت سے نہوا۔ تبقاب جو ان اعتراضات کے جواب مین تحریر ہوئی ہے اوسکے مطالعہ سے بھی ایک قسم کا اقبال اور شرمندگی سنجانب اہل سنت ظاہر ہوتی ہے۔

کیسے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ فرقہ اہل سنت مین سے ایسے ایسے ذی علم بزرگ مثل مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے بلاوجہ شیعون پر ایسے اعتراض کرکے اون الزامونکو اپنے مذہب کی معتبر کتابون سے اپنے اوپر ثابت کراتے ہین

اور ان بے سود مباحثوں سے اسلام پر غیر قوموں کو مضحکہ کرنے کا موقع دیتے ہین
اور انجام پر غور نہین کرتے۔ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے مناظرہ
شائقین سے کوئی دریافت کرے کہ انوار الہدیٰ مین تو ایسی گندی باتونکا ذکر تک
نہین پھر آپ نے وطی نے الدبر کے مباحثہ کو کس غرض سے شروع کیا۔ اور زمانہ
گذشتہ مین جو شیعون نے اس وطی نے الدبر کا بانی پیشوایان اہل سنت و الجماعت
کو قرار دیا تھا۔ جسکے جواب مین اہل سنت کیجانب سے کتاب تبقاب شائع ہوئی۔
جس کتاب مین سے چند ثبوت شیعونکے مین نے نقل کیئے ہین۔ ان ثبوتونکی تردید
اگر مولوی صاحب کر سکین تو بہتر ہے مین بشوق مطالعہ کرونگا۔ لیکن کوئی جواب شافی
آجتک میری نظر سے نہین گذرا بجز کتاب تبقاب کے اور کتاب تبقاب کے مطالعہ سے
بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ پیشوایان اہل سنت ضرور اس فعل کے بانی ہوئے
جسکا جواب صاحب تبقاب سے بجز تسلیم کے اور کچھ نہو سکا اور تاویلین بے سروپا
کرکے اس دھبہ کو چھوڑاتے ہین اور جواب بھی کتنا معقول دیتے ہین کہ عبداللہ
ابن عمر کے محاورہ مین فی بمعنی من تھا۔ شرم شرم شرم۔ افسوس ہے مولوی صاحب
کی سمجھ پر کہ بلاضرورت اپنا مذہبی الزام دوسرون پر لگاتے ہین اور جب دوسرے
مذہب والے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہین تو عدالت مین نالش کرنے کو جاتے
ہین۔ کیون مولوی صاحب جب ایسے فحش کلمہ آپ شیعونکی نسبت لکھتے ہین اور
شایع کرتے ہین۔ تو امجد علی خان صاحب تحصیلدار رئیس امروہہ نے جو کتاب آپکی
تالیفات کی ہموزن شایع کی تھی اوسکی بابت آپ کی بھائی بند عدالت مین کیون
مستغیث ہوسے۔ افسوس ہے کہ خود چھیڑ کرتے ہین اور جب دوسرا جواب
دیتا ہے تو فریاد کنان عدالت کو دوڑتے ہین بڑے شرم اور بڑے افسوس کی بات ہے
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

تنقیح نمبر دوم

کیا حضرت علی علیہ السلام مشکل کشا نہ تھے اور گنہگار وخاطی غلط گواہی دینے والے تھے اور انتظام ملکی کی لیاقت نہ رکھتے تھے یا افضل الامم وسید العرب وامام المتقین تھے

جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے کتاب مہار الہدی کے صفحہ ۴۰ مین لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی جس سے آنجناب کا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۹۵ مین لکھا ہے کہ یا علی کہنا ممنوع ہے اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۰۴ مین لکھا ہے کہ زیادہ تر گنہگار تھے۔ اور کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۰ مین خاطی وعاصی لکھا ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳ مین لکھا ہے کہ وہ مشکل کشا نہیں ہین وہ بیچارے اپنی تو مشکل آسان نکر سکے تو دوسرون کی کیا مشکل کشائی کرینگے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے کہ ایک رافضی نے کسی فاضل کامل اہل سنت سے پوچھا کہ مولوی صاحب حضرت علی کی تو تعریف کیجیے فاضل نے جواب دیا کون سے علی آیا رافضیون کے علی یا اہل سنت کے علی۔ اور جناب مولوی شیخ احمد صاحب نے کتاب انوار الہدی مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنو کے صفحات مندرجہ ذیل مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے حضرت علی علیہ السلام کے افضل الامم اور سید العرب ہونے کے ثبوت مین بہت سی حدیثین اور اکثر اقوال واقرار اہل سنت کے معتبر عالمون کی تصنیفات سے نقل کیے ہین اونمین سے چند حدیثین بطور نمونہ ذیل مین درج کیجاتی

اصل احادیث بہ نشان صفحات مندرجہ ذیل کتاب انوار الہدی مین جو صاحب چاہین
دیکھ لین ترجمہ اونکا کتاب مذکور سے ذیل مین نقل کیا جاتا ہے ۔
انوار الہدی صفحہ ۲۱۹ - مین بحوالہ ازالۃ الخفاء مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
جو اہل سنت کے ایک مشہور اور معتبر محدث ہین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے
فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جسنے برا کہا علی کو اوسنے برا کہا مجھکو ۔
انوار الہدی صفحہ ۲۱۹ - فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی تم میرے بعد ہر مومن و مومنہ
کے والی ہو ۔
انوار الہدی صفحہ ۲۲۰ - فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جس شخص نے دوست رکھا علی کو
اوسنے دوست رکھا مجھکو اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے ۔
انوار الہدی صفحہ ۲۲۱ - فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ علی مرتضی امیر المومنین اور
امام المتقین اور قائد الغر المحجلین یعنے گمراہون کو راہ بتانے والے ہین ۔
انوار الہدی صفحہ ۲۲۲ - فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی کا موبنہ دیکھنا داخل
عبادت ہے ۔ یہانتک تو فریقین کے مناظرہ کی کتابون سے بطور نمونہ انتخاب کیا گیا
اب مین معتبرین علماء اہل سنت کی کتابون سے حسب ذیل انتخاب کرتا ہون اور
علماء اہل سنت کا علی علیہ السلام کی نسبت کیا خیال ہے ۔
مثنوی شاہ بو علی قلندر صفحہ چہارم ۔ جو اہل سنت مین ولی اللہ مانے جاتے ہین ۔

بہترین دل کند از دنیا علی	ان علی والے ملک سبے
ان وصی مصطفی شیر خدا	ان علی زوج بتول پارسا
زال دنیا را ازان زد پشت پا	تا نیاید در نگاہ اولیا

مولانا جلال الدین رومی جو اہل سنت کے معتبر عالمون اور ولی اللہ مین سے
ہین اپنی مثنوی مین تحریر فرماتے ہین ۔

او جو انداخت بدر و بی علی — افتخار ہر نبی و ہر ولی

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود و ان علی مولیٰ نہاد

گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولاے اوست

کیست مولا آنکہ آزادت کند — بند رقیت ز پایت بر کند

چون بہ آزادی نبوت ہادیست — مومنان از انبیا آزادیست

اے گروہ مومنان شادی کنید — ہم بہ سرو سوسن آزادی کنید

امام شافعی حضرت علی ابن ابیطالب کی مدح مین فرماتے ہین۔

اقسم بمکۃ والحطیم وزمزم
قسم کھاتا ہون مکہ کی اور دیوار کعبہ اور زمزم کی
والراقصات وسعیہن الی منی
اور سواری اور اُسکے دوڑنے جانب منیٰ کی

بغض الوصی علامۃ مکتوبۃ
کہ علی کی عداوت ایک علامت ہے جو لکھی ہوئی ہے
کتبت علی جبہات اولاد الزنا
وہ گویا لکھی باتی ہر ولد الزنا کی پیشانی پر

من لا لوالی فی البریۃ حیدرا
جو شخص کہ علی کی محبت نہ رکھے گا
سیان عند اللہ صلی او زنی
وہ یکسان ہے خدا کے نزدیک چاہے نماز پڑھے یا زنا کرے

لو ان المرتضی ابدی محلہ
اگر مرتضی ظاہر کرتے اپنے رتبہ کو
لکان الخلق طرا سجدا لہ
تو مخلوق اونکو سجدہ کرنے لگتی +

کفی فی فضل مولانا علی
ثبوت فضائل علی کے واسطے اسقدر کافی ہے
وقوع الشک فیہ انہ اللہ
کہ لوگ اونکے خدا ہونیکا شک کرتے ہین

وات الشافعی فلیس یدری
اور شافعی مرگیا اسی جستجو مین +
علی ربہ ام ربہ اللہ
کہ علی اوسکا خدا ہے یا رب اوسکا خدا ہے

سورۂ بنی اسرائیل ۔ واسئل من ارسلنا قبلک من رسلنا ۔ روی ابن عبد البر
فی الاستیعاب والثعلبی عن ابن مسعود قال ان النبی لیلۃ اسری بہ

جمع الله نبیه وبین الانبیاء ثم قال له سلهم یا محمد علی ماذا بعثتم قالوا بعثنا
علی شهادة ان لا اله الا الله وعلی الاقرار بنبوتک والولایة لعلی بن ابی طالب
اور سوال کر اے محمد ان رسولون سے جنھین بھیجا ہے تجھسے پہلے روایت کی ابن عبداللہ نے
بیچ کتاب استیعاب کے اور ثعلبی نے ابن مسعود سے کہ فرمایا جب جمع کیا پروردگار عالم نے
شب معراج کو نبی صلعم کے ساتھ دیگر انبیا کو اوسوقت فرمایا پروردگار عالم نے آنحضرت سے
کہ اے محمد سوال کر ان انبیا سے کہ تمکو کس اقرار پر خداے تعالی نے مبعوث برسالت کیا پس
جواب دیا سب انبیا نے کہ خداے تعالی نے ہمکو اقرار توحید اور اقرار نبوت جناب محمد صلعم
اور اقرار ولایت علی ابن ابیطالب پر مبعوث برسالت کیا۔
مدارج النبوت جلد دوم۔ ناد علیا مظہر العجائب تجده عونا لک فی النوائب
کل هم وغم سینجلی بعظمتک یا الله بنبوتک یا محمد وبولایتک یا علی یا علی یا علی
پکار علی کو کہ وہ جاے ظہور عجائب وغرائب ہے پاویگا تو اوسکو مددگار اپنی سختیون مین
اور ہر رنج وغم آسان ہوگا بوسیلہ نبوت جناب محمد صلعم اور بوسیلہ ولایت علی علیہ السلام۔
ان واقعات سے کہ جنکی نقل اہل سنت کی معتبر کتابون سے کی گئی ہے۔ ثابت ہے کہ تمامی
انبیا ولایت علی ابن ابیطالب کے اقرار پر مبعوث برسالت ہوئے اور اسیوجہ سے مولانا
روم نے حضرت علی علیہ السلام کو فخر انبیا اور فخر اولیا کہا ہے اور ناد علیا سے علی علیہ السلام کا
مشکل کشا ہونا محتاج ثبوت نرہا۔ جسپر جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے مقلد اور
ہم مذہب اہل سنت معترض ہین اور علی علیہ السلام کے مشکل کشا ہونے سے منکر ہین۔
کنوز الحقائق للامام المناوی علی خیر البشر من شک فقد کفر کان
المصیر ورة وهو التطهیر عن الذنوب ای جعلنه خیر الناس وکنتم
من الکینونة والتکوین هو فی العالم الکون وضعنه نوراً وافضل الامم
علی بہترین خلق ہین جسنے شک کیا وہ تحقیق کافر ہوا اور علی گناہون سے پاک و صفا

لبعظمتک ۵ یا اللہ

طیب وطاہر ہین نور سے پیدا ہوئے ہین اور تمام امت سے افضل ہین ۔
اور تمام عالم کے شرف ہین ۔

تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۶۷ ۔ قال الامام احمد بن حنبل ما ورد لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما ورد لعلی جلال الدین سیوطی باقرار وحوالہ امام احمد ابن حنبل لکھتے ہین کہ جسقدر فضائل حضرت علی کے وارد ہوئے ہین ایسے فضائل کسی اصحاب رسول اللہ صلعم کو نصیب نہین ہوے ۔

غور کا مقام ہے کہ امام مناوی اور امام احمد ابن حنبل دونون پیشوا فرقہ اہل سنت وجماعت کے ہین ۔ اور تاریخ الخلفاء کی معتبری کا تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بھی اقرار کر چکے ہین ۔ پس یہ دونون امام اہل سنت کے حضرت علی کے افضل الامم اور بہترین خلائق معصوم و نور سے پیدا ہونے کا اقرار کرتے ہین اور اپنے ان اقرارات کی سند احادیث رسول خدا صلعم کے مطابق ظاہر کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ حضرت علی سے افضل کوئی اصحاب نہین ہے نہ اسقدر فضیلت کسی اصحاب کو حاصل ہوئی جو حضرت علی کو حاصل تھی ۔ اور شک کرنیوالا کافر ہے پس جو لوگ حضرت علی کے مقابلہ مین کسی دوسرے اصحاب کو فضیلت دین وہ اقرارات مذکورہ کے مطابق کافر قرار پائینگے یا نہین ۔ اور بربنا ان اقرارات کے حضرت علی کے مشکل کشا ہونے مین کونسا شک باقی رہ گیا ۔ اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب یا اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالون کا انکار دربارہ مشکل کشائی وفضیلت حضرت علی واجل فہمی حضرت علی قرار پاویگا یا اب بھی کوئی شک باقی رہگیا ۔

کیون مسلمانو جس علی کے حق مین مولانا روم گواہی دین کہ وہ فخر انبیاء فخر اولیاء ہے اور امام شافعی بالقسم ظاہر کرین کہ مراتب علی اور فضائل علی اسقدر ہین کہ اگر ظاہر کیے جاتے تو مخلوق اونکو سجدہ کرنے لگتی فضائل علی کے ثبوت کے واسطے اسقدر

کافی ہے کہ بعض لوگ اونکے خدا ہونے کا شک کرتے ہین - اور شافعی اسی جستجو مین
مرگیا کہ علی اوسکا خدا ہے یا رب اوسکا خدا ہے - جس علی کی نسبت جناب رسالتمآب صلعم
فرماوین امیر المومنین امام المتقین گمراہونکے رہنما - اور جس علی کا موںہہ دیکھنا داخل
عبادت ہو - جو علی نور سے پیدا ہوا ہو - اور جو علی معصوم ہو - اور جو علی سارے
عالم کا شرف اور افضل الامم اور تمامی اصحاب رسول اللہ صلعم سے اعلےٰ اور افضل
قبول کیا گیا ہو - جس علی کی نسبت شاہ بو علی قلندر گواہی دین کہ تارک لذات دنیا
تھے اور دنیا کو ٹھوکر ماری تھی محض تقویت دین اور استحکام اسلام کیواسطے تا دوسرے
اولیاء اللہ دنیا کی جانب رغبت نکرین - اوسی علی کی نسبت مذہب اہل سنت الجماعت
کے فخر العلماء مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی شہادت دروغ کا الزام لگاتے
اوس علی کے مشکل کشا ہونے سے انکار کرین اور بکمال بے ادبی کے ساتھ ان الفاظ کو
لکھین کہ علی بیچارے اپنی مشکل تو آسان ہے نکر سکے تو دوسرونکی مشکل کیا آسان کرینگے -
اوسی علی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ زیادہ گنہگار تھے - اوسی علی کے عاصی وخطا وار ہونیکا
اظہار کیا جاتا ہے - وہی علی انتظام ملکی مین (نعوذ باللہ) نالائق بتایا جاوے -
اور پھر مسلمان ہونیکا دعوی کیا جاوے - کیا مسلمان اس گروہ کا نام ہے جو علی اور
اولاد علی کے دشمن ہین - اور جنکی دشمنی فقرات مذکورہ سے ظاہر وثابت ہوتی ہے -
کیا اہل سنت کو جو ہم خیال وہم مذہب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے ہین برنباء
اسی اعتقاد کے مسلمان ہونیکا دعوی ہے - اگر اہل سنت ان عقاید کے پیرو نہین
ہین جیساکہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنی تصنیفات مین ظاہر کیا ہے اور
جنکی نقل ہمنے کی ہے - تو اہل سنت کو مشتہر کردینا چاہیئے کہ مولوصاحب ممدوح
کی تحریرین عقاید مذہب سنت والجماعت کے خلاف ہین تاکہ کم علم وجاہل لوگون کے
عقاید مین خرابی پیدا نہو - اور جب تک اہل سنت کیجانب سے ایسا اظہار نہوگا

اس وقت تک مولویصاحب ممدوح کی تصنیفات کُل فرقہ اہل سنت کی جانب منسوب ہونگی۔

کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس اعتقاد پر آپ شیعون پر طعنہ زن ہین اور اسی اعتقاد پر آپ کو اہلبیت اظہار کے ساتھ دعوی محبت اور دعوی عقیدت ہے۔ اور اسی اعتقاد پر آپ کو مسلمان ہونیکا دعوی ہے۔ اور آپ کے اسی اعتقادی مناظرہ اور مباحثہ کی شہرت تمام ممالک مغربی وشمالی مین ہو رہی ہے اور حدود عرب وعجم تک اسیکا تذکرہ ہو رہا ہے۔ کہ جن علی کی شان مین جناب رسولخدا صلعم فرمادین کہ ہر مومن و مومنہ کے ولی ہو۔ اور مومنین کے سردار ہو۔ اور پرہیزگارون کے پیشوا ہو۔ اوسی علی کو آپ نے بڑے شد و مد کے ساتھ غلط کوری دینے والا۔ انتظام ملکی کے ناقابل گنہگار خطا دار بنانے مین مطلق تامل نہین کیا۔ این کار از تو اید مردان چنین کنند + آپ کی تصنیفات نے مذہب اہل سنت کی قلعی کھولدی۔ لہذا مجھکو اس تنقیح کے فیصلہ مین اس تجویز کے ظاہر کرنے مین کسی قسم کا پس وپیش نہین۔ کہ ممالک مغربی وشمالی یا حدود عرب وعجم تک دشمنان حضرت علی و دشمنان اولاد حضرت علی کو آپ کی تصنیفات کے پڑھنے سے بدرجہ نہایت خوشی حاصل ہوئی ہو گی۔ اور اس خوشی مین ان لوگون نے سارے ممالک مغربی وشمالی مین تا حدود عرب وعجم آپ کی تصنیفات کو ضرور شہرت دی ہوگی آپ ہرگز ہرگز متفکر نہون آپ کی یہ شہرت دشمنان علی کے دلون سے زائل ہونے یا دیگی جاہے حکیم جی بہکاوین یا کوئی دوسرا ایماندار سمجھاوے۔ آپ نے وہ کام کیا جو تا قیامت فراموش نہوگا۔ مگر مولویصاحب آپ کے اس اعتقاد کا اثر اون لوگونپر بالکل نہوگا جو دل سے مسلمان ہین اور قیامت کا خوف اونکے دلمین ہے اور حضرت علی کو افضل الامام جانتے ہین خواہ وہ سنی ہون یا شیعہ۔ آپ کو اور آپ کے ہم خیالون اور

ہم ندہبون کو بھی اسبات پر غور کرنا چاہیے کہ زندگی کی مدت بہت تھوڑی ہے۔
امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ دنیا ایک ایسی غیر مستحکم قیام گاہ ہے کہ جسکو بہت
جلد زوال آجاتا ہے نیک بھی مرجاتے ہین اور بد بھی فنا ہوجاتے ہین زندہ
کوئی نہین رہتا نہ اس دنیا کے عیش کو قیام ہے۔ نہ مصیبت کو استحکام۔ نیک نصیب
وہ ہے جو دنیا کی نمایش پر مائل نہو۔ اور دنیا کے بے اصل جلوہ پر فریفتہ نہوجاوے
اور بدنصیب وہ ہے جو دنیا کی فنا ہونیوالی دولت کیجانب رجوع کرے
اور دنیاے بیوفا کی وفاداری پر اعتماد کرے۔ اور یقین کرلے کہ یہ طرح طرح کے
عیش و تنعم ہمیشہ ایک دستور پر قایم و برقرار رہینگے۔
جناب مولویصاحب غور فرمائے کہ اس دنیا کے واسطے یزید نے فرزند رسول کا
خون بہایا خاندان رسالت کو تباہ و برباد کیا۔ لیکن پورے تین برس بھی
خلافت نکرنے پایا۔ معاویہ بن یزید نے دنیا پر لعنت کی اور خلافت سے دست
بردار ہوا۔ اور جلسۂ عام مین باواز بلند کہدیا کہ یہ خلافت حق تھا حضرت علی کا
میرے جد معاویہ نے بلا استحقاق بموجودگی حضرت علی کے خلافت پر قبضہ کیا
اور انجام اوسکا واقعہ کربلا ہوا۔ مین اس خلافت کو کیونکر اختیار کردن کہ جسکے
واسطے فرزند رسول شہید کیا گیا پس یہ خلافت حق ہے امام زین العابدین علیہ السلام کا
یہ کہکر شامیون سے کہدیا کہ تم جسکو چاہو خلیفہ بنالو مین اس خلافت کو قبول نہین
کرتا۔ اس کلام کے بعد منبر سے اوترایا اور شامیون نے اُسکو زندہ دفن کردیا۔
لیکن اس دنیا مین نہ اب یزید زندہ ہے کہ جسنے فرزند رسول کو ذبح کرایا۔ نہ
معاویہ بن یزید زندہ ہے کہ جسنے حکومت دنیا سے نفرت کی اور حفاظت ایمان
کیواسطے زندہ درگور رہنا قبول کیا۔ ان دونو کا ذکر اس دنیا مین باقی رہ گیا ہے
یزید پر خلق خدا لعنت کرتی ہے اور معاویہ بن یزید کو بہ نیکی یاد کرتی ہے۔

اور تاقیامت ان دولونکی یادگاری اسطور پر رہتی رہیگی - وقت تو گذر ہی جاتا ہے مگر بات رہجاتی ہے - مصرعہ رہی بات وقت گذر گیا نہ کرم رہے نہ ستم رہے + اسوقت ۱۳۱۴ھ ہجری ہے اس زمانہ دراز مین مسلمانون مین بکثرت لوگ ایسے گذرے جو آل رسول کی دشمنی مین فوت ہوگئے مگر اس دشمنی کے معاوضہ مین کوئی نفع نہ اوٹھایا بجز حسرت اور یاس کے اور اپنے کو اس دشمنی مین قابل لعنت بنا گئے اور تا قیامت ایماندار اونکو بہ نفرت یاد کرتے ہین - اب بھی دشمنان آل رسول بجز بدنامی کے کوئی نفع نہین اوٹھاتے اور اس دشمنی مین تاقیامت اونکے نام سے ایماندار نفرت کرتے رہینگے - اگر کوئی شخص آپکی مانند کتابین لکھکر دشمنان حضرت علی کا ایک گروہ تیار کرے تو اس سے بجز رسیاہی کے اور کچھ حاصل نہوگا کیونکہ نہ اب حضرت علی اس دنیا مین ہمارے درمیان زندہ موجود ہین کہ اونکی ذات پاک کو دشمنونکی خصومت سے کوئی ضرر پہونچے - نہ مذہب اسلام پر یہ حملہ کارگر ہوسکتا ہے - کیونکہ اسلام اور شریعت اسلام بوجہ شہادت فرزند رسول قایم و برقرار ہوگئے اب تا قیامت اسکو زوال نہین - نہ اب امیر معاویہ و یزید ابن معاویہ زندہ ہین کہ دشمنان حضرت علی کو انعام اور اکرام دین - لیکن بانی گروہ دشمنان حضرت علی کا نام تاقیامت بدنام ہوگا کیونکہ اب اس اظہار دشمنی سے کوئی فائدہ نہین + مردا خربین مبارک بندہ ایست + پس مین اس تنقیح کو بحق مولوی شیخ احمد صاحب منفعل کرکے ظاہر کرتا ہون کہ جسقدر حملہ حضرت علی کی ذات پاک پر جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کئے ہین اون حملون سے بخوبی ثابت ہے کہ مولویصاحب ممدوح کو اور اونکے ہم مذہب و ہم خیالون کو ابتک حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھ بغض و کینہ باقی ہے - خدا اونکے دلون سے اس کینہ کو دفع کرے اور وہ راہ راست اختیار کرین - گولفظ

مولویصاحب دوستی حضرت علی اور اولاد حضرت علی کا اظہار کرتے ہین مگر یہ اظہار انکا
کم علم او رجاہلونکی تالیف قلوب کی غرض سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فرقہ اہل سنت
کے کم علم او رجہلا حضرت علی کو مشکل کشا او راپنا پیشوا سمجھتے ہین ہر کام مین مولا
مشکل کشا کا دونا چڑھاتے ہین۔ نیاز و نذر کرتے ہین۔ ماہ رجب مین مولا مشکل کشا
کی نذر کے کونڈے کرتے ہین۔ ہر پہلوان اور پھکیت و بکیت اپنے اپنے
اکھاڑون مین مولا مشکل کشا کے نام کا نشان چڑھاتے ہین۔ جب تک مولا مشکل کشا
کا نام نہ لے لین کشتی نہین کرتے کثرت نہین کرتے۔ کشتی لڑتے وقت اِن الفاظ کو
اول کہہ لیتے ہین کہ حکم مولا مشکل کشا علی کا۔ اور جب کامیاب ہوتے ہین تو نعرہ
لگاتے ہین کہ یا علی مدد۔ پیراک جب دریا مین کودتے ہین اول یا علی مدد کہتے
ہین۔ محرم مین تعزیونکے ساتھ اہل سنت علی العموم یا علی مدد کہتے جاتے ہین۔
حیدرآباد مین خاص ایک پہاڑ مولا مشکل کے نام سے مشہور ہے جسپر حضرت
علی کی زیارت کے واسطے اہل سنت کا بہت بڑا مجمع ہر سال ہوتا ہے خود سرکار
نظام اعتقاداً اوس پہاڑ پر کمال تعظیم اور ادب کے ساتھ تشریف لیجایا کرتے ہین
او بنظر حصول سعادت وہان چند روز قیام کرتے ہین۔ اگر کل فرقہ سنت الجماعت
کے ناواقف اور سادہ لوح کم علم و جاہلون پر یہ راز ظاہر ہو جاوے کہ ہمارے
مذہبی علماء صرف ہماری تالیف قلوب کے واسطے بظاہر حضرت علی و اولاد حضرت
علی کا اقرار کرتے ہین ورنہ دراصل اونکے دل ابتک صاف نہین ہوئے اور
حضرت علی کا کینہ بھرا ہوا ہے۔ اور مذہب اہل سنت کی بنا حضرت علی کی دشمنی ہے
تو اکثر اہل سنت ایک دن مین شیعہ ہو جاوین۔ جیساکہ مولوی شیخ احمد صاحب نے
بعد تحقیق مذہب اہل سنت کی بنا حضرت علی کی دشمنی دیکھکر مذہب اہل سنت سے
کنارہ کشی کرکے شیعہ ہو گئے۔ اسیطرح ناواقف اہل سنت واقفیت حاصل کرنے

پر ضرور شیعہ ہوجاوین - چنانچہ جو لوگ مذہب اہل سنت کے شیعونکے ساتھ مجالس
عزا مین شریک ہوتے ہین - اور واقعات شہادت شہدا کربلا سنتے سنتے جب
خوب واقف ہوجاتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کو جن لوگون نے شہید کیا وہ
سنت الجماعت تھے اور اکثر ان مین حافظ قران تھے تو فوراً شیعہ ہوجاوین -
اکثر اہل سنت واقعات اسلام سے ناواقف ہونیکے سبب مذہب سنت والجماعت
اختیار کئے ہوئے ہین - فرقہ شیعہ کی کثرت انھین مجالس عزا کے باعث ہوئی
اور ہوتی جاتی ہے - اگرچہ علمار اہل سنت نے بہت کوشش کی اور ہر قسم کی
تدبیرین کین اور آجتک اپنی تدبیرون سے غافل نہین - اور بہت چاہا کہ مجالس
عزا بند ہوجاوین - یا اہل سنت ان مجالس مین شریک نہون - یہانتک زور
مارا کہ ابن حجر مکی نے تو قطعاً ممانعت کی اسیطرح امام غزالی نے اور اکثر علمار اہل سنت نے
بدعت سیئہ کے فتوے لگائے - لوگونکو یہانتک ڈرایا اور بہکایا کہ مجالس مین حلوہ
تبرا ہوتے ہین - فرش کے نیچے تبرا مخفی کردیتے ہین - مگر ایک نہ چلی اہل سنت
برابر شریک مجالس ہوتے ہین اور پیشوایان اہل سنت کے اون ظلمون سے
واقف ہوکر کہ جو خاندان رسالت کے ساتھ ہوئے اور جنکے نتیجہ مین امام
حسین علیہ السلام مثل گوسفندان قربانی تین روز کے بھوکے پیاسے ذبح ہوئے
تھے کلٹ شیعہ ہوجاتے ہین - مین افسوس کرتا ہون اون ذی علمون پر کہ جو لفظ
تبرا کے معنی تک نہین جانتے اور مولوی ہونے کے دعویدار ہین - جہلار اور
کم علمون مین لفظ تبرا کو ایک درندہ جانور یا سحر مشہور کر رکھا ہے - جو کہتے ہین
کہ حلوہ پر پھونکا جاتا ہے فرش کے نیچے رکھا جاتا ہے - لہذا عوام الناس کی تفہیت
کے واسطے لفظ تبرا کی توضیح کیے دیتا ہون - تبرا کے معنی ہین نفرت کرنا - بیزاری
کرنا غیاث اللغات مین جو چاہے دیکھ لے پس شیعہ دشمنان حضرت علی و دشمنان خاندان

بنوت وقاتلان شہداء کربلا کے ساتھ ضرور تبرا کرتے ہین یعنی اظہار نفرت وبیزاری کرتے ہین۔ سواس دنیا مین کوئی زندہ جان ایسی نہین ہے کہ اپنے دشمنون اور اپنے پیشوائون کے دشمنون اور اپنے باپ داودن کے دشمنون کے ساتھ نفرت اور بیزاری نکرتا ہو۔ اہل سنت مین بھی ایماندار لوگ دشمنان حضرت علی ودشمنان آل رسول سے نفرت وبیزاری کرتے ہین اسمین قباحت کیا ہے۔ البتہ دشمنان حضرت علی ودشمنان خاندان نبوت اور قاتلان شہداء کربلا کے اولاد اور انکے معتقدین کی اولاد جو دنیا مین جا بجا پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اپنے باپ دادون اور پیشواؤن کے نام پر تبرا ہوتے ہوئے دیکھکر کبھی شرمندہ ہوتے ہین اور کبھی غضبناک حالت شرمندگی مین تو کہدیتے ہین کہ جو تبرا کرتا ہے اوسی پر لوٹ آتا ہے اور حالت غیظ وغضب مین آمادہ بہ تکرار ہوتے ہین اور کوشش کرتے ہین کہ تبرا بند ہوجاوے مگر بند نہین ہوتا دن بدن ترقی پکڑتا جاتا ہے۔

اگرچہ اہل سنت کے معتبر عالمون اور فاضلون نے اپنی تصنیفات مین جناب اسداللہ الغالب علی ابن ابیطالب کے افضل الامم اور بہترین خلائق اور معصوم ہونے اور نور سے پیدا ہونے وامیر المومنین وامام المتقین ہونے کی احادیث وآیات قرانی کو نقل کیا ہے مگر سب سے زیادہ تعجب ہے ایسے صاف اور صریح احکام الہی اور ارشاد رسالت پناہی سے دیدہ ودانستہ انحراف کیا جاتا ہے اور جناب امیر کے شکل کشا ہونے سے انکار کیا جاتا ہے اور باصرار کہا جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) وہ انتظام ملکی کے لائق نہ تھے گنہگار وخطاوار تھے۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے فخر العلماء جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۳۱ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک رافضی نے کسی فاضل کامل اہل سنت سے پوچھا کہ مولویصاحب حضرت علی کی تعریف کیجیے فاضل نے جواب دیا کہ کون سے علی آیا رافضیون کے علی یا اہل سنت کے علی۔

فاضل اہل سنت کا یہ سوال قابل غور ہے جسکی توضیح اختصار کے ساتھ ذیل مین کیجاتی ہے
چونکہ وفات رسولخدا صلعم کے بعد جناب امیر کے ساتھ علانیہ لوگون نے اظہار دشمنی کردیا
جسکی پیروی آجتک اہل سنت مین ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی دشمنی کے سبب آل رسول
خلافت سے محروم کیے گئے اور تمامی مہاجر و انصار و تابعین نے بہ طیب خاطر اجماع
کرکے دست امیر معاویہ و یزید ابن معاویہ پر بیعت کرکے خلیفہ و امام بنایا۔ لیکن جب
واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام ہوا تو لوگون مین اضطراب پیدا ہوا جسکی تصریح
تنقیح نمبر پنجم و ششم مین کیجاویگی۔ اور اس اضطراب کے سبب وقتاً فوقتاً امت کے خیال
بنی امیہ و بنی عباس کیجانب سے برگشتہ ہونے لگے۔ اور چونکہ علی علیہ السلام کے اوصاف
مین آیات قرانی اور احادیث نبوی صاف اور صریح موجود تھین جنکے انکار کا موقع
باقی نرہا تھا لہذا لوگون کے رخ آل رسول کیجانب پھرنے لگے اور خلفاء بنی امیہ و بنی عباس
کو زوال حکومت کا خوف پیدا ہوا اسوجہ سے وقتاً فوقتاً ایک جماعت اذ نام اولیا بنائی
گئی اور اس جماعت کو اون فضائل و مناقب سے موسوم کرنا شروع کیا جو فضائل
و مناقب کہ جناب امیر کے پروردگار عالم و جناب رسالت مآب صلعم نے امت پر ظاہر کیے
تھے۔ اور ایک حضرت علی کے مقابل بہت سے علی ہمرتبہ علی بنادے گئے اور انکی
جانب امت رجوع کی گئی تاکہ آل رسول کو کسی قسم کی قوت حاصل ہونے پاوے اور امت
حضرت علی اور اولاد حضرت علی سے برگشتہ رہے اور اون اولیاء کی معتقد ہوجاوے
جو ہمرتبہ علی بنائے گئے تاکہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس کے استحکام مین نقص پیدا نہو
اور امت اولاد علی کے مطیع ہونے پاوے چنانچہ جن حضرات کو خلفاء بنی امیہ و بنی عباس
و معتقدان و پیروان و خیر خواہان بنی امیہ و بنی عباس نے درجہ ولایت پر پہونچا کر ہمرتبہ
علی بنایا اونمین سے دو صاحبونکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے۔
جناب مولوی عبد القادر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد لاہوری جو مذہب اہل سنت کے

ایک عالم ہین اپنی کتاب گلدستہ کرامات مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے مناقب بتصریح ذیل درج فرماتے ہین۔

نمبر صفحہ کتاب گلدستہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون
۱۰	جسطرح مکھی رسولخدا کے جسم مطہر پر نہ بیٹھتی تھی اسیطرح جسم شیخ عبد القادر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور جسطرح بول و براز رسول اللہ صلعم کا زمین کھا جاتی تھی اسیطرح شیخ عبد القادر کا بول و براز زمین کھا جاتی تھی۔ شیخ عبد القادر کہا کرتے تھے کہ ہذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر۔ یعنی عبد القادر جیلانی کا جسم اصل مین جناب محمد صلعم کا جسم ہے (مطلب اس تحریر کا یہ ہے کہ اصل مین شیخ عبد القادر وہی ہین جو اول صلب حضرت عبد اللہ سے پیدا ہوکر از نام محمد معروف ہوے اور سنہ ہجری مین اس دنیا سے رحلت فرماکر بار دیگر صلب ابو صالح سے پیدا ہوے اور از نام عبد القادر معروف ہوے۔ اور اصل مین یہ واقعہ اوس حدیث کی تردید مین ہے یا اوس حدیث کے جواب مین ہے جو رسولخدا صلعم نے فرمایا تھا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون۔ مین اور علی نور واحد سے پیدا ہوئے ہین اور مطلب اسکا یہ ہے کہ شیخ عبد القادر ہمرتبہ علی ہین)
۹	شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ جسطرح جناب محمد میرے جد امجد کا قدم تمام انبیا کی گردن پر ہے اسیطرح میرا قدم تمامی اولیا کی گردن پر ہے۔ (جسطرح شیعہ دعویدار ہین کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہوئی اور جناب امیر پر ولایت یہ اوسکا جواب ہے اور اس جواب سے

نمبر صفحہ کتاب تذکرہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون -
۹	علماء اہل سنت اپنے ہم مذہبوں کی اصلاح تسکین کرکے کہ شیعہ حضرت علی کے اور سنی شیخ عبدالقادر کے غلط مناقب بیان کرکے گنہگار ہوتے ہین لوگونکے خیال جناب امیر اور اولاد جناب امیر کیجانب سے برگشتہ کرکے جانب خلفاء ثلاثہ رجوع کرتے ہین مگر تمام لوگ اسبات پر غور نہین کرتے کہ جناب امیر کے مناقب قرآن اور احادیث سے ثابت ہین جو کتب اہل سنت ہین درج ہین اور شیخ عبدالقادر کا زمانہ رسولخدا کے بعد وفات قبل از پیدائش شیخ عبدالقادر کے عبدالقادر کا کوئی نام ونشان بھی نجانتا تھا مناقب کہان سے پیدا ہوگئے)
۹	اگر تمام دنیا کے برگ ہاے اشجار کاغذ نجادین اور شاخہاے درخت قلم نجاوین اور تمام جن والانس ملکر لکھنا شروع کردین توبھی مناقب اور کرامات شیخ عبدالقادر ختم نہون اور تمام مخلوق لکھتے لکھتے عاجز آجاوے (یہ جواب شیعونکے اوس دعوی کا ہے جو حضرت علی کے فضائل ہین وہ بیان کرتے ہین کہ اگر دریاؤن کا پانی روشنائی بن جاوے اور شاخہاے درخت قلم بنجادین توبھی فضائل حضرت علی ختم نہون)
۱۱	شب معراج کو جب جناب محمد صلعم ہفت آسمان کی منزلین طے کرکے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے اوسوقت حضرت جبرئیل تو رخصت ہوگئے اور شیخ عبدالقادر نے آنحضرت کا قدم مبارک اپنے کاندھے پر اوٹھاکر قاب قوسین تک پہونچایا - (یہ جواب شیعونکے اوس دعوی کا ہے جو شیعہ کہتے ہین کہ جب اصحاب نے پوچھا جو نبی کو دیکھا معراج

نمبر صفحہ کتاب تحفہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون
	مین حضرت نے کیکو دیکھا + کہنے لگے سکا کے محبوب خدا + واللہ جہان دیکھا علی کو دیکھا۔
	جس شب کو شیخ عبد القادر بمقام گیلان پیدا ہوے اوس شب کو یکہزار و یکصد طفل نخانہ ہاے دیگر بمقام گیلان اور بھی پیدا ہوے تھے جو ببرکت قدم شیخ عبد القادر سب کے سب ولی اللہ ہوئے۔
۱۹	(اس دعوی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیعون کو تو ایک حضرت علی کے ولایت ہی پر فخر ہے مگر شیخ عبد القادر تو رتبہ مین حضرت علی سے بھی اسقدر بلند ہین کہ بروز پیدایش اونکے جسقدر طفل پیدا ہوئے سب ولی اللہ ہوگئے۔ مگر اون ایکہزار و یکصد طفل کا نام اہل سنت آجتک نہ بتا سکے مگر شیخ عبد القادر کو رتبہ رسول سے بھی زیادہ بڑھا دیا کیونکہ بروز پیدایش رسول جو طفل تولد ہوئے اونمین نہ کوئی رسول ہوا نہ ولی؛
۲۴	ایک غرق شدہ کشتی کو بارہ برس کے بعد مع اون لوگون کیے جو اوسپر سوار تھے شیخ عبد القادر نے دریا سے نکالا۔ (یہ جواب شیعونکے اوس دعوی کا ہے کہ زمانہ حیات رسولخدا صلعم مین جناب امیر نے پانچ کشتیان غرق شدہ مع اون لوگون کے جو اوسپر سوار تھے۔ دریا سے نکالا)
۳۰	زمانہ شیر خواری مین شیخ عبد القادر دایہ کی گود سے جانب آسمان پرواز کر گئے اور قریب آفتاب پہونچے خلق اللہ کو دو آفتاب نظر آنے لگے (یہ جواب ہے حدیث بساط کا)
۳۶	ایک عیسائی کو شیخ عبد القادر وقت مباحثہ قبرستان مین لے گئے اور

نمبر ۔۔۔ نقل مضمون یا خلاصہ مضمون

کتب کرامات

۲۳ ایک قبر کہنہ سے ایک مردہ قوال کو قم باذنی کہکر زندہ کیا یعنی زندہ ہو جا میرے حکم سے وہ قوال گاتا بجاتا قبر سے زندہ نکل آیا (یعنی کلمہ پڑھتا زندہ نہین ہوا۔ اور اس واقعہ سے شیخ عبد القادر کا ہم رتبہ خدا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہ جواب اوسکا ہے جو نصیری حضرت علی کو خدا کہنے لگے اور شافعی منسوب ہے کہ علی نوں کا خدا ہے یا رب اونکا خدا ہے)

اس قسم کے بکثرت واقعات بالاسند کتب کرامات مین درج ہین۔

اخبار خیر خواہ عالم دہلی مرقومہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۱ء نمبر ہشتم جلد ہشتم مین ایک خبر اس عنوان سے درج ہے۔ (کیفیت عرس شریف گنگوہ ضلع سہارنپور)۔ راقم دبدبہ سکندری کے ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہین کہ مقام پیران گنگوہ سہارنپور سے پندرہ کوس ہے اور وہان حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبد القدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ الی آخرہ۔ یہ لقب شاہ عبد القدوس کو شیعون کے اوس دعوے کے جواب مین دیا گیا ہے جو وہ حضرت علی کو مشکل کشا کہتے ہین اور ظاہر کرتے ہین کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیا تھا۔

ان سب واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح شیعہ جناب امیر کو مشکل کشا ولی اللہ وصی اللہ معجزہ جانتے ہین اور امام کہتے ہین۔ اسیطرح اہل سنت بہت سے حضرات کو ہم رتبہ علی بناکر خلق اللہ کو تسکین دیتے تھے اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی کیجانب سے لوگون کو بدعقیدہ کرتے تھے تاکہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس کو زوال نہو۔

یہی سبب تھا کہ فاضل کامل اہل سنت نے رافضی سائل سے کہا کہ کون سے علی کی تعریف کرون رافضیون کے علی کی یا سنیون کے علی کی جسکا مطلب یہ ہے کہ رافضیون کے علی تو فرزند ابو طالب زوج بتول ہین اور سنیون نے ہم رتبہ علی بہت سے علی بنا لیئے ہین انہین سے جس علی کی تعریف سنا چاہو ہین بیان کرون مگر رافضی سائل ناواقف تھا وہ یہی جانتا تھا کہ بجز حضرت علی مرتضی کے کوئی دوسرا علی اس دنیا مین پیدا نہین ہوا بدیںوجہ وہ گھبرا گیا اور ساکت ہو گیا اگر اوسکو علم ہوتا تو وہ کہدیتا کہ سنیون کے علی کی تعریف کرو اوسوقت فاضل کامل اہل سنت یہ سوال ضرور کرتے کہ سنیونکے کونسے علی کی تعریف کرون آیا ہمرتبہ علی شیخ عبد القادر جیلانی کی یا ہمرتبہ علی شاہ عبد القدوس گنگوہی کی یا ہمرتبہ علی شاہ نظام الدین اولیا کی اسیطرح اون سب صاحبون کے نام لیئے جاتے جو ہمرتبہ علی بنائے گئے ہین۔

یہ سارے واقعات اور مباحثات محض جناب امیر کی دشمنی کے سبب ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ان ذریعون سے کم علمون جاہلونکو دھوکا دیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ بوجہ ناواقفیت محض بربنا تقلیدا اپنے باپ دادون کے دھوکے مین آکر عاقبت اپنی خراب کرتے ہین۔ اور دنیا مین بھی اونکو اس عقیدہ فاسد کے سبب کوئی نفع نہین ہوتا۔ لیکن تعجب اسبات کا ہے کہ اب اس بہکانے سے کیا حاصل جبکہ خلافت خاندان بنی امیہ مین باقی رہی نہ بنی عباس مین کہ خوف زوال ہو نہ آل رسول مین خلافت کے پہونچنے کا کوئی اندیشہ ہے۔ اب تو اس قسم کے مباحثات اور اعتقادات سے اسلام ضعیف ہوتا جاتا ہے۔ میری رائے مین تو اب حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی ترک کرکے اتفاق باہمی کیجانب رجوع کیا جاوے تو بہتر ہے۔ مین اس معاملہ مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیالون کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ براہ مہربانی غور تو فرمادین کہ جو لوگ ہمرتبہ علی بنائے گئے ہین

اولیوں کی مزاروں پر ہر سال اہل سنت کے قافلہ بنظر زیارت جایا کرتے ہیں۔ حضرت علی کی زیارت کو نجف اشرف حضرت امام حسین کی زیارت کو کربلا معلے آجتک کوئی قافلہ اہل سنت کا نہیں گیا۔ بلکہ تواریخون سے یہ بات ثابت ہے کہ زمانہ خلافت بنی امیہ مین بہت کوشش کی گئی کہ نشانات قبر شہداء کربلا معدوم کردیئے جاویں اور زائرین پر مدت ہائے دراز تک ظلم ہوئے کہ زیارت کربلا و نجف اشرف و کاظمین کو نجانے پاویں اور یہ ظلم بزمانہ سلطنت ناصر الدین شاہ شاہنشاہ ایران مین بند ہوئے۔ لیکن شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار کو بغداد شریف اور شاہ عبدالقدوس گنگوہی کی زیارت کو ضلع سہارنپور اور شاہ معین الدین چشتی کی زیارت کو اجمیر اور مدار صاحب کی زیارت کو مکن پور اسیطرح ہر ایک صاحب کی زیارت کو جو ہم رتبہ علی بنائے گئے اہل سنت کے قافلہ ہر سال زیارت کو جاتے ہین۔ مگر کربلائے معلے و نجف اشرف بغداد سے صرف دو منزل ہین اہل سنت بغداد تو شیخ عبدالقادر کی زیارت کرکے اپنے اپنے گھر تو واپس آتے ہین مگر کربلائے معلے و نجف اشرف تک نہین جاتے یہانتک کہ خاص بغداد مین امام موسی کاظم علیہ السلام کا مزار شریف ہے مگر اہل سنت بغداد پہونچکر شیخ عبدالقادر کے مزار کی تو زیارت کرتے ہین مگر امام موسی کاظم علیہ السلام کے مزار کی زیارت نہین کرتے۔ اگر اہل سنت کو حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھ محبت ہوتی اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے اہل سنت معتقد ہوتے تو جسطرح بغداد کو شیخ عبدالقادر کی زیارت کو اور اجمیر خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کو اور ضلع سہارنپور شاہ عبدالقدوس گنگوہی کی زیارت کو اور مکن پور مدار صاحب کی زیارت کو ہر سال اہل سنت کے قافلہ جاتے ہین۔ اسیطرح زیارت کربلا و نجف اشرف کو بھی جاتے۔ لیکن سارے مصائب برداشت کرتے ہین مگر زیارت کربلائے معلے و نجف اشرف کو بجز شیعون کے

اور کوئی مسلمان نہین جاتا۔ جو جسکا معتقد ہوتا ہے اوسیکے مزار پر وہ جاتا ہے۔
پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیالونکا یہ الزام کہ حضرت
علی مشکل کشا نہ تھے اور (نعوذ باللہ) خطاوار وگنہگار تھے انتظام ملکی کے لائق
نہ تھے اہل سنت کے اصول مذہبی کے مطابق قابل اعتراض نہین لہذا مین اس تنقیح
کو حسب اقرار مولوی محمد جہانگیر خانصاحب فیصلہ کرتا ہون کہ اصول مذہب اہل سنت کے
مطابق محبت و اعتقاد حضرت علی و اولاد حضرت علی کا دعوی اہل سنت صرف زبانی
کرتے ہین نہ دل سے مگر آیات قرانی و احادیث نبوی سے کہ جنکا وجود کتب اہل
سنت سے بھی پایا جاتا ہے۔ حضرت علی کے مشکل کشا و افضل الامم و بہترین خلائق
ہونے مین جائے گفتگو نہین اور شک کرنیوالا نجات عقبیٰ سے ضرور محروم رہیگا۔
اور میرے اس فیصلہ کی تائید گلدستہ کرامات صفحہ ۱۳ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے
فرمایا جناب محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری
طرف مخاطب ہوکر فرمایا تھا کہ اے فرزند دلبند و پسر سعادتمند خوشنجری ہو خوشخبری
ہو تجھکو کہ حق سبحانہ تعالے نے تجھکو میرا وزیر کیا بعد میرے دنیا و آخرت مین۔
حالانکہ زمانۂ حیات و زمانہ نبوت جناب محمد مصطفے صلعم مین نہ شیخ عبد القادر کا وجود
تھا نہ شیخ عبد القادر نے جناب رسول خدا صلعم کو دیکھا نہ جناب رسول خدا نے شیخ
عبد القادر کو نہ آنحضرت نے کبھی شیخ عبد القادر کا تذکرہ کیا کہ میری امت مین یا میری
آل مین کوئی شخص عبد القادر نامی ایسا پیدا ہوگا کہ جو بعد میرے دنیا اور آخرت مین
میرا وزیر ہوگا۔ مگر یہ ساری تک بندی محض دشمنی حضرت علی مین جوڑی گئی ہے۔
کیونکہ شیعہ بمقابلہ اہل سنت رسولخدا صلعم کی اوس حدیث سے دلیل لاتے ہین کہ جسمین
آنحضرت نے وقت دعوت اسلام اپنے اہل قبیلہ کو جمع کرکے فرمایا تھا کہ یا علی تم میرے
بعد دنیا اور آخرت مین میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی ہو۔ اسیکے جواب

شیخ عبد القادر رسولخدا کے وزیر بنائے گئے ہین لیکن شیعہ جو حضرت علی کو وزیر رسول اللہ قبول کرتے ہین تو اونکے ساتھ بجز حضرت علی کے کسی دوسرے کی خلافت کو بھی تسلیم نہین کرتے - اور جب اسکے مقابلہ اہل سنت شیخ عبد القادر کے اس کلام کو جو غیر سند ہے قبول کرتے ہین کہ وہ دنیا اور آخرت مین رسولخدا کے وزیر ہین تو پھر انکو بھی خلفاء ثلثہ وخلفا ربنی امیہ وبنی عباس کی خلافت سے انکار کرنا پڑیگا ورنہ ارشاد رسول کی تکذیب لازم آویگی - اور جسطرح شیعہ حضرت علی مرتضی کو قاسم نعماے بہشت وساقی کوثر و افضل الامم واشرف المخلوقات کہتے ہین اور دل سے اُسکے معتقد ہین اسیطرح اہل سنت شیخ عبد القادر کو ساقی کوثر و افضل الامم واشرف الخلائق تسلیم کرتے ہین جسکا ثبوت غزل مندرجہ صفحہ ۱۰۸ - گلدستہ کرامات سے بخوبی ہوتا ہے نقل اوس غزل کی ذیل مین درج ہے -

غوث اعظم قطب عالم شاہ اکبر محی الدین	نور چشم نور چشمان پیمبر محی الدین ÷
اشرف سادات سرخیل شریفان جہان	افضل اولاد آدم پیر رہبر محی الدین
شاہ اشرف قاسم نعماے فردوس برین	مالک باغ جنان ساقی کوثر محی الدین

جبکہ اہل سنت اولاد آدم سے بزرگ اور افضل شیخ عبد القادر کو تسلیم کرتے ہین تو اولاد آدم مین جناب رسالتمآب صلعم اور خلفاء ثلثہ بھی داخل ہین تو جناب رسولخدا وخلفاء ثلثہ سے بھی اعلی اور افضل شیخ عبد القادر ہو گئے - اصل یہ ہے کہ جاہل اور عالم مین یہی فرق ہے - آل رسول کا علم چونکہ شیعون مین باقی ہے لہذا وہ ترکا دبہ نہین کرتے اور حضرت علی کو افضل الامم کہتے ہین نہ افضل بنی آدم - پس اس اقبال صریح سے یہ بات محتاج ثبوت نہ رہی کہ اہل سنت کے شاہ محشر عبد القادر ہین اور شیعونکے شاہ محشر جناب رسولخدا ہین - اہل سنت کے ساقی کوثر عبد القادر ہین اور شیعونکے ساقی کوثر علی ابن ابیطالب ہین - پس شیعہ محبت علی ابن ابیطالب اور محبت

آل رسول کو ذریعہ نجات گردانتے ہین - اور اہل سنت محبت شیخ عبد القادر کو ذریعہ نجات سمجھتے ہین بدینوجہ اہل سنت محبت شیخ عبد القادر مین مجالس حال وقال برپا کر کے مناقب شیخ عبد القادر کو راگ راگنی مین ساتھ رقص و سرود کے سنکر خوش ہوتے ہین اور وجد کرتے ہین اور اس خوشی مین بیخود ہوتے ہین کہ حکومت اسلام ہمارے قبضہ مین رہے - اور شیعہ محبت حضرت علی اور اولاد حضرت علی مین مجالس عزا برپا کر کے گریہ وزاری کرتے ہین کہ ہمارے پیشوایان دین نے خلائق کی رہنمائی اور شریعت کی حفاظت اور اسلام کے استحکام کے واسطے کہ جو تا قیامت بنی آدم کی نجات کا ذریعہ ہے اپنی شہادت قبول کی اور مصائب شدید گوارا کئے مگر ہماری نجات کیواسطے ان مصیبتون مین صبر کیا اور راضی برضاے الٰہی رہے افسوس ہے کہ ہم روز عاشورہ موجود ہوئے کہ فرزند فاطمہ کے قدمون پر اپنی جان نثار کرتے - پس بربنا ان اقرارون اور ان افعالون کے مجھکو اس فیصلہ مین کچھ عذر نہین کہ مسلمانون مین بجز فرقہ شیعہ کے کسی دوسرے فرقہ کو حق نجات حاصل نہین

تنقیح نمبر سوم

حکم جہاد کی علت غائی کیا ہے اور نقصان قران کا ذکر شیعہ کیون کرتے ہین

جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۲۵ - مین تحریر فرماتے ہین کہ شیعون نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے گریہ و زاری کو ایجاد کیا ہے - لیکن یہ اعتراض مولویصاحب کا بالکل بیجا ہے - تعزیہ داری تو اہل سنت بھی کرتے ہین البتہ اسقدر فرق ہے کہ شیعہ تعزیہ کے آگے صف ماتم بچھا کر روتے ہین اور اہل سنت خوشی کرتے ہین - اور افعال دونون فریق کے

درست وبجا ہین کیونکہ لشکر یزید نے شہداء کربلا کے سر نیزون پر نصب کر کے خوشی کی تھی اسکی پیروی اہل سنت مین ہوتی ہے۔ اور اہل حرم مین نالہ و شیون تھا اوسکی تقلید شیعہ کرتے ہین۔ لیکن شیعونکی جہاد سے کنارہ کشی بوجہ غیبت امام ہے کیونکہ شرایط جہاد کے مصالح بجز امام وقت کے دوسرا نہین جان سکتا۔ اور جبتک امام وقت ظاہر ہوکر حکم جہاد ندین شیعہ جہاد نہین کرسکتے۔ اور جبکہ اون مسلمانون نے جو خلفاء غیر ذی حق کے مطیع اور معتقد تھے کفران نعمت کر کے ہر زمانہ مین برحق اماموں کو شہید کیا اور جہاد کو بعیش دنیا اور حصول دولت وسلطنت کا ذریعہ قرار دے لیا تو پھر شیعونکو بجز تعزیہ داری اور گریہ وزاری کے چارہ کیا ہے۔
شیعونکی گریہ وزاری کے دو سبب ہین۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ وہ افسوس کرتے ہین کہ عاشورہ محرم کو بوقت جنگ فرزند پیغمبر ہم حاضر نہوئے اگر حاضر ہوتے تو دشمنان سبط رسول سے جنگ کرتے یا فتحیاب ہوتے یا درجہ شہادت حاصل کرتے اور اس افسوس مین جب وہ اوسوقت کو موجود نہین پاتے تو فرزند پیغمبر کی تشنگی و گرسنگی اور مصائب شدیدہ کے تصور مین بیقرار ہوکر نالہ و فریاد کرتے ہین کہ افسوس صد افسوس کہ فرزند پیغمبر کی نہ کسی اصحاب نے مدد کی نہ انصار نے نہ تابعین نے اور قاتلان حسین مین حافظ قرآن بھی بہت تھے مگر کسی نے خاندان رسالت کا پاس نکیا اور مسلمان ہونے کا دعوی کرتے تھے اور ابتک اونکی اولاد اپنے کو مسلمان کہے جاتی ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ شیعہ اہل سنت کے اعمال اور افعال جو دیکھتے ہین کہ فرزند رسول تو بوجہ حفاظت شریعت شہید کیا گیا۔ اور ہم محبت فرزند رسول مین ابتک ستائے جاتے ہین اور اہل سنت کسیطرح ہماری ضرر رسانی سے باز نہین آتے۔ تو اونکو بجز گریہ وزاری کے اور کچھ بن نہین پڑتا۔ اور اہل سنت نے شرائط جہاد کو تو بالائے طاق رکھا۔ اور برحق امامون سے

روگردانی اختیار کی اور جہاد کو حصول سلطنت وعیش دنیا کا ذریعہ سمجھکر حق وناحق جہاد کر کے سارے زمانہ کو اپنا دشمن بنالیا - اور اونکے کردار سے اسوقت شیعوں کو بدنا مخالفان اسلام کے ہاتھ سے زحمت اوٹھانی پڑتی ہے - پس ان وجوہ سے شیعہ غیبت امام مین جہاد سے کنارہ کش ہین -

مسئلہ جہاد کی تعریف کی تو اسوقت مین ضرورت نہین سمجھا - لیکن جہاد کی علت غائی کیجانب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو اور اونکے ہمنا ہبون اور ہمخیالونکو توجہ دلائی جاتی ہے -

۱ - سورۃ البقر - لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ترجمہ نہین زبردستی بیچ دین کے البتہ ظاہر ہوا راہ پانا گمراہی سے -

۲ - قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کی اول سے آخر تک سورۃ جو جواب کا ترجمہ یہ ہے کہو تو (اے محمد) کہ اے کافرو نہین عبادت کرتا مین اوسکی جسکی عبادت کرتے ہو تم - اور نہین عبادت کرنیوالے ہو تم اوسکی جسکی عبادت کرتا ہون مین - اور نہین عبادت کرنیوالا مین اسکی جسکی عبادت کی تمنے - اور نہین عبادت کرنیوالے ہو تم اوسکی جسکی عبادت کی مین نے - واسطے تمھارے تمھارا دین ہے اور واسطے میرے میرا دین ہے

۳ - سورۃ الغاشیہ - فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ ترجمہ پس نصیحت کر تو بجز اسکے نہین کہ تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے نہین ہے تو اونپر دار وغہ - مگر جسنے مُنھ پھیرا اور کفر کیا - پس عذاب کریگا اللہ اوسکو -

آیت اول مین پروردگار عالم نے ظاہر فرمایا ہے کہ امور دینی مین زبردستی یعنی جبر وسختی جائز نہین صرف ہدایت کرنا واسطے گمراہونکے کافی ہے - اور جبکہ قران مجید ظاہر کیا گیا جسکی ہدایت سے گمراہ راہ پاتے ہین تو پھر جبر وتعدی مین

مین ہونا چاہیے - دوسری سورۃ مین پروردگار عالم جناب رسالتمآب صلعم کو
حکم دیتا ہے کہ کافرونسے کہدے کہ فساد مت کرو تمھارا دین تمھارے واسطے ہے اور
میرا دین میرے واسطے ہے - اور آیہ سوم مین خدا فرماتا ہے کہ اے محمد صلعم تو تو
صرف نصیحت کرنیوالا ہے کافرو نپر داروغہ مقرر نہین کیا گیا کہ خواہی نخواہی اونسے
دین اسلام قبول کراوے - تیرا کام نصیحت کرنا ہے جو کوئی تیری نصیحت پر
عمل نکریگا عذاب مین مبتلا ہوگا -
کیون جناب مولوی محمد چراغ علیصاحب جبکہ پروردگار عالم نے احکام مذکورۃ الصدر
مین منع فرمایا ہے کہ دین مین زبردستی نکرنا چاہیئے - ان آزادی بخش احکام کے
خلاف آپ کے پیشوایان دین خلیفہ ثالث صاحب و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس نے
جو جہاد کیئے اور اسلام کو بزور شمشیر پہیلایا یہہ جہاد شرعاً جائز تھے یا ناجائز - اور
ان جہادونسے بندگان خدا کی آزادی اور زندی اختیاری مین خلل ہوا یا نہین
اور چونکہ دین مین زبردستی شرعاً و عقلاً جائز نہین پھر اس اختلاف کا کوئی
سبب معقول آپ یا آپ کے ہم مذہب و ہم خیال تبا سکتے ہون تو براہ مہربانی
مطلع فرمائی - کیونکہ مخالفان اسلام اس جہاد پر بڑی سختی کے ساتھ معترض ہین
اور یہی واقعات جہاد مخالفونکو اسلام کیجانب سے مشتعل کرتے چلے جاتے ہین -
میرے نزدیک یہ جہاد خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے بالکل خلاف شرع تھے -
اور آپ اور آپکے ہم خیال و ہم مذہب خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے معتقد اور
پیرو ہین بدین وجہ یہہ سوال آپ سے کیا جاتا ہے - اور شیعہ خلفاء بنی امیہ
و بنی عباس کے مخالف قلبی ہین بدین وجہ یہ اعتراض اونپر عاید نہین ہوتا -
جناب مولویصاحب جیساکہ خون حضرت عثمان کا بہانہ آپ کے خلیفہ برحق حضرت
معاویہ کو حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی اور خانہ بربادی کا بنظر حصول

سلطنت و عیش دنیا ہاتھ لگا تھا۔ اسیطرح خلفاء بنی امیہ و بنی عباس و دیگر سلاطین اسلام کو غیر قومونکی آسایش مین خلل اندازی کرنے اور مال غنیمت حاصل کرنے اور خوبصورت عورتونکو اپنے قبضہ مین لانے اور سلطنت دنیاوی کے شیدائیان اور دولت و خزانہ لوٹنے کو جہاد کا بہانہ ہاتھ آگیا تھا۔ اسلام کی ہمدردی کے سبب یہ جہاد ہرگز نہین ہوئی اگر اسلام کی ہمدردی ہوتی تو آل رسول خیر الخلق کیلئے قربانی ہو کے پیاسے ذبح نہ کیے جاتے۔ رسول زادیان سر برہنہ بلوائے عام مین نہ پھرائی جاتین۔ علی مرتضیٰ کی اطاعت سے روگردانی نہ کی جاتی۔ امام حسن علیہ السلام زہر سے نہ شہید کیے جاتے۔ جناب امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا و امام محمد تقی و امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام سے امت منحرف ہوکر مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک و مذہب حنبلی و مذہب شافعی اختیار نکرتے اور بحالت موجودگی اِن برحق اماموںکے ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کو اپنا امام نہ بناتے۔ اور اِن برحق اماموں کو زہر سے نہ شہید کرتے۔ پس اِن اماموںکے قاتل اِن اماموںکے دشمن جو جہاد کرین وہ کیونکر شرعاً جائز ہو سکتے ہین۔ برحق اماموںکے قاتلون اور دشمنون کے خوشامد کرنیوالے جو بوجہ خوشامد امام بنین اور مذہب جاری کرین یا فقہ اور حدیث جمع کرین اونکا مذہب اونکی فقہ اونکی محدثی کیونکر معتبر اور باعث نجات قرار پا سکتی ہے۔

اِن ناجائز جہادون نے یہ رنگ دکھلایا کہ اس دنیا کی کل قومین جو اسلام کی مخالف ہین آج تک بہ آواز بلند شور مچا رہی ہین کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اسوقت ہر قوم مسلمانونکی جانی دشمن ہو رہی ہے اور مسلمانون کو اس دشمنی کے فرو کرنے اور ارکان مذہبی باطمینان ادا کرنے کی مہلت نہین ملتی۔

افلاس اور مصیبت روز افزون ترقی پر ہے - دنیا کے جھگڑون اور مصیبتون مین مسلمان
ایسے پھنسے ہوئے ہین کہ ارکان مذہبی بھی فراموش کرتے چلے جاتے ہین -
مسجدین ویران ہوتی جاتی ہین وعظ کہنے والے اس فضیلت اور قابلیت کے باقی
نہ رہے کہ اسلام کے پریشان گلہ کو یکجا کرین - انکو عبادت الہی کی رغبت دلاوین
اگر کم و بیش فاضل زمانہ حال مین موجود بھی ہین تو ایسے ہین کہ جیسے مولوی محمد جہانگیر
خان صاحب کی قابلیت ہے یا قاضی احتشام الدین کی ذات پاک مراد آباد مین
کہ جنکی تحریرات سے باہم سنی و شیعہ کے اور بھی آتش دشمنی افروختہ ہوتی ہے -
اور اسلام کی باقیماندہ عزت بھی آپس کی جنگ و جدال مین تلف ہوئی جاتی ہے -
لیکن مجھکو اس بات کے اقرار مین کچھ عذر نہین کہ ان ناجائز جہادون سے اسلام نے
ترقی اور رونق ضرور پائی ہے سو یہ بات قابل تنازعت نہین کیونکہ جناب
رسولخدا صلعم اسکی خبر دے چکے ہین وہ پیشخبری پوری ہوئی - دیکھو بخاری جلد پنجم
صفحہ ۱۴۲ مین اس حدیث کو - اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ
الْفَاجِرِ اٰخِرِهٖ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یہ دین رونق پاویگا
فاسق و فاجر سے -

اب اس پیشخبری پر جو چاہے خیال کرے کہ وفات رسولخدا کے بعد فقہ کب مرتب
ہوئی اور کسنے ترتیب کی کتب احادیث کو کسنے ترتیب دیا اور کب مرتب ہوئین
بزور شمشیر اسلام کو کسنے بڑھایا - اسی علم فقہ اور علم حدیث اور ناجائز جہادون کے
ذریعہ سے اسلام نے ترقی پائی یا کسی دوسرے طریقہ سے اور وہی فقہ و حدیث و مسائل
جہاد آجتک اہل سنت مین جاری ہین یا دوسرے کہ جنمین آل رسول اور برحق
اماموں کا کوئی دخل نہین اور یہ سب علامتین حدیث مذکور سے تمام و کمال موافق
ہین یا مخالف پھر مذہب اہل سنت کیونکر باعث نجات قرار پا سکتا ہے -

جہاد کی اصلی کیفیت وجوہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو گی۔
جب جناب رسالت مآب صلعم مبعوث برسالت ہوئے تو پانچ برس تک کفار قریشکو
آپ وعظ وپند کرتے رہے۔ لیکن کفار قریش آنحضرت کو سخت ایذا و تکلیف پہونچاتے
تھے۔ آنحضرت نے بذات خاص اپنے دشمنونکے ہاتھون سے انواع اقسام کی ذلتین
اور نقصانات اوٹھائے۔ چند بار وہ ادائے نماز سے روکے گئے۔ اونکے اوپر
کفار نے تھوکا۔ اور خاک ڈالی۔ او بعضین کے عمامہ سے اونکی گردن باندھکر کعبہ سے
باہر نکالدیا۔ آنحضرت نے اس تحقیر کو بھی ساتھ صبر وشکر کے گوارا کیا (انہین کفار
قریش نے مسلمان ہوکر وفات آنحضرت کے بعد بوجہ عداوت سابقہ حضرت علی
اور اولاد حضرت علی کے ساتھ ظلم اور سختیان کین یہانتک کہ مثل گوسفندان قربانی
ذبح کرڈالا خاندان نبوت کو تباہ وبرباد کرڈالا جو مثل جناب رسول خدا صلعم کے صبر وشکر
کے ساتھ برداشت کی گئین) تھوڑے سے لوگ جو اوسوقت تک مسلمان ہوچکے
تھے اونکے ساتھ بھی ظلم اور بدسلوکیان کیجاتی تھین۔ جب کفار قریش نے زیادہ
ظلم اور سختیان کین تو گیارہ مسلمان مع چند عورتون کے مکہ سے ہجرت کرکے شاہ
ابی سینیا یعنے نجاشی بادشاہ حبشہ کی حکومت مین پہونچے اور وہان پناہ لی۔
دوسری بار بوجہ ظلم کفار قریش سو مسلمان ہجرت کرکے پھر دربار شاہ ابی سینیا مین
پہونچکر پناہ گزین ہوئے۔ کفار قریش نے یہانتک مسلمانونکے ساتھ بلاسبب دشمنی
کی کہ اپنا ایلچی دربار ابی سینیا مین بھیجا کہ مفرور مسلمانونکو واپس بلاکر سزا دیجاوے۔ مگر
بادشاہ نے اون لوگون کے دینے سے انکار کیا۔ دو برس کے بعد کفار قریش نے
آپسمین سازش کرکے معاہدہ کیا کہ آنحضرت اور اونکے معتقدین ومعاونین کے ساتھ
جملہ تعلقات موقوف کردیے جاوین۔ اور اس سازش سے آنحضرت کو ترک وطن پر
مجبور کیا۔ تین برس تک آنحضرت شعب ابو طالب مین محصور رہے۔ جہان اونھون نے

وقتاً فوقتاً قلت غذا کے سبب تکلیفین اوٹھائین شہر کے بیرونی لوگ شعب ابوطالب
کے اندر سے نیم جان بچونکی آواز سنتے تھے لیکن باہمی عہد کے سبب اعانت سے
مجبور تھے بعثت کے دسوین برس حضرت ابوطالب نے انتقال کیا جسکے سببسے
آنحضرت پھر گرفتار مصیبت ہو گئے اور مظالم ابوسفیان اور ابوجہل یوماً فیوماً
ترقی پکڑتے گئے (اس مقام پر یہ بات قابل یاددہانی ہے کہ آنحضرت نے
ابوسفیان کے مظالم سے ایذا اوٹھائی اور حضرت علی نے اخیر پر
امیر معاویہ پسر ابوسفیان کی دشمنی سے بدرجہ غایت دکھ اوٹھایا اور انجام مین
شہادت پائی اور امام حسین علیہ السلام نے یزید نبیرہ ابوسفیان کے ہاتھ سے
دکھ اوٹھائے اور نسل گوسفندان قربانی ذبح ہوئے اور اسلام مین اختلاف مذہبی
اور ظلم شدید اولاد ابوسفیان اور قبیلہ ابوسفیان کے باعث ہوئے جسکی اصلاح
آجتک نہین ہوئی) اسی سال مین چند لوگ اہل مدینہ مین سے مشرف باسلام ہوئے
بعثت کے گیارہوین سال پھر مدینہ کے لوگ مشرف باسلام ہوئے جنکی تعداد
ستر تک پہونچ گئی۔ اور ان لوگون نے آنحضرت کی حفاظت کا عہد وپیمان لیا۔
کفار قریش نے اس حال سے خبر پاکر اور بھی زیادہ ظلم اور سختیان کرنی شروع کین
اور عمار کو مع اونکے مادر و پدر کے قید کرلیا۔ اور آنحضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا
جسکی خبر پاکر آنحضرت غار ثور مین پوشیدہ ہوئے اور بعد تین روز کے جانب
مدینہ ہجرت کر گئے۔ کفار قریش نے عمار کے مادر و پدر کو قتل کیا۔ صرف عمار
زندہ بچکر مدینہ پہونچے۔ باوجود ہجرت مدینہ کفار قریش کا کینہ وبغض کم نہوا بلکہ اور
زیادہ ہوگیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ قرص ابوجبار جو قزاقان قریش کا سردار تھا مدینہ
والون کے چرتے ہوئے اونٹ صحرا سے لے گیا۔ اور چند بار اہل مکہ نے ممالک
مدینہ پر یورش کی۔ قبل اسکے کہ مسلمانون کے ساتھ کوئی جنگ واقع ہو۔

قریش اس مصمم ارادہ سے لڑائی پر تیار ہوئی کہ آنحضرت کو مع اونکے معتقدین مسلمانوں کے بالکل نیست ونابود کردین۔ چنانچہ انجام اسکا یہ ہوا کہ مسلمان حفاظت خود اختیاری پر مجبور ہوئے اور بنظر حفاظت جان ومال مسلمانان حکم جہاد نازل ہوا۔ پس حکم جہاد مسلمانون کے جان ومال وآبروکی حفاظت کے واسطے اوس وقت نازل ہوا تھا۔ جبکہ مسلمان از حد مجبور ہوچکے تھے۔ حکم جہاد بزور شمشیر مذہب پھیلانے کے واسطے نازل نہین ہوا تھا۔ چنانچہ احکام الٰہی مندرجہ ذیل سے اصلیت جہاد کی ظاہر ہوتی ہے۔

۱۔ سورۃ البقر۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ترجمہ اور لڑو راہ خدا مین اون لوگون سے کہ قتل کرتے ہین تمکو اور نہ حد سے گذرو تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا حد سے زیادہ گذرنے والون کو۔

۲۔ سورۃ البقر۔ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ترجمہ یعنے جوکوئی زیادتی کرے اوپر تمھارے پس زیادتی کرو تم اوپر اوسکے مانند اوسکے کہ زیادتی کی اوپر تمھارے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ پرہیزگارون کے ہے۔ میرے نزدیک حکم جہاد کا اصلی مطلب یہ ہے کہ جوکوئی تمھارے ساتھ دشمنی کرے تمکو ایذا دے تمھارے قتل پر آمادہ ہو۔ تم بھی اوسکو مارو اور قتل کرو۔ اور اپنی جان اور اپنے مال کی اور اپنے دین کی حفاظت کرو۔ اور کفار کی طاقت کم کرو تاکہ تمکو امن حاصل ہو اور باطمینان عبادت الٰہی مین مصروف رہو۔ آیت اول مین جو حکم ہے کہ حد سے زیادہ نہ گذرو اور آیت دوم مین حکم ہے کہ اللہ ساتھ پرہیزگارون کے ہے اوسکا صاف وصریح مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تمکو

ایذا عمدا تحقیق نکرے مال تمھارا نہ لوٹے تمھارے امن مین خلل انداز نہو تو
تم بھی اوسکو نہ ستاؤ نہ اوسپر زیادتی کرو نہ اوسکو قتل کرو نہ اوسکا مال لوٹو نہ
اوسکی عورت کو چھینو۔ پس جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ حیات مین جو جہاد ہوئے
وہ بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان و تحفظ دین و تحفظ آبرو اور دواسطے کم کرنے
قوت کفار و مشرکین کے تاکہ مسلمانون کو آزادی حاصل ہو اور دین اسلام مین
کوئی رخنہ نہ پڑے اور مسلمان حالت امن مین رہین۔ چنانچہ جزیہ اسیواسطے
مقرر ہوا ہے کہ جب کفار و مشرکین اسلام کی اطاعت قبول کرکے جزیہ دینے پر
آمادہ ہون اور مسلمان اونکے شر سے بیخوف ہو جاوین تو جزیہ قبول کرکے
اونکو پناہ دینا چاہیئے۔ اگر بزور شمشیر اجرار اسلام جائز ہوتا۔ تو جزیہ لیکر کفار کو
حالت شرک وکفر مین چھوڑ دینے کا حکم ہوتا۔ پس زمانہ رسولخدا صلعم مین حصول
دولت وطلب ریاست کیواسطے جہاد نہین ہوئے۔ بلکہ حفاظت اسلام وحفاظت
خود اختیاری کی غرض سے۔

وفات آنحضرت کے بعد ہر چہار جانب سے کفار و مشرکین نے پھر سر اوٹھایا تھا۔
اور اکثر مسلمانون نے دین سے برگشتہ ہونا شروع کیا تھا۔ اور مسلمانون کے
خیالات دین سے برگشتہ ہونے لگے تھے بدینوجہ اکثر جہاد بزمانہ خلافت اول و خلافت
دوم بحکم ومشورہ حضرت علی مرتضی کے ہوے وہ بضرورت بغرض حفاظت اسلام و
حفاظت جان و مال مسلمانان ہوئے تھے نہ بنظر حصول سلطنت و مال غنیمت ہان
اثناء حفاظت خود اختیاری مین جو ملک و مال قبضہ اسلام مین آگیا وہ عطیہ
الہی تھا۔

زمانہ حیات جناب رسولخدا صلعم مین بھی اکثر لوگ ایسے تھے کہ جہاد پر محض بہ طمع مال
غنیمت جایا کرتے تھے اور جب کفار و مشرکین کا غلبہ دیکھتے تھے فرار ہو جاتے تھے

مگر ان ظاہری مسلمانونکے اس ارادہ سے جہاد مین کوئی نقص واقع نہوتا تھا گو رسول خدا صلعم ان زوار یونکے اسلام ظاہری سے خبردار تھے مگر اس خیال سے کہ شاید بنفقہ زحمت تعلیم پاکر یہ لوگ دل سے مسلمان ہوجاوین یا آئندہ انکے صلب سے موشان پاک طینت پیدا ہون رسولخدا صلعم نے ان ظاہری مسلمانون سے بجز ہدایت اور رہنمائی کے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔

زمانہ خلافت اول وخلافت دوم مین گو منشا ونیٔ خلیفہ اول وخلیفہ دوم کا یا دیگر مسلمانان رفقار ومددگاران خلفار کا جہاد سے یہی ہو کہ سلطنت ومال غنیمت ہاتھ آوے اور عیش کرین مگر حضرت علی مرتضیٰ کا حکم ومشورہ محض تقویت دین وحفاظت جان ومال مسلمانان کے تھا تاکہ دین اسلام کو استحکام ہو۔ پس زمانہ خلافت اول وخلافت دوم مین جسقدر جہاد بحکم ومشورہ حضرت علی کے ہوئے وہ سب جائز تھے اور جو جہاد بلا حکم وبلا مشورہ حضرت علی ہوئے وہ سب ناجائز اور خلافت شریعت تھے کیونکہ ذوات رسولخدا صلعم کے بعد حضرت علی امام برحق ورہنما ے امت تھے جیسا کہ شاہ تراب علی صاحب ومولانا عبدالرحمن صاحب جامی اقرار کرتے ہین اور یہ دونون بزرگ فرقہ اہل سنت مین علمائے عظام وولی اللہ مانے جاتے ہین۔ انکے اقوال ذیل مین نقل کیئے جاتے ہین۔

شاہ تراب علی صاحب قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ ملک اودھ کے باشندہ اور ولی اللہ تسلیم کیئے جاتے ہین وہ اپنی کتاب مطالب رشیدی کے صفحہ ۲۵۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ برادر قاضی ثنار اللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول مین لکھتے ہین کہ بعضے اولیار اللہ کو از روے مکاشفہ ظاہر ہوا کہ درگاہ الٰہی سے درجہ ولایت اور فیض جس شخص کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور اقطاب واوتاد وابدال ونجبار ونقبار اور جمیع اقسام اولیار خدا جس شخص کے توسل کے محتاج ہوتے ہین اوس شخص کو امام

گئے دین دیعنی پیشواء امت ورادی امت ورہنائے خلائق) اور یہ منصب تا
از وقت ظہور آدم علیہ السلام روح پاک حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر تھا-
اور بعد پیدائش حضرت علی سے پیشتر انبیاء سابق کی امت میں جس کسیکو وجہہ ولایت
حاصل ہوا وہ بوسیلہ روح پاک حضرت علی مرتضی کے حاصل ہوا- اور بعد پیدائش
حضرت مرتضی علی سے تا وقت رحلت آنجناب اصحاب رسول اللہ وتابعین کو اور
سب کو یہ وراثت ولایت وافتخار بوسیلہ حضرت علی حاصل ہوئی- اور بعد رحلت
حضرت علی یہ منصب امامت حضرت حسن کو اور اونکے بعد حضرت حسین کو اور اونکے
بعد حضرت زین العابدین کو اور اونکے بعد حضرت محمد باقر کو اور اونکے بعد حضرت
جعفر صادق کو اور اونکے بعد حضرت موسی کاظم کو اور اونکے بعد حضرت علی رضا کو اور
اونکے بعد حضرت محمد تقی کو اور اونکے بعد حضرت علی نقی کو اور اونکے بعد حضرت حسن عسکری
علیہم السلام کو یہ منصب امامت حاصل ہوا- اور یہی اعتقاد تمامی صوفیہ کرام کا ہے
چنانچہ مولانا عبدالرحمن جامی نے یہی شواہد النبوت میں اقرار کیا ہے- کہ حضرت
علی امام اول ہیں اور حضرت حسن مجتبی امام دوم اور حضرت حسین امام سوم ہیں
اسیطرح یکے بادیگرے حسب تصریح شاہ تراب علی صاحب تا امام حسن عسکری یازدہ
اماموں کی امامت کو نمبروار قبول کیا ہے اور بارہویں امام کے پیدا ہونیکا انتظار
ظاہر کیا ہے- پس ان اقرارات سے حضرت علی کا امام اول ہونا ظاہر وثابت
ہو گیا- اور بعد وفات رسول خدا صلعم جب حضرت علی کا امام اول ہونا تسلیم کیا گیا تو
پہلا حکم امام وقت جو جہاد ہوگا وہ ناجائز ہے کیونکہ مسئلہ جہاد بجز امام وقت کے دوسرا
نہین جان سکتا- بدینوجہ جسقدر جہاد بحکم حضرت علی ہوے وہی جائز تھے باقی
ناجائز تھے-
لیکن اسمقام پر ایک امر قابل غور ہے کہ شاہ تراب علی صاحب ومولانا جامی جناب

معتبرین علمار و دعای اللہ مذہب اہل سنت جب اسبات کا اقرار کرتے ہین کہ حضرت علی امام اول ہین اور حضرت حسن مجتبیٰ امام دوم اور حضرت حسین امام سوم تو بحالت موجودگی امام اول حضرت مرتضی علی کے حضرت ابو بکر امام اول او رحضرت عمر امام دوم اور حضرت عثمان امام سوم کیونکر ہو سکتے ہین اور حضرت علی امام چہارم کیونکر قرار پاوینگے یہ تو اجتماع نقیضین ہے۔ اور حبابہ اقرارات مذکور کے مطابق امام اول و امام برحق حضرت علی قرار پائے اور امام کے معنی ہین پیشوا امت و ہادی امت و رہنمائے خلائق تو خلفار ثلثہ کے بھی امام یعنی پیشوا اور رہنما و ہادی حضرت علی ہو چکے۔ اب تعجب اس بات کا ہے کہ اہل سنت جو کہتے ہین کہ حضرت علی نے خلفار ثلثہ کی بیعت کی یہ بات خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی مذہب اور کسی ملت مین یہ فعل جائز نہین کہ مقلد اپنے امام سے بیعت لیکر اپنے امام کو اپنا مقلد بنادے اور خود اوسکا امام بنے اہل سنت نے محض محبت خلفار مین حضرت علی کا بیعت کرنا غلط لکھکر خلفاء ثلثہ پر الزام لگایا ہے اور اگر یہ سچ ہے کہ خلفار ثلثہ نے حضرت علی سے بیعت طلب کی اور حضرت علی نے بہ تقیہ یعنے مصلحتاً بیعت بھی کرلی تو یہ امر داخل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اپنے امام سے بیعت طلب کرنا یا بیعت لینا ایسا ہے کہ جیسا جناب رسالت مآب صلعم سے کوئی مسلمان منحرف ہوکر رسول خدا سے کہے کہ میری بیعت کرو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوجاویگا۔ مین امید کرتا ہون کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیال صاحبان میرے اس اعتراض کی نسبت ضرور جواب تحریر فرماوینگے اور سکوت داخل تسلیم ہوگا۔ اور خلافت خلفار ثلثہ کی اس تسلیم سے باطل ہوجاویگی۔

اِن اقرارات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفار ثلثہ نے اپنے امام وقت حضرت علی سے انحراف کیا اور بذریعہ حکمت عملی اور تالیف قلوب لوگون کو اپنا محکوم بنایا

امارت و ریاست پر قبضہ کیا اور اپنے کو خلیفہ رسول موسوم کیا۔ میرے نزدیک
خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس سب بدرجہ مساوی تھے۔ ایک کو دوسرے
پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہ تھی نہ ان میں کوئی راشدین تھا نہ کوئی مرتد بن غاصب
برابر تھے۔ جس رتبہ اور منصب کے خلیفہ یزید اور امیر معاویہ تھے اوسی منصب اور
اوسی رتبہ کے خلیفہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے بلکہ امیر معاویہ و یزید
ابن معاویہ رتبہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے افضل تھے کیونکہ یہ دونوں اور
ان کا باپ ابوسفیان سردار تھے قبیلہ بنی امیہ کے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو
کسی قبیلہ میں کسی قسم کا کوئی رتبہ بھی حاصل نہ تھا۔ پر افسوس ہے کہ دشمنان آل رسول
و دشمنان خاندان نبوت فرقہ اہل سنت کو ایسی کشمکش میں ڈالے ہوئے ہیں اور
دلوں میں ایسا الجھان پیدا کیئے ہوئے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہوگئی ہے۔
اور دھوکے میں پڑے ہوئے دین اور دنیا دونوں برباد کر رہے ہیں۔ اگر
سب عقیدہ صوفیہ سنی و شیعہ ملکر حضرت علی کی امامت کو ذریعہ رہنمائی گردان کر خلفاء
ثلثہ کی امامت سے انکار کریں تو عاقبت بھی درست ہوجاوے اور دنیا میں بھی
اتفاق باہمی سے بسر ہو۔ اسکی پوری توضیح تنقیح نمبر پنجم و نمبر ششم میں کیجاویگی۔
اس تنقیح کا فیصلہ شاہ تراب علی صاحب و مولانا جامی صاحب کی تحریرات کی بنا پر
کیے دیتا ہوں کہ جو جہاد زمانہ خلافت اول و خلافت دوم میں بحکم و مشورہ حضرت علی
ہوئے وہ سب جائز و درست تھے۔ البتہ وہ جہاد ضرور ناجائز تھے جنمیں حضرت
علی مانع ہوئے یا شریک مشورہ جنگ نہوئے۔ کیونکہ امام کا کام حکم دینا اور ہدایت
کرنا اور رہنمائی کرنا ہے۔ اور افعال خلاف شریعت سے ممانعت کرنا۔ عمل کرنا
یا نکرنا امت کے اختیار میں ہے۔ البتہ اگر امت امام وقت کی مطیع اور فرمانبردار ہو
اسوقت امام باقاعدہ احکام شریعت کے اجراء پر قادر ہوتا ہے لیکن وفات رسول خدا

صلعم کے بعد امت حضرت علی سے منحرف ہوگئی اور رجوع ہوئی جانب حضرت ابوبکرو
حضرت عمر لہذا حضرت علی نے بوجہ نہونے کسی ناصر کے صبر اور سکوت کیا جو کچھ دیا وہ
لے لیا اور جب کبھی خلفار نے اعانت شرعی چاہی آپ نے مدد کی اور جب کبھی کوئی
کام بیجا ہوتے دیکھا منع کر دیا۔ اگر احکام شرعی مین آپ مشورہ نہ دیتے یا امور ناجائز
سے آپ ممانعت نکرتے تو آپ کا حسد اور کینہ ظاہر ہوتا۔ اور حسد کرنا یا کینہ کرنا
شان امامت کے خلاف ہے۔ لیکن حضرت عثمان کے زمانہ مین جہاد کی ضرورت
باقی نرہی تھی مسلمانون کا اقتدار اور شوکت کل مخالفین اسلام کے مقابلہ مین
قایم ہوگیا تھا۔ اور مسلمانونکو امن حاصل ہوچکا تھا۔ ضرورت حفاظت خود اختیاری
باقی نرہی تھی۔ نہ حضرت علی سے حکم یا مشورہ دربارہ جہاد لیا گیا اسلیے زمانہ خلافت
حضرت عثمان مین جسقدر جہاد ہوے وہ سب ناجائز تھے۔ محض بطمع سلطنت و مال
غنیمت یہ جہاد ہوئے۔ کیونکہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین انتظام خلافت کا
دارومدار مروان بن حکم کی راے پر تھا حالانکہ رسول خدا صلعم نے مروان و آل
مروان پر لعنت کی ہے جسکا ذکر تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۳ و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
صفحہ ۵۸۹ مین درج ہے۔ اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگ خلافت حضرت عثمان
دخیل تھے جسکے سبب سے حضرت علی بالکل معطل رہے اور کسی دینی کام مین آپسے
مشورہ نہ لیا گیا۔ اور یہی حال حکومت امیر معاویہ کا رہا یہانتک کہ ۲۶۰ ہجری تک
ہر زمانہ مین امام برحق موجود رہے جو بعد حضرت علی کے یکے بادیگرے مسند
امامت پر جلوہ افروز ہوئے مگر خلفاء وقت نے اونسے دربارہ جہاد نہ کبھی مشورہ
کیا نہ حکم لیا بالکل معطل کر دیا تھا اور ہمیشہ درپے قتل و قید مین رہے۔ اور بوجہ
حکومت دشمنان آل رسول امت بھی رجوع نہوئے البتہ شیعون کا ایک گروہ مخفی طور
پر برحق امامونکی تعلیم اور صحبت سے فیضیاب ہوتا رہا اور اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہا

سواس اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب شیعہ ہمیشہ دشمنان آل رسول کے
ہاتھون سے قتل ہوئے ذلت اوٹھائی کبھی آرام نہ پایا۔ اور آجتک شیعہ بوجہہ
ثبت واطاعت آل رسول کے دشمنان آل رسول کے ہاتھ سے ستائے جاتے
ہین گالیان کھاتے ہین نقصان اوٹھاتے ہین اور خاموش ہین۔ ہندوستان
مین بوجہ سلطنت برٹش گورنمنٹ قتل اور غارت گری سے محفوظ ہین۔ پس ابتدار
زمانہ حضرت عثمان سے تا اختتام خلافت بنی امیہ وبنی عباس جسقدر جہاد ہوئے
بلاحکم ومشورہ امام وقت کے ہوئے اور وہ سب جہاد بطمع مال غنیمت وحصول
سلطنت ہوئے نہ بنظر حفاظت خود اختیاری وہمدردی اسلام اسلیئے وہ سب ناجائز
تھے۔ اگر اسلام کی ہمدردی اون مجاہدین مین ہوتی تو دوازدہ امام کی اطاعت سے
وہ مجاہدین روگردانی اختیار نکرتے اور اپنی مرضی کے امام بناکر مذہب حنفی و
مالکی وحنبلی وشافعی کی پیروی اختیار نکرتے دوازدہ امام کی پیروی بجز فرقہ شیعہ کے
اور کوئی فرقہ اسلام مین نہین کرتا۔ اہل سنت محض جہلا کی تالیف قلوب کے واسطے
دوازدہ امام کی امامت کا زبانی اقرار کرتے ہین لیکن دوازدہ امام کی تقلید کسی مسئلہ
یا کسی کام مین اہل سنت نہین کرتے۔ اگر کرتے ہون تو کوئی صاحب تبلادین۔ اہل سنت
تقلید کرتے ہین حنفی شافعی حنبلی اور مالکی کی یہانتک کہ انھین چارون صاحبون کے
مکہ معظمہ مین مصلے قائم کیئے ہین اور ہر مسئلہ دینی ودنیوی مین بجز ان امام اربعہ کے
دوازدہ امام کا کبھی ذکر تک نہ سنا گیا بلکہ اہل سنت کا دعوی ہے کہ ابوحنیفہ علم فقہ مین
امام جعفر صادق علیہ السلام سے افضل تھے اگر اہل سنت دوازدہ امام کی امامت کو حق
سمجھتے ~~مکہ معظمہ مین ان دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے~~ تو مکہ معظمہ مین ان دوازدہ
اماموں مین سے کسی امام کا مصلے بناتے حسنین کے تو سردار جوانان بہشت ہونے کے
اہل سنت بھی قائل ہین انھین شاہزادون کا مصلی بنایا ہوتا۔ کیسکا دلی اعتقاد پوشیدہ نہین

رہتا افعال ظاہری سے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے سچ ہے چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ
کی بال بھر آخر کو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی۔ اہل سنت جو محبت آل رسول کا
اقرار کرتے ہیں وہ صرف زبانی ہے اگر دل سے ہوتا تو آل رسول کی یعنی دوازدہ
امام کی تقلید کرتے۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی کی تقلید نکرتے۔ دوازدہ امام کو اونکے زمانہ
امامت میں معطل کرکے روگردانی نکرتے اور بموجودگی امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام علی رضا کے ابوحنیفہ اور مالک اور محمد شافعی و احمد ابن حنبل کو امام بناکر
اونکا مذہب اختیار نکرتے اونکی تقلید نکرتے کیا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے
ہم مذہب وہم خیال اسبات کا جواب دے سکتے ہیں کہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام علی رضا علیہم السلام کو لیاقت امامت کی نہ تھی جوان بزرگوار ذکی موجودگی
میں ابوحنیفہ و مالک و شافعی و احمد ابن حنبل امام بنائے گئے۔ کیا امام محمد باقر و امام
جعفر صادق و امام موسی کاظم و امام علی رضا علم فقہہ اور علم حدیث کی تعلیم کے لائق اور پیشوا
امت ہونے کے قابل نہ تھے جو انکی موجودگی میں ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد
ابن حنبل پیشوا امت بنائے گئے اور تخصیص کے ساتھ انکے نام سے مذہب حنفی اور
شافعی اور حنبلی اور مالکی جاری کیا گیا جسکی تقلید تمامی فرقہ اہل سنت کرتا ہے۔ کیا مذہب
آل رسول مخالف اسلام تھا کہ جسکے سبب سے مذہب حنفی و شافعی و حنبلی و مالکی کے جاری
کرنے اور اونکی پیروی کرنے کی ضرورت ہوئی۔ کیا مکہ معظمہ واسطے ادا ے نماز
کافی نہ تھا جو حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی کے مصلے بنانے کی ضرورت ہوئی۔
کیا مکہ معظمہ میں جب تک یہ چارون مصلے بنائے نہین گئے تھے اوسوقت تک جن
مسلمانون اور اامون نے اور خود رسولخدا صلعم نے نماز پڑھی وہ جائز تھی یا نہ تھی۔
اگر جائز تھی تو پھر ان امام اربعہ کے مصلے بنانا بدعت ہے یا نہین اور ہر بدعت
ضلالت ہے یا نہین اور ان مصلون کے بنانے کی ضرورت تھی یا نہین۔ اور کیا

سبب ہے کہ کسی آل محمد کے نام کا مصلے نہین بنایا گیا اور حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی کے نام مصلے بنائے گئے - اسی بحث کا جواب مذہبی فیصلہ کے واسطے کافی ہے - جو صاحب جواب دے سکتے ہون جواب دین -

از بس صد افسوس کی بات ہے اول تو دوازدہ امام سے روگردانی کر کے منجملہ اونکے یازدہ اماموں مین سے کسیکو تیغ جفا سے شہید کیا کسیکو زہر سے شہید کیا اونکے زمانہ حیات مین کہ جب وہ مسند امامت پر بموجب فرمان الہی و احکام رسالت پناہی جلوہ افروز تھے اونکے شرمندہ کرنے کو عوام الناس امام بنائے گئے اونکی تقلید کی گئی اونکے مذہب جاری کیے گئے اور یازدہ امام معطل رکھے گئے اور اسقدر دین اسلام مین اختلاف پیدا کرنے کے بعد اب صرف اسقدر زبانی جمع خرچ کر دیا جاتا ہے کہ کیا ہمکو آل رسول کی محبت نہین ہے کیا ہم دوازدہ امام کی امامت کے قائل نہین ہین جسکو آل رسول کی محبت نہین وہ مسلمان نہین جو دوازدہ امام کی امامت کا منکر ہو وہ ایماندار نہین - مگر عملدرآمد اس زبانی جمع خرچ کے بالکل خلاف ہے کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہے - افسوس ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس قسم کی تحریرون کے ذریعہ سے (جیسا کہ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۲۵ مین اونھون نے تحریر فرمایا ہے کہ شیعون نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے مصائب حسین مین گریہ وزاری کو ایجاد کیا ہے) شیعونکے دلون مین آتش جہاد کو افروختہ کرنا چاہتے ہین - اور اس قسم کی تحریرونکے ذریعہ سے شیعونکو شرم دلاتے ہین کہ وہ بھی مثل فرقہ اہل سنت غیبت امام مین جہاد کر نیوالونکے شریک ہوکر ڈکیت اور غارتگر بنجادین - خدا کے واسطے مولویصاحب اس قسم کی تحریرات کے ذریعہ سے مذہب اسلام کو تباہ اور برباد نکرو - اور اسلام کی حالت پر رحم کرو - اور فہم و فراست کے ساتھ میری اس مختصر گذارش کے انجام پر غور کرو -

جناب مولویصاحب آپ نے جو کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ اول مین لکھا ہے
کہ حضرات شیعہ صرف فضائل اصحاب باصفا ہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال کتاب اللہ
مین بھی نقصان کا اقرار کرتے ہین لہذا گذارش ہے کہ آپ نے اپنے مذہبی کتابون
کو بھی ملاحظہ فرمایا ہے یا بلا حصول علم جو دلمین آتا ہے لکھدیتے ہو۔ جناب من
نقصان قران کا اقرار تنہا شیعہ ہی نہین کرتے بلکہ اہل سنت کو بھی نقصان قرآن کا
اقرار ہے۔ ذرا اپنے مذہب کی تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ والمنسوخ صفحہ ۱۰۲
کو تو ملاحظہ فرمائیے جسمین اسطرح لکھا ہے۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہین کہ سورہ احزاب تلاوت کیا جاتا تھا حیات رسول اللہ مین
دو سو آیت مگر حضرت عثمان نے فقط ۷۳ آیت رکھین اور یکصد و بست و ہفت
آیتین نکالڈالین۔ اور سورہ احزاب مین آیہ رجم تھا۔ اور ابی بن کعب سے کہتے ہین
کہ تتمہ آیہ صلواۃ قبل تغیر کرنے حضرت عثمان کے قرآن کو۔ قران مین موجود تھے یعنے
ترتیب عثمانی کے قبل تتمہ آیہ صلواۃ قران مین موجود تھی جسکو عثمان نے نکالڈالا۔
ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ بعد متروک التلاوۃ آیہ اِنَّ اللہ سیؤید الجسر لوگونکو یاد تھی۔
عبد الرحمن بن عوف کہتے ہین کہ آیہ ان جاہد و الجنر کو قران سے گرادیا جسطرح اور
آیتون کو نکالدیا۔
پس ام المومنین عائشہ اور ابی بن کعب اور ابو موسی اشعری اور عبد الرحمن بن عوف کے
بیانات جو تفسیر اتقان مین دکھلائے گئے ہین یہ لوگ اہل سنت کے پیشوا ہین شیعون
کے پیشوا نہین ہین پس جبکہ پیشوایان اہل سنت بہ آواز بلند نقصان قران کو
ظاہر کر رہے ہین تو پھر شیعون نے کیا گناہ کیا جو وہ ملزم بنائے جاتے ہین۔ حق بات
چھپانے سے کہین پوشیدہ ہوتی ہے۔ نہ حضرت عثمان آیات قرانی کو قران سے
نکالتے نہ شیعہ نقصان قران کا ذکر کرتے۔ تعجب ہے کہ قران مین کمی بھی کی گئی اور زیادتی

اوس کلی کا اقرار بھی کیا جاتا ہے اور اوسکے ذکر کرنیوالے ملزم بنائے جاتے ہین
فرقہ اہل سنت مین جہالت کا بڑا زور شور ہے اور کیون نہو جبکہ اس فرقہ
مین ہر قوم کا جاہل اور عالم بے تکلف امام بنا دیا جاتا ہے - اسمین شک نہین
حضرت عثمان نے ترتیب قرانی مین ایسا نقص پیدا کر دیا ہے کہ عوام
متعہ کے بعد پڑکر منکر فرمان الٰہی ہو جاتے ہین - جیسا کہ حکم متعہ کو عوض بدعہ
یعنی حضرت عمر احکام نکاح مین مخلوط کر کے عوام کو دھوکے مین ڈالدیا ہی اور
معتقدان حضرت عمر آیۂ متعہ کے معنے جو چاہتے ہین دل سے گڑھ لیتے ہین
اور عوام کے دلمین شبہہ پیدا کر دیتے ہین - اور اس بات کا بالکل خوف
نہین کرتے کہ قران کے معنی اور مطالب کے تغیر و تبدل مین الزام لغو عاید ہوتا ہی - اسوجہ سے ہو
اجتہاد و ترک کی کیونکہ اسلئے عوام کو قران کے معنی تغیر و تبدیل کرکے بتلانا اور سمجھانا
اور فساد کرنا اور دین کی اصلاح برباد کرنا اور پھر اپنے کو مسلمان کہنا نہایت شرم کی بات
ہے - لہذا مین اس تنقیح کے فیصلہ مین ظاہر کرتا ہون کہ شیعونکا اعتقاد مسئلہ جہاد مین
بہت صحیح اور نہایت درست ہی غیبت امام مین ہرگز جہاد جائز نہین ہے اور جسقدر
جہاد بعد خلافت حضرت عثمان سے ابتک ہوئے وہ سب خلاف شریعت از قسم
قزاقی اور غارت گری تھے جہاد نہ تھے اور نقصان قرآنی کا اقرار شیعہ باتفاق اہل
سنت کرتے ہین نہ اپنے دل سے لہذا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے کل اعتراض
اس بارہ مین کتب اہل سنت کے خلاف ہین - اور ان اعتراضات سے حضرت عثمان
نقصان قرانی کے الزام سے ہرگز بری نہین ہو سکتی - اور جناب حکیم افتخار علی صاحب نے
ضیاء الہدیٰ مین بنسبت قران مجید جسقدر ثبوت اہل سنت کی کتابون سے نقل کئے
ہین وہ بہت درست اور نہایت معتبر ہین اونکی تردید یا اونکا جواب غیر ممکن ہے -
مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اون منقولات کا مطلب تک تو سمجھ نہین سکے جواب کیا دینگے

تذکرۃ الخلفاء اہل سنت کی تشفی اور تسلی اور اپنے اظہار ناصبیت کے واسطے زبردستی لکھ ماری ہے۔ وہ معیار الہدیٰ کا جواب ہے نہ شمس الضحیٰ کا جواب بازاری آدمیونکی گپ تھا

تنقیح نمبر چہارم

استحقاق درود آل محمد صلعم کو حاصل ہے یا کل اصحاب ازواج کو

کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ دوم مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے مندرجہ ذیل عبارت درج فرمائی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین۔ دیکھو شیعو صرف وہ فقرے حمدیہ و نعتیہ کا ہے جواب نہ مولوی شیخ احمد صاحب نے دیا نہ حکیم افتخار علی جیونٹ سے بھی۔ اظہار الہدیٰ کا جواب لکھنے کو بہت بڑی لیاقت چاہیے۔

اس تحریر کے دیکھنے سے مجھکو کمال حیرت ہوئی اور یقین ہوگیا کہ اہل سنت مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سے زیادہ اب نہ کوئی ذی فہم باقی ہے نہ ذی علم۔ اگر کوئی ذی فہم یا ذی علم اہل سنت مین باقی ہوتا تو مولوصاحب ممدوح کو اس تحریر کی جرات نہوتی ہر طرف جاہلونکی کثرت ہے وہی مولوصاحب ممدوح کی تصنیفات کی خریدار ہین اس قسم کے لفاظی سے خوش ہوتے ہین جسکے سبب سے مولوصاحب کی تصنیفات کی قدر ہوتی ہے مجھکو اس مقام پر ایک قصہ یاد آیا۔ ۱۸۶۵ء مین میری ملازمت ضلع جہانسی مین تھی بتقریب دورہ ایک روز مین قصبہ ایرچ پرگنہ گرو تھا ضلع جہانسی مین مقیم تھا یہ قصبہ نومسلمون سے آباد ہے اس قصبہ کے قاضی صاحب میرے پاس آئے جنکا نام اسوقت یاد نہین رہا۔ قاضی کے پاس وہ قصیدہ تھا کہ جسکو فقرا بازارون مین پڑھتے پھرتے ہین جسکا مطلع یہ ہے۔

عزیز رحق تعالے کبریا ہے ٭ ٭ شرف جسنے محمدؐ کو دیا ہے

قاضی صاحب نے مجھے استدعا کی کہ مجھکو یہ قصیدہ پڑھا دیو مین نے پڑھا دیا اور دریافت کیا کہ اسکے پڑھنے سے آپکا مطلب کیا ہے قاضی صاحب نے فرمایا دسویں جمعہ کی خطبہ مین اسکو پڑھونگا۔ اسدرجہ تو اہل سنت کی جہالت بڑھی ہوئی ہے۔ اور اوسپر یہ دعوی۔ انوار الہدی مین جو ثبوت ضرورت امامت وثبوت خلافت بلا فصل کے تحریر ہوتے ہین اسکی تردید تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب سے ہو نہ سکی نہ تحریر جواب اور علمی مناظرہ کا اونکو قاعدہ معلوم۔ اظہار الہدی مین بے سرو پا عبارتین لکھکر کہدیا کہ یہ جواب انوار الہدی کا ہے اوسکے بعد اسی اظہار الہدی کو بقدر اضافہ کرکے نقل کردیا اور اوسکا نام بدر الدجے رکھدیا۔ کوئی ذی فہم ہو تو سمجھے کہ اظہار الہدی وبدر الدجے مین بجز بدتہذیبی کے انوار الہدی کے کس اعتراض اور کون سے ثبوت کی تردید کی گئی ہے جیسی قابلیت اور لیاقت اور وقعت اور تہذیب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی ہے ویسی ہی فہم وفراست اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالونکی ہے جسکی بدولت گمراہی مین پڑے ہوئے دین اور دنیا دونون برباد کر رہے ہین۔ باوجود اسکے کہ اظہار الہدی وبدر الدجے قابل تحریر جواب نہ تھی تاہم جناب مولوی شیخ احمد صاحب نے اس خیال سے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے ہم مذہب اور ہم خیال جہلاء یہ نہ سمجھین کہ جواب ہوسکا اظہار الہدی کے بے سروپا مضمون اور نامہذب عبارتون کا کمال تہذیب کے ساتھ شمس الضحی مین جواب لکھدیا۔ پھر بھی بے شرمی اور بے غیرتی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ اظہار الہدی کے جواب لکھنے کو بڑی لیاقت درکار ہے۔ اب کوئی مشہر ثانی مثل نشاب جواب عرض کرے تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تشفی ہو پھر عدالت مین نالش کرنے دوڑین۔ اگر اہل سنت کو علم ہوتا عقل ہوتی خوف قیامت ہوتا تو انوار الہدی وشمس الضحی واظہار الہدی وبدر الدجے کو ایک ساتھ دیکھتے شب

اونکو حقیقت معلوم ہوتی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے اس دعوی کی واقعی
کہ شیعون سے جواب ہوسکتا ہے یا نہین اور اظہار امدی کی تحریر جواب کو علمی لیاقت
درکار ہے یا ناصبی جہالت اور بازاری محاورونکے مطابق لپاڈگی گالی گلوچ کی احتیاج ہے
لہذا اس امر متنازعہ کے انفصال کے واسطے یہ امر قابل تحقیق ہے کہ پروردگار عالم اور جناب رسالتمآب صلعم
کن بزرگون کے واسطے شرف ودود معین فرمایا ہے ۔ لہذا اہل سنت کی معتبر کتابون
سے اور قرآن مجید سے اسکی حقیقت ذیل مین درج کیجاتی ہے سورہ شوری ۱
قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ترجمہ کہ (اے محمد صلعم) نہین
چاہتا مین تم سے احکام خدا کے پہونچانے مین مزدوری مگر دوستی اقربا کی تفسیر بیضاوی
روی انہ لما نزلت قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ھؤلاء الذین
وجبت مودتھم علینا قال علی و فاطمۃ و ابناھما ترجمہ جبوقت نازل ہوئی یہ آیت عرض کی
صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلعم کون سے قرابت مند حضور کے ہین جنکی محبت ہم پر واجب
ہوئی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ قرابت مند میرے کہ جنکی دوستی امت پر واجب
ہوئی علی ہین اور فاطمہ اور دونون فرزند اونکے حسن وحسین ۔
تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہفتم صفحہ ۴۰۶ ولا شک ان فاطمۃ وعلیا
والحسن والحسین کان التعلق بینھم وبین رسول اللہ اشد التعلقات
وھذا کالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ھم الال وروی
صاحب الکشاف انہ لما نزلت ھذہ الایۃ قیل یا رسول اللہ من
قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم فقال علی وفاطمۃ
وابناھما فثبت ان ھؤلاء الاربعۃ اقارب النبی واذا ثبت ھذا وجب
ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم ویدل علیہ وجوہ الاول قولہ تعالی
الا المودۃ فی القربی ووجہ الاستدلال بہ ما سبق الثانی لا شک ان النبی کان

یحب فاطمة علیها السلام قال صلعم فاطمة بضعة منی یؤذینی ما یؤذیها
وثبت بالنقل المتواتر ان محمدا انه کان یحب علیا والحسن والحسین واذا
ثبت ذالک وجب علی کل الامة مثله بقوله واتبعوه لعلکم
تهتدون وبقوله تعالی فلیحذر الذین یخالفون عن امره ولقوله تعالی
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ولقوله سبحانه لقد کان لکم
فی رسول الله اسوة حسنة الثالث ان الدعاء للال منصب عظیم
ولذالک جعل هذا الدعاء خاتمة التشهد فی الصلوٰة وهو قوله اللهم
صل علی محمد وعلی ال محمد وارحم محمدا وال محمد وهذا التعظیم لا یوجد
فی حق غیر الال فکل ذالک یدل علی ان حب ال محمد واجب وقال
الشافعی ان کان رفضا حب ال محمد فلیشهد الثقلان انی رافضی

ترجمہ اسمیں شک نہیں کہ جناب رسالتمآب صلعم و فاطمہ و علی و حسن و حسین کا باہمی تعلق
بہت ہے وابستہ اور متصل تعلق تھا اور چونکہ یہ بات احادیث سے بتواتر ثابت ہو
اس سے واجب آتا ہے کہ یہی لوگ آل ہیں - صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی اصحاب نے عرض کی خدمت رسولخدا میں کہ آپ کے قرابت دار
کون لوگ ہیں جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قرابت مند
میرے علی ہیں اور فاطمہ اور دونوں فرزند اونکے - اس سے ثابت ہوا کہ یہی چاروں
نبی صلعم کے اقارب ہیں اور جب یہ ثابت ہو گیا تو اس سے واجب ہو گئی یہ بات
کہ یہی چاروں مخصوص ہیں واسطے تعظیم او تکریم کے - علاوہ اسکے اور بھی دلیلیں ہیں یہ
اول فرمان باری تعالے الا المودة فی القربیٰ اس آیت کے ساتھ استدلال
کی وہی وجہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی - دوسری وجہ - اسمیں شک نہیں کہ آنحضرت
صلعم فاطمہ علیہ السلام کو پیار کرتے تھے اور آپکا ارشاد ہے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے

جس بات سے اوسے ایذا ہوتی ہے وہ بات مجھے بھی ایذا پہنچاتی ہے اور
یہ بات بھی رسولخدا صلعم کی احادیث سے بتواتر ثابت ہے کہ آپ علی و حسن و حسین کو
محبوب رکھتے تھے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو آپ کی ساری امت پر واجب
ہو گیا کہ مثل رسول اللہ صلعم کے علی و فاطمہ و حسن و حسین سے محبت رکھیں ۔
جیسا کہ پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ تابعداری کرو آنحضرت کی تاکہ تم ہدایت پاؤ
اور پھر خدا نے فرمایا ہے پرہیز کرا ے محمدؐ اون لوگوں سے جو نافرمانی کرتے ہیں
حکم الٰہی سے اور یہ بھی خدا فرماتا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے خدا سے اور پیروی کرتا ہے
خدا کی وہ دوست رکھے آنحضرت کو ۔ تیسری دلیل آل کے لیے دعا کرنا ایک بہت
ہی بڑا منصب ہے اسیواسطے حسب فرمان باری تعالے آخر تشہد میں ہر نماز کے
یہ دعا کہ اللھم صل علے محمد و علے آل محمد وارحم محمد و آل محمد مقرر کی گئی ہے اور یہ تعظیم آل
کے سوا کسی دوسرے کے واسطے نہیں پائی جاتی ۔ یہ سب وجوہ دلیل ہیں اسکی کہ
آل محمد کی محبت واجبات سے ہے ۔ اور امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آل محمدؐ کی
محبت کا نام رفض ہے تو جن و انس گواہ ہیں کہ میں رافضی ہوں تفسیر نیشاپوری
الرابع عَن سَعِیدِ بنِ جُبَیرٍ لَمَّا نَزَلَت ھٰذِہِ الآیۃ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَن
ھٰؤلَاءِ الَّذِینَ وَجَبَت عَلَینَا مَوَدَّتُھُم لِقَرَابَتِکَ فَقَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ
وَابنَاھُمَا وَلَا رَیبَ اَنَّ ھٰذَا فَخرٌ عَظِیمٌ وَشَرَفٌ تَامٌّ وَیُؤَیِّدُہٗ مَا رُوِیَ اَنَّہٗ
حُرِّمَتِ الجَنَّۃُ عَلٰی مَن ظَلَمَ اَھلَبَیتِی وَاٰذَانِی فِی عِترَتِی وَکَانَ یَقُولُ فَاطِمَۃُ
بِضعَۃٌ مِنِّی یُؤذِینِی مَا یُؤذِیھَا وَثَبَتَ بِالنَّقلِ المُتَوَاتِرِ اَنَّہٗ کَانَ یُحِبُّ عَلِیًّا وَ
الحَسَنَ وَالحُسَینَ وَاِذَا کَانَ ذٰلِکَ وَجَبَت عَلَینَا مَحَبَّتُھُم بِقَولِہٖ وَکَفٰی شَرَفًا
لِاٰلِ رَسُولِ اللّٰہِ وَفَخرًا خَتمُ التَّشَھُّدِ بِذِکرِھِم وَالصَّلٰوۃُ عَلَیھِم فِی کُلِّ صَلٰوۃٍ قَالَ بَعضُ
المُذَکِّرِینَ اِنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَثَلُ اَھلِبَیتِی کَمَثَلِ سَفِینَۃِ نُوحٍ مَن رَکِبَ فِیھَا نَجٰی وَمَن تَخَلَّفَ عَنھَا غَرِقَ

ترجمہ۔ دلیل چوتھی۔ سعد ابن جبیر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے قرابت داروں میں سے وہ لوگ کون ہیں
جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ قرابت مند میرے علی اور
فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑے فخر اور شرف کی بات ہے
اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے کہ جو سعید ابن جبیر سے مروی ہے کہ جنت
حرام ہے اوس شخص پر جسنے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے باب میں
مجھے ایذا دی۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے جو چیز اوسے
ایذا دیتی ہے وہی مجھکو بھی ایذا دیتی ہے اور احادیث نبوی سے بتواتر ثابت ہوا
ہے کہ آپ علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو محبوب رکھتے تھے۔ اور جب یہ امر ثابت ہے
تو ہم پر بھی محبت اونکی واجب ہے۔ اور آل رسول اللہ صلعم کے لیئے تو بھی شرف
اور فخر کافی ہے کہ تشہد کے خاتمہ پر ہر نماز میں اونکا ذکر داخل کیا گیا ہے اور ہر
نماز میں اونپر درود بھیجنے کا حکم ہوا اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ نبی صلعم کا ارشاد
ہے کہ میرے اہلبیت کی مثال ایک کشتی کی سے ہے جو اوس میں سوار ہوا نجات پائی
اور جو نہ سوار ہوا ڈوب گیا تفسیر محی الدین بن العربی رُوِیَ اَنَّهَا لَمَّا نَزَلَت هٰذِهِ
الآیَۃ قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَن قَرَابَتُکَ هٰؤُلَاءِ الَّذِینَ وَجَبَت عَلَینَا مَوَدَّتُهُم
قَالَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ وَ الحَسَنُ وَ الحُسَینُ وَ اَبنَاءُ هُمَا وَقَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ مَن مَاتَ
عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغفُورًا اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا
اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِیدًا مُستَکمِلَ الاِیمَانِ اَلَا وَمَن
مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهٗ مَلَکُ المَوتِ بِالجَنَّۃِ ثُمَّ مُنکَرٌ وَ نَکِیرٌ اَلَا وَ
مَن مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ العَرُوسُ اِلٰی بَیتِ
زَوجِهَا اَلَا وَمَن مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰہُ قَبرَہٗ مَزَارَ مَلَائِکَۃِ الرَّحمَۃِ

الا و من مات علی حب ال محمد مات علی السنۃ الا و من مات علی بغض ال محمد جاء یوم القیمۃ مکتوبا بین عینیہ یئس من رحمۃ اللہ الا و من مات علی بغض ال محمد مات کافرا الا و من مات علی بغض ال محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ ترجمہ جس وقت نازل ہوئی یہ آیت تو عرض کی صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلعم وہ کون سے قرابت مند آپکے ہین جن لوگون کی محبت پروردگار عالم نے ہم پر واجب کی ہے۔ فرمایا آنحضرت نے کہ وہ قرابت مند میرے کہ جنکی محبت خدا نے واجب کی ہے۔ علی ہین اور فاطمہ ہین اور حسن ہین اور حسین ہین اور اونکی اولاد اور فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ فوت ہوا مغفرت کیا ہوا اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ فوت ہوا تائب یعنی گناہو سے پاک و بری اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محبت کے وہ مرا شہید اور کامل الایمان اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے بشارت دیگا ملک الموت اسکو جنت کی پھر بشارت دینگے منکر اور نکیر اسکو جنت کی۔ اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ جاویگا جنت کو سطرح جسطرح لیجاتے ہین دولہن کو اوسکے شوہر کے گھر۔ اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے کردانا خدا نے اوسکی قبر کو زیارت گاہ ملائکہ رحمت۔ اور تحقیق جو مرا اوپر محبت آل محمد کے وہ فوت ہوا اوپر سنت نبوی کے اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمد کے آویگا قیامت کے دن لکھا ہوا درمیان دونون آنکھون کے کہ یہ مایوس ہے رحمت الٰہی سے اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمد کے وہ مرا کافر۔ اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمد کے نہین سونگھے گا وہ خوشبو جنت کی۔ امام فخر الدین رازی جو علماء اہل سنت ہین ایک مشہور اور معروف اور معتبر اور مستند عالم اور مجتہد ہین جنکو اہل سنت اپنا امام یعنے پیشوا تسلیم کیے ہوے ہین تفسیر آیہ قل لا اسئلکم مین حسب احادیث نبوی کہ جن احادیث کی صحت بتواتر ثابت ہو چکی ہے مندرجہ ذیل اقرار

کرتے ہیں -

۱- یہ کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صرف یہی چارون بزرگوار آل رسول اللہ اور قرابت مند رسول اللہ اور اہلبیت رسول اللہ ہین اور انھین چارون بزرگون کے ساتھ جناب رسولخدا صلعم نے اپنی آل اور اہلبیت اور قرابت مند ہونیکی تخصیص کی ہے - اور بجز ان چارون بزرگون کے کسی پانچوین کو اپنی آل و اہلبیت و قرابتمند نہین تبلایا -

۲- تمامی اصحاب و مہاجر و انصار و جملہ مسلمانان پر انھین بزرگوارون یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی محبت واجب کی گئی ہے اور بجز ان چارون بزرگوارون کے کسی پانچوین شخص کی محبت امت پر واجب نہین ہوئی -

۳- آل رسول کا ذکر ہر نماز مین پروردگار عالم نے امت پر فرض کردیا ہے چنانچہ حکم ہے کہ تشہد مین آل رسول پر ہر نماز مین درود پڑھا جاوے -

۴- یہی چارون بزرگ واسطے تعظیم کے مخصوص کیے گئے ہین - بجز ان چارون بزرگون کے کسی پانچوین کی تعظیم امت پر واجب نہین کی گئی - اور یہ بہت بڑا شرف ان لوگون کے واسطے ہے جو کسی پانچوین کو یہ شرف حاصل نہین ہوا -

۵- امام شافعی کہتے ہین کہ اگر محبت آل رسول کا نام رفض ہے تو مین بھی رافضی ہون

۶- تفسیر نیشاپوری مین بھی ایسا ہی اقرار ہوا ہے - اور تفسیر محی الدین ابن العربی مین حسب ارشاد جناب رسولخدا صلعم توضیح کردی گئی ہے محبت آل رسول اور بغض آل رسول صلعم کے جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے جو کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۸ مین حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو بوجہ رشتہ خسر و حضرت عثمان کو بوجہ رشتہ دامادی و دیگر خویشان و عزیزان کو داخل عترت کیا ہے ہمین مجھکو بہت حیرت ہے - کہ اس مقام پر امام فخرالدین رازی معتبر سمجھے جاوین کہ جنکو تمام فرقہ اہل سنت اپنا امام قبول کرتا ہی

یا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب معتبر تصور کئے جاوین کہ جنکو امامت پر ابھی تک کسی اہل سنت
نے بیعت نہین کی امام فخر الدین رازی اقرار کر رہے ہین کہ آل اور اہلبیت رسول و
قرابت منداں رسول ہین یہی چار بزرگ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ داخل ہین
کوئی پانچوان داخل نہین - اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب خلفاء ثلثہ کو بھی
داخل کئے دیتے ہین - اب نہ معلوم کہ امام فخر الدین رازی کاذب ہین یا مولوی
محمد جہانگیر خانصاحب کاذب ہین - دوسرے اگر خلفاء ثلثہ بقول مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب کے قرابت مند رسول اللہ صلعم و فضل الامم و قابل تعظیم تھے اور بعد
خلفاء ثلثہ کے علیؑ و حسنینؑ علیہم السلام واجب التعظیم ہین تو پھر کیا وجہ ہے کہ پروردگار
عالم نے جو محبت اقرباء رسول اللہ صلعم امت پر واجب کی تو وقت استفسار
جناب رسولخدا صلعم نے اپنا قرابت مند بجز علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے کسی پانچوین
کو نہین بتایا - اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور عثمان بھی آنحضرت کے قرابت مند اور
افضل الامم تھے تو وقت استفسار صحابہ ان حضرات کے نام اپنے قرابت مندون
مین کیون نہین تبلائے اور ان صاحبونکی محبت امت پر کیون واجب نہین کی
گئی تیسرے اگر حضرت عثمان آنحضرت کے داماد عزیز تھے اور اونکو فخر ذی النورین
ہونیکا حاصل تھا تو وہ بھی مثل علی علیہ السلام کے داخل آل و داخل اہلبیت و داخل
قرابت منداں کیون نہوئے - اور اونکی محبت امت پر واجب کیون نہ کی گئی اور
رسول خدا صلعم نے اونکا نام اپنے قرابت مندون مین کیون نہ تبلایا چوتھے یہ
بات سب سے زیادہ غور کے لائق ہے کہ خداوند عالم کے بعد جناب رسول خدا
صلعم کا رتبہ ہے اور سب خلائق پر آنحضرت کی تعظیم واجب گردانی گئی ہے چنانچہ
درود آنحضرت کے نام پر بنظر تعظیم پڑھا جاتا ہے - اور جب نام باری تعالے کا
لیا جاتا ہے تو اوسکے ساتھ آنحضرت کی نبوت کا بھی اقرار کیا جاتا ہے - مگر ہمین دیکھنا

بعدن کہ ہر نماز مین جب مسلمان تشہد پڑہتے ہین یعنے توحید الٰہی و نبوت آنحضرت کا
اقرار کرتے ہین تو اوسیکے ساتھ آل محمدؐ کے نام پر درود پڑہتے ہین بموجب فرمان پروردگار
عالم کے اور آل رسول ہین علے علیہ السلام بھی داخل ہین جیسا کہ مفسرین اقرار کر چکے
ہین - پس جو تعظیم آنحضرت کی الفاظ درود کے ساتھ مین ہوئی ہے وہی تعظیم الفاظ درود
کے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی بھی ہے اور نام خدا کے بعد جسطرح آنحضرت کے
نام پر درود پڑھنے کا ہر نماز مین حکم ہے اوسیطرح بعد نبی آل نبی کے نام پر یعنے علیؑ
فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے نام پر ہر نماز مین درود پڑھنے کا حکم ہے - اگر خدا کے
اور رسول خدا کے نزدیک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان افضل تھے
حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسن اور حضرت حسینؑ سے تو اونکے نام تشہد
مین درود پڑھنے کا کیون حکم نہین ہوا - اور یہ لوگ قرابت مندان رسول
کیون نہ شمار کیے گئے - اب اس مقام پر پروردگار عالم اور جناب رسول
خدا صلعم صادق سمجھے جاوین یا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اسکا فیصلہ کل مسلمانون
اور خاص مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی راے پر چھوڑا جاتا ہے - پانچوین
محی الدین ابن العربی تفسیر مین مطابق احادیث معتبر جناب رسول خدا صلعم
تحریر فرماتے ہین - کہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسین کے ساتھ بغض رکھنے والا کافر
ہے اور رحمت الٰہی سے مایوس رہیگا - مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کتاب
اظہار الحق کے صفحہ ۲۸ مین لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی اس سے
آپکا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۴ مین لکھا ہے کہ زیادہ
گنہگار تھے اور کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۰۸ مین خاطی و عاصی لکھا ہے اور صفحہ
۱۴۸ مین کتاب مذکور کے لکھا ہے کہ وہ مشکل کشا نہین وہ بیچارے اپنی تو
مشکل آسان ہی نہ کر سکے تو دوسرونکی مشکل کیا آسان کرینگے - اور کتاب مذکور

کے صفحہ ۱۴۲ مین لکھا ہی کہ علی علیہ السلام مین انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی اِن کلمات سے
مولویصاحب ممدوح کا دشمن علی ہونا محتاج بثبوت نرہا۔ اور دشمن علی کے حق مین جو لفظ شیخ
محی الدین ابن العربی نے کی ہر اوسکے مطابق ناظرین مولوی صاحب ممدوح کی نسبت سمجھ لین
کہ وہ اور اونکے معتقد اور ہم مذہب ناجی ہین یا ناری۔ دوسرے اگر مولوی صاحب ممدوح کی تحریر
حضرت علی علیہ السلام کی نسبت صحیح سمجھی جاوے تو مذہب اسلام باطل ہوا جاتا ہی اور عدالت
الٰہی مین نقص پیدا ہوتا ہی کیونکہ بحالت کذب و گنہگاری و عدم لیاقت انتظام ملکی کے علیؑ کی
محبت کو پروردگار عالم نے کل امت پر واجب کیا ہی اور مثل رسول اللہ صلعم اونکو واجب التعظیم
قرار دیکر ہر نماز مین اونکے نام پر درود پڑہنے کا حکم دیا ہی اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت
عثمان کہ جو انتظام ملکی مین لائق اور گناہون سے پاک اور راست گواہی دینے والے سمجھے نہ
پروردگار عالم کے نزدیک واجب التعظیم قرار پائے نہ رسول خدا کے نزدیک اگر واجب التعظیم
قرار پاتے تو اونکے نام پر بھی ہر نماز مین مثل حضرت علی علیہ السلام درود پڑہنے کا حکم ہوتا اور
یہ لوگ بھی قرابتمندان رسول اللہ صلعم مین داخل کیے جاتے اور سب امت پر محبت
اور اطاعت انکی مثل حضرت علی علیہ السلام واجب کیجاتی پس درحالیکہ پروردگار عالم
اور جناب رسولخدا صلعم نے بجز علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسین علیہم السلام کے کسی پانچوین کو
قابل درود سات نام رسولخدا صلعم کے نہین قرار دیا تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور
اونکے ہم مذہب اور ہم خیالونکا اصحاب و ازواج کو قابل درود قرار دینا ایک علیؑ و فاطمہؑ و
حسنؑ و حسین علیہم السلام ہی کے ساتھ مخالفت اور دشمنی کو ظاہر اور ثابت نہین کرتا بلکہ خدا اور
رسولخدا صلعم کے ساتھ بھی نافرمانی اور مخالفت کو ظاہر و ثابت کرتا ہی جیسے امام فخرالدین رازی نے
جو امام شافعی کے اس عقیدہ کا اظہار کیا ہی کہ اگر محبت آل رسول کا نام رفض ہی تو مین بھی رافضی ہون
امام شافعی کو اس اظہار کی ضرورت جس وجہ سے ہوئی وہ قابل غور ہے۔ دشمنان علی
یعنے ناصبی شیعیان علی کو اس وجہ سے رافضی کہا کرتے تھے کہ اس گروہ شیعہ نے خلفاء

ثلثہ اور امیر معاویہ و دیگر خلفاء بنی امیہ کی خلافت کو تسلیم نہین کیا تھا اور علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے تھے تمامی خلفاء و تمامی اصحاب پر اور محبت علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین کا اظہار کرتے تھے اور لوگونکو ان بزرگونکی محبت کیجانب رغبت دلاتے تھے اسوجہ سے اس فرقہ کے لوگونکو تو صرف لفظ رافضی سے منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ منکران خلافت خلفاء ثلثہ و معاویہ وغیرہ اور محبت کرنیوالے اور فضیلت بیان کرنیوالے علیؑ اور اولاد علی کے رافضی ہین کیونکہ خلفاء وقت سے روگردانی کرتے ہین اور جو لوگ قابل تبرا ہین اونکے فضائل بیان کرتے ہین اور اونکے ساتھ محبت کرتے ہین - کیونکہ بحکم امیر معاویہ علی اور اولاد علی علیہ السلام پر ہر نماز جمعہ کے بعد خطبہ مین تبرا ہوا کرتا تھا جسکی توضیح تنقیح ششم مین کیجاویگی اسپر امام شافعی نے فرمایا کہ اگر محبت آل رسول داخل رفض ہے تو مین بھی رافضی ہون - چنانچہ اوسی بناپر آجتک اہل سنت شیعونکو بوجہ محبت آل رسول دولائے علی رافضی کہتے ہین - یہانتک تو مین نے اہل سنت کی معتبر تفسیرون سے نقل کی ہے اب مین چند حدیثین بھی کتب بلے معتبر اہل سنت سے اور چند آیتین قرآن مجید سے ذیل مین نقل کرتا ہون جنکے ملاحظہ سے شرف اور بزرگی اور فضیلت آل رسول اللہ صلعم کی ظاہر ہوگی اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بارہ مین جو کچھ پروردگار عالم اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے وہ بھی معلوم ہوجاویگا اور اس سے ہر شخص نتیجہ نکال لیگا کہ کل اصحاب مومن تھے یا نہین منافق اور بے ایمان بھی تھے اگر مجمع اصحاب مین بے ایمان اور منافق بھی تھے تو کیا منافق اور بے ایمان بھی قابل درود قرار پاسکتے ہین - اگر بے ایمان اور مخالف قابل درود نہین قرار پاسکتے تو کل اصحاب کے نام پر درود پڑھنا ایسا ہے کہ جسطرح یزید کی خلافت بذریعہ اجماع قبول کرکے مسلمان دیکھتے رہے اور فرزند رسول تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح ہوگیا -

سورہ احزاب - انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تا لیجاوے تم سے نجاست گناہ کی اے
اہلبیت اور پاک کرے تمکو پاکیزہ طہارت تامہ ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی
فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم
یا نبی اللہ قال انت علی مکانک وانت علی خیر ۔ رواہ
مسلم فی مناقب علی عن عامر بن سعد کل مفسرین نے اس آیت کی تفسیر مین جناب
ام سلمہ زوجہ رسولخدا صلعم سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اوڑہی
جناب رسولخدا صلعم نے عباء سیاہ پشمی اور داخل کیا اوسمین علی و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو
اور فرمایا کہ خدایا یہ ہین اہلبیت میرے دور کرانسے نجاست کو اور پاکیزہ کر انکو گناہون
سے - عرض کی جناب ام سلمہ نے کہ یارسول اللہ ہم بھی اس عبا مین داخل ہون ارشاد
کیا جناب رسالتمآب نے کہ عاقبت تمھاری بخیر ہے اور نہ داخل کیا اونکو عبا مین
یہ حدیث متفق علیہ ہے - اصحاب صحاح ستہ نے بھی اس حدیث کو صحیح مسلم وغیرہ مین
درج کیا ہے - قابل غور یہ بات ہے کہ آنحضرت نے جن احادیث مین لفظ اہلبیت
وعترت استعمال کیا ہے اوس سے مراد صرف علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین ہین - یا ازواج
و دیگر عزیز و قریب و حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان بھی داخل اہلبیت ہین -
مخفی نرہے کہ اگر لفظ اہل بیت وعترت سے آنحضرت کے مراد جملہ عزیز و قریب ازواج
و خلفاء ثلثہ سے ہوتے تو آنحضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین کے ساتھ تخصیص اہلبیت
ہونے کی نکرتے اور یہ نفرماتے کہ خدایا - فاطمہؑ و علیؑ و حسن و حسین جو داخل عبا ہین
یہی میرے اہلبیت ہین انھین کو پاک کردے گناہون سے اگر ازواج بھی آنحضرت
کے نزدیک داخل اہلبیت سمجھی جاتین تو جناب ام سلمہ کو آنحضرت داخل عبا اور
شریک اہلبیت ہونے سے منع نفرماتے - اور جبکہ جناب رسول خدا صلعم تخصیص اہلبیت

کی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ کر چلے تو فرمان رسول خدا کے خلاف اہل لغت
کے محاورہ یا دشمنان آل رسول کی مخالفت کے سبب ازواج و اصحاب کو کوئی ایماندار
داخل اہلبیت نہین سمجھ سکتا۔ اور جن احادیث مین آنحضرت نے فرمایا ہو کہ فرمانبرداری کرو
میرے اہلبیت کی اون احادیث مین لفظ اہلبیت سے بجز علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے
کوئی ازواج یا اصحاب یا قرابت داخل اہلبیت نہ سمجھا جاویگا جبکہ آنحضرت باتخصیص علی اور فاطمہ
اور حسن اور حسین کو اپنا اہلبیت ہونا ظاہر فرما چلے۔ دوسرے جبکہ آپ عرض کر چلے درگاہ
باری تعالی مین کہ میرے اہلبیت خاص علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہین انھین نجاست گناہ سے
پاک کر اور آیہ تطہیر بھی نازل ہوئی تو جس حالت مین کہ علی و فاطمہ و حسن و حسین
گناہون سے پاک اور صاف ہو گئے تو پھر انکے معصوم ہونے مین کیا شک رہا
کیونکہ معصوم بیگناہ کو کہتے ہین۔ اور ان چارون بزرگونکو پروردگار عالم نے
جب گناہون سے پاک اور صاف کردیا تو معصوم ہوگئے۔ تیسرے۔ اگر حضرت ابوبکر
اور عمر اور عثمان و ازواج داخل اہلبیت ہوتین تو جسطرح آنحضرت نے علی و فاطمہ و
حسن و حسین کو داخل عبا کرکے دعا کی تھی کہ خدایا یہ ہین اہلبیت میرے پاک
کرے انکو گناہون سے تو ان چارون بزرگوارون کے ساتھ حضرت ابوبکر و
عمر و عثمان و ازواج کو بھی داخل عبا کرکے گناہون سے پاک اور صاف ہونے کی
دعا مانگتے۔ اور جبکہ آنحضرت نے ابوبکر اور عمر اور عثمان و ازواج کو داخل عبا نہ کرکے
ان لوگون کے طیب اور طاہر ہونے کی دعا نہ مانگی نہ انکو اپنا اہل بیت کہا تو
جو لوگ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و ازواج کو داخل اہل بیت گردانتے ہین وہ نافرمانی
کرتے ہین حکم رسول کی جسکا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ نے غلطی کی کہ حضرت ابوبکر
او عمر اور عثمان کو اہلبیت نہ فرمایا تو کیا ہوا ہم تو اونکو اہلبیت ضرور بنا دینگے چاہے
رسول خدا کی اسمین نافرمانی ہو یا کفر۔ سبحان اللہ کیا ضد ہے کہ اس ضد مین نجات

جھگڑے سے بھی محروم ہوتے ہیں اور دنیا کا عروج تو اب اسلام میں باقی نہیں رہا
پھر نہ معلوم کس امید پر ضد کیجاتی ہے ۱ ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۱۹ عن زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی
اھلبیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما
ترجمہ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میں چھوڑتا
ہوں درمیان تمھارے دو شئی سب سے زیادہ بزرگ اور بڑی کہ پکڑے رہو اسکو بعد
میرے تب ہرگز گمراہ نہو گے۔ اونمیں سے ایک قران ہے اور دوسرا اہلبیت
میرے اور آپسمیں یہ دونوں جدا نہونگے تا وقتیکہ پہونچیں میرے پاس حوض کوثر پر
یہ حدیث متواتر اور اجماعی ہے صحیح بخاری وغیرہ جملہ کتب ہائے معتبرہ اہل سنت
میں درج ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی کتاب تذکرۃ الخلفا ذیل صفحہ
دوم وسوم میں اس حدیث کے معتبری اور متفق علیہ ہونیکا اقرار کیا ہے۔ اور کتاب
ترمذی صحیحین میں کی ایک کتاب ہے جسمیں سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔
اس سے زیادہ معتبر اب اور کون سی کتاب ہوگی صواعق محرقہ ابن حجر و مستدرک
و مسند احمد ابن حنبل و جامع صغیر سیوطی وغیرہ کتب ہائے معتبر اہل سنت سے حدیث
مندرجہ ذیل نقل ہوئی ہے ۲ قال رسول اللہ صلعم ان مثل اھلبیتی مثل
سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک ترجمہ فرمایا
جناب رسول خدا صلعم نے کہ مثال میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص
سوار ہوا نجات پائی اور جو شخص روگردان ہوا وہ ہلاک ہوا ۳ جامع الصغیر سیوطی
جلد اول صفحہ ۱۶۱ حرف الف النجوم امان لاھل السماء واھلبیتی
امان لامتی ترجمہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ستارہ امان ہیں واسطے

اہل آسمان کے اور اہلبیت ہمارے باعث امن و باعث پناہ ہین واسطے اہل زمین کے ان ہر سہ حدیث مین لفظ اہل بیت آیا ہے اور ہین اسکے قبل معتبرین تفسیرون اور معتبر کتابون سے اور حسب اقرار معتبر علماء اہل سنت کے اثبات کو ثابت کر چکا ہون کہ اہل بیت اور عترت اور آل کا لفظ مخصوص ہے واسطے علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے کیونکہ خود پیغمبر خدا صلعم ان بزرگوارونکے حق مین بالتصریح فرما چکے ہین کہ خدا ارادہ کی ہین اہلبیت سے کہ پاک کردے انکو گناہون سے پس ان ہر سہ احادیث مین جو لفظ اہلبیت آیا ہے اوس سے مراد یہی چار بزرگ یعنے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہین - حدیث اول مین وصیت کی ہے رسول خدا صلعم نے کل امت کو کہ مین درمیان تمھارے دو چیزین چھوڑتا ہون جو سب سے بڑی ہین ایک قرآن دوسرے اہل بیت اپنے یعنے علی علیہ السلام و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور حدیث دوم مین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مثل کشتی نوح کے ہین اور کشتی نوح کا واقعہ مشہور ہے کہ جنلوگون نے نوح علیہ السلام کی فرمابرداری اختیار کرکے کشتی نوح مین سوار ہو گئے وہ تو زندہ اور سلامت رہے اور جن لوگون نے نوح علیہ السلام کو کاذب جانا وہ غرق آب ہوئے لہذا اس مثال سے مطلب آنحضرت کا یہ ہے کہ جو لوگ فرمابرداری کرینگے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی وہی راہ راست پر سمجھے جاوینگے اور نجات پاوینگے اور جو لوگ ان چارون بزرگون کی فرمابرداری نکرینگے اور منحرف ہوجاوینگے وہ نجات سے محروم رہینگے - اور حدیث سوم مین آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسطرح اہل اسمان ستارونکے سبب حالت امن مین ہین اگر ستارہ نہون تو اہل آسمان نیست اور نابود ہو جاوین اسیطرح اہل بیت میرے یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے باعث اہل زمین حالت امن مین

ہین اگر یہ چارون بزرگ اور انکے جانشین انکی اولاد روے زمین پر موجود نہون تو قیامت آجاوے - اس مقام پر مین ضروری سمجھتا ہون کہ ایک چھوٹا سا مرقع ناظرین کو اون مسلمانون کا دیکھاوون جنھون نے روگردانی کی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے -

۱- سب سے پہلے حضرت عمر نے انحراف کیا ان چارون بزرگون سے اور نافرمانی کی احکام خدا اور حکم رسول اللہ صلعم کی جب وقت وفات آنحضرت نے تحریر وصیت کیواسطے کاغذ و دوات طلب فرمایا تو کہا حضرت عمر نے کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے کچھ ضرورت تحریر وصیت کی نہین ہے ہمارے واسطے قران شریف کافی ہے اور یہ ہمکو پسند ہے - حضرت عمر نے اور اونکے مددگارون نے کلام الہی کی فرمانبرداری قبول کی - مگر اہلبیت رسول کی فرمانبرداری قبول نہ کی - اگر اہلبیت رسول کے فرمانبرداری بہی قبول کرتے تو یہ کہتے کہ حَسۡبُنَا کِتَابُ اللہِ وَعِتۡرَتِہٖ وَاَھۡلِبَیۡتِہٖ

۲- مقدمہ فدک مین علی علیہ السلام کی شہادت کو بوجہ شوہریت حضرت ابوبکر نے قبول نہ فرمایا اور حضرت عمر نے بوجہ خوش طبعی و حرص تمائل خلافت نہ سمجھا اہلبیت رسول کی یہ قدر کی گئی -

۳- حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی اس نافرمانی کو دیکھکر امت نے اس درجہ آل رسول کی توقیر کی کہ امیر معاویہ کے ہمراہ علانیہ اہل شام نے حضرت علی علیہ السلام کا مقابلہ کیا بہتر لڑائیان لڑے حضرت علی علیہ السلام کو شہید کیا امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا امام حسین علیہ السلام کو تین روز کا بہوکا پیاسا مثل گوسفند ان قربانی ذبح کیا رسول خدا صلعم کی بہو بیٹیون کو سر برہنہ دیار بدیار شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے پھرایا اور سب مسلمان دیکھتے رہے کسی نے اعانت نہ کی بلکہ جس شہر مین اہل حرم کا قافلہ لٹا ہوا حالت قید مین جاتا تھا اوس شہر کے مسلمان جشن کرتے تھے اور خوشیا

ہوتے تھے۔ اٹھاون برس تک علیؑ اور اولاد علی پر ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین سر منبر تبرا ہوتا تھا اور سب مسلمان خوشی کے ساتھ سنتے تھے اور شریک ہوتے تھے وقت خلافت چہارم عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و سعد ابن وقاص وغیرہ شرفاء مدینہ نے بیعت علی سے صاف انکار کر دیا۔ ابو شحمہ پسر ثانی حضرت عمر نے بہمراہی معاویہ علی علیہ السلام پر تلوار کشی کی اور قتل ہوئے۔ دیگر اصحاب و مہاجر و انصار نے بشرکت حضرت عائشہ علی علیہ السلام پر تلوارین کھینچین اور خونریزیا کی یہ توقیر اہلبیت رسول اللہ کی وفات رسول اللہ کے بعد امت نے کی کہ جن اہلبیت جنکا رتبہ رسول خدا نے تمامی خلائق و امت سے اعلےٰ اور افضل بتایا تھا اور قران مجید کے مثل انکا رتبہ ظاہر کیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ قران صامت ہے اور اہلبیت رسول قران ناطق ہین۔ قران صامت کے معنی اور مطالب اہلبیت رسول یعنے ناطق سے ظاہر ہونگے اور احکام قرانی کے مطابق اہلبیت رسول یعنے قران ناطق امت کو ہدایت اور رہنمائی کرینگے۔ سو ان اہلبیت کی اصحاب نے اور امت نے جو قدر کی وہ اظہر من الشمس ہے اسی قدر اور منزلت پر مسلمان دنیا دعوی کیا جاتا ہے اسی قدر و منزلت پر اہلبیت رسول کی دوستی کا اقرار کیا جاتا ہے انھین اصحاب پر کہ جنھون نے اہلبیت رسول کی یہ توقیر کی اہل سنت درود بھیجتے ہین اور شرف انکا ہمرتبہ رسول اللہ جانتے ہین اور اہل سنت کے اس عملدرآمد کے مطابق مین باواز بلند فیصلہ کرتا ہون کہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ جو حضرت ابوبکر او حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کو برا کہتے ہین اور اپنے مذہبی جلسون مین ان حضرات خلفائے ثلثہ و خلیفہ چہارم امیر معاویہ کی عیب جوئی کرتے ہین یہ عین دوستی ہے۔ اور جس قسم کی دوستی اہل سنت کو اہلبیت کے ساتھ ہے اسی قسم سے اس دوستی کو بھی سمجھ لینا چاہیے کیونکہ اہل سنت کے محاورہ مین دوستی اوسکو

کہتے ہین جو اپنے مخدوم کی تضحیک کرے تذلیل کرے تبرا کرے جیسا کہ امیر معاویہ نے کیا۔ یہی تو شیعہ کرتے ہین پھر ان پر الزام دشمنی کیون لگایا جاتا ہے اور انکے فعل تبرا پر کیون اعتراض کیا جاتا ہے جبکہ امیر معاویہ کے فعل تبرا پر اعتراض نہین میرے نزدیک حسب رواج اہل سنت جسطرح حضرت معاویہ بوجہ عداوت و تبرا علی علیہ السلام کے رضی اللہ عنہ کہے جاتے ہین اسیطرح عام شیعونکو بوجہ عداوت خلفاء ثلثہ و کرنے تبرا کے رضی اللہ عنہ کہنا قرین انصاف ہے۔

اب اصحاب رسول کی مدح مین چند آیتین قرآن مجید سے ذیل مین نقل کیجاتی ہین۔ جنکے ملاحظہ سے ظاہر ہوجاویگا کہ اصحاب رسول قابل درود ہین یا نہین۔

۱۔ سورہ الانعام پارہ ہشتم وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ترجمہ اور تحقیق بہت لوگ گمراہ کرتے ہین ساتھ خواہشون نفس اپنے کے بغیر تحقیق۔ یہ گمراہ کرنیوالے مسلمان رسول خدا کی زندگی مین موجود تھے انھین کا نام اصحاب ہے انھین کے حق مین پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اپنی نفس کی خواہشون کے پورا کرنے کو بغیر تحقیق لوگون کو گمراہ کرتے ہین انھین گمراہ کرنیوالون کو اہل سنت قابل درود سمجھے ہوے ہین۔ اور اسکی پیروی مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو بھی مصروف پاتا ہون کہ محض اپنی نفسانی خواہشونکے پورا کرنے کو کتابین بغیر تحقیق لکھتے ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اور اسی گمراہی سے بچنے کے واسطے رسول خدا نے فرمایا تھا کہ مین اپنے اہلبیت کو درمیان امت واسطے ہدایت اور رہنمائی کے چھوڑے جاتا ہون جو لوگ میرے اہلبیت کی فرمانبرداری کرینگے نجات پاوینگے نافرمانی کرنیوالے گمراہی مین پڑینگے اور نجات سے محروم ہوکر دوزخ مین جاوینگے

۲۔ سورہ محمد پارہ ۲۶۔ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۔

ترجمہ دیکھا تو نے اون لوگون کو کہ دلون مین اونکے نفاق ہے دیکھتے ہین تیری طرف بیچ پاس موت سے پس وائے ہے واسطے اونکے فرمانبرداری اور بات اچھی

۳- سورۂ محمد پارہ ۲۶ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ترجمہ پس نزدیک ہے تم اوسکے اگر حاکم ہو تم یہ کہ فساد کرو تم زمین مین اور قطع کرو اپنی قرابتون کو یہ وہ ہین کہ لعنت کی اونکو اللہ نے پس بہرا کیا اور اندھا کیا اونکی آنکھونکو پس وہ نہین غور کرتے احکام قرآن کو اونکے دلون پر قفل لگے ہین۔

۴- سورۂ محمد پارہ ۲۶- أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ترجمہ بلکہ گمان کیا اونھون نے کہ اونکے دلون مین بیماری ہے یہ ہرگز نہ نکالیگا اللہ کینے اونکے۔ اور اگر چاہین ہم البتہ دکھلا دین تجھکو نشانیان اونکی پس البتہ پہچانے انکو ساتھ نشانیون اونکی کے اور البتہ پہچانیگا اونکو طرز گفتگو مین اور اللہ جانتا ہے عملون تمھارے کو اور البتہ آزماوینگے ہم تمکو یہانتک کہ جانین جہاد کرنیوالے تم مین سے صبر کرنیوالون کو اور آزماوین ہم خبرون تمھاری کو تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور بند کیا راہ سے اللہ کی اور مخالفت کی اونھون نے رسول کی بعد اسکے کہ ظاہر ہوئے واسطے انکے ہدایت

ہرگز نہ ضرر دینگے وہ اللہ کو کچھ اور جلد باطل ہونگے عمل اونکے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو۔ اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ باطل کرو اعمال اپنے

یہ ہر سہ آیتین سورہ محمد کی کہ جنپر نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ لگا دیا گیا ہے۔ خاص اون لوگون کے حق میں ہین کہ جو رسول اللہ صلعم کی زندگی مین ایمان لائے اور صحبت رسول اللہ مین حاضر رہتے تھے اور جو از نام اصحاب رسول معروف ہوئے۔ اور انھین اصحاب کی نسبت پروردگار عالم سورہ مائدہ پارہ ششم مین فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ترجمہ اے رسول غمگین مت ہو اون لوگون سے جو جلدی کرتے ہین کفر مین اور وہ لوگ زبان سے کہتے ہین کہ ہم لوگ ایمان لائے اور دل اونکے ایمان نہین لائے۔

۶۔ سورہ فرقان۔ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ترجمہ۔ اور کہا پیغمبر نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا اس قران کو بطور مہجور و ہجران کے یہ پانچ آیتین مین نے قران مجید سے نقل کی ہین جنپر نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ لگا دیا ہے ان سب کا نتیجہ ذیل مین ظاہر کرتا ہون۔

۱۔ یہ سب آیتین اونھین اصحاب رسول کی شان مین نازل ہوئی ہین کہ جنکے ناموں پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیال درود پڑھتے ہین۔ چنانچہ یہ آیہ نمبر ششم مین جناب رسالتماب صلعم نے اون اصحاب کو تبلا بھی دیا کہ وہ میری قوم مین سے ہین اور اونھون نے کیسی مجبوری کے سبب سے کلام الٰہی کو بظاہر قبول کر لیا ہے دل سے قبول نہین کیا چنانچہ آیہ نمبر ۵ مین پروردگار عالم انحضرت کو تسکین دیتا ہے کہ تو اون لوگون سے غمگین مت ہو جو بظاہر تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے مگر وہ لوگ دل سے ایمان نہین لائے۔

پس پیغمبر خدا نے جو اپنی قوم یعنے اپنے اصحاب کی شکایت خدا سے کی اوسکا سبب یہی
تھا کہ لوگ رسول اللہ پر طعن نہ کرین کہ آپکی صحبت کا اثر اصحاب پر اتنا بھی نہ ہوا
کہ کامل الایمان ہوجاتے - یا لوگ ان منافقون کو اصحاب رسول سمجھکر دھوکا نکھا دین
اور اونکے معتقد ہو کر گمراہ ہو جاوین جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے
ہم مذہب اہل سنت امیر معاویہ کو اصحاب رسول سمجھکر رضی اللہ عنہ کہتے ہین اور اونکے
نام پر درود پڑھتے ہین کیونکہ جب کلمہ درود شریف مین آلہ و اصحابہ کہا جاتا ہے
تو امیر معاویہ بھی تو باعتقاد اہل سنت اصحاب رسول ہین وہ بھی قابل درود قرار پاگئے -
۱ - سورہ محمد کی اون آیتون مین کہ جنپر نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ لگے ہوئے ہین پروردگار عالم
آنحضرت کو اونکے اصحاب کی منافقت سے مطلع فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اے
محمد صلعم دیکھو اپنے اصحاب کو کہ وہ بظاہر اقرار و فرمانبرداری کرتے ہین مگر دلون مین
اونکے نفاق ہے اور منتظر ہین تیری وفات کے - اور اصحاب رسول اللہ کیجانب
پروردگار عالم خطاب کرتا ہے کہ تم جو وفات رسول خدا صلعم کے منتظر ہو تو وقت
وفات بھی قریب آپہونچا - اور تم بعد وفات رسول اللہ زمین پر فتنہ و فساد برپا
کروگے اور اس فتنہ و فساد کے ذریعہ سے اپنی قرابتون کو قطع کروگے اور ان افعال
سے تم پر خدا کی لعنت پڑیگی - کیونکہ تم کانونسے بہرے ہو گئے ہو کہ فرمان آلہی و
احکام رسالت پناہی کو نہین سماعت کرتے اور آنکھون سے اندھے ہو گئے ہو کہ فرمان
آلہی اور احکام رسالت پناہی کو نہین دیکھتے اور تمہارے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین
کہ احکام قرآن پر عمل نہین کرتے اور دلسے نفاق کو نہین نکالتے اور پھر پروردگار عالم
جناب رسالتماب صلعم سے فرماتا ہے کہ اے محمد تمہارے اصحاب کے دلون مین بیماری ہے
یعنی شیطان نے اونکو سنگدل کردیا ہے اونکے دلونسے ہرگز کینہ نہ نکلے گا - اور اگر
تو چاہے کہ اپنے اون اصحاب کو پہچان سکے کہ جو تیری وفات کے منتظر ہین اور جنکے

دلوں میں نفاق ہے اور جو بعد تیرے وفات کے زمین پر فتنہ وفساد کرنیوالے ہیں اور اپنی قرابتوں کو قطع کرنیوالے ہیں اونکو اونکے طرز کلام سے شناخت کرلے پھر پروردگار عالم اصحاب رسول اللہ کی جانب خطاب کرتا ہے کہ رسول کی نافرمانی سے خدا کا کچھ ضرر نہیں بلکہ تمھارے اعمال جلد باطل ہو جاوینگے اور پھر خدا فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے نیک اعمالوں کو بوجہ نافرمانی باطل مت کرو۔

پس مقام غور ہے کہ پروردگار عالم صاف طور پر حکم دے رہا ہے کہ چاہے جسقدر اعمال نیک کرو مگر رسول اللہ کی نافرمانی کے سبب وہ سب اعمال باطل ہوجاوینگے اور تمپر خدا کی لعنت پڑیگی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کہتے ہیں کہ اصحاب بیعت رضوان کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے جنکی نسبت خدا فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ یعنے خدا تم سے راضی ہوا اور تم خدا سے راضی ہوئے۔ ہمنے اسکو بھی فرض کیا لیکن جب بعد وفات رسول خدا صلعم اصحاب رسول نے زمین پر فساد کیا اور آل رسول کے ساتھ بغض وکینہ کیا اور وقت وفات رسول اللہ آنحضرت کی نافرمانی کی اور واسطے تحریر وصیت کے کاغذ و دوات نہیں دیا اور ہمراہ امیر عساکر اسامہ بن زید کے نہیں گئے جسکی توضیح تنقیح پنجم میں کیجاویگی تو ان نافرمانیوں کے سبب بیعت رضوان کے فضائل یا مثل اسکے دیگر اعمال باطل ہوگئے یا نہیں چنانچہ ان اصحاب کے بغض اور نفاق کا اور اصحاب رسول اللہ کے خطاوار ہونے کا اور اصحاب رسول اللہ پر شیطان کے ظفریاب ہونیکا معتبرین اہل سنت نے اقرار کیا ہے جن اقراروں میں سے صرف دو معتبر عالموں کے قول ذیل میں نقل کیئے جاتے ہیں۔

شرح مقاصد سعد الدین تفتازانی اِنَّ مَا وَقَعَ بَیْنَ الصَّحَابَۃِ مِنَ الْمُشَاجَرَاتِ عَلٰی

تجبر المشعر بہ فی کتب التواریخ والمذکور علی الشفون العباد و الحسد و
العناد و طلب الریاست والمیل الی اللذات والشہوات الی آخرہ
تفتازانی کہتے ہین کہ بیشک حسد و بغض و تقصیر بعض امور مین صحابہ سے ہوئی
اور جو کچھ رنج و ملال صحابہ سے وقوع مین آیا وہ کتب تواریخ مین مذکور ہے کسیکی
مجال نہین ہے کہ اُس سے انکار کرسکے یا اُسکو اخفا کرسکے اور حق یہ ہے کہ بعض صحابہ
بسبب خواہش مال دنیا و طلب ریاست دائرہ اعتدال سے متجاوز ہو گئے۔
شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۰۷ ۔ ثم اعلم ان العارف السہروردی قال فی الرسالۃ
المسماۃ باعلام الہدی عقیدۃ ارباب التقی واما الصحابۃ فابوبکر
افضلہ ثم عمر و عثمان و علی ثم قال ولما ظفر بہ الشیطان
بتسلطہ علی الامۃ وضمائر الصحابۃ منہ و دلس بھا فی الضمائر حبث
حتی ظہرت المشاجرۃ بینہم فاورث ذلک احقاداً وضغائن فی البواطن الی آخرہ
صاحب فقہ اکبر کہتے ہین کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علیؓ کے فضائل بے حد و بیشمار
ہین مگر شیطان اس امت پر ظفر یاب ہوا یعنے رنج بسبب طلب ریاست کے دلون
مین اصحاب کے پیچیدہ ہوا اور عداوتون سے نفس اونکے نجس اور سیاہ ہو گئے۔
صاحب فقہ اکبر خلفاء ثلثہ کی افضلیت کا تو اقرار کرتے ہین مگر یہ بھی کہتے ہین کہ بوجہ
طلب ریاست اصحاب کے دلون مین اغواے شیطانی کے سبب باہم رنج پیدا
ہو گیا اور آپسمین عداوت ہو گئی ۔ اور سعدالدین تفتازانی بھی اقرار کرتے ہین
کہ خواہش مال و دنیا و طلب ریاست کے سبب باہم اصحاب کے عداوت و رنج
و خصومت پیدا ہوئی اور بعض امور مین صحابہ سے ضرور خطا اور تقصیر ہوئی۔ اسی
عداوت کی خبر سورہ محمد مین پروردگار عالم نے دی ہے کہ اصحاب رسول بظاہر
اپنے کو ایماندار کہتے ہین مگر دل سے وہ ایماندار نہین اور منتظر ہین وفات رسول اللہ

تاکہ بعد وفات زمین پر فتنہ و فساد برپا کرین اور اپنی قرابتونکو قطع کرین اور یہ امور باعث نافرمانی خدا و رسول کے ہین اسلیئے اعمال اون اصحاب کے باطل ہوجاوینگے بوجہ نفاق اور اونپر خدا کی لعنت ہی مین حیران ہون کہ ایسے منافقون اور نافرمانبردار اصحابونپر خدا لعنت کرتا ہے پس شیعہ اس حکم الہی کے مطابق دشمنان علیؑ و دشمنان اولاد علیؑ کے اوپر اگر لعنت کرتے ہین تو اسمین قباحت کیا ہے۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت جو کہتے ہین کہ جو شخص لعنت کرتا ہے وہ لعنت اوسی پر لوٹ کر آتی ہے اور پروردگار عالم سورۂ محمدؐ مین حکم دیتا ہے کہ منافقون پر اور نافرمانبردارونپر خدا کی لعنت ہے تو اس حکم کے مطابق تو دشمنان علیؑ و دشمنان اولاد علیؑ پر کہ جنھون نے بطمع دولت و طلب ریاست علیؑ و اولاد علیؑ پر ظلم کیا اور اونکے ساتھ دشمنی کی لعنت کرنا احکام الہی کی فرمانبرداری مین داخل ہوگا اور لعنت کرنے سے منع کرنا اور یہ کہنا کہ وہ لعنت لوٹ کر لعنت کرنیوالے پر آتی ہے احکام الہی کی صریح نافرمانی ہے۔ اور حکم الہی کے مخالف رائے دینا دشمن خدا کا کام ہے نہ کسی ایماندار کا پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کی نسبت مجھکو اس رائے کے ظاہر کرنے مین کچھ تامل نہین کہ کل اصحابونکو قابل درود سمجھنا اور اونکے نام پر حکم الہی کے خلاف درود بھیجنا خداوند عالم کے ساتھ دشمنی کرنا ہے دران حالیکہ حالات اصحاب کے ایسے ہین جیسا کہ مین نے قرآن مجید سے ظاہر و ثابت کردی اب مین چاہتا ہون کہ احادیث رسول اللہ صلعم سے بھی فضائل اصحاب کے ظاہر کردون تاکہ عام لوگونپر اصحاب کے حالات پوشیدہ نہ رہین۔

کتاب المغازی للواقدی نے غزوۂ احد صفحہ ۱۰۲ اذا کان طلحۃ بن عبید اللہ وابن عباس وجابر بن عبد اللہ یقولون صلی رسول اللہ علی قتلی احد

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ انا شھید علی ھؤلاء شھید فقال ابو بکر یا رسول اللہ الیسوا اخواننا
مسلموا کما اسلمنا وجاھدوا کما جاھدنا قال بلیٰ ولکن ھؤلاء لم
یاکلوا من اجورھم شیئا ولا ادری ما تحدثون بعدی فبکا ابو بکر وقال انا لکائنون بعدک
نماز جنازہ پڑھی جناب رسول خدا صلعم نے اوپر شہدا احد کے اور فرمایا حضرت نے
میں اون لوگوں پر گواہ ہوں۔ کہا حضرت ابو بکر نے کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ
میرے بھائی نہیں ہیں ایمان لائے وہ لوگ جیسا کہ میں ایمان لایا اور جہاد کیا اون
لوگوں نے جیسا کہ میں نے جہاد کیا۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہاں۔ لیکن اپنی
مزدوری و محنت کا حظ و لذات دنیا سے اون لوگوں نے کچھ چکھا نہیں اور نہ معلوم
کہ میرے بعد تم کیا احداث کروگے۔ یہ سنکر حضرت ابو بکر بہت روئے اور تعجب
کرکے کہا کہ آہ بعد آپ کے مجھسے ایسے افعال صادر ہونگے۔
قراین قویہ سے مطلب اس واقعہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا نے شہدا
احد کی نماز میت جبوقت پڑھی تو آپ نے شہدا احد کے مراتب اور فضائل
بیان فرمائے اسپر حضرت ابو بکر نے متعجب ہو کر کہا کہ یا حضرت کیا ان فضائل اور مراتب
کا مجھکو حق نہیں ہے جو فضائل اور مراتب کہ آپ نے شہدا احد کے بیان فرمائے
کیونکہ جسطرح شہدا احد مسلمان ہوئے اوسیطرح میں بھی مسلمان ہوا اور جسطرح شہدا
احد نے جہاد کیے میں نے بھی جہاد کیا۔ پھر کیا سبب ہے کہ میرے مراتب مثل
شہدا احد کے نہیں ہیں۔ اسکے جواب میں جناب رسالت مآب صلعم نے بکراہت
فرمایا کہ یہ بات تو سچ ہے کہ تم بھی مثل شہدا احد کے مسلمان ہوئے ہو اور جہاد
بھی کیا ہے مگر شہدا احد نے اس ایمانداری اور جہاد کا بدلا اس دنیا میں کچھ
نہیں پایا اور لذات دنیا کا کوئی حظ نہ اوٹھایا۔ اور تم تو بعد وفات میرے نہ معلوم
کہ دین میں کیا کیا نئی باتیں جاری کروگے کہ جس کی سبب سے امت گمراہی میں

پیدا ہونگی اور فتنہ و فساد پیدا ہونگے اسپر حضرت ابو بکر بہت روئے اور افسوس کیا اپنے حال پر اور ظاہر کیا رسول اللہ کے سامنے کہ کیا مجھسے آپکی وفات کے بعد ایسے ناقص افعال صادر ہونگے یہ سنکر رسول خدا صلعم خاموش ہوگئے اور حضرت ابو بکر کے اس گریہ و بکا پر کوئی کلمہ قابل تسکین اپنی زبان مبارک سے ایسا نہ فرمایا کہ جسکے سُن لینے سے حضرت ابو بکر کو اطمینان ہوتا۔ اور اسی بے اطمینانی نے وفات رسول خدا صلعم کے بعد حضرت ابو بکر کو حصول خلافت کے واسطے دلیر بنا دیا۔ اور ضبطی فدک پر آمادہ کر دیا۔ اور رنجیدگی جناب فاطمہؑ کی جانب سے بیخوف کر دیا۔ اور عدم تعمیل حکم جناب رسول خدا صلعم سے بے پرواہ بنا دیا۔ اسی بے پرواہی کے سبب سے حضرت ابو بکر ہمراہ لشکر اسامہ بن زید روانہ ہوئے تاکہ موقع حصول خلافت کا ہاتھ سے نہ جاوے۔

اگر حضرت ابو بکر کلام رسول خدا سے اپنی نجات عقبیٰ مین ناامید ہوتے تو آنحضرت کا کلام سُنکر گریہ و زاری نکرتے۔ اور اگر رسول خدا صلعم حضرت ابو بکر کو نئی باتین ایجاد کرنیکے سبب ناجی سمجھتے تو اونکے گریہ و بکا پر ضرور تسلی فرماتے کہ پریشان نہو تقاضائے بشریت سے اگر تم دین مین نئی باتین ایجاد کروگے تو بھی تمھاری نجات مین کوئی نقص پیدا نہوگا۔ اور خدا اور رسولخدا نے اصحاب منافق کے کہ جو بظاہر اقرار فرمانبرداری و اظہار اسلام کرتے تھے اور دل سے نہ مسلمان ہوئے نہ نفاق اونکا کم ہوا نام اسواسطے ظاہر نکئے کہ اسلام مین فتنہ پیدا ہوجاتا اور امید تھی کہ ان منافقونکے صلب سے مومن بھی پیدا ہونگے۔ اور ان لوگونکے سبب سے اسلام قوت پانیوالا تھا۔ اسیوجہ سے رسول خدا نے ظاہر کر دیا تھا کہ اسلام رونق پاویگا فاسق و فاجر سے چنانچہ اس حدیث کی نقل بخاری جلد پنجم صفحہ ۱۱۵ سے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے۔ جو صاحب چاہین ملاحظہ فرماوین۔

بخاری جلد پنجم صفحہ ۲۰۷ عن ابن عباس قال انکم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلاً ثم قرأ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین و اول یکسی یوم القیمۃ ابراہیم من اصحابی یوخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقال انہم لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم الیٰ قولہ الحکیم۔

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میرے اصحاب کو ملائکہ عذاب الٰہی مین گرفتار کر کے جانب شمال لیجاوینگے اوسوقت مین ملائکہ سے کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین ملائکہ جواب دینگے کہ یہ ہمیشہ ارتداد پر رہے اور جسوقت آپ نے دنیا کو ترک کیا یہ لوگ اپنے اولٹے پیرون مین پھر گئے (یعنی اونھین رسوم جہالت کو اختیار کر لیا تھا جو قبل از اسلام قبیلہا ے عرب مین بغض وکینہ و خونریزی فتنہ و فساد وطمع دولت وحکومت کی جاری تھین)۔

بخاری جلد دہم صفحہ ۲۰۲ قالت اسماء عن النبی قال انا علی حوضی انتظر من یرد علی فیوخذ بناس من دونی فاقول امتی فیقول لا تدری مشوا علی القہقری قال ابن ابی ملیکۃ اللہم انا نعوذ بک ان نرجع علی اعقابنا او نفتن۔ قال عبد اللہ ابن مسعود قال النبی انا فرطکم علی الحوض لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا اھویت لاناولہم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ملائکہ میرے اصحاب کو دوزخ کیجانب کھینچکر لیجاوینگے اوسوقت مین کہونگا کہ یہ میرے اصحاب مین تب ملائکہ جواب دینگے کہ آپ نہین جانتے کہ بعد آپ کے کیا کیا کچھ ان لوگون نے دین مین احداث کیا۔

وہی لفظ احداث اس حدیث مین بھی آیا ہے جو واقدی سے نسبت حضرت

ابوبکر نقل کیا گیا ہے اور جسکی تصریح مین کرچکا ہون اور اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ بعد فوت رسول خدا صلعم جن اصحاب نے احداث کیا وہ دوزخ مین بھیجے گئے اور حضرت ابوبکر کی نسبت بھی رسول خدا صلعم نے یہی لفظ فرمایا تھا کہ بعد میرے نہ معلوم تم کیا کیا احداث کر دگے جیسے حضرت ابوبکر نے کر یہ کیا۔ چونکہ انسان خود مختار ہے رسول خدا نے ظاہر کر دیا اون باتونکو جو حضرت ابوبکر کرنیوالے تھے اور اس اظہار سے یہ غرض تھی کہ اسکو سنکر خوف خدا کرین اور احداث سے باز رہین اسیواسطے آپ نے مکرر سہ کرر اصحابونپر ظاہر کر دیا کہ میرے اصحاب ہونیکے بھروسہ پر بے فکر ہو کر فتنہ و فساد برپا نہ کرنا طلب ریاست و خواہش دولت مین قرابتونکو منقطع نکر دینا دین مین بدعتین جاری نکرنا۔ پیشوا بنکر لوگون کو گمراہ نکرنا۔ کیونکہ ان افعال کی سبب میرے صحابہ بھی دوزخ مین جاوینگے اور ان افعال کے لوگون کو میرا اصحاب ہونا کفایت نکریگا اور دوزخ سے نہ بچاویگا۔ بلکہ تم لوگ فرمانبردار رہنا میرے اہلبیت کے یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے۔ اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت ارشاد فرماوین کہ حضرت معاویہ و دیگر اصحاب مخالفان حضرت علی علیہ السلام کی نسبت جو فرمایا جاتا ہے کہ صحبت نبی کا اتنا بھی اثر نہوا کہ نیک افعال ہو جاتے کیا بیعت رضوان سے فضیلت اصحاب ثابت نہین ہوتی جبکہ خود پروردگار عالم فرماوے کہ بوجہ نفاق و قطع رحم کل اعمال اونکے باطل ہو جاوینگے اور ایسے لوگونپر خدا کی لعنت پڑیگی تو جن لوگون پر خدا کی لعنت نازل ہو وہ لوگ مولویصاحب ممدوح اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کی طرفداری کے سبب لعنت خدا سے بچ سکتے ہین اور جبکہ خود جناب رسول خدا صلعم فرماوین کہ ایک گروہ میرے اصحاب کا بوجہ احداث داخل دوزخ ہوگا تو کیا کل اصحاب قابل درود و فرار پاوینگے یہ کیسا اسلام اور کیسا ایمان ہے کہ خدا کے

صاف اور صریح احکام سے بھی نافرمانی کیجاتی ہے اور جناب رسول خدا صلعم کی احادیث کی بھی تکذیب کی جاتی ہے۔ بھلا بعد وفات رسول خدا جن اصحاب نے زمین پر فتنہ و فساد کیا اور دین میں بدعتین جاری کین تو بطلب ریاست و خواہش حکومت و دولت لیکن اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کلمہ پڑھ کر کسب اون افعال کے ہوتے ہین کہ جو ذریعہ دوزخ مین جانے کا ہے۔ اور ان فتنہ و فساد کے ذریعہ سے کم علمون اور جاہلون کو بہکا کر شفاعت رسول خدا صلعم سے کیون محروم کرتے ہین۔ اگر ناسمجھی کا سبب ہے تو سمجھ کر توبہ کرنا کچھ مشکل نہین۔ اور اگر مذہب اسلام اونکے نزدیک باعث نجات نہین اسوجہ سے دانستہ حق سے مخالفت کیجاتی ہے۔ تو پھر ایسے مذہب اسلام کے اختیار مین ہندوستان کی سلطنت نہین پھر مذہب اسلام اختیار کرکے جاہلونکو دہوکا دینے سے کوئی نفع نہین بادشاہ وقت عیسائی ہے مذہب عیسوی اختیار کرنے سے البتہ دولت دنیا حاصل ہوسکتی ہے بخاری جلد ۴ صفحہ ۹۰۳ عن ابی حازم قال سمعت سہل بن سعد یقول سمعت النبی یقول انا فرطکم علی الحوض من ورد شرب منہ و من شرب منہ لم یظما بعدہ ابدا لیردن علی اقوام اعرفہم و یعرفونی ثم یحال بینی و بینہم فرمایا جناب نبی صلعم نے کہ مین حوض کوثر پر ہونگا کہ ناگاہ وارد ہونگے کہ مین اونکو پہچانونگا اور وہ مجھکو پہچانینگے۔ اور ملائکہ اونکو طرف جہنم کے لیجادینگے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض اصحاب کو ملائکہ دوزخ مین لیجاوینگے وہ آنحضرت کے کثیر الصحبت ہونگے کہ جنکو آنحضرت بھی پہچانینگے اور وہ بھی آنحضرت کو پہچان لینگے۔

ان سب دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ کل اصحاب ناجی نہین ہین بلکہ اکثر اصحاب دوزخی ہین اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب و کل اہل سنت درود مین آنحضرت

وآل آنحضرت کے ساتھ اصحاب بھی لکھدیتے ہین کہ جنمین اصحاب دوزخی بھی شامل ہوجاتے ہین - اور جب لفظ اصحاب لکھدیا تو اس لفظ مین کوئی تخصیص اصحاب ناجی کی ظاہر نہین ہوتی - پس بلا حکم خدا و بلا حکم رسول اصحاب پر درود پڑھنا خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لہذا بوجوہ مذکورہ بالا میرے نزدیک فرقہ اہل سنت کسی حالت مین ناجی نہین قرار پاسکتا نہ پنجتن پاک و دوازدہ امام کے سوا کوئی اصحاب یا ازواج قابل درود قرار پاسکتا ہے اور اس عقیدہ کے لوگ جو اصحاب اور ازواج کو قابل درود سمجھتے ہین منکر توحید منکر نبوت قرار پاوینگے -

تنقیح نمبر پنجم

اسلام مین تفریق مذہبی کب سے شروع ہوئی اور مذہب سُنی و شیعہ کب سے جاری ہوا اور کون اُنکا بانی ہے اور باوصف کلمہ گوئی باہم دشمنی کیون ہے -

کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۱۵ - مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک رافضی نے کسی عالم اہل سنت سے کہا کہ حضرت عثمان کی نعش تین روز تک بے گور و کفن دھوپ مین پڑی رہی بڑی اہانت ہوئی عالم نے جواب دیا کہ اول تو یہ بات محض جھوٹ ہے اور اگر سچ بھی ہے تو یہ اہانت شہداء کربلا کی اہانت سے بدرجہا کم ہے -

اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۲۷ مین مندرجہ ذیل عبارت مولوی صاحب ممدوح نے تحریر فرمائی ہے صاحب روضۃ الصفا نے بنا بر مذہب شیعگی لکھا ہے کہ تین روز تک نعش حضرت عثمان کی بے گور و کفن پڑی رہی اور اونکی نعش کو بھیڑیون اور کتون نے

کھایا۔ جواب اول تو یہ الزام محض غلط ہے کیونکہ باوجود موجودگی بکثرت عزیزون
وغلامونکے حضرت عثمان کے کیونکر ایسا ہوا۔ اور اگر اس اتہام کو صحیح بھی مان لیا
جاوے تو معاملات شہدائے کربلا معلے اس سے زیادہ تر قابل افسوس ہین سنیان
شیعہ اپنے گریبانون مین منہ ڈالین اور ہماری مظلومیت کی داد دین۔
التماس بخدمت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب۔ جناب مولوی صاحب شیعہ تو
آپ کے مخالف مذہب ہین اور انھین سے آپ داد چاہتے ہین عجب
آپ کی سمجھ ہے بھلا شیعہ کیا داد دینگے۔ مین بوجہ بے تعصبی نہ شیعون کا طرفدار
ہون نہ سنیونکا طرفدار آپ کی مظلومیت کی داد مین دیتا ہون۔ ذرا غور سے
مطالعہ فرمائیے۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے لفظ بہ لفظ صحیح ہے بلاشک نعش
حضرت عثمان سے بدرجہا زاید شہدائے کربلا کی لعشونکی اہانت معتقدان مددگاران
وطرفداران حضرت عثمان نے کی جنکا لقب اوس زمانہ طرفداری مین ناصبی تھا
اور اب سنت والجماعت ہے آگے چلکر اسکی توضیح کی جاویگی یہ تو تمہید ہے
حضرت عثمان کی نعش تو صرف تین ہی روز مصریونکی مزاحمت کے سبب سے
بے گور وکفن پڑی رہی اور صرف ایک ہی پیر کتون نے کھایا۔ اونکا سر تو
کسینے کاٹ کر شہر بشہر دیار بدیار نیزہ پر نصب کرکے بطور تماشہ نہین پھرایا۔
اونکے اہلحرم کو تو کسی نے سر برہنہ بے مقنعہ وچادر اسیر کرکے شہر بشہر دیار بدیار
ہر کوچہ وگلی مین نہین پھرایا اور تشہیر نہین کیا۔ حضرت عثمان کے قتل کا عوض تو
نواصب نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اونکے عزیزون اور رفیقون سے
ایسا لیا کہ اولاد امام حسین علیہ السلام کو اور اونکے رفقا کو آجتک فراموش نہین
ہوا اور تا قیامت فراموش نہوگا یعنے تین دن کا بھوکا پیاسا صحرائے کربلا کی
ریگ گرم پر حسین علیہ السلام کو مع اونکے جوان پسر وبرادر وصغیر بچون کے اوز

رفتار کے مثل گوسفندان قربانی ذبح کر ڈالا - اونکے سر کاٹ کر نیزون پر نصب کیے
اور دیار بدیار شہر بشہر پھرایا اور اسطرح پر عیوض قتل عثمان کا لیا - اہل حرم کو
سر برہنہ بے مقنہ و چادر سر برہنہ اسیر کر کے شہر بشہر دیار بدیار کوچہ بکوچہ
پھرایا۔ نعش حضرت عثمان تو صرف تین ہی روز بے گور و کفن پڑی رہی شہدا
کربلا کی نعشین تو کئی روز تک بے سر کے بے گور و کفن پڑی رہین اور دفن ہونے
پائین - مین اس معاملہ مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو ڈگری دیتا ہون کہ حضرت
عثمان پیشوا فرقہ اہل سنت کے نعش کی توہین بمقابلہ نعش ہاے شہدا کربلا جو شیعہ
اثنا عشریہ کے پیشوا ہین بدرجہ ہا کم ہے - اور یہ ڈگری مولوی صاحب کو جو فرقہ
اہل سنت کے عالم ہین بدینوجہ دیجاتی ہے کہ نواصب نے جو فرزند رسول کو
بھوکا پیاسا قتل کیا اور اہل حرم کی توہین کی محض بوجہ غمخواری و محبت و فرمانبرداری
حضرت عثمان کے اور وہی درجہ غمخواری و محبت و فرمانبرداری حضرت عثمان کے
ساتھ اسوقت اہل سنت کو حاصل ہے اور بجاے نواصب کے نام تبدیل کر کے
سنہ ۱۲۵ ہجری مین سنت والجماعت بن گئے اصل مین یہ فرقہ سنت والجماعت کا
وہی فرقہ نواصب ہے کہ جسنے فرزند رسول کو شہید کیا تھا - اور درحقیقت قتل
امام حسین علیہ السلام اور عزیزان و خویشان و رفیقان امام و اہانت اہل حرم عیوض تھا
قتل حضرت عثمان کا اور اگر حضرت عثمان قتل نہوتے تو غالباً شہادت امام حسین علیہ السلام
کی نوبت نہ پہونچتی مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی مظلومی کی داد دیتا ہون اور
باواز بلند کہتا ہون کہ شیعونکو ضرور اپنے گریبان مین منھ ڈالنا چاہیے جیسا کہ
مولویصاحب ممدوح نے تحریر فرمایا ہے نہ معلوم کہ شیعہ حضرت عثمان پیشوا فرقہ
اہل سنت کے تین روز تک بے گور و کفن نعش کے پڑا رہنے کا طعنہ کس منھ سے
اہل سنت کو دیتے ہین جبکہ اونکے پیشواؤنکی نعش ہاے بے سر کئی روز تک

بے گور وکفن صحرائے کربلا مین پڑی رہین - شرمندہ تو ہوتے نہین اولٹا طعنہ دیتے
ہین - لیکن مولویصاحب انصافاً مجھکو اس بات کے کہنے مین تامل نہین ہے کہ
حضرت عثمان بوجہ رعایت وطرفداری اہل قبیلہ اپنے کے وبطمع حصول دولت
وحکومت ولنفع رسانی مردمان قبیلہ خود قتل ہوے اور مصریون نے اور محمد بن
ابی بکر خلیفہ اول نے قتل کیا امام حسین علیہ السلام نے اور اونکے خوردون وبزرگون نے
حضرت عثمان کو قتل نہین کیا - امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ناحق بے گناہی کی
حالت مین بدلا لیا گیا - اور امام حسین کی شہادت بغرض شفاعت امت وحفاظت
شریعت واستحکام دین کے ہوئی یہی فرق ہے قتل عثمان وقتل حسین علیہ السلام مین -
کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپ نے جو کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۹۲
مین اپنے دل سے ایک قصہ تصنیف کرکے لکھدیا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا
یہودی مذہب شیعہ کا بانی ہے - اگر اسکی کوئی اصلیت تھی تو پھر آپ نے اہانت
نعش ہاے شہداے کربلا کا طعنہ بمقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان شیعونکو کیون دیا
اور یہ جملہ کس غرض سے لکھا کہ شیعہ اپنے گریبان مین منھ ڈالین کیونکہ یہ دستور
عام ہے کہ بزرگون کی اہانت کا طعنہ اونکے خوردونکو اونکی اولاد کو اونکے معتقدین
کو اونکے رفقا کو مخالف ہمیشہ دیا کرتے ہین ایسا طعنہ غیرونکو یا دشمنون کو نہین دیا جاتا
دیکھو بنی اسرائیل یعنے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن ہین اب یہودیون نے
جو اہانت حضرت عیسیٰ کی کی اوس اہانت کا طعنہ بنی اسرائیل کا ایک فرقہ بنی اسرائیل
کے دوسرے فرقہ کو نہ دیگا کیونکہ بنی اسرائیل کے کل فرقہ حضرت عیسیٰ کے دشمن
ہین بلکہ بنی اسرائیل اہانت حضرت عیسیٰ کا طعنہ نصارے کو دینگے کیونکہ نصرانی
حضرت عیسیٰ کی امت اور اونکے معتقد ہین بدینوجہ فرقہ نصاریٰ دوستان و
معتقدان حضرت عیسیٰ مین شمار ہونگے اسلیئے اہانت حضرت عیسیٰ کا طعنہ بنی اسرائیل

عیسائیونکو دینگے نہ کسی دشمن حضرت عیسیٰ کو۔ اگر کسی دشمن حضرت عیسیٰ کو اہانت
حضرت عیسیٰ کا طعنہ دیا جاوے تو اوس دشمن کے واسطے تو باعث خوشی ہوگا کیونکہ
ہر دشمن اپنے مخالف کی اہانت سُنکر خوش ہوتا ہے نہ رنجیدہ لیکن اس طعنہ اہانت سے
اگر رنج ہوگا تو دوستان اور معتقدان حضرت عیسیٰ کو۔ دیکھو شیعہ حضرت عثمان کو اچھا نہین
سمجھتے اور دلسے نفرت کرتے ہین لہذا اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ سُنکر خندہ زنی
کرتے ہین افسوسناک نہین ہوتے۔ اور اہل سنت حضرت عثمان کے معتقد ہین اور
اونکو اپنا پیشواے دین جانتے ہین وہ اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ سنکر رنجیدہ
ہوتے ہین اور شرمندہ ہوتے ہین اور یہی دستور بھی ہے کہ پیشواے دین کی
اہانت کو سُنکر اونکے معتقدین کو افسوس اور رنج ہوتا ہے اور دلمین ارادہ پیدا
ہوتا ہے کہ اگر وقت قتل یا توہین نعش ہم ہوتے تو اپنے پیشوا کے دشمنون سے
بدلا لیتے اور اونکو قتل کرتے اور اپنے پیشوا کی اہانت نہونے دیتے یا اپنی زندگی
مین اونکو قتل نہونے دیتے۔ دیکھ لیجیے جب اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ آپنے
روضۃ الصفا مین دیکھا تو حضرت عثمان کی محبت کا جوش آپ کے دل مین پیدا
ہوا کیونکہ آپ اور آپکے ہم خیال اور ہم مذہب حضرت عثمان کو اپنا پیشواے دین
سمجھتے ہین۔ اور قاتلان حضرت عثمان آپ کے اور آپ کے ہم مذہبون کے نزدیک
شیعہ تھے اور جبکہ اس حالت جوش مین قاتلان حضرت عثمان آپ کو نظر نہ آئے
تو آپ نے نعش ہاے دشمنان حضرت عثمان کا طعنہ اونکی اولاد اور معتقدین کو دیا۔
یعنے شہداے کربلا کو آپ نے حضرت عثمان کا دشمن جانکر اور شیعونکو شہداے کربلا کا
معتقد سمجھکر بمقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان آپ نے اہانت نعش ہاے شہداے
کربلا کا طعنہ شیعونکو دیا جس سے تین باتین ثابت ہوئین اول یہ کہ شہداے کربلا حضرت
عثمان کے دشمن تھے اگر دشمن نہوتے تو پھر نعش حضرت عثمان کی اہانت کے جواب مین

نعش ہاے شہداء کربلا کا آپ ذکر نکرتے اور اگر شہداء کربلا آپ کے نزدیک دشمن
حضرت عثمان نہ تھے تو پھر آپ نے نعش ہاے شہداء کربلا کی اہانت کا ذکر کس غرض
سے لکھا - دوسرے اہل سنت حضرت عثمان کے دوست اور معتقد اور شہداء کربلا کے
دشمن اور مخالف ہین اگر دشمن اور مخالف نہوتے تو اہانت نعش حضرت عثمان کا
واقعہ روضۃ الصفا مین دیکھکر بطلان کے دلائل یا اوس اہانت کے افتخار کے
دلائل تحریر فرماتے اوسکے مقابلہ مین نعش ہاے شہداء کربلا کی اہانت کا واقعہ تحریر
نفرماتے کیونکہ اس تحریر کا توصاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان قتل ہوئے
اور نعش اونکی تین روز تک بے گور وکفن پڑی رہی تو دشمنان حضرت عثمان
یعنے شہداء کربلا بھی زمین کربلا پر قتل کیئے گئے اور نعشین اونکی بے گور وکفن پڑی
رہین - اگر اسکے سوا کوئی دوسرا مطلب ہو اور نعش ہاے شہداء کربلا کی اہانت کا
طعنہ داخل دوستی ہو تو اسکی تصریح کر دیجیے مین بہت مشتاق ہون تیسرے شیعہ
شہداء کربلا کے معتقد اور دوست اور اونکی اولاد مین سے ہین اگر شیعہ شہداء
کربلا کی اولاد اور معتقد اور محب نہوتے تو نعش ہاے شہداء کربلا کی اہانت کا
طعنہ اونکو ندیا جاتا اور یہ نہ لکھا جاتا کہ شیعہ اپنے گریبان مین منہہ ڈالین - کیونکہ
مذہب شیعہ کا بانی تو مولویصاحب آپ ابن سبا یہودی کو تبلاتے ہین اور
کتاب اظہار الہدی صفحہ ۴۷ - مین تحریر فرماتے ہین کہ شیعہ پیرایہ دوستی مین آل عبا کو
برا بھلا کہتے ہین اگر درحقیقت مولوی صاحب آپ کے اس اتہام کی کوئی اصلیت
ہوتی تو خود آپ ہی شیعونکو نعش ہاے شہداء کربلا کی اہانت کا طعنہ ہرگز ندیتے
آپکی اس تحریر سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ آپ نے عبداللہ ابن سبا یہودی کو
مذہب شیعہ کا بانی بوجہ دشمنی آل رسول شیعونکی توہین اور رنج رسانی کیواسطے
تحریر کیا ہے اور اسی دشمنی کے سبب بنظر تضحیک حضرت ام کلثوم کے عقد کا واقعہ

آپ اور آپ کے ہم مذہب بار بار تحریر اور تقریر مین لاتے ہین لہذا بنظر خیر اندیشی
شیعونکی خدمت مین گذارش ہے کہ وہ اس مقدمہ عقد جناب ام کلثوم مین مباحثہ
اور مناظرہ کو مسدود فرماوین کیونکہ اس مباحثہ کو طول دینے سے خاندان نبوت
کی بہت بڑی توہین ہوتی ہے۔ فرقہ مہذب اپنے دشمنونکی گالیان سنکر صبر
سکوت کرتا ہے گالی کی عیوض گالی نہین دیتا۔ اہل سنت نے خاندان رسالت
کی توہین مین کونسا دقیقہ فرد گذاشت کیا جو عقد جناب ام کلثوم کی بابت مباحثہ اور
مناظرہ کی ضرورت ہو۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ بنی زادیان بلواے عام
مین بے مقنعہ وچادر پھرائی گئین قید کی گئین اب وہ بیبیان تو موجود نہین کہ
اونپر ظلم وستم ہون لہذا عقد حضرت ام کلثوم ہی کا واقعہ تصنیف کرلیا گیا تاکہ محبان
آل رسول کی توہین اور تفضیح کیواسطے کفایت کرے ایسی صاف وصریح دشنام دہی
جواب اور بحث سے خود اپنی توہین ہوتی ہے جو قابل مسدودی ہے پس
مذکورہ بالا وجوہات سے ثابت ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا دعوی مندرجہ
کتاب اظہار الہدی صفحہ ۱۵۳۔ باین عبارت کہ معتقد صادق آل اطہار محمد جہانگیرخان
شکوہ آبادی محض غلط اور بنظر نمایش وتالیف مطلوب ہے اگر درحقیقت مولویصاحب
ممدوح اور اونکے ہم خیال وہم مذہب آل رسول کے معتقد ہوتے تو نعش ہاے شہداے
کربلا کی اہانت کا طعنہ شیعونکو نہ دیتے۔

اگرچہ بے موقع ہے مگر فائدہ عام کی غرض سے ایک مختصر حال تذکرتا ذیل مین بسبیل
آگاہی خاص وعام کے لکھے دیتا ہون۔

کتاب اظہار الہدی صفحہ ۷۰ مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے شیعیان کوفہ کی
بیوفائی کا حال لکھا ہے۔ اور غرض مولوی صاحب کی اس سے یہ ہے کہ قاتل
شہداے کربلا کے شیعہ ہین لہذا ضرور ہوا کہ لفظ شیعہ کی توضیح کردی جاوے شیعہ

معنے این گروہ و مددگار و مطیع و تابعدار - لغت میں جو چاہے دیکھ لے - پس اہل کوفہ اوسیوقت تک شیعہ تھے جب تک کہ وہ مطیع اور فرمانبردار اور مددگار حضرت علی اور اولاد حضرت علیؑ کے رہے - اور جب وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے منحرف ہوکر بیعت یزید میں داخل ہوگئے اوس روز سے وہ فرقہ نواصب میں شامل ہوگئے شیعہ نہ رہے شیعہ اسیوقت تک شیعہ رہتا ہے کہ جب تک آل رسول کا مطیع رہے اور حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل قبول کرے اور جب وہ دوسرے کی خلافت کو تسلیم کرلے پھر فرقہ شیعہ سے خارج ہوجاتا ہے - دیکھو جناب محسن الملک مولوی مہدی علی خانصاحب در بالقابہ نسلاً بعد نسلاً بعداً بعدًا شیعہ بنی فاطمہ تھے جب انھوں نے خلفاء ثلثہ کے ساتھ عقیدت اپنی ظاہر کی فرقہ شیعہ سے خارج ہوگئے اب وہ شیعہ نہیں رہے بلکہ سُنی ہوگئے - اور اونکے افعال اور اعمال مذہب شیعہ کی بدنامی کا باعث نہیں قرار پاسکتے - اسیطرح جب تک اہل کوفہ حضرت علیؑ کے مطیع اور فرمانبردار رہے اوسوقت تک شیعہ تھے اور جب انھوں نے فرزند رسول سے مخالفت کرکے بیعت یزید اختیار کی وہ شیعہ نہ رہے ناصبی ہوگئے اور اسی فرقہ نواصب نے اپنا نام سنت الجماعت رکھ لیا ہے لہذا اہل کوفہ سنت الجماعت قرار پاوینگے نہ شیعہ اور اہل کوفہ کی بیوفائی اہل سنت کے اونھیں اعمال میں شامل ہوگئی کہ جن اعمال کے باعث حضرت امیر خلافت سے محروم کیے گئے اور خلافت خاندان نبوت سے منتقل ہوکر غیر خاندانون میں بوجہ انحراف اُمت پہونچ گئی -

جناب مولوی صاحب صاحب روضۃ الصفا نے یہ واقعہ کہ نعش حضرت عثمان تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی غلط نہیں لکھا ہے - بلکہ کل مورخ اسکی تائید کرتے ہیں - اعثم کوفی ایک پورانی قدیم تاریخ ہے جو ۲۰۴ھ ہجری میں تالیف ہوئی ہے چنانچہ اعثم کوفی صفحہ ۱۰۶ میں بھی یہ واقعہ اسطور پر درج ہے کہ نعش حضرت عثمان تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی مصریون نے دفن نہ ہونے دیا اور ایک

پاؤن کتون نے کھالیا۔ پس صاحب روضۃ الصفا پر آپکا اعتراض بیجا ہے صحیح بات چھپانے سے چھپ نہین سکتی۔ دیکھئے اسکے جواب مین آپکا یہ اعتراض کہ نعشہاے شہدا ے کربلا کی اہانت بمقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان بدرجہا زاید ہوئی صحیح تھا مین نے اوسکو قبول کر کے آپ کو ڈگری دی لیکن آپ کے غلط اعتراضون کو کوئی منصف مزاج قبول نہین کر سکتا۔ آپکا یہ عذر بھی قابل پذیرائی نہین ہے کہ صاحب روضۃ الصفا شیعہ تھا۔ بلکہ صاحب روضۃ الصفا متعصب سنی تھا البتہ آپ کے مانند دشمن آل رسول نہ تھا اور واقعہ نگاری کے سبب اصلی حال کے لکھنے پر مجبور تھا۔ صاحب روضۃ الصفا کی تردید مین جو آپ تحریر فرماتے ہین کہ نعش حضرت عثمان کی تین روز تک بے گور وکفن پڑی رہنے کا واقعہ غلط ہے کیونکہ حضرت عثمان کے عزیز اور غلام بکثرت تھے وہ کیونکر نعش کو بے گور وکفن پڑا رہنے دیتے جناب مولویصاحب اگر بلوائیون کے مقابلہ کی حضرت عثمان کے عزیزون اور غلامون کو قوت ہوتی تو حضرت عثمان کو قتل کیون ہونے دیتے۔ یہ شرف امام حسین علیہ السلام کے عزیزون اور رفیقون اور غلامونکا حصہ تھا۔ کہ کسی حال مین اور کسی مصیبت مین امام حسین علیہ السلام کو تنہا نہ چھوڑا۔ اور جب تک ایک ایک بچہ نے جان اپنی آنحضرت پر نثار نہ کرلی اوسوقت تک آنحضرت کو میدان جنگ مین نجانے دیا نہ شہید ہونے دیا۔ لیکن جب مصریون نے حضرت عثمان پر بلوہ کیا تو ایک عزیز بھی حضرت عثمان کا واسطے جان نثاری کے آمادہ اور تیار نہوا یہان تک کہ اونکی وزیر باتدبیر مروان صاحب بھی پوشیدہ ہوگئے اور مصریون کے مقابلہ کو قدم نہ بڑھایا۔ حالانکہ انھین مروان صاحب کے مشورون نے حضرت عثمان کے قتل کی نوبت پہونچائی تھی۔ حصول مال غنیمت حصول حکومت حصول دولت کے واسطے سب دوڑتے ہین مگر مرنے کو قدم آگے اوسیکا بڑھتا ہے جو عزیز باوفا اور رفیق صادق ہوتے ہین اور دنیا کو ہیچ سمجھتے ہین

اگرچہ مجھکو اس بات کے تسلیم کر لینے مین کوئی عذر نہین کہ قتل حضرت عثمان کے بعد قبیلہ بنی امیہ نے انتقام خون حضرت عثمان کے واسطے جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب سے جنگ عظیم کی حضرت عائشہ کو ترغیب دیکر حضرت علی سے جنگ کرائی اس انتقام کے انجام مین آخر کو حضرت علی مرتضی شہید ہوئے اونکے بعد جناب امام حسن علیہ السلام شہید کیے گئے اونکے بعد امام حسین علیہ السلام ذبح کیے گئے اور اس دشمنی کو اسدرجہ ترقی اور استحکام ہوا کہ ہر امام وقت تا امام حسن عسکری علیہ السلام یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور اس عداوت کو اسدرجہ استحکام ہوا کہ آجتک اہل سنت کو فراموش نہین ہوئی گو شل قبیلہ بنی اُمیہ بطور سابق صاف صاف دشمنی آل رسول کا اقرار تو نہین کرتے مگر درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے۔ انسان کے دل مین جو ہوتا ہے وہ اوسکے افعال سے ظاہر و ثابت ہوجاتا ہے۔ پس اہل سنت کا عملدرآمد جو آل رسول کے بالکل خلاف ہے اوس عمل ودرآمد سے دشمنی آل رسول کا اظہار پورے طور پر ہوجاتا ہے۔ گو وقت اعتراض اہل سنت زبان سے کہدیتے ہین کہ ہمکو آل رسول کے ساتھ محبت ہے مگر اس زبانی کہدینے سے وہ محب آل رسول ہرگز قرار نہین پاسکتے جب تک کہ اونکے اعمال سے اظہار دوستی نہو۔ اور دشمنان آل رسول کے ساتھ اظہار نفرت نکرین۔ مگر اس انتقام خون عثمان کیواسطے جو بنی اُمیہ تیار ہوگئے وہ بوجہ محبت حضرت عثمان آمادہ انتقام نہین ہوئے تھے نہ اوسوقت تک اونکے دلون مین محبت کا کوئی اثر تھا اگر محبت ہوتی تو وقت قتل اونکی اعانت کرتے۔ مگر اصلیت اس انتقام کی یہ ہے کہ امیر معاویہ کو قتل حضرت عثمان کا ایک بہانہ واسطے حصول حکومت و دولت کے ہاتھ آگیا۔ لہذا اس طمع مین اونھون نے پارچہ خون آلودہ حضرت عثمان کو علی العموم دکھلانا شروع کیا اور اس ذریعہ سے لوگون کو غیرت دلائی کہ سردار قبیلہ بنی امیہ اس حالت سے قتل کیا جاوے اور تم سب دیکھتے رہو اور قبیلہٴ بنی اُمیہ کو

صدمات گذشتہ یاد دلائے گئے کہ جو اونکے بزرگون اور سرداروںکو ابتداء اسلام
مین حضرت علی کے ہاتھ سے پہونچے تھے جسکی سماعت سے جوشش جہالت کو ترقی ہوئی
اور قبیلہ بنی امیہ اور اونکے طرفدار دشمنی آل رسول پر تیار ہوکر حضرت علی اور حضرت
حسین کے ساتھ آمادہ بجنگ ہوگئے اور وہ دشمنی آجتک قایم ہے اور یہی دشمنی باعث تفریق
مذہبی ہوئی ۔ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ نزاع خلافت کے واقعات سے چشم پوشی کیجاوے
تاکہ اہل سنت کے خلاف مزاج کوئی امر نہ ہونے پاوے ۔ لیکن مجھکو مجبوراً نزاع
خلافت کے حالات سرسری طور پر اور مختصر ذکر کرنے پڑے ۔ کیونکہ جب تک اشارتاً
حالات خلافت ذکر نہ کئے جاوینگے تفریق مذہبی کے حالات اور ہر مذہب کی وجہ تسمیہ
مین لکھ نہین سکتا ۔ لہذا مجھکو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد بطور ناجائز
منصب خلافت قبضہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مین آیا تو ان دونون صاحبون کے
عہد حکومت مین تفریق مذہبی شروع ہونے پائے ۔ اور مجھکو اس بات کے کہنے مین بھی
کچھ عذر نہین کہ حضرت عمر انتظام ملکی اور حکومت دنیاوی کے واسطے ایک لائق آدمی
تھے ۔ احکام سلطنت کی تعمیل کرانے فتنہ و فساد کو شل دانایان انگلستان حکمت عملی کے
ساتھ فرو کرنے ۔ مفسدونکو بذریعہ تالیف قلوب و عطا زر و عطا حکومت فرمانبردار
بنانے ۔ مخالفان اسلام کے ساتھ بسختی و درشتی پیش آنے مین بڑے مدبر تھے ۔
امیر معاویہ اور یزید بھی تدبیر اور لیاقت اور انتظام امور سلطنت مین حضرت عمر
سے کم درجہ نہ رکھتے تھے ۔ اور منصب خلافت مین حضرت عمر و حضرت ابوبکر کے
مساوی الدرجہ تھے لیکن تعین خلافت کا اصلی مطلب امت کی رہنمائی ہے سلطنت
دنیاوی کے بڑھانے اور خلق اللہ کو بذریعہ حکمت عملی یا تالیف قلوب یا طمع زر کے
فرمانبردار بنانے کیواسطے تعین خلافت کی ضرورت نہ تھی کیونکہ رسول اللہ امت کو
نجات عقبیٰ کا راستہ دکھلانے کے واسطے مبعوث برسالت ہوئے تھے ۔ نہ بغرض

حصول سلطنت اسلیئے اونکا خلیفہ بھی رہنما سے امت کیواسطے معین ہوا تھا تاکہ شریعت کے احکام امت کو تعلیم کرے اور اون مین اختلاف نہونے دے لیکن امور دینی مین نہ حضرت ابو بکر مسئلہ دان اور فقیہہ تھے نہ حضرت عمرؓ نہ امیر معاویہ نہ یزید ابن معاویہ اسکے ثبوت مین دو چار واقعات بطور نمونہ ذیل مین نقل کرتا ہون۔

کتاب المیراث مشکوٰۃ و موطا صفحہ ۲۶۳ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ذُؤَیْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّۃُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْأَلُہٗ مِیْرَاثَہَا فَقَالَ لَھَا مَالَکِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ شَیْءٌ وَّمَالَکِ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَارْجِعِیْ حَتّٰی اَسْاَلَ النَّاسَ ایک عورت کسی متوفے کی دادی آئی حضرت ابو بکر کے پاس اور سوال کیا کہ متوفے کی جائداد متروکہ مین میرا کیا حق ہے کیونکہ مین متوفی کی دادی ہون جواب دیا حضرت ابو بکر نے کہ تیرا حق نہ قران مین ہے نہ حدیث مین اس وقت تو چلی جا تاکہ ہم کسی مسئلہ دان اور فقیہہ سے دریافت کر رکھین۔

حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت مین ایک مجنونہ کے سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجنونہ اور نابالغ اور سوتے پر شرعاً تعذیر جائز نہین کتاب ازالتہ الخلفاء عن خلافت الخلفاء باب تصوف وسلوک مین اس واقعہ کو جو چاہے دیکھ لے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر گشت کنان شب کے وقت مدینہ مین پھر رہے تھے ایک گھر سے گانے کی آواز سنی دیوار کے اوپر سے کود کر اوس گھر مین داخل ہوئے ایک مرد اور ایک عورت کو شرابخواری مین مصروف پایا اوسے ملامت کرنے لگے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین نے تو صرف ایک جرم شرابخواری کا کیا مگر تمنے تین جرم کئے۔ اول یہ کہ شرعاً تجسس کرنا ممنوع ہے۔ دوسرے کسی کے گھر مین خلاف راہ دیوار کود کر داخل ہونا تیسرے بلا اجازت صاحبخانہ اوسکے

مکان مین جانا شرعاً ممنوع ہے۔
ایک مرتبہ حضرت عمر نے کسی شخص کو زنا کرتے دیکھا حضرت علی سے مسئلہ پوچھا کہ
خلیفہ اپنی چشم دید واقع پر حکم سزا صادر کرسکتا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ جب تک چار گواہ شہادت نہ دین۔ خلیفہ اپنی رویت پر سزا نہیں دے سکتا
اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسئلہ دان اور فقیہ ہوتے تو اس قسم کی غلطیان
اونسے سرزد نہ ہوتین نہ وہ محتاج ہوتے مسئلہ دان فقیہ سے فتوی لینے کے اور
جو شخص دعویدار خلافت رسول ہو اور مسائل شرعی سے وقفیت نہ رکھتا ہو وہ
قائمقام رسول یا نائب رسول نہین ہوسکتا۔ چنانچہ حضرت عمر نے ہمیشہ اقرار کیا
لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ - اگر نہ ہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمر۔ حضرت عمر کو اس بات
بھی اقرار تھا کہ بہترین قاضی فتوی دینے مین حضرت علیؑ ہین دیکھو تاریخ الخلفاء
صفحہ ۷۰ اجکلی معتبری کا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو بھی اقرار ہے اور تذکرۃ الخلفاء
کے صفحہ ۲۶۵ مین اس تاریخ کو مستند اور معتبر لکھا ہے۔ وَاَخْرَجَہٗ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ
اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلِیٌّ اَقْضَانَا اِلٰی اٰخِرِهٖ -
روایت کی ابن سعد نے ابی ہریرہ سے کہ کہا حضرت عمر نے کہ حضرت علی علیہ السلام
فتوی دینے مین بہترین قاضی ہین۔
کامل ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۰ فی قصۃ الشوریٰ مین حضرت عمر کا قول اسطرح
درج ہے کہ وقت وفات حضرت عمر نے اقرار کیا کہ حضرت عثمان ضعیف الرائے ہین
اور حضرت علی تیز ذہن اور رہبترین ہادی ہین۔
اب اس مقام پر یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ جناب محمد صلعم اس دنیا مین بنی آدم کی ہدایت
اور رہنمائی کے واسطے مبعوث برسالت ہوے تھے یا بالغرض سلطنت دنیوی
اگر بغرض سلطنت دنیوی مبعوث برسالت ہوئے تھے تاکہ قبیلہ ہاے عرب کی جمع

جاہلیت اور باہمی نفاق کی اصلاح کرکے سب کو ایک رسم واحد پر قایم کردین
ونیز جہالت کے سبب اونکی عمر عزیز باہمی جنگ وجدال اور فتنہ و فساد مین بسر ہوگی
ہنوز وہ باقی نرہے - اور سب ایک دل ہوکر مجموعی قوت پیدا کرکے اپنے مخالف قومونکی
غارتگری مین مصروف ہون جیسا کہ نیچری مسلمانونکا عقیدہ ہے اور یہود و نصارے
کا خیال ہے کہ ایسی حالت مین تو رسول خدا صلعم کا جانشین یعنے خلیفہ اگر جاہل بھی
ہو اور فقیہ و مسئلہ دان نہو تو کچھ مضائقہ نہین جیسا کہ سلاطین مین دستور ہے
کہ وفات بادشاہ کے بعد اوسکا پسر اگرچہ خواہ جاہل ہو یا عالم تخت سلطنت پر بٹھا
دیا جاتا ہے - اور رعایا اوسکی فرمانبرداری کرتی ہے - مگر اس اصول کی بنا پر بھی
خلافت خلفاء ثلثہ کی قابل اعتراض ہوگی - کیونکہ موجودگی حضرت علی کے جو وارث
حقیقی رسول خدا کے تھے اور موجودگی جناب فاطمہ دختر رسول خدا و موجودگی
حسنین فرزندان رسول خدا خلفاء ثلثہ کو حق وراثت بھی نہین پہونچتا تھا کہ وہ تخت رسول خدا
صلعم پر تخت نشین ہوتے - اور اگر وراثت واجب العمل نہ قرار پاوے بلکہ اوسپر
عمل ہو کہ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس تو اس اصول سلطنت کے مطابق جیسا کہ دنیا
مین دستور ہے کہ جو غالب آیا وہی بادشاہ قرار پایا حق و ناحق وراثت وغیرہ
کوئی چیز نہین تو اس حالت مین سلطنت یعنی خلافت خلفاء ثلثہ کی قابل اعتراض
نہوگی مگر نجات عقبیٰ کی پھر کوئی اصلیت نہ رہجاویگی اور صوم وصلوۃ کی پابندی
بے سود ٹھہریگی اور آنحضرت کا مبعوث برسالت ہونا لغرض سلطنت دنیا قبول
کرنا پڑیگا اور اس حالت مین فعل دانائی یہ ہے کہ دین عیسوی اختیار کیا جاوے
تب راحت ملے کیونکہ جب سلطنت آنحضرت کی تھی اونکا دین اختیار کرکے عیش
کیا اب سلطنت نصاری کی ہے نصاری کا دین اختیار کرکے عیش کرنا چاہیے
کیونکہ سلطنت نصاری مین جو طریقہ انصاری کا ہے جب تک وہ نہ اختیار کیا جاویگا

اطمینان اور آسایش حاصل ہوگی - چنانچہ اسی بنا پر مسلمانون مین سے ایک فرقہ از نام نیچرن علاوہ ہوگیا جو تمام وکمال طریقہ نصرانیت اختیار کئے ہوئے ہے صرف برائے نام اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور اس فرقہ کے لوگ زمانہ حال مین کل مسلمانون سے عمدہ حالت مین ہین - اور اگر آنحضرت کا مبعوث برسالت ہونا واسطے ہدایت و رہنمائی خلائق کے تھا نہ بغرض حصول سلطنت دینوی تو پھر آنحضرت کا نائب یعنی خلیفہ بھی مثل آنحضرت کے عالم علم شریعت وہمہ دان ہونا چاہئیے جو مشکلکشا ہو اور وفات آنحضرت کے بعد اوس شریعت کا کہ جو آنحضرت کے ذریعہ سے امت کو ملی ہے محافظ رہے - اور ہدایت و رہنمائی کی لیاقت مثل پیغمبر ایسی رکھتا ہو کہ مسائل شرعی کے بتلانے اور سمجھانے مین عاری نہو ہو اور خطا سے مبرا ہو - اگر مطالب شرعی مین درمیان امت کے اختلاف واقع ہو تو امت کی مشکلکشائی کرسکے اور مطالب شرعی کے بتلانے اور سمجھانے مین ایسی رہنمائی کرے کہ اختلاف ہونے نپاوے لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہرگز ہرگز مسئلہ دان اور فقیہ نہ تھے نہ علم شریعت کے ماہر تھے اگر مسئلہ دان اور فقیہ اور علم شریعت کے ماہر ہوتے تو میراث جدہ کے مسئلہ سے اپنی بے علمی ظاہر نہ کرتے اور کسی مسئلہ دان فقیہ سے دریافت کرنیکے محتاج نہوتے - مجنونہ کے سنگسار کرنیکا حکم ندیتے - دیوار کود کر کسیکے گھر مین داخل ہوتے مسئلہ ثبوت زنا سے ناواقف نہوتے - چنانچہ رسول خدا کی وفات کے بعد جو لوگ کسی حکمت عملی و تالیف قلوب کے ذریعہ سے خلیفہ رسول بن گئے اون خلفاء کی بےعلمی مسائل شرعیہ سے ناواقف ہونیکے سبب درمیان امت کے اختلاف پیدا ہوا اور ایک مذہب کے بہت سے مذہب ہوگئے - لیکن وفات رسول خدا صلعم کے بعد جو فوراً لوگون کے دلون مین حصول خلافت کا ارادہ پیدا ہوگیا اور ہر شخص وعویدار خلافت بن گیا اور رسول خدا صلعم کے غسل وکفن و دفن کی نوبت بھی نہ پہونچنے دی نعش مطہر کو بے غسل

وکفن چھوڑ کرامت نے تعین خلافت کیواسطے مجالس منعقد کین سقیفہ بنی ساعدہ مین
جمع ہوکر مباحثہ کرنے لگے اور ہر شخص طالب خلافت ہوا اور حضرت عمر نے حکمت عملی اور
تالیف قلوب کے ذریعہ سے حاضرین سقیفہ بنی ساعدہ کو حضرت ابوبکر کی خلافت پر رضامند
کرلیا سبب اسکا یہ تھا کہ اصحاب کا ایک گروہ کثیر بظاہر اسلام کو قبول کئے ہوئے
تھا مگر دل سے وہ گروہ مثل نرتہ بیجری کے مسلمان نہ تھا اور منتظر تھا وفات رسول
خدا صلعم کا کہ کب وفات پاوین اور سلطنت ہمارے قبضہ مین آوے ۔ چنانچہ
پروردگار عالم نے ان اصحاب کی نسبت جو ظاہری مسلمان تھے اور دل مین اونکے
نفاق تھا اور منتظر وفات رسول اللہ صلعم کے تھے سورہ محمد مین خبر دی ہے کہ
جو تقیح نمبر چہارم مین نقل کی گئی ہے اور انھین اصحاب منافق کے دوزخ مین جانے
کی خبر جناب رسول خدا صلعم نے دی ہے چنانچہ احادیث رسالت پناہی کی
بھی تقیح نمبر چہارم مین لی گئی ہے ۔ اب اسکا مین ثبوت کہ کون کون اصحاب آنحضرت
کو رسول برحق نہ جانتا تھا لکھا جاوے تو بہت طوالت ہوگی لہذا مین صرف
حضرت عمر کا مختصر حال بطور نمونہ ذیل مین لکھے دیتا ہون کیونکہ حسب عقیدہ اہل سنت
حضرت عمر سردار تھے کل اصحاب کے پس سردار اصحاب کے عقیدہ سے اونکے اصحاب مقلد کا
بھی عقیدہ ثابت وظاہر ہوجاویگا ۔ ا ۔ مشکوۃ صفحہ ۲۴ ۔ کتاب العلم عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ
بْنَ خَطَّابٍ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاتِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاتِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ یَقْرَءُ وَوَجْهُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ یَتَغَیَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰی مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْهُ

ثم ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل حضرت عمر آئے ایک نسخہ
توراۃ کا لیکر اور کہنے لگے یارسول اللہ یہ توراۃ ہے جناب رسول خدا
یہ سنکر خاموش رہے اور حضرت عمر نے اوس نسخہ توراۃ کو پڑھنا شروع کیا
کہ چہرہ مبارک جناب رسول خدا صلعم کا متغیر ہونا جاتا تھا اور آثار غضب نمودار ہونے لگے
پس بولے حضرت ابوبکر کہ اے عمر کاش کہ تجھکو رونیوالیان روئے اس کلمہ کو
سنکر حضرت عمر نے رسول خدا صلعم کے چہرہ مبارک پر نظر کی اور کہنے لگے کہ مین پناہ مانگتا
ہوں غضب الٰہی او غضب رسول سے اور راضی ہوا مین خدا سے اور دین اسلام
اور نبوت جناب محمد صلعم سے فرمایا جناب رسالت مآب صلعم نے کہ قسم بخدا اگر موسےٰ
ہوتے تو تم اطاعت کرتے اونکی اور چھوڑ دیتے مجھکو اور راہ راست سے گمراہ
ہوجاتے۔ اس واقعہ سے چند باتین ظاہر و ثابت ہوتی ہین۔ اول اہل سنت
کے اوس دعوی کی تکذیب ہوتی ہے کہ جو وہ کہتے ہین کہ حضرت عمر ایسے راست باز
مسلمان تھے کہ جس روز وہ مسلمان ہوئے اوسی روز سے علانیہ اسلام کی نماز
اور اذان ہونے لگی۔ حالانکہ حضرت عمر اپنے مسلمان ہونیکے عرصہ کے بعد
نسخہ توراۃ لائے اور رسولخدا کو سنایا اس توریت کے لانے اور پڑھنے
سے مطلب حضرت عمر کا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت جو فرمایا کرتے تھے
کہ میری نبوت کی خبر توراۃ مین موجود ہے لہذا واسطے تکذیب دعوی آنحضرت
نسخہ توراۃ حضرت عمر غالبًا اس غرض سے پڑھنے لگے کہ اسمین آپ کی نبوت کی
خبر نہین اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر بظاہر مسلمان تھے دل سے مسلمان نہ تھے
ورنہ توراۃ لانے اور اوسکے پڑھنے سے کیا غرض تھی دوسرے جب حضرت عمر
توراۃ سنانے لگے اور رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر آثار غضب نمایان ہونے لگے
تو حضرت ابوبکر نے خوف ناک ہوکر حضرت عمر کو متنبہ کیا اور حضرت عمر نے جو آنکھ اوٹھا

کیونکہ ڈر گئے کہ کوئی بلا نازل نہو لہذا پناہ مانگی غضب خدا اور غضب رسول سے
اور اقرار کیا کہ دین اسلام برحق ہے اور جناب محمد ؐ اسکے رسول ہین - اس اقرار سے
پتہ ہے کہ تاریخ سنانے توراۃ تک حضرت عمر دل سے توحید کے قائل تھے نہ
رسالت کے صرف بظاہر مسلمان تھے اور دل مین عقیدہ خلاف اسلام مثل زمانہ جاہلیت
تھا اگر حضرت عمر دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ
مین راضی ہوا خدا سے اور دین اسلام سے اور نبوت جناب محمد صلعم سے -
سے اگر حضرت عمر دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو رسول خدا صلعم قسم
کھا کر یہ نہ فرماتے کہ اسے عمر اگر موسیٰ ہوتے تو تم مجھکو چھوڑ کر گمراہ ہوجاتے - اس جملہ
سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم کو حضرت عمر کے اسلام پر
اعتبار نہ تھا اگر اعتبار ہوتا تو آپ بہ قسم یہ نہ فرماتے کہ تم مجھکو چھوڑ کر گمراہ
ہوجاتے اس ارشاد رسالت پناہی کے خلاف حضرت عمر کے راست باز مسلمان
ہونیکا اقرار کرنے سے قول رسول کی تکذیب لازم آتی ہے - چونکہ حضرت عمر کا پناہ
مانگنا اور اقرار توحید اور نبوت کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ نصاریٰ نجران نے بروز
مباہلہ سکوت کرکے عین وقت پر مباہلہ سے انکار کر دیا سبب اسکا یہ ہوا کہ جب نصاریٰ
نے آنحضرت کی نبوت سے انکار کیا تو مباہلہ مقرر ہوا اور میدان مین نصاریٰ بھی
جمع ہوئے اور آنحضرت بھی تشریف لائے اور آپ نے عبائے مبارک مین جناب
علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ و حسنین کو پوشیدہ کرکے فرمایا کہ مین دعا کرتا ہون تم
آمین کہنا حضرت نے صرف دست مبارک اپنے واسطے دعا کے بلند کئے تھے کہ ایک
ابر آسمان پر نمودار ہوکر نصاریٰ کے سرون پر محیط ہوگیا نصاریٰ کو یقین ہوگیا
کہ حضرت نبی برحق ہین اور کوئی بلا ضرور آسمان سے نازل ہوا چاہتی ہے لہذا
مباہلہ سے انکار کرکے جزیہ دینا قبول کیا - اگرچہ نصاریٰ کو آنحضرت کے نبی برحق

ہو گیا تو یقین ہو گیا پھر بھی ایمان نہ لائے اور جزیہ دینا قبول کیا اسیطرح حضرت عمر نے
چہرہ رسول خدا صلعم پر آثار غضب دیکھکر توحید اور نبوت کا بظاہر اقرار تو کیا مگر پھر بھی
دلسے توحید اور نبوت کے قائل نہوئے - پانچوین اگر توریت سنانے سے حضرت عمر کا
یہ مطلب نہ تھا کہ جناب محمد صلعم کے نبوت کی خبر اسمین نہین ہے تو پھر چہرہ رسول خدا صلعم پر
آثار غضب کیون نمودار ہوئے آثار غضب بحالت تکذیب نمایان ہوتے ہین نہ بحالت
تصدیق چنانچہ ایک مرتبہ اور بھی حضرت عمر نے آنحضرت کی نبوت مین بروز واقعہ
حدیبیہ بالفاظ صاف وصریح شک ظاہر کیا تھا دیکھو تفسیر معالم التنزیل فرا البغوی صفحہ ۸۳۲
قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا شَكَكْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ اِلَّا يَوْمَئِذٍ کہا حضرت عمر نے کہ سب
روز دن سے زیادہ مجھکو شک ہوا مجھے آپکی نبوت مین مگر آجکے روز - اس مقام پر تو
حضرت عمر نے صاف صاف اقرار کیا کہ آج مجھے حضرت کی نبوت مین شک ہوا - چونکہ
حضرت عمر آنحضرت کو رسول برحق نہ جانتے تھے بدینوجہ ہمیشہ آنحضرت کے ساتھ مقابلہ
ومجادلہ کیا کرتے تھے اور اپنی ذات کو ذات نبی سے افضل جانتے تھے اسوجہ سے ہمیشہ
احکام رسول خدا صلعم کی نافرمانی کیا کرتے تھے جو ذیل کے واقعات سے ثابت ہوگا -
۲ - سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۹۹ - فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَسْنَا
عَلَى الْحَقِّ اَوَلَيْسَ عَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي
الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا قَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ اَعْصِيَهٗ وَلَنْ يُضَيِّعَنِيْ
وَاَبُوْ بَكْرٍ مُتَنَحٍّ بِنَاحِيَةٍ فَاَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ
اَوَلَيْسَ عَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا قَالَ
دَعْ عَنْكَ مَا تَرٰى يَا عُمَرُ وَاِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ - کہا حضرت عمر نے
کہ یا رسول اللہ آیا مین حق پر نہین ہون اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین فرمایا
رسول خدا صلعم نے کہ ہان مین خدا کا رسول ہون اور نافرمانی خدا کی نہین کرتا - اور

خدا مجھے ضایع نہیں کرتا ہے - شاید رسول خدا صلعم حضرت ابو بکر سے سرگوشی کرتے
تھے کہ آئے حضرت عمر اور کہا کہ اے ابو بکر میں حق پر نہیں ہون اور دشمن ہمارے
گمراہی پر نہیں ہین - اور دین کو اعلان مین کرتا ہون اور دین کو قوت مین دیتا
ہون کہا حضرت ابو بکر نے کہ دفع کرو ان باتونکو اے عمر یہ کیسی باتین دیکھی جاتی ہین
تھے اے عمر بیشک محمد خدا کے رسول بر حق ہین - اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ
جب حضرت عمر نے رسول خدا سے سوال کیا کہ مین حق پر نہین ہون تو اسکے جواب
مین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگرچہ مین خدا کا رسول ہون مگر خدا کی نافرمانی
نہین کرتا اور وہ مجھے ضایع نہین کرتا جسکا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے
جب رسول خدا سے سوال کیا کہ کیا مین حق پر نہین ہون تو رسول خدا نے جواب
دیا کہ تم نافرمانبردار ہو - اسپر حضرت عمر کو غصہ آیا اور حضرت ابو بکر سے وہی سوال کیا
جو سوال کہ رسول خدا سے کیا تھا - اور سوال کرنے کے بعد دعوی کیا کہ دین اسلام کو
اعلان مین کرتا ہون اور قوت مین دیتا ہون یعنی رسول اللہ کے سبب دین
اسلام کا اعلان نہین ہوتا نہ رسول اللہ کے سبب دین اسلام قوت پاتا ہے - بلکہ میرے
سبب اعلان بھی ہوتا ہے اور قوت بھی پاتا ہے - اسپر حضرت ابو بکر نے کہا کہ اے عمر
یہ کیسی باتین کرتے ہو محمد بیشک خدا کے رسول ہین اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے
کہ حضرت عمر رسول خدا صلعم سے مباحثہ کرتے ہونگے کہ تم نہ خدا کے رسول ہو نہ دین کو
اعلان کرتے ہو نہ قوت دیتے ہو جسپر رسول خدا نے فرمایا کہ بیشک مین خدا کا رسول
ہون اور تمھاری طرح نافرمانی نہین کرتا اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اے عمر ایسی باتین
نکرو محمد خدا کے رسول ہین - اگر حضرت عمر توحید اور نبوت کے دل سے معتقد ہوتے تو
رسول اللہ سے اس قسم کا مباحثہ نکرتے کہ دین کو اعلان مین کرتا ہون اور قوت مین
دیتا ہون نہ نبوت رسول خدا صلعم سے انکار کرتے - نہ حضرت ابو بکر یہ کہتے کہ اے عمر

ہو کیسی باتین کرتے ہو محمد بیشک خدا کے رسول ہین اس قسم کا جواب منکر رسالت کو دیا
جاتا ہے نہ معتقد صادق کو۔
سن۔ وقت وفات جناب رسول خدا صلعم نے جب تحریر وصیت کیو اسطے کاغذ دوات
طلب کیا تو حضرت عمر نے اکثر اصحاب کے اتفاق سے بڑی بیباکی کی اور کمال بے ادبی
اور گستاخی کے ساتھ کہدیا کہ رسول اللہ کلمات بدحواسی لغزش آمیز کہہ رہے ہین۔ حسبنا
کتاب اللہ۔ ہمارے واسطے قرآن کافی ہے اور وہی ہمکو پسند ہے۔ اگرچہ رسول خدا
صلعم نے یہ فرمایا کہ مین ایک کاغذ لکھدون تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو اور بعض لوگون کی
یہ رائے ہوئی کہ فرمان رسول اللہ صلعم کی بجا آوری کرنا چاہیئے کاغذ دوات لادو
مگر حضرت عمر مانع ہوگئے کہ تحریر وصیت کی ضرورت نہین جبکہ قرآن موجود ہے۔ اور
حضرت عمر نے وصیت نہ لکھنے دی۔ اور باہمی مباحثہ مین جب شور وغل زیادہ
ہوا تو رسول خدا نے حجرہ کے باہر سب کو نکلوادیا۔ اس واقعہ سے چند باتین
ظاہر و ثابت ہوتی ہین۔ اول یہ کہ جو لوگ آنحضرت کو رسول برحق جانتے تھے
اور توحید اور نبوت پر دل وجان سے اعتقاد رکھتے تھے اونکی تو یہ رائے ہوئی
کہ کاغذ و دوات دیدو اور وصیت لکھالو کیونکہ خدا کے رسول کی نسبت گمان
ہذیان یا بدحواسی کرنا داخل کفر ہے۔ کیونکہ آنحضرت کا وہ رتبہ تھا کہ ملک الموت
بھی واسطے قبض روح کے داخل حجرہ نہوا جب تک کہ اجازت نہ لے لی۔ مگر یہہ
لوگ جو بجا آوری فرمان کے واسطے تیار تھے بہت کم تھے اسلیئے انکی رائے کو
غلبہ نہوا اور حضرت عمر کی رائے کثرت مددگاران کے سبب غالب رہی۔ دوسرے
یہہ کہ اگر حضرت عمر وطرفداران حضرت عمر دلسے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے
تو ایسا بے ادبانہ کلمہ رسول برحق کی شان مین نہ کہتے کہ ہذیان ہے یا بدحواسی ہے
کیونکہ ہذیان و بدحواسی خدا کے رسول پر امورات دینی مین طاری نہین ہوسکتی

اور بعض لوگ جو پردہ پوشی کے واسطے کہدیتے ہین کہ بوجہ محبت حضرت عمر مانع ہوئے تھے یہ کہنا اونکا بالکل خلاف قیاس ہے اگر محبت ہوتی تو تعمیل حکم کرتے اور عرض کرتے کہ حضور اپنے ہاتھ سے نہ لکھین تکلیف ہوگی ہم لکھے جا دین اور حضور فرماتے جا دین۔ کیا حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے ساتھ دشمنی تھی جو تحریر وصیت کے وقت اونکو روکا اور اپنی خلافت کا کاغذ حالت نزع مین اونسے لکھوالیا۔ تیسرے۔ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ دو بزرگ چیزین اپنے بعد اس دنیا مین چھوڑتا ہون ایک قرآن مجید دوسرے عترت اطہار اپنی۔ تصریح عترت و اہل بیت تنقیح نمبر چہارم مین کردی گئی ہے کہ عترت و اہل بیت سے مراد علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہین۔ اور اس ارشاد رسول خدا کا مطلب یہ تھا کہ میری وفات کے بعد مطابق قرآن کے میرے اہلبیت امت کی رہنمائی کرینگے چنانچہ آپ نے بالتصریح فرمایا تھا کہ مثال میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کے ہے جو سوار ہوا نجات پائی جسنے روگردانی کی گمراہ ہوا۔ تنقیح نمبر چہارم مین اسکی توضیح ہوچکی ہے اور مراتب علی علیہ السلام بھی آنحضرت نے امت پر ظاہر کردی تھی جو تنقیح نمبر دوم و نمبر چہارم مین ذکر کیے گئے احتیاطاً چند حدیثین ذیل مین بھی نقل کیجاتی ہین۔

۱۔ جامع الصغیر للسیوطی حرف العین مع اللام۔ عَلِیٌّ بَابُ حِطَّۃٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی باب حطہ ہین جو شخص کہ داخل ہوا اوسمین مومن ہے اور جو نکلے اوس سے وہ کافر ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ وفات رسول اللہ کے بعد جو شخص فرمانبردار ہوگا علی کا وہ مومن ہے اور جو اطاعت علی سے باہر ہوا وہ کافر ہے۔

۲۔ کنوز الحقائق للامام المناوی۔ عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ شَكَّ فَقَدْ كَفَرَ۔ علی بہترین خلق ہین جو شک کرے وہ کافر ہے۔ رسول خدا تو علی علیہ السلام کو بہترین

خلق و فضل الامم فرماتے ہین اور اہل سنت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو علی علیہ السلام پر فضیلت دیتے ہین پس بمقابلہ فرمان رسول خدا اہل سنت کے قول کا قبول کرنیوالا نہ مومن ہوسکتا ہے نہ مسلم۔

۳۔ قولہ عزوجل۔ پارہ ۱۳۔ سورہ رعد۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ترجمہ سواے اسکے نہین کہ تو ڈرانے والا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنیوالا ہے۔ اس آیہ کی تفسیر کتاب ازالۃ الخلفاء مین بصفحہ ۲۶۲۔ اسطرح درج ہے۔ عَنْ عَلِيٍّ فِي قَوْلِهٖ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ قَالَ عَلِيٌّ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُنْذِرُ وَاَنَا الْهَادِيْ۔ آیت مذکور کی تفسیر مین فرمایا جناب رسول خداصلعم نے کہ مین ڈرانیوالا قوم کا ہون اور اے علی تم ہادی اس امت کے ہو۔ رسول خداصلعم نے علی علیہ السلام کو ہادی امت فرمایا۔ اور اہل سنت خلفاء ثلثہ کو امت محمدی سے خارج کرکے کہتے ہین کہ حضرت علی نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی جب حضرت علیؑ نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کرلی تو پھر خلفاء ثلثہ حضرت علیؑ کے ہادی ہوگئے اور حضرت علی اونکے فرمانبردار ہوگئے اس سے قول رسول اللہ کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ رسول خدا حضرت علی کو ہادی امت قرار دیکر امت کو حکم فرمانبرداری دیچکے ہین اور منکر اطاعت کو کافر فرماچکے ہین اور خلفاء ثلثہ بھی داخل امت ہین کہ جسکی وجہ سے حضرت علیؑ خلفاء ثلثہ کے بھی ہادی ہوچکے اور حسب الارشاد رسول خدا صلعم خلفاء ثلثہ پر بھی اطاعت حضرت علی کی واجب ہوچکی اور جب خلفاء ثلثہ نے حضرت علی سے بیعت لیکر اونکو اپنا فرمانبردار بنایا تو پھر خلفاء ثلثہ امت محمدی سے جدا ہوگئے اور اونھون نے رسول خدا کی ضرور نافرمانی کی۔

۴۔ جامع الصغیر للسیوطی و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۷، اور دراسات اللبیب صفحہ ۲۱۲۔ عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِيٍّ۔ فرمایا جناب رسول خداصلعم نے کہ علی ساتھ

قران کے ہے اور قران ساتھ علی کے۔ اس حدیث سے اوس ارشاد آنحضرت کا مطلب جو
ہوگیا کہ دو بزرگ تنے چھوڑتا ہون ایک قرآن دوسرے عترت اپنی۔ یہان
اوسکے معنے تبلادے کہ علی ساتھ قران کے ہے اور قران ساتھ علی کے۔ یعنی قرآن
اور علی ایک چیز ہے قران صامت ہے اور علی ناطق ہین۔ قران کی ہدایت علی سے
پوچھو نہ کسی دوسرے سے۔

۵۔ مشکوۃ صفحہ ۵۵۵۔ وکنوز الحقایق حرف الیاء و ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۶
یا علی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق فرمایا آنحضرت نے کہ یا علی نہ دوست رکھیگا
تمکو الا مومن اور نہ دشمنی کریگا تمسے الا منافق۔ یہ حدیث صحیح مسلم سے مشکوۃ مین نقل
ہوئی ہے۔

۶۔ ازالۃ الخلفاء صفحہ ۲۶۳۔ وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ
النظر الی وجہ علی عبادۃ ترجمہ عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہین کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلعم نے کہ نظر کرنا چہرۂ علی پر عبادت ہے۔

۷۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۷۱ واخرج ابو یعلی والبزار عن سعد بن ابی وقاص
قال قال رسول اللہ من اذی علیا فقد اذانی و اخرج الطبرانی بسند
صحیح عن ام سلمۃ عن رسول اللہ من احب علیا فقد احبنی احب اللہ
ومن ابغض علیا فقد ابغضنی فقد ابغض اللہ ترجمہ ابو یعلی
سعد ابن ابی وقاص سے اور طبرانی بسند معتبر جناب ام سلمہ زوجہ رسول خدا
صلعم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جس شخص نے
محبت کی علی سے اوسنے محبت کی مجھسے اور جسنے محبت کی مجھسے اوسنے محبت کی خدا سے
اور جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جسنے ایذا دی مجھے اوسنے ایذا دی
پروردگار عالم کو۔

۸۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۳ ۔ وعن عبد اللہ بن سعد بن زرارۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ وحی کیا خدا نے درباب علی کے تین شئی اول سردار مومنین دوم امام المتقین سوم قائد الغر المحجلین یعنی گمراہونکے راہ بتانے والے۔

ازالۃ الخفاء اہل سنت کی ایک معتبر کتاب ہے جسمین یہ حدیث موجود ہے۔ اب مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت سے استفسار کرتا ہوں کہ جب وحی الٰہی کے بموجب آنحضرت نے علی علیہ السلام کو سردار مومنین اور امام المتقین اور ہادی گمراہان بنادیا اور امت پر ظاہر کردیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان مومن تھے یا منافق اگر مومن تھے تو اس حکم پروردگار کے مطابق علی علیہ السلام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے بھی سردار ہوئے یا نہین اور جب ان ہرسہ خلفاء کے علی سردار ہوچکے زندگی رسول خدا مین تو بعد وفات رسول خدا علی علیہ السلام ان ہرسہ خلفاء کے فرمانبردار کس حکم الٰہی سے ہوسکتے تھے کیونکہ مسلمانوں کا کل گروہ خلیفہ وقت کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے اور اسی فرمانبرداری کی بیعت لیجاتی ہے اور اگر کوئی ایسا حکم خدا کا نہین ہے تو پھر خلافت خلفاء ثلثہ کی باطل قرار پاویگی یا نہین اور اگر یہ ہرسہ خلفاء منافق تھے تو پھر خلیفہ رسول نہین قرار پاسکتے۔

دوسرے یہ تبلاؤ کہ حضرات ابوبکر اور عمر اور عثمان متقی تھے یا نہین اگر متقی تھے تو علی علیہ السلام ان ہرسہ خلفاء کے بھی امام ہوئے یا نہین اور جب علی علیہ السلام بحکم الٰہی ان ہرسہ خلفاء کے بھی امام ہوچکے تو اپنے امام سے بیعت طلب کرنا متعلقہ پر کس حکم سے واجب ہے۔ اور اس طلب بیعت سے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی خلفاء ثلثہ نے کی یا نہین اور اگر خلفاء ثلثہ متقی نہ تھے فاسق تھے تو فاسق خلیفہ رسول

ہو نہین سکتا جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپ نے اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۴۶ و ۱
مین لکھا ہے کہ اے ابن سبا کے مرید وجواب دو اور یہ کلمہ آپ نے بڑی جوش وخروش
مین نہایت سخت لکھا ہے اگر اسکے جواب مین شیعہ لکھدین کہ اے یزید کے مرید
جواب دو کہ خلفاء ثلثہ مومن متقی تھے یا نہین۔ تو آپ کو سخت ندامت ہوگی ایسی
تحریرون سے احتیاط لازم ہے۔ کیونکہ آپ نے تو شیعونکو ابن سبا کا مرید بنظر توہین کہا
لیکن اگر شیعہ آپ کو مرید یزید کہینگے تو یہ امر ثابت ہوجاویگا کیونکہ آپ کے کل پیشوادن
نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا تھا اور اوسکی بیعت کی تھی۔

۵۔ حدیث غدیر تو مشہور ہے اوسکی نقل کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ لیکن
بفرض محال اگر حدیث غدیر ثبوت خلافت کی دلیل نہ سمجھی جاوے تو ثبوت فضیلت
کی دلیل تو ضرور ہوگی۔ تو جب آنحضرت نے فرمایا کہ جسکا مولیٰ مین ہون اوسکا مولےٰ
علی ہے تو اس سے رتبہ علی تو مثل رتبہ رسول ظاہر ہوگیا اور امت نے اقرار بھی
کیا اور حضرت عمر نے مبارک باد بھی دی دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۷۔ اس سے
افضل الامم ہونا تو علی علیہ السلام کا ثابت ہوگیا اور مجمع خم غدیر مین خلفاء ثلثہ بھی موجود
تھے اونھون نے بھی قبول کیا تھا تو پھر خلفاء ثلثہ کو علی علیہ السلام پر کیونکر فضیلت
حاصل ہوگئی جو اہل سنت فضیلت شیخین کے مقر ہین یہ نافرمانی خدا اور رسول
خدا کی ہے یا نہین۔ آمدم بر سر مطلب۔

پس حضرت عمر جب موانع تحریر وصیت ہوے تو یہ کلمہ تو کہا کہ ہمارے واسطے قران مجید
کفایت کرتا ہے مگر دوسری چیز کو یعنی اہلبیت رسول اور عترت رسول کو قبول نکیا
اگر قبول کرتے تو اسطرح کہتے کہ حسبنا کتاب اللہ وعترتہ۔ پس یہ نافرمانی حضرت عمر کی
اسی سبب سے تھی کہ وہ رسول اللہ کو نبی برحق نجانتے تھے بلکہ جو خیال مسلمانان فرقہ نیچری کا
آنحضرت کی نسبت ہے وہی خیال حضرت عمر اور طرفداران حضرت عمر کا تھا اور مسلمانونکا

نتیجہ یہی پیدا ہوا مطلب حضرت عمر کا ہے اور سنت شیخین کا پیرو اس فرقہ پر جو ابی کے کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور ہجو کرتے ہیں یہ مخالفت ہے سنت شیخین کی۔

۴- ملل ونحل امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی۔ جلد اول صفحہ ۷۔ اَلْخِلَافُ الثَّانِي فِي مَرَضِهِ أَنَّهُ قَالَ جَهِّزُوا جَيْشَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِلَى آخِرِهٖ فرمایا نبی نے ایام مرض وفات میں کہ سامان کرو روانگی لشکر اسامہ کا اور لعنت ہے خدا کی اوپر جو انحراف کریں جانے میں ہمراہ امیر عسکر اسامہ بن زید کے۔ باوجود اس تاکید کے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و طرفداران حضرت عمر عسکر اسامہ کے ساتھ مدینہ کے باہر نہیں گئے تا آنکہ وفات پائی آنحضرت نے۔

خدا اور رسول خدا کی نافرمانیاں ہمیشہ حضرت عمر کرتے رہے اگر وہ توحید اور نبوت کے دل سے معتقد ہوتے تو کبھی نافرمانی نہ کرتے۔ اور ان نافرمانیوں ہی پر کفایت نہ کرتے تھے بلکہ رسول اللہ کے احکام کو روک دیتے تھے اور بدرجہ مساوی مباحثہ اور مجادلہ رسول خدا صلعم سے کیا کرتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ دین اسلام کا میرے سبب سے اعلان ہوتا ہے اور دین اسلام کو میں رونق دیتا ہوں نہ جناب محمد صلعم چنانچہ واقعات مندرجہ ذیل سے میرے اس کلام کی بخوبی تائید ہوتی ہے۔

۱- مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۶- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ سَلُولَ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ أَنْ يُكَفِّنَ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهٖ۔
جب فوت کیا عبداللہ ابن سلول نے آیا عبداللہ پاس رسول خدا صلعم کے اور مانگا

اونکے قمیص مبارک واسطے کفن کرنے بعد کے آپ نے دیدیا بعدہٗ اونکے واسطے نماز جنازہ کے آنحضرت سے استدعا کی اور آپ اوٹھ کھڑے ہوئے واسطے نماز کے کہ حضرت عمر نے اوٹھکر چادر مبارک رسول اللہ کی پکڑلی اور کہا کہ آپ کو خدا نے منع کیا ہے اوسکی نماز سے فرمایا آپ نے کہ مجھے مختار کیا ہے اور فرمایا کہ ستر مرتبہ یا اوس سے زیادہ ہم اور تم استغفار پڑھین کہا حضرت عمر نے کہ وہ منافق تھا۔ اور نماز پڑھی رسول اللہ نے اور خدا نے نازل کیا کہ اے نبی کسی منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑھا کرو اور نہ اوسکی قبر پر کھڑے ہو۔ یہ واقعہ کتب شیعہ کے تو بالکل مخالف ہے لیکن اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ خطا پر تھے اور حضرت عمر ثواب پر اور خدا موافق تھا حضرت عمر سے اور مخالف تھا رسول اللہ سے اگر خدا رسول اللہ سے موافق ہوتا تو خلاف رسول حکم نازل نفرماتا۔ لیکن رسول اللہ معصوم تھے اور معصوم سے صدور خطا محال ہے پس یہ مذہب ہی اہل سنت کا کہ رسول کو خطاوار اور حضرت عمر کو رسول سے بہتر سمجھتے ہین۔ اور یہ واقعہ حضرت عمر کی عقیدت کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت عمر اگر رسول اللہ کو رسول برحق سمجھتے تو اس بے ادبی کے ساتھ مقابلہ اور مجادلہ کے واسطے تیار نہو جاتے اور رسول خدا کی تکذیب نکرتے کیونکہ رسول خدا کہتے تھے کہ مین مختار ہون عبداللہ ابن سلول کے نماز جنازہ پڑھنے کا اور حضرت عمر کہتے تھے کہ آپ کو خدا نے منع کیا ہے اس تکرار کے نتیجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے علم سے حضرت عمر کا علم زیادہ تھا۔

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۷ — وَاَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ قَالَ اِقْرَأْ عُمَرَ السَّلَامُ وَاَخْبِرْہُ اِنَّ غَضَبَہٗ عِزٌّ وَّرِضَاہُ حِلْمٌ۔

حضرت جبرئیل نے اگر نبی صلعم سے کہا کہ حضرت عمر سے خدا کا سلام کہو اور خبر دو کہ غصہ اونکا عزت ہی اور خوشنودی اونکے حکم شرع کی ہے۔ شاید اسی

بنا پر حضرت عمر نے وصیت رسول خدا کی تکذیب کی تھی کیونکہ فرمایا تھا آنحضرت نے
کہ میں دو چیزیں سب سے زیادہ بزرگ تمھارے درمیان میں چھوڑتا ہون
ایک قران دوسرے اہلبیت اپنے اور حضرت عمر نے وقت وفات رسول اللہ
یہ کہکر کہ حسبنا کتاب اللہ قران مجید کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی اور اہلبیت
رسول کی فرمانبرداری کا کچھ ذکر نہین کیا۔ اور اس ذکر نکرنے سے ظاہر ہے کہ
اہلبیت رسول کی فرمانبرداری سے اونکو انکار تھا اگر انکار نہوتا تو کہتے کہ حسبنا کتاب اللہ
وعترۃ یعنی تحریر وصیت کی کیا احتیاج ہے ہمارے واسطے قران مجید وعترت
رسول کافی ہے جو احکام قران مجید مین موجود ہین اوسکے مطابق عترت رسول
ہمکو ہدایت فرماویگی اور ہم اونکی رہنمائی پر عمل کرینگے اور اونکی فرمانبرداری کرینگے
احادیث مصنفہ اہل سنت کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا دار ومدار حضرت
عمر کی خوشی پر منحصر تھا۔ چنانچہ حضرت عمر کے اس اقتدار کو اہل سنت نے تسلیم
کرکے قبول کرلیا کہ آیہ متعہ کو جو حضرت عمر نے اپنے حکم سے منسوخ کیا اور حکم ترا دیح
دیا۔ اسکی تعمیل مقابلہ آیات قرانی واجب ہی کیونکہ جب حضرت عمر کی خوشی عین شریعت
قرار پائی۔ تو قران مجید کی کیا وقعت باقی رہی حضرت عمر کی خوشی تھی جا ہے قران
کو نافذ رکھتے یا منسوخ کردیتے مگر خیریت گذری کہ حضرت عمر نے صرف آیہ متعہ ہی کی منسوخی
پر اکتفا کیا۔ آگے قدم نہ بڑھایا۔ چنانچہ اسکی تائید مین۔ معالم التنزیل البغوی صفحہ ۹۲-
مین تحریر ہوا ہے کہ شراب ودیگر اشیا رنشی حضرت عمر کی رائے کے مطابق حرام
ہوئین۔ اور پھر البغوی نے صفحہ ۱۹۳- کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ غزوہ بدر کا
حکم باقتضائے رائے حضرت عمر نازل ہوا۔ جسکا مطلب یہ ہی کہ خداوند عالم حضرت
عمر کے مشورہ کا محتاج تھا اور جو رائے حضرت عمر دیتے تھے اوسیکے مطابق وحی نازل
فرماتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ عقاید اہل سنت کے مطابق خدا نے حضرت عمر سے

معاہدہ کر لیا تھا کہ آپکی خوشی عین شریعت ہے۔ اس اقتدار کے حاصل ہونے پر
وفات حضرت ابوبکر کے بعد اپنے زمانہ خلافت مین حضرت عمر نے اپنا نام امیرالمومنین
لکھا ورنہ تا اختتام خلافت حضرت ابوبکر حضرت علیؑ امیرالمومنین کے لقب سے نامزد تھے
اور حضرت ابوبکر کو اونکے زمانہ خلافت مین کسی نے بہ لقب امیرالمومنین نہین پکارا نہ
حضرت ابوبکر نے کبھی خواہش کی کہ مجھکو بہ لقب امیرالمومنین کے پکارو۔ مگر حضرت عمر
جب خلیفہ ہوئے تو اونکو اس بات کا حسد پیدا ہوا کہ حضرت علیؑ تو امیرالمومنین کے نام سے
پکارے جاتے ہین اور مجھکو باوجود حاصل ہونے حکومت ظاہری کے کوئی شخص
امیرالمومنین نہین کہتا لہذا حکم جاری کر دیا کہ مین بہ لقب امیرالمومنین پکارا جاؤن
جسکے ثبوت مین تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۷۴ سے واقعہ مندرجہ ذیل نقل ہوتا ہے
وَعُمَرُ اَوَّلُ مَنْ سُمِّیَ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ حضرت عمر وہ شخص ہین کہ جنھون نے سب سے
اول اپنا نام امیرالمومنین رکھا۔ اسی بنا پر مطابق سنت حضرت عمر کے امیر معاویہ وغیرہ
و دیگر خلفاء بنی امیہ و بنی عباس بھی از نام امیرالمومنین ملقب ہوئے۔

اس قسم کی احادیث مذہب اہل سنت مین محض استحکام سلطنت بنظر تالیف قلوب
جہلاء کے بنائی گئین۔ اصلیت اسکی یہ ہے کہ پیشوایان اہل سنت جناب رسالت
مآب کو نبی برحق نہ جانتے تھے بلکہ ایک دنیادار اولوالعزم و ذی عقل تصور کرتے تھے
جیسا کہ فرقہ نیچری کا خیال ہے چونکہ زمانہ رسول خدا صلعم مین اسلام کو قوت حاصل
ہو چکی تھی اور ایک زبردست گروہ مسلمانون کا بذریعہ قبول اسلام تیار ہو چکا تھا
اور وفات رسول خدا صلعم کے بعد اس گروہ کی قوت اور اتفاق سے کفار کے ملک
قبضہ اسلام مین آچکے تھے اگر صاف طور پر آنحضرت کی نبوت سے انکار کیا جاتا۔ یا جو
لوگ وفات آنحضرت کے بعد خلیفہ بنے تھے وہ مثل آنحضرت کے اپنے رسول ہونیکا
اظہار کرتے تو عام مسلمانون مین اضطراب پیدا ہو جاتا۔ اور ہر شخص جداگانہ طریقہ

اختیار کرلیتا - اور اسلام کا باہمی اتفاق شکست ہوجاتا - اور جب باہمی اتفاق شکست ہوجاتا اور خوف قیامت کا اثر دلون مین باقی نہ رہتا - تو خلفاء وقت کی فرمانبرداری بھی کوئی نہ کرتا - اور اونکے دعوی رسالت کو بھی لوگ غلط سمجھتے حکومت اسلام باقی نہ رہتی پھر عیش کیونکر کرتے - ایدھر فضائل حضرت علی اور حدیث غدیر خم نے خلفاء کو خوفناک کر رکھا تھا اور ہر وقت یہ خیال پیش نظر تھا کہین امت کے ایماندار لوگ حضرت علیؑ کی جانب بخوف قیامت رجوع نہو جاوین - تو حصول حکومت وعیش دنیا کا موقع جاتا رہے لہذا سازش باہمی سے اوس زمانہ کے دانشمندون نے اس قسم کی احادیث اپنے دل سے گڈہ لین یعنے تصنیف کرلین کہ حضرت عمر کی خوشی عین شریعت ہے اور حضرت عمر کا غصہ عین عزت ہے - اور جو ارادہ حضرت عمر کرتے تھے اوسیکے مطابق وحی نازل ہوتی تھی اس درجہ خدا حضرت عمر کی خاطر کرتا تھا اور اونکو برگزیدہ کیا تھا - تاکہ ایسے اقوال سے اظہار نبوت بھی نہو کہ باعث انتشار امت ہو اور حضرت عمر کا رتبہ بھی مثل رسول اللہ صلعم امت کے دلون مین مستحکم ہوجاوے - تاکہ پھر کسیکو اس اعتراض کا موقع نہ ملے کہ حضرت عمر نے آیہ متعہ کو کس اعتبار سے منسوخ کیا - اور اس طریقہ سے اوس زمانہ کے ذی علم دانشمندون نے امت کو جانب خلفاء غیر ذی حق رجوع کیا - لیکن حضرت عمر کی سخت مزاجی محتاج ثبوت نہین عام مسلمان اونکی سخت مزاجی سے نالان تھے لہذا اونکی تسلی قلب کے واسطے یہ فقرہ گڈھا گیا کہ خدا نے وحی نازل فرمائی ہے کہ غصہ اونکا عین عزت ہے تم لوگ حضرت عمر کے غصہ کی شکایت کرکے اوس شرف عزت سے محروم ہوتے ہو جو عزت کہ پروردگار عالم نے بوجہہ غصہ حضرت عمر مسلمانونکو عطا فرمائی ہے - مجھکو اس بات کا اقرار کرنے مین کچھ بھی عذر نہین ہے کہ اسوقت اہل سنت مین زیادہ لوگ ایسے ہین کہ جو مذہب اسلام کو بنظر نجات عقبی اختیار کیے ہوئے ہین

اور کمال فسیحہ کے عابد اور زاہد اور راست باز ہین مگر واقعات اسلام سے
وہ بالکل ناواقف ہین - اگر وہ لوگ واقعات اسلام سے واقف ہو جاوین
و نزاع خلافت و شہادت یازدہ امام کے اصلی حالات پر توجہ کرین تو اونپر یہ
راز پوشیدہ نہ رہجاوے - کہ حضرت علیؑ سے محض طمع دنیا اور حصول حکومت کی
وجہ سے امت نے انحراف کرکے دین مین رخنہ ڈالا تفریق مذہبی پیدا کردے
خود تو حکومت حاصل کرکے عیش کئے اور مرگئے مگر اپنے ذاتی عیش کی خاطر
امت مین اختلاف مذہبی پیدا کرکے اسلام کو ضعیف کرگئے اونکی ذاتی طمع کے
سبب حضرت علی شہید ہوے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا امام حسین علیہ السلام
مع عزیز و انصار نسل کو سفندان قربانی ذبح ہوے - اور اس اصلی راز کے ظاہر
ثابت ہونے پر اکثر اہل سنت دفعتًا شیعہ ہوجاوین - مگر اہل سنت کے دلیلم
دانشمند جو اس راز سے بخوبی واقف ہین اور جنکے اعتقاد پورے پورے نسل
حضرت عمر کے ہین وہ ان اصلی حالات کے اخفا مین اور عوام کو نجات عقبی سے
محروم کرنیکی ایسی تاویلین اور تدبیرین کرتے ہین کہ جب عام مسلمانونکے سامنے
اہل سنت کی معتبر کتابون مین سے کوئی واقعہ نکالکر پیش کیا جاتا ہے تو
اوسکے معنی مطالب اولٹ پھیر کر کم علمونکی تسکین کردیتے ہین چنانچہ ہندوستان
مین جو امیر تیمور نے اپنے زمانہ سلطنت مین بر بنا اجازت علمار اہل سنت
تعزیہ داری شروع کی جسکا مختصر حال یہ ہے کہ امیر تیمور ہر سال زیارت روضہ
امام حسین علیہ السلام کو کربلا معلے جایا کرتا تھا ایک سال علمار اہل سنت نے
امیر تیمور سے کہدیا کہ نقل قبر و روضہ امام بنا کر زیارت کرلینے سے بھی وہی ثواب
حاصل ہوتا ہے جو روضہ مبارک پر جانے سے ہوتا ہے چنانچہ امیر تیمور نے
تعزیہ بنانا شروع کیا - اصل مین یہ تعزیہ نقل روضہ و نقل قبر ہے عام مسلمانونے

جو بادشاہ کو تعزیہ بناتے دیکھا۔ اور معلوم کیا کہ اسکے بنانے سے ثواب ہوتا ہے
اور دین کو رونق ہوتی ہے تو علی العموم اہل سنت باعتقاد دلی تعزیہ بنانے
لگے علماء اہل سنت نے جو دیکھا کہ سارے ملک مین رسم تعزیہ داری جاری
ہوگئی اور اس رسم سے رفتہ رفتہ کل اہل سنت شیعہ ہوجاوینگے تو انسداد تعزیہ داری
تو غیر ممکن تھی کیونکہ امیر تیمور دلسے معتقد تھا اوسکی سلطنت مین کسی عالم اہل سنت
کو قوت نہ تھی کہ سختی کرتے یا بجبر ممانعت کرتے۔ لہذا حکمت عملی کے ساتھ سمجھانا
شروع کیا کہ یوم عاشورہ محرم یوم خوشی ہے پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے
غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ عاشورہ محرم کو خوشی کرنا چاہیے نہ غم کیونکہ یہ دن
خوشی اور برکت کا ہے امام حسین علیہ السلام کو اسی دن درجہ شہادت حاصل ہوا۔
اس درجہ شہادت کے حاصل ہونیکی خوشی کرنا چاہیے اور خیرات کرنا چاہیے
غم نکرنا چاہیے۔ اس قسم کی اولٹی سیدھی مثالین دیکر عاشور محرم کو یوم عید قرار دیا
اور دشمنی آل رسول کا ارادہ اسطرح پورا کیا۔ کہ ناواقف اہل سنت نے اس رسم
کی تعلیم پاکر ہر شہر مین بروز عاشورہ محرم مثل عید میلا کرنا شروع کردیا اور اوس میلے
مین عمدہ عمدہ لباس زیب تن کرکے اور سرمہ کنگھی مستی پان۔ لباس جدید سے
بناؤ سنگھار کرکے خوشی مناتے ہوئے اوس میلہ مین جانے لگے اور اب تک جاتے
ہین اسمین شک نہین کہ عوام اہل سنت کے یہ سارے افعال اور تعزیہ داری نیک
اعتقادی کے سبب ہے نہ براہ دشمنی اگر اونکو اس امر کا یقین ہوجاوے کہ عاشورہ
محرم یوم مصیبت ہی نہ یوم خوشی اس یوم عاشورہ کو لشکر یزید مین خوشی تھی اور
خاندان نبوت مین گریہ وزاری اور ماتم برپا تھا۔ اور جو لوگ عاشور محرم کو
مثل یوم عید خوشی کرتے ہین اونکا حشر یزید اور لشکر یزید کے ساتھ ہوگا کہ
جنھون نے اس روز حضرت حسین کو مع اونکے رفقاء وعزیزونکے قتل کرکے خوشی

کی تھی۔ اور جو لوگ غم اور ماتم کرتے ہین انکا حشر آل رسول کے ساتھ ہوگا جسکی
مان بہنون ہین اوس روز سینہ زنی اور رنج والم اور ماتم ہوا تھا تو
یقینا تمام اہل سنت یوم عاشور محرم کا میلہ اور بناؤ سنگھار ترک کردین مگر ناواقفیت
کے سبب اپنے عالمونکے غلط تعلیم کے باعث دھوکے ہین پڑے ہوے ناحق بغض
آل رسول کا بار اپنی گردن پر لادتے ہین۔ ہین نے اس فیصلہ ہین بار بار
اور ہر جگہہ واقعات شہادت کا ذکر یا اشارہ موقع بے موقع اسی غرض سے
لکھا ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے لوگ توجہ کرکے اپنے باپ دادونکی بیجا تقلید
سے دست کش ہوجاوین اور واقعی واقعات فیصلہ ارکربلا گمراہونکی تعلیم کا
ایک عمدہ ذریعہ ہے اِن واقعات کے ساتھ دیگر حالات اصلی کے ظاہر کرنیکا
ایک عمدہ موقع ملتا ہے۔
پس جہلا رکی تالیف قلوب کے واسطے حضرت عمر کے فضائل بے سر وپا ہین دوچار قصہ
تصنیف کئے گئے جو بالکل خلاف عقل ہین اور جنکے سبب سے حضرت عمر اوس الزام شدید
سے محفوظ نہین رہ سکتے جو اونھون نے کمال بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ اپنی
خود رائی سے فرمان الٰہی کو منسوخ کیا اگر وہ دلسے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے
تو حضرت علی سے منحرف ہوکر آیہ متعہ کی منسوخی کی جرات نکرتے جسکا ثبوت واقعات
مندرجہ ذیل سے ہوگا۔
حضرت عمر نے آیہ متعہ کو اپنے اس حکم سے منسوخ فرمایا ہے۔
ارشاد حضرت عمر مُتْعَتَانِ کَانَتَا عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا اُحَرِّمُھُمَا۔
ترجمہ دو متعہ حلال تھے زمانہ رسول خدا صلعم ہین اور ہین انکو حرام
کرتا ہون۔ صاحب تصنیف کتاب طعن السنان نے جو مذہب اہل سنت
کے ایک معتبر عالم ہین حضرت عمر کی اس حدیث سے اقرار کیا ہے اور کسی عالم

اہل سنت کو اس سے انکار نہین بہ نظر احتیاط مین اور بھی اس حدیث حضرت عمر کی صحت ذیل کی شہادتون سے کیئے دیتا ہون۔
نو وی صفحہ ۴۰۱ - قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِیْقٍ کَانَ عُثْمَانُ یَنْهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ وَکَانَ عَلِیٌّ یَأْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ بِعَلِیٍّ کَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ اِنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ فَقَالَ اَجَلْ وَلٰکِنَّا کُنَّا خَائِفِیْنَ۔ حضرت عثمان اور حضرت علیؓ سے درباب متعہ گفتگو ہوئی حضرت عثمانؓ متعہ کو حرام کہتے تھے اور حضرت علیؓ متعہ کو حلال کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین نے متعہ کیا ہے ساتھ رسول اللہ کے میعاد معین پر بحالت خوفناکی۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اظہار الھدیٰ صفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے کہ ائمہ طاہرین فعل متعہ سے کیون محروم رہتے اگر متعہ درست اور حلال تھا اور صفحہ ۱۲۱ - مین لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے متعہ کو حرام فرمایا ہے اگر حلال تھا تو اپنے عہد خلافت مین کیون نہ جاری کیا۔ لیکن کتاب نو وی اہل سنت کی ایک امام برحق کی کتاب ہے جسکی نقل اوپر کی گئی ہے اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اقرار کیا کہ مین نے متعہ کیا ہے اور متعہ حلال ہے پھر اوسی کتاب نو وی سے مندرجہ ذیل واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِیٌّ وَعُثْمَانُ بِعُسْفَانَ فَکَانَ عُثْمَانُ یَنْهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ اَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِیٌّ مَا تُرِیْدُ اِلٰی اَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللهِ تَنْهٰی عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَدَعَكَ فَلَمَّا اَنْ رَاٰی عَلِیٌّ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِیْعًا - موضع عسفان مین علی وعثمان جمع ہوے علی متعہ کو حلال کہتے تھے اور عثمان متعہ کو حرام کہتے تھے۔ علیؓ نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو آیا جس امر کو حلال کیا رسول اللہ نے تم اوسکو حرام کرو گے۔ پھر اوسی کتاب نو وی مین سے ایک اور واقعہ ذیل مین لکھا جاتا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّهُ یُفْتِیْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ رَجُلٌ رُوَیْدَكَ بِبَعْضِ فُتْیَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ

اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی النُّسُکِ بَعْدَ حَتّٰی لَقِیَہُ اللّٰہُ فَسَاَلَہُ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِیَّ قَدْ فَعَلَہُ وَاَصْحَابُہُ وَلٰکِنْ کَرِہْتُ اَنْ یَّظَلُّوْا مُعَرِّسِیْنَ بِہِنَّ فِی الْاَرَاکِ ثُمَّ یَرُوْحُوْنَ فِی الْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُسُہُمْ ابوموسی اشعری فتویٰ دیتے ہین کہ متعہ حلال ہے پس ایک مرد نے ابوموسیٰ اشعری کو نظر دیکے کہا کہ صبر کرو کیا تم جانتے نہین ہو کہ حضرت عمر نے مناسک حج مین متعہ کو حرام کردیا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری نے وقت ملاقات حضرت عمر سے دریافت کیا کہ کیا تمنے متعہ کو حرام کردیا ہے حضرت عمر نے ابوموسیٰ اشعری کو جوابدیا کہ بیشک نبی نے اور اصحاب نبی نے متعہ کیا ہے لیکن مین نے مکروہ جانا اس امر کو کہ ایام حج مین لوگ مزے اڑاوین اور غسل کا پانی اونکے سرون سے ٹپکے۔

اِن واقعات سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام متعہ کو حلال تبلاتے تھے اور حضرت عثمان حرام تبلاتے تھے اب ہم حیران ہین کہ حضرت علی کو راست گو سمجھین یا حضرت عثمان کو حضرت علیؑ کی نسبت تو احتمال کذب ہونا داخل کفر ہے کیونکہ اونکے چہرہ پر نظر کرنا داخل عبادت ہے اور اونکی شان مین رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جسنے بغض کیا علی کے ساتھ وہ کافر ہے اور محبت علی تمامی امت پر واجب کی ہے پس حضرت علی کو کاذب سمجھنا عین دشمنی ہے اور دشمن علیؑ بالیقین کافر ہے پس درحالیکہ حضرت علی علیہ السلام نے متعہ کو حلال تبلایا تو متعہ کے حرام کہنے والے حضرت علی علیہ السلام کی تکذیب کرنیوالے قرار پاوینگے جو داخل کفر ہے۔ دوسرے۔ خود حضرت عمر اقرار کرتے ہین کہ نبی نے اور اصحاب نبی نے ضرور متعہ کیا ہے۔ لیکن مین نے مکروہ سمجھکر حرام کردیا ہے پس درحالیکہ رسول خدا اور اصحاب رسول خدا نے حلال جانکر متعہ کیا اور پروردگار عالم نے حکم متعہ دیا تو حضرت عمر کے حرام کرنے سے متعہ حرام نہین ہوسکتا اور جو لوگ متعہ کو حرام کہتے ہین وہ مخالفت کرتے ہین خدا اور رسول خدا کی۔ اور

مخالفت خدا اور رسول خدا داخل کفر ہے۔ چنانچہ متعہ کے حلال ہونیکا حکم قرآن مجید پارہ والمحصنات سورہ نساء مین موجود ہے جسکی نقل اس جگہ کیجاتی ہے۔
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ترجمہ پس متعہ کرو تم عورتون سے اور دو تم مہر مقررہ اونکا کہ تم پر فرض ہے تفسیر بیضاوی قِيْلَ نَزَلَتِ الْاٰيَةُ فِي الْمُتْعَةِ الَّتِيْ كَانَتْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حِيْنَ فُتِحَتْ مَكَّةُ ثُمَّ نُسِخَتْ كَمَا رُوِيَ اَنَّهٗ اَبَاحَهَا ثُمَّ اَصْبَحَ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ بِالْاِسْتِمْتَاعِ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تفسیر بیضاوی اہل سنت مین ایک معتبر تفسیر ہے جسمین اس آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت دربارۂ اجازت متعہ نازل ہوئی ہے۔ اور اس آیت کے مطابق وقت فتح مکہ تین روز تک حکم متعہ جاری رہا اوسکے بعد حکم متعہ منسوخ ہوگیا۔
پس حکم متعہ تو آیت مذکور سے حسب اقرار بیضاوی جو ایک معتبر اور مشہور عالم اہل سنت کے ہین بخوبی ثابت ہی لیکن اس حکم متعہ کے منسوخ ہونیکی کوئی آیت اگر منکرین متعہ تبلادین اور دکھلادین تو البتہ اونکا قول قابل اعتبار ہے ورنہ یہ حکم الٰہی حضرت عمر کے حکم سے تو ایماندارون کے نزدیک منسوخ نہ سمجھا جاویگا۔
ہدایہ جلد اول کتاب النکاح صفحہ ۲۹۳۔ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ وَقَالَ مَالِكٌ هُوَ جَائِزٌ لِاَنَّهٗ كَانَ مُبَاحًا وَقَالَ زُفَرُ هُوَ صَحِيْحٌ لَازِمٌ لِاَنَّ النِّكَاحَ لَا يَبْطُلُ بِالشُّرُوْطِ الْفَاسِدَةِ امام مالک کہتے ہین کہ متعہ جائز ہے اور متعہ کا کرنا لازمی ہے اور زفر کہتے ہین کہ متعہ صحیح ہے اسلئے کہ نکاح بسبب شرط فاسد کے باطل نہین ہوتا
نووی جلد اول صفحہ ۴۵۱۔ قَالَ عَطَاءٌ قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا فَجِئْنَاهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَسَاَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ اَشْيَاءَ ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ اسْتَمْتَعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَبِيْ بَكْرٍ جابر ابن عبد اللہ انصاری جب عمرہ کرکے گھر کو واپس آئے

از اول حدیث صحیح بعد ذکر مسائل حج بارہ متعہ سوال کیا جابر انصاری نے جواب دیا کہ ہمین نے متعہ کیا عہد رسول اللہ صلعم مین و عہد خلافت حضرت ابی بکر سے اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت متعہ کی منسوخی سے نہ رسول خدا صلعم کو خبر ہوئی نہ حضرت ابوبکر کو تاکہ لوگون کو متعہ کرنے سے منع کرتے

ترمذی جلد اول صفحہ: اِنَّ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الشَّامِ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ هِيَ حَلَالٌ فَقَالَ اِنَّ اَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ اَبِيْ نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَتْرُكُ السُّنَّةَ وَنَتَّبِعُ قَوْلَ اَبِيْ ایک مرد شامی نے عبد اللہ ابن عمر سے سوال کیا حج تمتع کا ساتھ عمرہ کے جواب دیا ابن عمر نے کہ وہ حلال ہے کہا شامی نے کہ تمہارے باپ نے تو اوسکو حرام کیا ہے۔ کہا عبد اللہ نے کہ اگرچہ میرے باپ نے حرام کیا ہو مگر حلال کیا ہے اوسکو رسول خدا نے کیا میں ترک کرون سنت نبی کو اور فرمانبرداری کرون اپنے باپ کے قول کی۔

متعہ زن اور متعہ حج دونوں کو حضرت عمر نے بذریعہ حکم واحد کے منسوخ فرمایا تھا چنانچہ حکم حضرت عمر کی نقل اسکے قبل لکھ چکا ہون ملاحظہ ہو اور عبد اللہ ابن عمر کا یہ اقرار ثابت کرتا ہے کہ متعہ جائز اور درست ہے اور وہ اپنے باپ حضرت عمر کے حکم کو مخالف رسول اللہ سمجھکر پیروی نکرتے تھے اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ حضرت عمر کے فرزند رشید حضرت عبد اللہ تو اپنے باپ کی حکم کی پیروی نہ کرتے تھے انکار کرین اور مقلدان حضرت عمر بمقابلہ حکم حضرت عمر نہ حکم الہی کی وقعت سمجھین نہ حکم رسول کی وقعت سمجھین۔ اس درجہ حضرت عمر کے عشق مین بیخود ہو رہے ہیں اور اس بیخودی کا سبب وہی ہے کہ مقلدان حضرت عمر اونکی خوشی کو عین شریعت سمجھتے ہین بدیں وجہ بمقابلہ حکم حضرت عمر کے احکام قران کو غیر واجب العمل سمجھتے ہین

اور حضرت عمر کی خوشی یہی تھی کہ متعہ حرام ہے لہذا مقلدان حضرت عمر نے آیہ متعہ کو بمقابلہ حکم حضرت عمر ناقص وغیر واجب العمل سمجھکر ترک کردیا۔

نووی صفحہ ۴۵۲ و ۴۵۳۔ سمعت قتادة یحدث عن ابی نضرة قال کان ابن عباس یامر بالمتعة وکان ابن الزبیر ینھی عنھا قال فذکرت ذالک لجابر بن عبد اللہ فقال علی یدی دار الحدیث تمتعنا مع رسول اللہ فلما قام عمر قال ان اللہ کان یحل لرسولہ ما شاء بما شاء وان القرآن قد نزل منازلہ فاتموا الحج والعمرة کما امرکم وابتوا نکاح ھذہ النساء فلن اوتی برجل نکح امراۃ الی اجل الا رجمتہ بالحجارة قال النووی وذکر بعد ھذا من روایة ابی موسی الاشعری انہ کان یفتی بالمتعة یعنی بامر النبی بذالک

ابن عباس فتویٰ دیتے تھے کہ متعہ حلال ہے اور جائز ہے اور عبد اللہ ابن زبیر متعہ کو حرام کہتے تھے۔ راوی نے ذکر کیا اس اختلاف کو نزد جابر انصاری کے بجواب راوی جابر انصاری نے کہا کہ متعہ کیا ہمنے ہمراہ رسول اللہ صلعم کے اور جب خلیفہ ہوئے عمر تو کہا عمر نے کہ تحقیق اللہ نے جوچاہا حلال کیا واسطے رسول اپنے کے اور قرآن میں جو کچھ نازل ہوا موقع و وقت پر تم لوگ تمام کرو حج و عمرہ کو موافق حکم کے اور ترک کرو نکاح متعہ کو اور جو شخص متعہ کریگا میں اوسکو سنگسار کرونگا اور امام نووی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری فتویٰ دیتے تھے کہ متعہ حلال ہے جو چاہے کرے جائز ہے۔ اور دلیل لاتے تھے احادیث نبوی سے۔ اس حدیث سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ لوگ متعہ کرتے تھے زمانہ رسول خدا صلعم اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر میں تا زمانہ شروع خلافت حضرت عمر۔ مگر زمانہ حج میں کوئی بات حضرت عمر کو ناپسند ہوئی اسواسطے متعہ کو حرام کردیا۔ حضرت عمر کی اس ممانعت سے

لوگوں میں اختلاف شرع ہوا اور باہمی مباحثہ ہونے لگے کہ جب متعہ کو رسول خدا صلعم نے حلال کیا اور اجازت دی کہ متعہ کرو اور قرآن میں حکم متعہ موجود ہے تو ہم حضرت عمر کے منع کرنے سے کیوں باز آویں اسپر حضرت عمر نے کہا کہ گو رسول خدا نے متعہ کی اجازت دی اور قرآن میں بھی حکم متعہ نازل ہوا مگر میں حکم دیتا ہوں کہ متعہ مت کرو اور جو کوئی متعہ کریگا میں اسکو سنگسار کرونگا حضرت عمر کے ایسے قسم جبر وتحکم کے سبب وہ حدیث بنائی گئی ہے کہ حضرت عمر کا غصہ عین عزت ہے تاکہ لوگ اس قسم کے جبر اور تحکم کے سبب سے برداشتہ دل ہو کر حضرت علیؑ کی جانب رجوع نہ کریں پس حضرت عمر نے بزور حکومت رسم متعہ کو بند کیا اور فرمان الہی اور حکم رسالت پناہی کو اپنی خود رائی سے منع کیا۔ اگر حضرت عمر صدق دل سے توحید اور نبوت کے معتقد ہوتے تو حکم خدا اور حکم رسول کی منسوخی کی جرات نکرتے امت کو ایک فعل حلال کے کرنے سے بجبر ممانعت کرتے۔ میں حیران ہوں کہ یہ سارے واقعات اہل سنت کی معتبر کتابوں اور اہل سنت کے معتبر عالموں کے اقرار سے ثابت ہوتے ہیں کہ متعہ حلال ہے اور آیہ متعہ قرآن میں موجود ہے جسکی منسوخی کی آجتک کوئی آیت نہ دکھلائی گئی پھر اہل سنت شیعوں پر الزام متعہ کیوں لگاتے ہیں اگر شیعوں کے ذمہ الزام ہے تو اسی قدر کہ وہ لوگ حضرت عمر کے حکم کو بمقابلہ قرآن و حدیث تسلیم نہیں کرتے۔ تو میری دانست میں کوئی ایماندار بمقابلہ قرآن کے و حکم رسول کے حضرت عمر کے حکم کو تسلیم نہ کریگا۔

نووی جلد اول صفحہ ۲۹۲۔ قَالَ لِی عِمْرَانُ ابْنُ حُصَیْنٍ وَ اعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم قَدْ اَعْمَرَ طَائِفَةً مِّنْ اَھْلِہٖ فِی الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ اٰیَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِکَ وَ لَمْ یَنْہَ عَنْہُ حَتّٰی مَضٰی لِوَجْھِہٖ الحدیث عمران ابن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے متعہ کو تاحیات خود حرام نہیں کیا اور نہ کوئی آیت قرآن میں ناسخ حکم متعہ کی ہے۔

نووی جلد اول صفحہ ۴۰۶ وقال لی عمران بن الحصین نزلت آیۃ المتعۃ
الحج و لم ینہ عنہا رسول اللہ حتی مات قال رجل برأیہ بعد ما شاء عمران بن الحصین
کہتے ہین کہ آیت متعہ کی نازل ہوئی قران مین یعنی متعہ حج اور حکم دیا مجھے رسول اللہ نے
متعہ کا اور نہ نازل ہوئی کوئی آیت ناسخ متعہ کی اور نہ رسول اللہ نے حرام کیا۔ لیکن
حضرت عمر نے خود رائی سے جو چاہا وہ کیا۔

حضرت عمر کو حصول حکومت اور حصول ریاست کی ازحد طمع تھی اور اسی طمع کے باعث
اونھون نے مذہب اسلام کو ترک نہ کیا ورنہ واقعات مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت
ہے کہ حضرت عمر دلسے توحید اور نبوت کے قائل نہ تھے ورنہ خدا اور رسول خدا
کی نافرمانی نکرتے چنانچہ حضرت عمر کی طمع خود حضرت عمر کے اقرار سے ثابت ہے۔
دیکھو مسلم جلد دوم صفحہ ۱۰۷۔ قال عمر بن الخطاب ما احببت الامارۃ قط الا یومئذٍ
کہا حضرت عمر نے کہ مجھے کبھی حکومت اور ریاست کی طمع نہوئی مگر آجکے روز۔

جب تک حضرت عمر کو حکومت اور ریاست کی طمع نہین ہوئی اوسوقت تک وہ شاید
راست بازی کے ساتھ مسلمان رہے ہون لیکن جب سے اونکو آنحضرت کی نبوت
اور باری تعالی کی توحید مین شک پیدا ہوا جسکے سبب انھون نے نسخہ توراۃ
پڑھا اور اپنی زبان سے اقرار کیا کہ مجھکو آنحضرت کی نبوت مین شک ہے جیسا کہ مین اوپر لکھ چکا ہون
اس حالت شک مین اونھون نے صرف طمع حکومت و طمع ریاست کے سبب اسلام کو
ترک نہ کیا اور بظاہر مسلمان بنے رہے اور یہ طمع اونکی تادم مرگ دلسے نہ نکلی
اسی طمع کے سبب حضرت عمر رسول اللہ کی نافرمانی کرتے رہے اور بدرجہ مساوی
مباحثہ اور مناقشہ مین مصروف رہے ان حالات کو بالتصریح مین لکھ چکا ہون اسی
طمع کے سبب لشکر اسامہ کے ساتھ بیرون مدینہ نہ گئے اور وفات رسول خدا صلعم کے
منتظر رہے۔ جیسا کہ پروردگار عالم نے خبر دی ہے اور آیات قرآنی اس خبر کی تصدیق

مین تنقیح نمبر چہارم مین نقل کی گئی ہین اسی طمع حکومت اور ریاست نے حضرت عمر کو ایں درجہ بے چین کیا کہ رسول خدا کی نعش مطہر کو بے غسل و کفن چھوڑ کر بطلب حکومت و ریاست سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین۔ ؎

اہل دنیا کار دنیا ساختند — مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

پس خلفاء ثلثہ کی طمع دنیوی کی یہ ایک عمدہ شہادت ہے جس طمع کے سبب بڑی دانائی اور حکمت عملی کے ساتھ حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کرا لیا۔ کل اہل الرای بالاتفاق اس بات کو قبول کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر کی خلافت برائے نام تھی بلکہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر مین بھی مالک خلافت حضرت عمر تھے۔ اسکے ثبوت مین اگر اہل الرای کے اقوال نقل کیے جاوین تو بہت طوالت ہوگی اور جو غرض میری ہے اوسکا لطف جاتا رہیگا۔ مختصر یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہو چکے تو دوسرے روز حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے مجلس خلیفہ مین طلب ہوئے۔ اس طلبی مین جو معرکہ پیش آئے اونکو بوجہ طوالت چھوڑ دیتا ہون۔ جب حضرت علی علیہ السلام مجلس خلیفہ مین تشریف لائے تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ کو کل مہاجرو انصار نے اس غرض سے بلایا ہے کہ سب نے حضرت ابی بکر پر بیعت کی ہے آپ بھی بیعت کرین حضرت علی علیہ السلام نے بیعت سے انکار کرکے فرمایا کہ تمنے قرابت رسول خدا کا دخل ڈھونڈکر انصار کو تسکین دی اور اس ذریعہ سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ مین اسی ذریعہ کو اپنی نسبت ظاہر کرتا ہون انصاف کی بات کہو کہ تمام عالم مین جناب سالت مآب صلعم سے زیادہ تر قربت کسکو حاصل ہے۔ خدا سے ڈرو اور بہانہ مت کرو۔ اور جب تمھارے ساتھ انصاف ہو تو تم بھی انصاف کرو اور اس منصب کو خاندان رسالت سے جدا مت کرو۔ اسکے جواب مین ابوعبیدہ جراح نے کہا کہ یا ابا الحسن آپ اس منصب خلافت کے سزاوار تھے اور سب سے زیادہ لائق اور سزاوار اس منصب

خلافت کا بجز آپکے کوئی دوسرا نہ تھا فضیلت اور سبقت آپکی درمیان اسلام کے سب پر روشن ہے اور قرابت رسول خدا بھی بمقابلہ آپکے کسیکو صحیح نہیں ہو سکتی نہ آپکے مقابلہ میں کوئی دوسرا سابق الاسلام قرار پا سکتا ہے۔ بعد رسول خدا صلعم سے قریب سب سے زیادہ لائق اور سزاوار اور حقدار تم ہو مگر چونکہ اصحاب رسول خدا صلعم خلافت حضرت ابوبکر پر اتفاق کر چکے ہیں اور سب نے بیعت کر لی ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ آپ بھی اتفاق کریں۔ اور مصلحت وقت کو مخالفت کے ساتھ برباد نکریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ تم برگزیدہ نبی صلعم اور امین اور معتمد اس امت کے ہوا نبیے اوپر رحم کرو اور جو بات حق ہو وہ کہو۔ پروردگار عالم نے جو عزت اور مرتبہ خاندان نبوت کو عنایت فرمایا ہے اوس عزت اور مرتبہ کو دوسرے خاندانوں میں منتقل نکرو۔ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا جبرئیل امین ہمارے گھر میں وحی لائے۔ علم فقہ دین و فرائض و مصلحت خلائق کو ہم بہتر جانتے ہیں۔ اور میں دن علم دین آنحضرت رسول میں ہوں اور وضع شریعت و مصلحت ملت کو دوسروں سے بہتر میں جانتا ہوں اپنی اقتضاے طبیعت پر عمل نکرو۔ اور حق کی جانب رجوع ہو۔ ہواے دنیا کی جانب رجوع مت کرو کہ اس سے تمکو نقصان پہونچیگا۔ اور دین اسلام میں رخنہ پڑیگا بشیر ابن البراء نے کہا کہ یا ابوالحسن قسم ہے خدا کی کہ اگر آپ پہلے سے قبل از بیعت حضرت ابوبکر ان کلمات کو ارشاد فرماتے تو اصحاب رسول اللہ میں سے ایک بھی آپ کے ساتھ خلاف نکرتا۔ اور سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ جب آپ گھر میں بیٹھے رہے تو سب لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ کو حکومت و ریاست کی خواہش نہیں ہے۔ اب یہ بات سب کے عقیدہ کے خلاف ہے کہ دست حضرت ابوبکر پر بیعت کرکے شکست بیعت کریں مبادا اس سے شریعت میں خلل پڑے آپ بھی خلافت حضرت ابوبکر میں اتفاق کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں نعش مطہر جناب

رسالت مآب صلعم کو بے غسل و کفن و بلا دفن چھوڑ کر بطلب حکومت و ریاست مدعا
حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے ابوالحسن اگر میں جانتا کہ میری خلافت میں آپ مخالفت کرینگے
تو میں اس منصب خلافت کو ہرگز قبول نہ کرتا۔ اب کہ سب مسلمان میری بیعت کر چکے
ہیں اگر آپ بھی اتفاق کریں تو میرے گمان میں خطا نہیں ہوگی اور اگر آپ قبول
نہ فرماویں تو میں آپ سے کسی قسم کی مزاحمت بھی نہیں کرتا پس حضرت علی علیہ السلام بغیر
کرنے بیعت کے اپنے گھر واپس گئے۔ اختلاف مذہبی کی ابتدا یہی ہے جیسا کہ جناب
امیر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تمہارے دنیا کی جانب رجوع مت کرو اور خلافت کو خاندان
رسالت سے مت نکالو اس سے تمکو نقصان پہونچے گا۔ مگر اصحاب نے اس حکم پر عمل نہ کیا
اور خلافت کو خاندان رسالت سے منتقل کر دیا جسکا انجام اختلاف مذہبی ہوا اور جس
اختلاف مذہبی سے یہ نقصان پہونچا کہ مسلمان ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور
جناب امیر علیہ السلام کی پیشین خبری پوری ہو گئی کہ اس سے تمکو نقصان پہونچے گا۔ جن علماؤن
نے واقعات خلافت کو قلم بند کیا ہے ان سبکی تحریرات کا یہی نتیجہ ہے جو میں نے لکھا۔
اب اس بات کا ذکر کہ حضرت علی علیہ السلام نے کسی زمانہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت بھی کی
یا نہیں معتبر کتابوں سے تنقیح نمبر ہفتم میں ذکر کرونگا۔ انھیں فتنہ و فساد کی خبر پروردگار عالم
نے سورہ محمد و سورۃ الانعام میں دی ہے کہ اے محمد صلعم تیرے اصحاب تیری موت کے منتظر
ہیں اور وہ لوگ تیری وفات کے بعد فتنہ و فساد کرینگے اور اپنی قرابتوں کو قطع کرینگے۔
تنقیح نمبر چہارم میں اسکی نقل کی گئی ہے۔ پس رسول خدا کے فوت ہوتی ہی نزاع خلافت
برپا ہو گئی۔ وفات حضرت ابوبکر کے بعد بموجب وصیت تحریری حضرت ابوبکر حضرت عمر خلیفہ
ہوئے اور جب حضرت عمر کی وفات کا زمانہ قریب آیا اور تین روز باقی رہ گئے تو حضرت
عمر نے عبداللہ ابن عباس سے کہا کہ اجل میری نزدیک پہونچی مرنے سے میں نہیں ڈرتا
کہ سرانجام انسان کا مرگ ہے۔ لیکن کار خلافت کے بارہ میں مجھکو اندیشہ ہے۔ میں

جیران ہون کہ اس بارہ مین کیا کرون - جو گفتگو کہ دربارہ تعین خلافت باہم حضرت عمر
و عبد اللہ بن عباس کے ہوئی اوسکو آگے چلکر لکھونگا - اس مقام پر یہ بات قابل ذکر
ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ رسول اللہ نے کیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کیا امت کی راے
پر چھوڑدیا ہیں جسکی جانب امت نے اجماع کیا وہی خلیفہ رسول قرار پایا - اب مین حیران
ہون کہ جب رسول اللہ نے تعین خلافت امت کی راے پر چھوڑا تھا تو حضرت ابوبکر
نے جو وصیت نامہ لکھکر حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا یہ رسول اللہ کی اور پروردگار عالم
کی نافرمانی ہوئی یا نہین خدا اور خدا کا رسول تو کسیکو خلیفہ مقرر نہ کرے اور امت کی
راے پر چھوڑدے اور حضرت ابوبکر امت کے اختیارات مسدود کرین اب خدا کو
اور رسول خدا کو ہم خیرخواہ امت سمجھین یا حضرت ابوبکر کو دوسرے خدا کو اور رسول خدا
کو امت کے ساتھ بالکل غمخواری نہوئی اور رسول خدا نے اس بات کا بالکل خیال
نہ کیا اور نہ امت کے سرانجام پر غور کرکے دربارہ تعین خلافت کچھ فکر کی بلکہ تعین
خلافت امت کی راے پر چھوڑدیا - اور حضرت عمر کو وقت وفات تردد پیدا ہوا
کار خلافت کی انجام دہی مین اب ہم خدا کو اور خدا کے رسول کو خیرخواہ امت سمجھین
یا حضرت عمر کو حضرت عمر کے قول سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بمقابلہ تدبیر حضرت عمر کے خدا
بھی غافل تھا اور رسول بھی غافل تھے اور اگر حضرت عمر کے قول کا یہ مفہوم نہین ہے تو
پھر حضرت عمر کو سرانجام کار خلافت مین اندیشہ کس بات کا تھا جو تردد اپنا ظاہر کیا
مثل رسول اللہ امت کے اختیار مین چھوڑدیا ہوتا جسکی جانب امت کا اجماع ہوتا
وہی خلیفہ ہوجاتا - مگر حضرت عمر کے اس اندیشہ کا سبب یہ تھا کہ وہ خوب جانتے تھے کہ
جس حکمت عملی اور دانائی کے ساتھ امت کو مین نے اپنی جانب رجوع کرکے حضرت علی علیہ السلام
کو منصب خلافت سے محروم کیا تھا اس تدبیر کا آدمی میرے بعد کوئی نظر مین آتا میرے
مرنے کے بعد حضرت علی خلیفہ ہوجاوینگے اور حضرت علی کی خلافت مین میری کارروائیان

جو خلاف شریعت ہوئی ہین اور غصب خلافت کے حالات سب پر ظاہر ہوجاونگے
اور اوسکا عوض میری اولاد اور میرے خاندان کے لوگون سے لیا جاویگا اس
وجہ سے اپنا تردد اور تفکر حضرت عمر نے عبد اللہ ابن عباس سے ظاہر کیا
جسکے جواب مین عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ علی ابن ابیطالب کے حق
مین کیا کہتے ہو۔ اونکی ہجرت اور قرابت اور فضیلت سابق الاسلام ہونیکی
اور جرأت اور شجاعت ظاہر ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے عبد اللہ حضرت
علی علیہ السلام ایسے ہی ہین جیسا کہ تمنے بیان کیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ
اور افضل ہین۔ اگر خلافت حضرت علی کو مین سپرد کردون تو وہ مسلمانون کو
ایک ہدایت اور راہ راست پر رکھینگے۔ لیکن ایک تو اون مین خوش طبعی ہے
دوسرے عہدہ خلافت کی اونکو حرص بہت ہے۔ وہ شخص عہدہ خلافت کے لائق
سمجھا جاتا ہے جسمین خوش طبعی اور حرص حکومت اور ریاست نہو۔ اس مقام پر
ایک بات قابل یاد دہانی ہے۔ مین نے اسکے قبل صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹ ۲ ۔
سے ایک اقرار حضرت عمر کا نقل کیا ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ مجھے کبھی ریاست اور
حکومت کی طمع نہین ہوئی۔ مگر آجکے روز۔ تو اس مقام پر حضرت عمر کی اس تجویز
سے کہ وہ شخص قابل خلافت ہوتا ہے جسکو حرص حکومت نہو حضرت عمر کی خلافت
باطل قرار پاتی ہے کیونکہ اونکو حرص حکومت و ریاست تھی جسکا خود اونکو اقرار
ہے۔ چنانچہ حضرت عمر کے ارشاد کے اسی بنا پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کتاب
تذکرۃ الخلفار کے صفحہ ۱ ۲ ۔ مین لکھتے بھی ہین کہ حضرت علی علیہ السلام کو انتظام
ملکی کی لیاقت نہ تھی اور مولوی صاحب ممدوح کی اس بیباکی کا سبب یہی ہے
کہ وہ مقلد ہین حضرت عمر کے اور حضرت عمر کی خوشی کو عین شریعت سمجھتے ہین
قرآن کو بمقابلہ خوشی حضرت عمر کے شریعت نہین جانتے اور حضرت عمر کی خوشی کا

اظہار یہ ہوا کہ حضرت علی قابل خلافت نہین وہی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے بھی لکھدیا۔

پھر عبد اللہ ابن عباس نے حضرت عمر سے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان کی نسبت آپ کیتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ عہدہ خلافت کے لائق تو ہین مگر مجھکو خوف ہے کہ اگر مین اونکو خلیفہ مقرر کر جاؤن تو وہ بنی امیہ کو مسلمانون کے اوپر مقرر کرینگے اور بنی امیہ کا اقتدار زیادہ ہوگا اور انجام مین جو کچھ وہ تمھارے ساتھ کرنیوالے ہین کرینگے اور جو کچھ تم اونکے ساتھ کرنیوالے ہو کرو گے عبد اللہ نے کہا طلحہ بن عبد اللہ کے حق مین کیا کہتے سو حضرت عمر نے کہا کہ وہ ہرگز عہدہ خلافت کے قابلیت نہین رکھتا کیونکہ وہ سخت متکبر و مغرور و خود لپسند ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ زبیر ابن العوام کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ ایک مرد بہادر ہے لیکن بخیل بڑا ہے۔ اوسکو اس بات کی بالکل شرم نہین کہ شب و روز ایک پیمانہ گندم کیواسطے قبرستان بقیع مین کھڑا رہے گا اور مسلمانونکے ساتھ خصومت کریگا اور سخت کہیگا۔ وہ اُس عہدہ خلافت کے لائق نہین۔ اس کام کے واسطے ایک جوان مرد آدمی چاہیے جو نہ زیادہ بخیل ہو نہ سخی۔ اوسط درجہ کا ہو اور مصلحت وقت کا خیال رکھے۔ عبد اللہ نے کہا کہ سعد ابن ابی وقاص کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ ایک بہادر لشکر کش اور نیک آدمی ہین سپہ سالاری کی عمدہ لیاقت رکھتے ہین۔ لیکن قابل خلافت نہین۔ عبد اللہ نے کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا کہ وہ نیک سیرت مسلمان ہین مگر ضعیف اور ناتوان ہین قابل خلافت نہین۔ اس اصول سے تو حضرت ابو بکر کی خلافت بھی باطل ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی ضعیف اور ناتوان تھے۔

حضرت عمر کی نظرون مین کوئی شخص قابل خلافت نظر نہین آتا تھا بجز حضرت عثمان

کیونکہ جو شخص حضرت عمر کے بعد خلیفہ ہوتا وہ انجام مین مطیع خاندان نبوت ہوجاتا
اور حضرت عمر کی پردہ پوشی کی کیسکو لیاقت نہ تھی بجز حضرت عثمان کے پس حضرت عمر کو
اس بات کا یقین کامل تھا کہ حضرت عثمان کے خلیفہ ہونے سے حضرت علی اور اولاد
علی علیہ السلام کی صفائی ہوجاویگی اور چراغ خاندان نبوت کا گل ہوجاویگا کیونکہ
بنی اُمیہ علی العموم حضرت علی علیہ السلام اور خاندان نبوت کے دشمن تھے۔ سبب
دشمنی یہ تھا کہ قبل از بعثت آنحضرت حکومت مکہ معظمہ بنی امیہ کے ہاتھ مین تھی اور
ابو سفیان پدر معاویہ سردار مکہ تھا جو آنحضرت سے متواتر لڑائیاں لڑا اور آنحضرت
کا دشمن جانی تھا اور ان لڑائیون مین حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے بکثرت بنی امیہ
قتل ہوچکے تھے بدین وجہ بنی اُمیہ کو حضرت علی علیہ السلام اور خاندان نبوت سے
ساتھ ازحد دشمنی تھی۔ اور حضرت عمر خوب جانتے تھے کہ بنی اُمیہ ابھی تک دل سے
مطیع اسلام نہین ہوئے ہین وہ رسم جاہلیت کے مطابق خلافت عثمان مین از سرنو
قوت پاکر اپنا بدلا حضرت علی علیہ السلام اور خاندان نبوت سے ضرور لینگے۔ مگر
اس خیال سے کہ اگر مثل حضرت ابو بکر خلافت عثمان کو بذریعہ وصیت تحریری مقرر کردیتا
تو خاندان نبوت کی بربادی کا الزام میرے سر پر رہیگا حضرت عمر نے کمال ا[illegible]
کے ساتھ چند لوگ واسطے تعیین خلافت کے ایسے مقرر کیئے اور وہ اصول قایم کیا کہ
بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہونے پاوے اور خود دشمنی آل رسول مین
بعد وفات بدنام نہون اور جو کچھ اونکا ارادہ پوشیدہ ہے وہ پورا ہوجاوے۔
اور قاتلان حضرت علی و اولاد علی مین اونکا شمار نہو۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام
و عثمان بن عفان۔ و سعد ابن ابی وقاص۔ و طلحہ ابن عبد اللہ۔ و زبیر ابن العوام
و عبد الرحمن بن عوف۔ ان چھ شخصون کو واسطے خلافت کے نامزد کرکے ابو طلحہ انصاری
کو حکم دیا کہ تم پچاس آدمیونکی جمعیت سے ان چھ صاحبونکو جمع کرکے ترغیب دینا اور کہنا

کہ باہم شورہ کرکے ایک خلیفہ مقرر کرلو اور بجز ان چھہ صاحبون کے کوئی سا تو ان
دخل نہ دینے پاوے - اور جبتک یہ سب صاحب اتفاق باہمی سے کسی ایک کو
واسطے خلافت کے نامزد نہ کرلین اوسوقت تک اونھنے ندینا - اگر وقت شورہ مین تین ایک
طرف اور تین دوسری طرف ہووین توجسطرف عبد الرحمن بن عوف ہون اوسیکو
خلیفہ کرنا - اگر کوئی انکار کرے تو اوسکو قتل کرنا - اس شورہ کے تعین مین بڑی
بھاری دانائی حضرت عمر کی یہ تھی کہ عبد الرحمن بن عوف حضرت عثمان کے داماد تھے
پس عبد الرحمن بن عوف بجز اپنے خسر حضرت عثمان کے کسی دوسرے کی خلافت پر
رضامند ہونیوالے نہ تھے اور سعد ابن ابی وقاص حضرت عثمان کے چچازاد بھائی
تھے وہ عبد الرحمن کی راے سے کسی حالت مین مخالفت کرنیوالے نہ تھے جب
تین آدمی یعنی عثمان اور عبد الرحمن اور سعد ابن ابی وقاص بالاتفاق حضرت عثمانکی
خلافت پر رضامندی اپنی ظاہر کرینگے تو بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا شخص خلیفہ
ہونہین سکتا - اور اس خلافت سے حضرت عثمان کی بجز حضرت علی کے اور کوئی اختلاف
نہ کریگا - پس ضرور ہے کہ اس اختلاف کے سبب ابوطلحہ علی علیہ السلام کو قتل کرینگے -
جیساکہ حضرت عمر نے حکم دیا تھا کہ اختلاف کرنیوالے کو قتل کرنا - پس اس شورہ سے
دونون کام ہوجاوینگے یعنے حضرت عثمان خلیفہ بھی ہوجاوینگے - اور حضرت علی علیہ السلام
بھی قتل ہوجاوینگے اور اس قتل سے بنی ہاشم کی قوت باقی نہ رہیگی اور حضرت عمر اور
اونکی اولاد و اہل خاندان آئندہ کی بدنامی اور مظالم سے بچ جاوینگے حضرت علی
علیہ السلام نے اس حال کو سنکر حضرت عباس سے کہا کہ خلافت اس مرتبہ بھی ہاتھ سے
گئی کیونکہ حضرت عمر نے ایسے اہل شورہ تجویز کیے ہین اور عبد الرحمن کی راے پر
تعین خلافت کا حصر کیا ہے کہ جسکے سبب یقین ہوتا ہے کہ بجز حضرت عثمان کے کوئی
دوسرا خلیفہ نہوگا - حضرت عباس نے کہا کہ یا علی تم اس شورہ مین شریک نہونا -

اور یہ مخالفت حضرت عباس کی اس وجہ سے تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جب حضرت عثمان
کو عبدالرحمن خلیفہ مقرر کرینگے تو حضرت علی علیہ السلام ضرور اختلاف کرینگے اور اس
اختلاف کے سبب وہ قتل ہونگے کیونکہ حضرت عمر ابو طلحہ انصاری کو یہی حکم
دے گئے ہین۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عباس کا کہنا نہ مانا اور فرمایا
کہ مین ضرور شریک شوریٰ ہونگا۔ اس سے غرض حضرت علی کی یہ تھی کہ جب حضرت
ابوبکر خلیفہ ہوے تھے اور مین نے حق اپنا ظاہر کیا تو مجھپر الزام لگایا گیا کہ تم وقت
تعین خلافت حاضر نہ تھے جب جانا کہ تمکو خلافت سے انکار ہے۔ اب بھی اگر مین
وقت تعین ثالث موجود نہ ہونگا تو یہی بہانہ اصحاب اور انصار کرینگے پس حضرت
علی بغرض اتمام حجت شریک شوریٰ ہوئے ورنہ یہ تو اونکو اوسیوقت معلوم تھا کہ
بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہوگا۔ حضرت عباس نے جب دیکھا کہ حضرت
علی علیہ السلام میرا کہنا نہین مانتے تب آپنے فرمایا کہ یا علی وفات رسول خدا صلعم کے
بعد مین نے تمسے کہا تھا کہ اگر خلافت کی ہوس ہے تو طلب خلافت مین عجلت کرو
تم نے نہ سنا۔ اور اب کہتا ہون کہ اصحاب مشورہ مین شریک نہوا پر بھی عمل نہین کرتے
اب مناسب یہ ہے کہ جب تمسے دریافت کرین تو تم کچھ جواب ندینا۔ جب تک تمھارے
ہاتھ پر بیعت نہ کرین۔ جب بیعت کرین اوسوقت جواب دینا۔ یا علی اس گروہ
کے مکر سے بیخوف نہ رہنا کہ ہمارے دفعیہ مین یہ لوگ قصور نہ کرینگے۔ اور دوسرے
کو مسند حکومت پر بٹھا دینگے۔ چنانچہ اس شوریٰ کا انجام وہی ہوا جو حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا تھا اور باتفاق عبدالرحمن بن عوف وسعد ابن ابی وقاص حضرت عثمان خلیفہ
مقرر ہوئے۔ حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت مین مروان ابن حکم کو اپنا وزیر
مقرر کیا۔ اور دیگر مسلمان جو عہد خلافت حضرت عمر مین جابجا شہرون اور قصبون مین
حاکم تھے اونکو موقوف کرکے اپنے رشتہ دارونکو قبیلہ بنی امیہ مین سے حاکم مقرر کردیا

اعدا اپنے رشتہ دارون اور قبیلہ بنی اُمیہ کے لوگون کو دولت کثیر دینا شروع کیا۔ اور جو اقتدار اور حکومت قبیلہ بنی اُمیہ کو قبل از بعثت زمانہ جاہلیت مین حاصل تھی جو اشاعت اسلام کے سبب نیست و نابود ہو چکی تھی۔ وہ اقتدار و حکومت قبیلہ بنی اُمیہ کو از سر نو زمانہ خلافت حضرت عثمان مین حاصل ہوگئی۔ اور انجام اسکا یہ ہوا کہ قبیلہ بنی اُمیہ کے حاکمون نے ہر جا اور ہر مقام پر ظلم و بدعت مسلمانون پر کرنا شروع کیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن ابی سعد ابی سرح کی شکایت لیکر اہل مصر مدینہ مین آئے اور ایک سخت ہنگامہ کے بعد حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن ابی سعد کی معزولی کا فرمان لکھکر محمد بن ابی بکر خلیفہ اول کو دیا اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر مقرر کیا۔ چنانچہ اس فرمان کو لیکر محمد بن ابو بکر مع گروہ مصریان جانب مصر روانہ ہوئے۔ تین منزل راہ طے کی تھی کہ مصریون نے حضرت عثمان کے ایک غلام کو جانب مصر جاتے ہوئے دیکھا اوسکو گرفتار کرکے تلاشی لی تو اوسکے پاس ایک نامہ سربمہر حضرت عثمان کا بنام عبد اللہ بن سعد ابی سرح حاکم مصر کے تھا۔ لفافہ کھولکر نامہ پڑھا تو اوسمین لکھا تھا کہ عمرو ابن بدیل الخزاعی اور محمد بن ابو بکر کو قتل کرنا۔ اور علقمہ بن سدیس و کنانہ بن بشیر و عروہ کے ہاتھ پیر قطع کرکے چھوڑ دینا۔ اِس نامہ کو پڑھکر جماعت مصر مدینہ واپس آئی۔ اور بشرکت قبیلہ بنی سلیم و بنی مخزوم و بنی غفار دار الخلافت کا محاصرہ کیا۔ اور حضرت عثمان اور اونکے اہل و عیال پر پانی بند کیا حضرت علی علیہ السلام نے بنی ہاشم کے ہاتھ پانی کی مشکین بھیجین۔ اور حضرت عثمان کو مع اونکے عزیز و اقربا و عیال و اطفال سیراب کیا۔ باوائیون نے حضرت علی علیہ السلام کے آدمیون سے پانی لیجانے مین کوئی مزاحمت نہین کی۔ حضرت عثمان کے عزیزون اور قریبون قبیلۂ بنی اُمیہ کے لوگون نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ حضرت عثمان پر جو بلوہ ہوا ہے وہ آپ کے سبب سے ہوا ہے۔ آپ نے بلا سبب ہمارے

حلش و ارام مین خلل اندازی کی - اور ہماری حکومت کو تباہ کیا قسم ہے خدا کی کہ ہم آپ کے ساتھ جنگ کرینگے کہ جس جنگ سے آپ کو اس دنیا مین نجات نہ ملیگی - الغرض اس بلوہ کا یہ ہوا کہ محمد بن ابی بکر نے مع دیگر بلوائیون کے حضرت عثمان کو قتل کیا اور تین روز تک نعش اونکی بے گور و کفن مزبلہ پر پڑی رہی ایک پانون نعش کا کتون نے کھایا. حضرت عثمان کے قتل نے حضرت علی علیہ السلام اور اونکی اولاد کے ساتھ مسلمانون کے ایک بڑے گروہ کے دلونمین از سر نو دشمنی پیدا کردی - ایک تو یہ گروہ ابتدا سے دشمن تھا - کیونکہ انکی حکومت بعد از بعثت رسول خدا اسلام کے ظاہر ہونے سے نیست اور نابود ہو چلی تھی اور بڑے بڑے سردار قبیلہ بنی اُمیہ اور کفار قریش کے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے اب زمانہ خلافت حضرت عثمان مین قبیلہ بنی اُمیہ کی برباد شدہ قوت اور حکومت پھر بحال ہوئی تھی کہ نوبت قتل عثمان پہونچی اور بنی امیہ اور قریش نے اس قتل کا بانی حضرت علی علیہ السلام کو سمجھا اور دشمنی تازہ ہو گئی - اور انجام اس دشمنی کا یہ ہوا کہ اول علی علیہ السلام شہید کیے گئے اونکے بعد امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کیئے گئے اونکے بعد امام حسین علیہ السلام مع عزیزان و فرزندان و برادران و رفیقان صحرا کربلا مین شہید کیے گئے امام حسین علیہ السلام پر جو تین روز تک آب و دانہ بند کیا گیا یہ اوسکا عوض لیا گیا تھا جو حضرت عثمان پر پانی بند ہوا تھا - اور نعش ہاے شہداء کربلا کو جو لشکر یزید صحرا کربلا مین بے غسل و کفن و بلا دفن چھوڑکر چلا گیا اور دفن نہونے دیا یہ اوسکا عوض لیا گیا جو نعش عثمان تین روز تک بے دفن و کفن پڑی رہی تھی بلکہ اسقدر اور اضافہ کیا گیا کہ نعش عثمان کا کسی نے سر نہ کاٹا تھا نعشہاے شہداء کربلا کے سر اونکے جسمون مین سے کاٹ کر نیزون پر چڑھاے گئے اور شہر بشہر دیار بدیار ہر کوچہ و گلی مین اون سرون کو بطور تماشا لیئے پھرے - عثمان کے حرم کو

کسی نے قید کر کے بلوہ مین نہین بھیر آیا حسین علیہ السلام کے اہل حرم جو رسول خدا صلعم کی بہو اور بیٹیاں تھین قید کی گئین اور شہر بشہر دیار بدیار ہر کوچہ و گلی مین کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ سر برہنہ بےمقنعہ و چادر پھرائی گئین اور رعایائے خلائق کو اونکا تماشہ دکھلایا گیا - دربار عبید اللہ ابن زیاد و دربار یزید کے مجمع عام مین کھڑی کی گئین یہ آبرو مسلمانون نے خاندان نبوت کی کی اور پھر بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور آجتک دعوی اسلام کئے جاتے ہین - اور صرف دعوی اسلام ہی پر کفایت نہین کرتے بلکہ اپنے مقابلہ مین اولاد علی اور اولاد فاطمہ اور رفقائے علی علیہ السلام و معتقدان علی علیہ السلام کو منافق غیر مسلم کہتے ہین اور رافضی کے نام سے موسوم کرتے ہین - جبکہ اونکے پیشواؤن نے فرزند رسول کو مثل گوسفند قربانی ذبح کر کے اپنے رسول کی عترت کو کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ تشہیر کیا تو اونکے مقلد جو کچھ نہ کرین وہ سب تھوڑا ہے - میری اس تحریر کا ثبوت واقعات مندرجہ ذیل سے پورے طور پر ہوگا -

قتل حضرت عثمان کے بعد اہل مدینہ نے رجوع کیا جانب حضرت علی علیہ السلام اور عرض کی کہ آپ خلافت کو قبول کرین حضرت علی علیہ السلام نے قبول خلافت سے انکار کیا اس انکار کا سبب انشاء اللہ تعالے تنقیح نمبر ہشتم مین ذکر ہوگا جب خلائق نے بدرجہ غایت اصرار کیا تب اپنے خلافت کو مجبوراً قبول کیا - کیونکہ امام وقت کا منصب یہی ہے کہ جب خلقت رجوع کرے اور طالب ہدایت ہو تو رہنمائی سے دست کش نہو - جن لوگون نے حضرت عثمان پر بلوہ کر کے قتل کیا تھا اون لوگون نے اور چند اصحاب و انصار نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی - بقیہ اصحاب و انصار نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا منکرین بیعت مین سعد ابن ابی وقاص و عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و سعید ابن زید و عبد اللہ ابن سلام

وصہیب بن سنان و اسامہ بن زید و قدامہ بن مظعون و مغیرہ بن شعبہ بھی ہین جنھون نے بیعت علیؑ سے انکار کیا اور یہ لوگ باہم معتزلہ مشہور ہوے جیسا کہ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۸۰ مین بالتصریح درج ہے اور دیگر معتبر تواریخون مین بھی اسیطرح لکھا ہے - اور تفریق مذہبی کی یہ ابتدا بوجہ قتل عثمان کے ہوئی اور سب سے پہلے اسلام مین فرقہ معتزلہ پیدا ہوا-

امیر معاویہ اور اہل شام نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار کیا جیسا کہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۳ سے ظاہر ہوتا ہے وَالْخِلَافَةُ ثَبَتَتْ لِعَلِيٍّ بَعْدَ مَوْتِ عُثْمَانَ بِمُبَايَعَةِ الصَّحَابَةِ سِوَى مُعَاوِيَةَ مَعَ اَهْلِ الشَّامِ وفات حضرت عثمان کے بعد معاویہ اور اہل شام نے علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی -

قتل حضرت عثمان کے بعد ہر طرف سے سلمان حضرت علی علیہ السلام کی دشمنی کا علانیہ اظہار کرنے لگے اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آمادہ بجنگ ہو گئے اور صاف صاف بتا کینہ اور بغض جو لوگنکے دلون مین حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے بھرا ہوا تھا ظاہر ہونے لگا - اس گروہ کا نام کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ علانیہ اظہار دشمنی کرنے لگا - اور آمادہ بجنگ ہو کر بعوض خون عثمان حضرت علی علیہ السلام سے لڑا - ناصبی مشہور ہوا - اور ناصبی کی وجہ تسمیہ بھی اہل لغت نے دشمنان علی و اولاد علیؑ لکھی ہے اور معتزلہ کی وجہ تسمیہ گوشہ نشین لکھی ہے یعنے معتزلہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو قبول کر کے بیعت کی نہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمنون کے ساتھ شریک ہو کر علی علیہ السلام سے لڑے - پس قتل عثمان کے سبب سے پہلے فرقہ معتزلہ پیدا ہوا - اوسکے بعد فرقہ نواصب اور جب فرقہ نواصب علانیہ بوجہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام آمادہ بجنگ ہوا تو جن لوگون نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم کر کے دست حضرت علی علیہ السلام پہ بیعت کی تھی اور مخالفان حضرت

علی کے مقابلہ مین بحکم حضرت علی علیہ السلام لڑنے کو گئے اس گروہ کا نام شیعہ علی مشہور ہوا اور یہی وجہ تسمیہ اس مذہب شیعہ کی اہل لغت نے لکھی ہے - اب اس مقام پر اس امر کے تصفیہ مین کہ جو لوگ بوجہ بغض و کینہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آمادہ بجنگ ہوئے اور جن لوگون نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا وہ لوگ دشمن خدا اور دشمن رسول تھے کسی منصف مزاج کو تامل نہو گا۔ درحالیکہ رسول خدا صلعم کی معتبر احادیث موجود ہین کہ جو لڑا علیؑ سے وہ لڑا مجھسے اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے اور جسنے بغض کیا مجھسے اوسنے بغض کیا خدا سے اور جسنے محبت کی علیؑ سے اوسنے محبت کی مجھسے اور جسنے محبت کی مجھسے اوسنے محبت کی خدا سے - چنانچہ اصل حدیثین اسکے قبل اسی تنقیح مین نقل کی گئی ہین جن سے ثابت ہے کہ دشمن خدا یقیناً کافر ہے اور مخالف حضرت علی منافق ہے اور محب حضرت علی مومن ہے - اور بغیر دشمنی اور خصومت قلبی کی ابتدا ء پیدائش دنیا سے تا ایندم ایک دوسرے کے قتل پر کبھی آمادہ نہین ہوا - اور جب تک دلمین کدورت اور نفرت نہوا وسوقت تک کوئی شخص اپنے سردار مذہبی کی فرمانبرداری سے انکار نہین کرتا - اور جب تک محبت ملی نہو ایک شخص دوسرے شخص کی رفاقت مین اپنا قتل ہونا پسند نہین کرتا - اب مسلمان خود فیصلہ کر لین کہ جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نیزہ و تلوار سے لڑے بارادہ قتل علی لڑے تھے یا بارادہ اعانت علیؑ لڑے تھے اور بوجہ دشمنی لڑے تھے یا بارادہ دوستی - اگر کوئی شخص آج تک بہ نیت دوستی کسی کے قتل پر آمادہ ہو کر اوس سے لڑا ہو تو تبلا دیا جاوے - پس جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے وہ بوجہ دشمنی لڑے نہ بوجہ دوستی - اور دشمنان علی کے دشمن خدا اور دشمن رسول ہونے مین بموجب حدیث رسول اللہ صلعم کونسا شک باقی رہا - اہل سنت کا یہ عذر کہ وہ لوگ باہم رشتہ دار تھے اور

اصحاب رسول تھے اونکی باہمی لڑائی خطائے اجتہادی ہے ہے بالکل حکم خدا اور حکم رسول اللہ کے مخالف ہے اور حکم خدا اور حکم رسول اللہ کے مخالف جو عذر پیش ہو وہ ایماندارونکے قبول کرنیکے قابل نہین ہوسکتا۔ رسول اللہ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ جو لڑا علی سے وہ لڑا مجھسے اور جو لڑا مجھسے وہ لڑا خدا سے اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے اور جسنے بغض کیا مجھسے وہ دشمن خدا ہے اس حدیث مین آنحضرت نے یہ نہین فرمایا کہ اگر علی کے ساتھ علی کے رشتہ دار دشمنی کرینگے تو وہ خطاء اجتہادی سمجھے جاویگی اور معاف ہوگی۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہو تو بتلائی جاوے۔ اور جب تک ایسی حدیث نہ بتلائی جاوے اوسوقت تک تو کل اہل انصاف اون لوگون کو کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے اور اوسکے مقلدون کو مسلمان نہین سمجھ سکتے۔ دوسرے جن لوگون نے حضرت علیہ السلام کی خلافت کو قبول نہین کیا اور بیعت سے انکار کیا اور معتزلہ ہوگئے اونکے منافق ہونے مین کونسا شبہ باقی رہا اور جسطرح یہہ لوگ منافق ہین اسیطرح انکے مقلد بھی منافق ہین اور منافق بہشت سے محروم رہیگا۔ اور جن لوگون نے قبول کیا خلافت حضرت علی کو اور بیعت کی حضرت علیہ السلام کے ہاتھ پر اور رفاقت کی حضرت علیہ السلام کے ساتھ اور لڑے دشمنان حضرت علی سے بہمراہی و فرمانبرداری علی علیہ السلام اون لوگونکے محب علی ہونے اور جنتی ہونے مین کونسا شک رہا اوسی گروہ کا لقب شیعہ ہوا۔

حضرت عثمان کے قتل سے قبیلہ بنی اُمیہ اور قبیلہ بنی ہاشم مین سخت عداوت شروع ہوئی۔ اگرچہ قبیلہ بنی اُمیہ کو حضرت علی علیہ السلام و دیگر بنی ہاشم کے ساتھ ابتدا سے کینہ و عداوت تھی کیونکہ مکہ معظمہ سے حکومت بنی اُمیہ کو حضرت علی و بنی ہاشم کے وجہ سے زوال ہوا تھا مگر اسلام کی تعلیم نے اوس کینہ کے ظاہر کرنیکا موقع نہین دیا۔ اب قتل

حضرت عثمان نے اُس عداوت کو تازہ کر دیا۔ اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگون سے اور طرفداران بنی امیہ نے حضرت عائشہ کو ابھار کر حضرت علی علیہ السلام سے لڑا دیا۔ اور دونون طرف سے مسلمانونکا خون بہا اسی لڑائی کا نام جنگ جمل ہے حضرت علی علیہ السلام نے اس لڑائی کے سبب اور اہل مدینہ کے ذی وجاہت لوگون کے انکار بیعت کے باعث مدینہ کو اپنے اور اپنے دوستونکا جا ے امن نہ سمجھکر اپنا دار الخلافت کوفہ مقرر کیا۔ ادھر قتل عثمان کا بہانہ حصول ریاست وحکومت کے واسطے امیر معاویہ کو ہاتھ لگا۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۸۱ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے کپڑا خون آلودہ حضرت عثمان اہل شام کو دکھلانا شروع کیا اور اونکے دلون مین حضرت علی اور اولاد علیؑ کی دشمنی پیدا کرنا شروع کر دی جسکا انجام یہ ہوا کہ ایک ثلث سے کم مسلمان تو حضرت علی علیہ السلام کی فرمانبرداری مین رہ گئے باقی دو ثلث مسلمان حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہوکر شریک معاویہ ہو گئے اور امیر معاویہ کی اعانت کی اور باہم امیر معاویہ اور حضرت علی علیہ السلام کے بہتر لڑائیان ہوئین انھین لڑائیونکو جنگ صفین کہتے ہین ان لڑائیون کے خاتمہ پر ایک چوتھا مذہب خوارج کا پیدا ہو گیا۔ اسلام مین ابتدا ئً یہی چار مذہب پیدا ہوئے۔ ایک مذہب شیعونکا تو علی علیہ السلام کی فرمانبرداری کے سبب اسلام کی اصلی حالت پر قایم رہا باقی تین مذہب یعنی معتزلہ۔ و ناصبی۔ وخارجی دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے سبب دائرہ اسلام سے باہر ہو گئے اور برا ے نام مسلمان رہ گئے۔ فرقہ معتزلہ و نواصب فرمانبردار تھے امیر معاویہ کے۔ اور امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے قلبی دشمن تھے۔ اگر دشمن نہوتے تو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار نہ کرتے نہ علی علیہ السلام سے لڑتے۔ پس جو لوگ کہ ابتک امیر معاویہ کی دوستی کا دم بھرتے ہین وہ لوگ دشمنان حضرت علی مین شمار ہونگے نہ محب علی اور

دشمنان علی کے دشمن خدا ہونے مین حسب فرمودہ جناب رسالت مآب صلعم کونسا شک باقی رہ گیا۔
۳۵ھ ہجری تک مسلمانون مین کسی قسم کی تفریق مذہبی نہ تھی سب ایک مذہب تھے اور مسلمانونکے نام سے پکارے جاتے تھے۔ ۳۶ھ ہجری مین تفریق مذہبی شروع ہوئی اور اس تفریق مذہبی کے بانی مبانی حضرت عمر تھے۔ جسکا ثبوت وجوہات مندرجہ ذیل سے ہوگا۔

۱۔ قریب وفات رسول اللہ صلعم اگر حضرت عمر تحریر وصیت مین مانع نہوتے اور رسول خدا وصیت لکھ جاتے تو وہ تحریری کاغذ زیادہ معتبر سمجھا جاتا اور باہم نوبت جنگ وجدال نہ پہونچتی۔

۲۔ زندگی رسول اللہ مین اگر حضرت عمر عامہ خلائق کے سامنے رسول اللہ صلعم کی نبوت مین شک ظاہر نہ کرتے تو منافقت پیدا نہ ہوتی نہ مسلمانون کا خیال طلب ریاست اور حصول حکومت کی جانب رجوع ہوتا۔ بلکہ وفات رسول اللہ کے بعد سب لوگ اطاعت اور فرمانبرداری کرتے علی وحسنین علیہم السلام کی کہ جنکی محبت پروردگار عالم نے امت پر واجب کی تھی۔ اور جنکی زیارت داخل عبادت فرمائی تھی اور جنکی محبت کرنیوالون کو جنتی بتلایا تھا اور جنکی فرمانبرداری کے واسطے امت کو باربار تاکید کی تھی اور فرمایا تھا کہ پکڑے رہو رسن الٰہی کو مضبوط اور جنکے حق مین فرمایا تھا کہ مثال انکی مثل کشتی نوح کے ہے۔ جسنے فرمانبرداری کی نجات پائی اور جسنے نافرمانی کی وہ دوزخ مین گیا۔ تو آل رسول امت کی نظرون مین حقیر نہوجاتے نہ نوبت اختلاف مذہبی کی پہونچتی۔

۳۔ اگر حضرت عمر مع اپنے طرفداران حضرت ابوبکر وحضرت عثمان وغیرہ کے لشکر اسامہ بن زید کے ساتھ بیرون مدینہ چلے جاتے تو خلافت خاندان نبوت سے منتقل نہوپاتے

اور نوبت اختلاف مذہبی کی نہ آتی حضرت عمر اور حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کا لشکر اسامہ کے ساتھ نہ جانا بہت ہی نامناسب ہوا اور امت نے جانا کہ رسول اللہ نے سخت تاکید فرمائی کہ جو شخص ہمراہ لشکر اسامہ نہ جاوے اُسپر خدا کی لعنت اسپر بھی حضرت ابوبکر و عمرؓ نہ گئے جو معززین صحابہ میں سے تھے اگر جناب محمد رسول برحق ہوتے تو یہ لوگ ہرگز نافرمانی نہ کرتے اور امت کے اس خیال نے وقعت اہلبیت رسول کی کم کردی اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ رسول نے بنظر حصول دنیا اپنے اہلبیت کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ اور انجام اسکا اختلاف مذہبی اور خونریزی ہوا۔ اگر امت کی نظروں میں اہلبیت رسول کی وقعت ہوتی تو بموجودگی حضرت علی علیہ السلام کے غیر کی خلافت پر رضامند نہوتے اور بہانہ نہ ڈھونڈتے کہ جسکے انجام میں ایک مذہب کے کئی مذہب ہوگئے۔

۴- بعد وفات رسول اللہ اگر حضرت عمر حکمت عملی اور تالیف قلوب کے ذریعہ سے لوگوں کو خلافت حضرت ابوبکر پر رضامند نہ کردیتے تو خلافت خاندان نبوت سے منتقل نہونے پاتی اور درمیان امت کے اختلاف واقع نہوتا اور ایک مذہب کے کئی مذہب نہو جاتے اور باہم دشمنی پیدا نہوتی نہ نوبت جنگ وجدال کی پہونچتی

۵- اگر حضرت عمر باغ فدک کو ضبط نکراتے اور حضرت علی علیہ السلام کی گواہی کو غلط نہ قرار دیتے تو امت کی نظروں میں اہلبیت رسول کی وقعت کم نہوتی اور نوبت کشت وخون وتفریق مذہبی کی نہ پہونچتی۔ نہ اہلبیت رسول کمزور ہونے پاتے۔

۶- اگر حضرت عمر وقت وفات اپنے تعین خلافت ثالث کا دارمدار عبدالرحمن بن عوف کی رائے پر نہ رکھ جاتے تو منصب خلافت حضرت عثمان کو نصیب نہوتا نہ بنی اُمیہ از سرنو قوت پاتی۔ حضرت عمر کی خاص الخاص اس حکمت عملی نے خاندان نبوت کو تباہ اور ویران کردیا اور امت کو راہ ہدایت سے برگشتہ کردیا کہ جسکے سبب سے واقعہ کربلا کی

نوبت پہونچی اور اسلام مین تفریق مذہبی شروع ہوگئی جو اجتک کم نہین ہوئی - بلکہ ترقی ہوتی جاتی ہے - یہ چند دلیلین بطور نمونہ لکھی گئین جو اس مختصر فیصلہ کے واسطے کافی ہین ورنہ ہزارہا اسکی دلیلین ہین - حضرت عمر نے جو کچھ ہوس طمع ریاست وحکومت کیا سو کیا - اگر وہ اسی پر اکتفا کرتے تو غنیمت تھا - لیکن اونکی پردہ پوشی کا مادہ بجز حضرت عثمان کے کسی دوسرے مین نہ تھا - یہ پردہ پوشی عبد اللہ ابن عمر سے بھی غیر ممکن تھی کیونکہ اول تو کم سے مزاج کے آدمی تھے دوسرے وہ مثل حضرت عمر کے ذی رعب اور عاقل نہ تھے کہ حکمت عملی اور تالیف قلوب کے ذریعہ سے لوگونکو اپنا طرفدار بنا لیتے - تیسرے وہ کسی ایسے قبیلہ کے آدمی نہ تھے کہ جنکی اعانت اونکی خلافت کے استحکام کا ایک عمدہ ذریعہ ہوتی اگر حضرت عمر اپنے فرزند عبد اللہ کو اپنا جانشین بنا جاتے جیسا کہ معاویہ نے یزید کو بنایا تھا تو وفات حضرت عمر کے سال دو سال کے بعد خلافت اپنے مرکز پر قایم ہوکر خاندان رسالت مین آجاتی - ان خیالات نے حضرت عمر کو مجبور کیا تھا تعین خلافت حضرت عثمان پر - لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین خاندان رسالت پر ضرور تباہی آجاویگی لہذا اس بدنامی سے محفوظ رہنے کے لیے ایسی تدبیر کر گئے کہ حضرت عثمان خلیفہ بھی ہوگئے اور بدانست خود اپنے کو اس الزام سے بچا لیا - اگر حضرت عمر کو اپنی پردہ پوشی کا خیال پیدا نہو تا - تو ضرور اپنے فرزند عبد اللہ کو اپنا قائمقام بنا کر مسند خلافت پر بٹھا دیتے - چنانچہ حضرت عثمان نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوکر سب سے اول حضرت عمر کی پردہ پوشی کے لیے ترتیب قران خلاف تنزیل کیا - اور اکثر آیات اوسمین سے نکال ڈالین کہ جن سے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور خلافت کا پورا پورا ثبوت ہوتا تھا چنانچہ تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ والمنسوخ صفحہ ۳۱۲ مین جو عبارت درج ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہین کہ سورہ احزاب تلاوت کیا جاتا تھا حیات رسول خدا صلعم مین

دو سو آیت مگر حضرت عثمان نے ہفتاد و دو آیت رکھین باقی یکصد و بست و ہفت آیتین نکال ڈالین۔ اور آیہ رجم بھی سورہ مذکور سے نکالڈالی اور اُبی بن کعب کہتے ہین کہ تتمہ آیہ صلوۃ قبل از تغیر حضرت عثمان کے قران مین موجود تھی ابوموسیٰ اشعری کہتے ہین کہ بعد متروک التلاوت آیہ اِنَّ اللہ سیوید الجز لوگونکو یاد تھی۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہین کہ آیہ ان جاہدو الخبر کو قران سے گرادیا جیطرح کہ اور آیتونکو نکالڈالا۔
تفسیر اتقان اہل سنت کی ایک معتبر تفسیر ہے اور جن راویونکا نام لکھا گیا ہے وہ پیشوایان اہل سنت مین سے ہین پس نقصان قران کا اقرار خود علماء اہل سنت کو ہے۔ اس اقرار مین شیعہ بھی متفق ہین اور ترتیب عثمان کو خلاف تنزیل کہتے ہین کیونکہ حضرت عثمان نے حضرت عمر کی پردہ پوشی کے لیئے آیت متعہ کو احکام نکاح مین ایسا مخلوط کردیا کہ جس سے عوام کو دھوکھا دیکر حضرت عمر کا یہ گناہ پوشیدہ کیا جاوے کہ انھون نے اپنی خودرائے سے حکم الہی کو منسوخ کیا۔ تاکہ حضرت عمر کی منافقت پوشیدہ رہے۔ اور اسیطرح پر اس ترتیب سے دین اسلام مین بہت کچھ خلل واقع ہوگیا۔
مجھکو اس بات کے کہنے مین کچھ تامل نہین کہ شہادت شہداء کربلا کے بانی مبانی حضرت عمر تھے۔ جیساکہ مین بالتصریح اوپر لکھ چکا ہون۔ اور میری اس رائے کی تائید ابن حجر مکی کے قول مندرجہ ذیل سے بخوبی ہوتی ہے جو انھون نے بحوالہ امام غزالی کتاب صواعق محرقہ مین لکھا ہے۔ اور جسکی پیروی مین آجتک اہل سنت بڑے جوش وخروش کے ساتھ کوشش کررہے ہین کہ مجالس عزا کا رواج بند ہوجاوے اور واقعات شہادت امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کمین بیان ہونے یا دین اور جسطور سے ممکن ہو پوشیدہ کردیے جاوین مگر ان کوششون سے یہ تو ثابت ہوجاتا ہے کہ اہل سنت کے دلون سے اب تک دشمنی آل رسول کی نہین نکلی۔
عبارت صواعق محرقہ کی یہ ہے۔ قَالَ الغزالیُّ وَغیرہُ وَیحرُمُ عَلَی الْواعِظِ رِوَایۃُ

مقتل الحسن والحسین و حکایاتہ وما جرٰی بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم۔ ابن حجر کی روایات امام غزالی وغیرہ علماء کبار اہل سنت کہتے ہیں کہ واعظ اہل سنت پر ذکر کرنا واقعات قتل امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا اور جو کچھ کہ باہم صحابہ بغض و کینہ پیدا ہوا اسکا تذکرہ حرام ہے۔ کیونکہ ان بیانات سے سامعین کے دلوں میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے وہ جوش صحابہ کے ساتھ خصومت شدید دلوں میں پیدا کرتا ہے اور صحابہ کے اعمال اور افعال پر لوگوں کو طعنہ زنی کا موقع ملتا ہے۔

ابن حجر کے اس قول سے میرے خیال کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے کیونکہ اہل سنت کا قول ہے کہ حسنین کی شہادت کا بانی یزید ہے۔ اصحاب میں سے کوئی صحابی اس قتل کا بانی نہیں ہے۔ توپھر واقعات شہادت حسنین کے بیان کرنے سے سامعین کو اصحاب رسول کیجانب سے بغض اور کینہ کیوں پیدا ہونے لگا۔ اگر بغض اور کینہ پیدا ہوگا تو قاتلان حسین اور اونکے نامروا اعانت کرنے والوں کے ساتھ۔ مگر اصل میں بانی قتل حسنین حضرت عمر ہیں اور جب یہ واقعات شہادت بیان ہوتے ہیں تو سلسلہ اسکا حضرت عمر کی ذات پر ختم ہوتا ہے جسکو سنکر جہلا میں تشویش پھیلتی ہے۔ اور جب وہ اپنے علماء سے کسی بیان کی صداقت کرنا چاہتے ہیں تو اصلی واقعہ سے توانکار کرنے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ اہل سنت کی معتبر کتابوں میں وہ واقعہ درج ہے تاویلیں کرکے جہلاء کی تسکین کی جاتی ہے۔ مگر بیہودہ تاویلات باعث تسکین نہیں ہوا کرتیں اسلئے عوام کو خلفاء کیجانب سے مخصوص حضرت عمر کے ساتھ بغض اور کینہ پیدا ہوجاتا ہے۔ لہذا واقعات شہادت کے تذکرہ سے اکابر اہل سنت منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ بتلاتے ہیں اور اسیواسطے شہادت حسین علیہ السلام کو باعث شفاعت نہیں قرار دیتے تاکہ جہلاء بامید شفاعت اس واقعہ کو سنکر خلفاء اور اصحاب کے دشمن ہوجاویں اور مذہب

اہل سنت اس دنیا سے گم نمونے پادرے - چنانچہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے
بھی اظہار الہدی صفحہ ۴۵۶ و ۲۲۷ میں تحریر فرمایا ہے کہ غم والم اور زیارت روضہ حسینؑ
اسلام میں بہت بڑا فساد پڑا ہے اور اس غم والم اور زیارت روضہ حسین کو بدعت
سیئہ بتلایا ہے - وجہ اسکی وہی ہے جو اسکے قبل میں ظاہر کر چکا ہوں - اس مقام پر
یہ بات ضرور قابل ذکر ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے غم حسینؑ اور زیارت
روضہ حسینؑ کو باعث فساد اسلام قرار دیا ہے - مگر زیارت روضہ عبد القادر
جیلانی و زیارت روضہ محی الدین چشتی اجمیری و زیارت روضہ مکن پور و فتح پور سیکری
و پیران گنگوہ کی نسبت کچھ تحریر نہیں فرمایا کہ ان مزاروں کی زیارت ساتھ رقص و سرود کے
کیسی ہے - اگر ان مزاروں کی زیارت کو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بدعت سیئہ و باعث
فساد دین لکھدیتے تو پھر اونکی مصنفہ کتابوں کو کوئی سُنی خرید نہ کرتا - اس مقام پر عبداللہ
ابن عمر کی تحریر مندرجہ ذیل بھی قابل غور ہے جس سے میرے اس بیان کی کہ شہادت
حسنین کے بانی مبانی حضرت عمر ہیں واضح طور پر تصدیق ہوتی ہے -

تاریخ بلاذری صفحہ ۲۶۴ - لَمَّا قُتِلَ ذَبِيْحُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ كَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
عُمَرَ اِلٰى يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ وَجَلَّتِ الْمُصِيْبَةُ
وَحَدَثَ فِي الْاِسْلَامِ حَدَثٌ عَظِيْمٌ وَلَا يَوْمَ كَيَوْمِ الْحُسَيْنِ فَكَتَبَ
اِلَيْهِ يَزِيْدُ اَمَّا بَعْدُ يَا اَحْمَقُ فَاِنَّنَا جِئْنَا اِلٰى بُيُوْتٍ مُنَجَّدَةٍ وَفُرُشٍ مُمَهَّدَةٍ
وَوَسَائِدَ مُنَضَّدَةٍ فَقَاتَلْنَا عَنْهَا فَاِنْ يَكُنِ الْحَقُّ لِغَيْرِنَا فَاَبُوْكَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ
هٰذَا وَابْتَزَّ وَاسْتَاْثَرَ بِالْحَقِّ عَلٰى اَهْلِهِ وَمِنْ هٰهُنَا قِيْلَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ
يَوْمَ السَّقِيْفَةِ وَقِيْلَ قُتِلَ اَيْضًا بِاَسْيَافٍ فِيْ ذَالِكَ الْبَغْيِ اَوَّلُ
سَهَّلَهَا اُصِيْبَ عَلِيٌّ بِسَيْفِ بْنِ مُلْجِمٍ - جب شہید ہوئے امام
حسین علیہ السلام عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا کہ مصیبت عظیم واقع ہوئی سخت

ماد اللہ اسلام پر بسبب شہادت حسین ابن علیؑ کے نازل ہوا۔ اس خط کے جواب میں یزید نے عبداللہ ابن عمر کو نامہ لکھا کہ اے احمق ہم آئے ہیں طرف مکانات مسمار شدہ کے جنہیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے بلند تکیہ لگے ہوئے تھے۔ اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو یہ الزام مجھپر ہے کہ آگے سے ایسے ظلم کی سنت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے کہا امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اول قتل ہوئے علی ابن ملجم کی تلوار سے اوسی یوم سقیفہ بنی ساعدہ کو۔

یزید کے خط کی توضیح ذیل میں کیجاتی ہے تاکہ عام فہم ہوجاوے خط یزید کے چار حصہ کرکے ہر حصہ پر میں نے نمبر لگا دیا ہے لہذا نمبروار توضیح کیجاتی ہے۔

۱۔ اے احمق ہم آئے ہیں طرف مکانات مسمار شدہ کے کہ جنہیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے بلند تکیہ لگے ہوئے تھے۔

مکانات مسمار شدہ سے مطلب انتقال خلافت سے ہے۔ یزید کہتا ہے عبداللہ ابن عمر سے کہ قتل حسین علیہ السلام کا الزام مجھپر کیوں لگاتا ہے تو بڑا احمق ہے جو عمارت رسولخدا نے واسطے خلافت کے بنائی تھی وہ تو بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ تیرے باپ حضرت عمر نے مسمار کرکے اوس مسمار شدہ مکانات میں ایک فرش جدید بچھایا اور اوس فرش پر تکیہ بلند لگائے اوسی فرش اور تکیوں پر میں بیٹھا ہوں لیئے تیرے باپ نے منصب خلافت کو بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ خاندان نبوت سے منتقل کرکے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا پھر آپ خود خلیفہ بنے اوسکے بعد حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا اسی رسم معینہ کے مطابق خلافت مجھ تک پہونچی اگر خلافت خاندان نبوت سے منتقل ہوتی تو مجھ تک کیسے پہونچتی۔

۲۔ اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو یہ الزام مجھپر ہے کہ آگے سے

ایسے ظلم کی سنت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے -
اس جملہ مین لفظ مخالف کا اشارہ امام حسین علیہ السلام اور علی علیہ السلام کی جانب ہے
جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر علی علیہ السلام بمقابلہ معاویہ پدر یزید اور امام حسین علیہ السلام
بمقابلہ یزید حق پر تھے اور یہ قتال داخل ظلم و بربادی اسلام کا باعث ہے تو اسکا
الزام تجھپر ہے - کیونکہ اس ظلم کا رواج تیرے باپ حضرت عمر کی ذات سے جاری ہوا ہے
یعنے اگر حضرت عمر خلافت مین دست اندازی نہ کرتے اور خلافت کو خاندان نبوت مین
رہنے دیتے تو معاویہ کو نہ حضرت علی علیہ السلام سے لڑنیکی ضرورت ہوتی نہ علی علیہ السلام
ابن ملجم کی تلوار سے شہید ہوتے نہ مجھکو حسین ابن علی سے جدال و قتال کی ضرورت ہوتی
اور نہ نوبت شہادت امام پہونچتی پس قتل حضرت علیؑ و قتل حسینؑ ابن علی کا الزام تجھپر ہے
کہ تیرے باپ حضرت عمر نے ان ظلمون کی بنیاد قایم کی ہے اور قتل حضرت علیؑ و قتل
حسینؑ ابن علی کے بانی تیرے باپ حضرت عمر ہین -
۳ - چنانچہ لوگون نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ
اس جملہ مین یزید نے عبداللہ ابن عمر کو خبردار کیا ہے کہ جس روز سقیفہ بنی ساعدہ
مین شورہ خلافت ہوا اور حضرت ابوبکر منصب خلافت پر بٹھائے گئے - اوسی روز
لوگون نے رائے ظاہر کردی تھی کہ انجام اسکا قتل حضرت علی و قتل اولاد حضرت علیؑ
ہوگا - چنانچہ اُسی بنا پر اب تک لوگ کہتے ہین کہ حسین تو اوسی روز قتل ہوچکے ہین جس
روز کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین شورہ خلافت ہوا اور حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے نہ سقیفہ بنی
ساعدہ مین شورہ خلافت ہوکر حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے جاتے نہ حسینؑ قتل ہوتے -
۴ - اور یہ بھی کہتے ہین کہ اول قتل ہوئے حضرت علی ابن ملجم کی تلوار سے اوسی
یوم سقیفہ بنی ساعدہ کو -
اس جملہ مین یزید نے عبداللہ ابن عمر کو مطلع کیا ہے کہ حسین علیہ السلام تو اب

قتل ہوے ہین لیکن سقیفہ بنی ساعدہ کے شورہ کا اثر اول علی علیہ السلام کے قتل سے ظاہر ہوا۔ اور لوگون نے کہا کہ ہمنے اُسی روز سمجھ لیا تھا کہ جس روز سقیفہ بنی ساعدہ مین شورۂ خلافت ہوا اور حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوے۔ کہ خلافت خاندان نبوت سے منتقل کرکے غیر خاندانون مین مقرر ہونیکا انجام یہ ہوگا کہ حضرت علی علیہ السلام قتل ہوجاوینگے۔ گویا قتل حضرت علی علیہ السلام کا یقین اوسیدن لوگون کو ہوگیا تھا جبدن کہ شورہ سقیفہ بنی ساعدہ ہوا۔ یہ خط عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو دوستانہ لکھا تھا۔ اور سبب اس دوستی کا یہ قیاس مین آتا ہے کہ کسی روز عبد اللہ ابن عمر نے اور دیگر طرفداران حضرت عمر نے امیر معاویہ سے کہا ہوگا کہ تمنے بُرا کیا جو حضرت علی علیہ السلام سے دربارۂ خلافت نزاع کی اور لڑے اور ہزارہا مسلمانونکا خون ہوا امیر معاویہ نے جو جواب دیا وہ ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

قسطلانی جلد ششم صفحہ ۳۱۶۔ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ اَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ اَبِيْهِ الشَّرْحِ وَلَعَلَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ رَأْيُهُ فِي الْخِلَافَةِ تَقْدِيْمُ الْفَاضِلِ فِي الْقُوَّةِ وَالْمَعْرِفَةِ وَالرَّأْيِ عَلَى الْفَاضِلِ فِي السَّبْقِ اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ فَلِهٰذَا اَطْلَقَ اَنَّهُ اَحَقُّ وَاِبْنُ عُمَرَ خِلَافُ ذٰلِكَ وَاَنَّهُ لَا يُبَايِعُ الْمَفْضُوْلَ اِلَّا اِذَا خَشِيَ الْفِتْنَةَ وَلِهٰذَا بَايَعَ بَعْدَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ اِبْنَهُ يَزِيْدَ وَنَهٰى اِبْنَهُ عَنْ نَقْضِ بَيْعَتِهٖ خطبہ پڑھا حضرت معاویہ نے اور کہا کہ جو شخص گفتگو کرے باب خلافت مین تو مین مستحق زیادہ ہون حضرت عمر سے اور اونکے باپ سے اور عبد اللہ ابن عمر نے بخوف فتنہ حضرت معاویہ کی بیعت کی اور اونکے بعد بیعت کے اونکے پسر یزید کی۔

معاویہ نے جو بمقابلہ حضرت عمر کے اپنے کو حقدار خلافت بتلایا سبب اسکا یہ تھا

کہ ابوسفیان پدر معاویہ قبل از بعثت سرداران مکہ مین سے تھا اور ایک بڑا قبیلہ جو بنی امیہ کا تھا اوسکا سردار تھا اور یہی ابوسفیان بشرکت ابوجہل رسول اللہ صلعم سے لڑتا رہا اور مسلمانونکو ایذا پہونچاتا رہا اور یہی ابوسفیان کے ظلم سے مسلمانون کو کئین مرتبہ مکہ سے ہجرت کرنی پڑی اور حضرت عمر نہ صاحب قبیلہ تھے نہ کسی قبیلہ کے سردار تھے اس اعتبار پر معاویہ کو یہ دعوی تھا کہ بہ نسبت حضرت عمر کے حقدار خلافت مین تھا کیونکہ جب خلافت خاندان رسول اللہ سے منتقل ہوکر غیر خاندانون مین پہونچی تو اون سب مین زیادہ حقدار بوجہ ہونے سردارزادہ کے معاویہ اپنے کو سمجھتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ عبد اللہ ابن عمر وطرفداران حضرت عمر امیر معاویہ سے دبتے تھے اور جو کچھ امیر معاویہ نے خاندان رسالت کے ساتھ کیا وہ پوشیدہ نہین ہے تاہم وہ رضی اللہ عنہ کہے جاتے ہین اور اونکے اعمال داخل خطار اجتہادے کئے جاتے ہین اگر مثل شیعونکے اہل سنت امیر معاویہ کے ساتھ مخالفت شروع کرتے تو پھر کوئی راز پوشیدہ نہ رہتا۔ اور بنی امیہ غصب خلافت کے معاملہ کو ایسا ثابت کرتے کہ جواب نہ بن پڑتا ایک مختصر سا شکوہ قتل حسین ابن علی کا عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو لکھا تھا جسکے جواب مین قتل حسین اور قتل علی علیہ السلام کا الزام پورے طور پر حضرت عمر کے ذمہ یزید نے عاید کردیا۔ اسی قسم کے صحیح الزامون سے محفوظ رہنے کے واسطے عبد اللہ ابن عمر ہمیشہ یزید کی خیرخواہی اور طرفداری مین رہتے تھے اور یزید کی دوستی کا دم بھرتے تھے جسکا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے بھی ہوگا۔

قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۶۲ - عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ كَتَبَ اِلٰى يَزِيْدَ بِبَيْعَتِهٖ وَكَانَ السَّبَبُ فِىْ خَلْعِهٖ مَا ذَكَرَهُ الطَّبَرِيُّ اَنَّ يَزِيْدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ كَانَ اَمَّرَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ ابْنَ عَمِّهٖ عَمَّارَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبُوْسُفْيَانَ

وافد الی یزید جماعة من اهل المدینة منهم عبد الله بن حنظلة الملائکة وعبد الله ابن ابی عمرو المخزومی فی آخرین فاکرمهم واجازهم فرجعوا فاظهروا عیبه ونسبوه الی شرب الخمر وغیر ذلک ثم وثبوا علی عامله فاخرجوه وخلعوا یزید فلما بلغ ذلک ابن عمر جمع حشمه وولده فقال لهم انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء القیامة وانا قد بایعنا هذا الرجل یزید ابن معاویة علی بیع الله ورسوله وانی لا اعلم عذرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع الله ورسوله ثم ینصب له القتال وانی لا اعلم منکم خلعه ولا بایع فی هذا الامر کانت الفیصل بینی وبینه وفیه یجب طاعة الامام الذی انعقدت له البیعة والمنع من الخروج علیه ولو جار وانه لا ینعزل بالفسق

جب معاویہ فوت ہوا تو عبد اللہ ابن عمر نے لکھا یزید کو واسطے بیعت اپنے اور اہل مدینہ نے خلع بیعت کی یزید سے اور سبب اوسکا یہ ہوا کہ یزید نے سردار کیا مدینہ میں عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچازاد بھائی کو اور عبد اللہ بن غسیل الملائکہ وعبد اللہ بن ابی عمرو المخزومی نے یزید کی غیبت کی اور فسق اوسکا مثل شرب خمر وغیرہ ظاہر کیا اور جب عبد اللہ بن عمر نے یہ ماجرا سنا جمع کیا خلق کثیر کو اور کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت واسطے ہر غادر کے علم نصب کیا جاویگا اور تحقیق میں نے بیعت کی ہے دست یزید پر اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول ہے اور بعد اس کے ہمارے کوئی امر عظیم نہیں ہے کہ کوئی شخص خدا اور رسول کے حکم پر بیعت کرکے منحرف ہو جاوے اور کوئی سبب خلع بیعت کا نہیں پاتا ہوں میں اور واجب ہے اطاعت امام کی کہ جس پر اجماع ہو چکا اور بسبب فسق کے خلع بیعت جائز نہیں۔

چونکہ عبداللہ ابن عمر خلیفہ زادے اور مذہب اہل سنت کے مجتہد اعظم ہیں اونھوں نے یزید کا امام برحق اور خلیفہ رسول ہونا تسلیم کرکے اہل مدینہ کو خلع بیعت سے روکا۔ اور حسین ابن علی نے یزید کی بیعت سے انکار کرکے اپنی شہادت قبول کی۔ جس سے چار باتین ثابت ہوتی ہین۔ اول یہ کہ عبداللہ ابن عمر یزید کے باوفا دوست اور معتقد صادق تھے کیونکہ بیعت کی غرض اصلی یہ ہے کہ خلقت جب اجماع کرکے کسی شخص کو اپنا امام یعنی پیشواے دین بناتی ہے تو اوسکے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اقرار کرتی ہے کہ ہم تمھارا محکوم اور فرمانبردار ہو آج سے جو حکم دوگے بجا لاوینگے۔ اور صدق دل سے تمھاری رہنمائی اور ہدایت دینی مین اطاعت کرینگے۔ رسول اللہ کے ہاتھ پر جو بیعت رضوان ہوئی اوسکا بھی یہی مطلب تھا خلفاء ثلثہ کے ہاتھ پر جو بیعت ہوئی اوسکا بھی یہی مطلب تھا مین نہین جانتا کہ اہل سنت خلفاء ثلثہ کو کس اعتبار پر خلفاء قرار دیتے ہین اور یزید کو سلطان کیونکہ جسطرح امت نے اجماع کرکے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اوسیطرح امت نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا اور جسطرح دست ابوبکر پر بیعت کی اوسیطرح دست معاویہ و یزید پر بیعت کی۔ بیعت ہوا کرتی ہے خلیفہ رسول اور پیشواے دین کے ہاتھ پر نہ بادشاہ دنیا کے ہاتھ پر چنانچہ امت اب تک بیعت کرتی ہے اپنے اون پیشوایان دین کی جنکے مرید ہوتے ہین مگر سلطان وقت کی کوئی بیعت نہین کرتا۔ جیسا کہ سلطان عبدالحمید خان و عبدالعزیز خان وغیرہ سلاطین اسلام بول کی کبھی کسی مسلمان نے بیعت نہین کی۔ لہذا میرے نزدیک اور دنیا کے کل انصاف پسندونکے نزدیک کوئی فرق نہین خلافت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید مین اور جو حدیث اہل سنت رسول اللہ سے بیان کرتے ہین کہ خلافت تیس برس رہیگی بعدہ سلطنت ہوجاویگی اول تو یہ حدیث مصنوعی ہے کیونکہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مین حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے اونکے بعد حضرت عمر خلیفہ ہوئے اور ۲۷۔ ذالحجہ ۲۳ھ ہجری

مین فوت ہوئے اونکے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اور ۱۸ ذالحجہ ۳۵ھ ہجری مین
فوت ہوئے پس دو برس تین ماہ آٹھ یوم تو حضرت ابوبکر نے خلافت کی اور دس برس
سات ماہ حضرت عمر نے خلافت کی اور گیارہ برس گیارہ ماہ تیرہ یوم حضرت عثمان نے
خلافت کی پس ربیع الاول ۱۱ھ ہجری زمانہ شروع خلافت حضرت ابوبکر سے تا تاریخ
۱۸ ذالحجہ ۳۵ھ ہجری یوم وفات حضرت عثمان تک چوبیس برس نوماہ چودہ یوم ہوتے
ہین اور خلافت مین شمار رکھی گئی ہے حکومت فی الارض اور اجماع امت سو علی علیہ السلام
کی خلافت پر امت نے اجماع نہین کیا بلکہ امت منتشر ہوگئی اگر علی علیہ السلام کی خلافت
بھی شمار کیجاویگی تو عبداللہ ابن عمر وغیرہ عمائد مدینہ کے جو معتزلہ ہوگئے اور بیعت علی
سے انکار کیا اور معاویہ اور لشکر معاویہ اسلام سے خارج ہوجاوینگے کیونکہ خلیفہ وقت
کی بیعت سے منحرف ہونا مسلمان کا کام نہین ہے اور اگر عبداللہ ابن عمر و معاویہ و
لشکر معاویہ مسلمان سمجھے جاوینگے تو علی علیہ السلام خلیفہ نہین قرار پاسکتے کیونکہ دو ثلث
سے زاید مسلمانون نے اونکی بیعت نہین کی اور اونکی خلافت کو قبول نہین کیا اور
فرضنا اگر جبراً قہراً تک بندی کیواسطے زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام بھی شمار
کیا جاوے تو ۱۸ ذالحجہ ۳۵ھ ہجری یوم وفات حضرت عثمان سے ۲۱ رمضان ۴۰ھ
ہجری یوم شہادت حضرت علی علیہ السلام تک چار سال نوماہ چھ یوم ہوئے تو ربیع الاول
۱۱ھ ہجری شروع خلافت حضرت ابوبکر سے تا ۲۱ رمضان ۴۰ھ ہجری یوم شہادت
حضرت علی علیہ السلام تک اونتیس برس چھ ماہ بیس یوم ہوتے ہین پھر بھی تیس برس
پورے نہین ہوتے اسلیے حدیث مذکور کم فہم لوگون نے تصنیف کی ہے - دوسرے
اگر اس حدیث کی کوئی اصلیت ہوتی تو عبداللہ ابن عمر جو اہل سنت مین ایک
معتبر عالم اور مجتہد ہین یزید کو امام برحق و خلیفہ رسول قبول کرکے بیعت نہ کرتے -
تیسرے انصار اور مہاجر اور تابعین وغیرہ بڑے بڑے زبردست مسلمان جو

پیشوایان اہل سنت مین داخل ہین معاویہ کی اور یزید کی دربارہ قبول امامت وخلافت
بیعت نکرتے کیونکہ سلطان وقت کی کبھی کسی نے بیعت نہین کی نہ سلطان وقت از ماند
خلیفہ وامام یعنے پیشوائے امت اور امیر المومنین یعنے سردار مومنین کبھی منسوب ہوئے
بجز پیشوائے دین امام وخلیفہ کے۔جو تھے۔ دیگر علمار معتبرین نے بھی مثل عبداللہ
ابن عمر کے معاویہ ویزید کو امام برحق وخلیفہ رسول قبول کیا ہے جنکی تصریح بطور
نمونہ ذیل مین کیجاتی ہے۔

ابوشکور سلمی برحاشیہ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۲ فَاَمَّا یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ فَقَالَ
بَعْضُ النَّاسِ بِاَنَّ خِلَافَتَہٗ کَانَتْ بِاسْتِخْلَافِ مُعَاوِیَۃَ وَتَبِعَہٗ
الْمُسْلِمُوْنَ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَغَیْرُھُمْ فَمِنْ طَرِیْقِ الْقِیَاسِ اَنَّ طَاعَۃَ کَانَتْ
وَاجِبَۃً عَلَی الْحُسَیْنِ وَجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ابوشکور سلمی کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام پر بیعت واطاعت
یزید کی واجب تھی اسلیئے کہ خلافت اوسکی صحیح تھی اور کل مسلمانون پر اطاعت یزید
کی واجب تھی۔ کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول نے اور قبول کیا
خلافت یزید کو۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۴۔ وَکَانَ الْاَمْرُ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ فَالْاِثْنٰی عَشَرَ ھُمُ الْخُلَفَاءُ
الرَّاشِدُوْنَ الْاَرْبَعَۃُ وَمُعَاوِیَۃُ وَابْنُہٗ یَزِیْدُ وَعَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَرْوَانَ
وَاَوْلَادُہُ الْاَرْبَعَۃُ اَیْ یَزِیْدُ وَسُلَیْمَانُ وَھِشَامٌ وَوَلِیْدٌ وَبَیْنَھُمْ
عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر کہتے ہین کہ رسول خدا نے جو فرمایا تھا
کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اون بارہ خلفاء مین ایک تو ابوبکر ہین دوسرے عمر تیسرے
عثمان چوتھے علی پانچوین معاویہ چھٹے یزید پسر معاویہ ساتوین عبدالملک بن مروان
اٹھوین یزید پسر مروان نوین سلیمان دسوین ہشام گیارہوین ولید بارھوین
عمر بن عبدالعزیز۔ یہ بارہ شخص خلفاء راشدین ہین حسب فرمودہ رسول خدا صلعم

نعوذ نے امام حسن علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور یزید کو و معاویہ و پسران
مروان کو خلفاء راشدین قبول کیا ہے -

ملل و نحل شہرستانی صفحہ ۸ - ومن قال بالاتفاق والاختیار قال بامامة
معاویة واولادہ وبعدھم بخلافة مروان واولادہ امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی
کہتے ہیں کہ سب نے بالاتفاق بحالت خود مختاری معاویہ کا اور یزید کا امام برحق ہونا
و اونکے بعد مروان و عبدالملک و یزید و سلیمان و ہشام و اولاد مروان کا خلیفہ
برحق ہونا قبول کیا ہے -

صواعق محرقہ ابن حجر مکی - ولا یجوز لعن یزید ولا تکفیرہ فانہ من جملة
المؤمنین وامرہ الی مشیة اللہ تعالی - ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ
یزید پر لعن کرنا جائز نہیں نہ یزید کو کافر کہنا جائز ہے کیونکہ یزید مومنین میں سے
تھا اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ حسین بحکم یزید قتل ہوں اسمیں یزید کا کوئی قصور نہیں

شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷ - قال بعضھم اطلق اللعن علیہ ای علی الیزید
لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین ولا یخفی ما فی نقلہ حیث انہم
فی قائلہ ثم تعلیلہ یحتاج الی اثبات امرہ بقتل الحسین اولا
ثم ترتب کفرہ علیہ ثانیا وکلاھما ممنوع فقد قال حجة
الاسلام فی الاحیاء فان قیل ھل یجوز لعن یزید لکونہ قاتل
الحسین او امر بہ فضلا عن لعنہ ولانہ لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق
ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جرم قتل امام حسین علیہ السلام بہ نسبت یزید کے ثابت نہیں
اور بغیر تحقیق کسی مسلم کو بسوے کبیرہ منسوب کرنا جائز نہیں اسلیئے یزید پر لعنت کرنا
اور اوسکو متہم بہ کفر کرنا منع ہے اور حجة الاسلام امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں
یہی لکھا ہے -

یہ چند ثبوت بطور نمونہ لکھدے ورنہ علمار معتبرین اہل سنت بالاتفاق معاویہ و یزید ابن معاویہ کو امام برحق و خلیفہ رسول اللہ قبول کرتے ہین بعض علمار نے مثل سعدالدین تفتازانی کے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ جہلا رکی تالیف قلوب کے واسطے یہ اختلاف کیا گیا ہے اور اسی تالیف قلوب کے واسطے حدیثین بنائی گئین کہ خلفار ثلثہ راشدین مین داخل ہین اور معاویہ اور یزید کا شمار سلاطین مین ہے اور سلاطین سے ہمیشہ خطا رہوتی ہے۔ اگر اس قسم کا تالیف قلوب نکیا جاتا اور حدیثین نہ بنائی جاتین تو ہر خاص و عام باواز بلند پکارنے لگتے کہ حسین علیہ السلام کے قتل کے بانی مبانی حضرت عمر ہین۔ لیکن متقدمین نے صاف صاف اقرار کیا ہے۔ اب مین تفریق مذہبی کا واقعہ لکھکر اس بحث کو ختم کرتا ہون۔ مین لکھ چکا ہون کہ جو لوگ شریک معاویہ ہو کر بوجہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اونکا نام ناصبی مشہور ہوا اور لغت مین بھی لفظ ناصبی کے معنی دشمنان علی لکھے ہین۔ ۴۱ھ ہجری مین خلافت امام حسن علیہ السلام کے بعد جب کل اصحاب و انصار نے دست معاویہ پر بیعت کرلی اور خلافت معاویہ مستقل مقرر ہوگئی تو اس سنہ کا نام سنہ جماعت رکھا گیا۔ اور فرقہ معتزلہ کے لوگ بھی جنھون نے حضرت علی علیہ السلام سے بیعت کی تھی امیر معاویہ کی اطاعت مین داخل ہو کر فرقہ نواصب مین داخل ہوگئے اور خارجی بھی اسی فرقہ نواصب مین شامل ہوے شیعان علی تقیہ شامل ہوے تنقیح نمبر ششم مین اسکی توضیح ہوگی۔ معاویہ نے خلافت سے اطمینان حاصل کرکے علانیہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اظہار دشمنی کرنا شروع کیا اور حکم عام دیدیا کہ شیعان علی قتل کیئے جادین اور ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین حضرت علی علیہ السلام پر تبرا کیا جاوے تنقیح نمبر ششم مین اس تبرے کا وجود ظاہر کیا جاویگا اب کل صحابہ و انصار و تابعین وغیرہ جو زمانہ معاویہ مین دست بیع ہو چکے تھے فرقہ

نواصب کے ساتھ شریک تبرّی ہوگئے۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا۔ اور مختار ثقفی قاتلان حسین سے معاوضہ لینے پر تیار ہوا اور طوائف الملوکی شروع ہو گئی۔ اہل مکہ و مدینہ جو دست یزید پر بیعت کر چکے تھے اور خلافت یزید کو قبول کیے ہوئے تھے۔ اور نماز جمعہ کے خطبہ میں ہمراہ نواصب کے ساتھ شریک تبرّی ہوتے تھے مضطر اور پریشان ہوئے اور اپنے کو اس الزام سے بچانے کے واسطے کہ ہم بھی نواصب کے ساتھ قاتلان حسین و دشمنان خاندان رسالت میں شریک نہ سمجھے جاویں اور مختار ثقفی ہم پر بھی فوج کشی نکرے عبد اللہ ابن زبیر کی جانب رجوع ہوئے اور اونکو اپنا خلیفہ اسوجہ سے بنایا کہ وہ نواسی تھے حضرت ابوبکر کے اور ہمشیرہ زادے تھے حضرت عائشہ کے تاکہ عام مسلمان بوجہ محبت ابوبکر و حضرت عائشہ ہمارے ساتھ رعایت کریں۔ اور ہم الزام قتل شہداء کربلا و دشمنی آل رسول سے محفوظ ہوجاویں یزید نے اس حالت سے مطلع ہوکر مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا تین دن تک اہل مدینہ کو اوس فوج نے قتل کیا اور لوٹا اور عورتیں اونکی اہل لشکر پر مباح کردیں اور مسجد نبوی کو نجس کیا۔ سات سو صحابی اور دس ہزار اہل مدینہ قتل ہوئے اور لوٹے گئے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا اور عبد اللہ ابن زبیر کو خانہ کعبہ میں قتل کیا اور حرمت خانہ کعبہ بوجہ عبد اللہ ابن زبیر برباد ہوئی۔

اس مقام پر یہ بات ضرور تحریر کے قابل ہے کہ اہل مدینہ نے بوجہ محبت یزید اعانت حسین سے چشم پوشی کی تو بھی نہ بچے اور یزید ہی کی فوج نے انکو بھی قتل کیا۔ اگر اعانت حسینؑ پر تیار ہوجاتے تو دین اور دنیا دونوں میں سرخ رو رہتے۔

طمع دنیا کا انجام یہی ہوتا ہے کہ دنیا بھی نہیں ملتی اور دین بھی برباد ہوجاتا ہے۔ امیر معاویہ کے حکم سے جو رسم تبرا علی و اولاد علی علیہ السلام پر ہر نماز جمعہ کے خطبہ میں

جاری ہوئے یہ رسم ۴۱ھ ہجری سے تا سنہ ۹۹ھ اٹھاون برس کامل برابر جاری رہی سنہ ۹۹ ہجری
مین عمر ابن عبد العزیز نے اس رسم کو موقوف کیا۔ مین اسکی توضیح تنقیح ششم مین
کرونگا۔ مگر تائید ا۔ ایک اردو کتاب سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۶ سے مندرجہ ذیل
عبارت نقل کئے دیتا ہون یہ کتاب ایک متعصب سُنّی حنفی المذہب جناب مولانا
شبلی صاحب پروفیسر عربی کالیج علی گڈھ کی تصنیف ہے جنکو شمس العلماء کا خطاب
گورمنٹ سے ملا ہے۔

سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶۔ سنہ ۹۹ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوئے اونکی خلافت
نے دفعتاً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف علم و
عمل خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی۔ ایک مدت سے حضرت علی پر خطبون مین جو
لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا۔ اور علوم مذہبی کے پرچے گھر گھر پھیل
گئے فقط دوسری صدی کی ابتدا مین لوگونکو مذہبی علوم کے مباحثہ کا موقع ملا اور
۴۱ ہجری سے سنہ ۹۹ ہجری تک ناصبی اور معتزلہ اور خارجی بالاتفاق ہر جمعہ کے
خطبہ مین دشمنی علّی کا اظہار بذریعہ لعن کرتے رہے اس دوسری صدی کی ابتداء
مین بھی اونھین مسلمانونکو علوم مذہبی کے ذکر و اذکار کا موقع ملا جو ناصبی یا معتزلہ یا
خارجی تھے اور خلفا ثلثہ کے معتقد صادق تھے شیعونکو اس زمانہ مین بھی علوم
مذہبی کے ذکر کی ازادی حاصل نہین ہوئی۔ فرقہ نواصب و خوارج و معتزلہ کو جو
۹۹ ہجری مین مذہبی ازادی حاصل ہوئی تو کچھ لوگ تو بدستور مذہب معتزلہ
کے مطیع رہے اور اپنے عقائد علانیہ ظاہر کرنے لگے اور کچھ لوگون نے ابو الحسن
اشعری کی پیروی اختیار کی اور اپنا مذہب اشعری مشہور کیا اور کچھ لوگون نے
ابو المنصور ماتریدی کی پیروی اختیار کی اور باہم مباحثات شروع ہو گئے
دوسری صدی مین باہم شیخ ابو الحسن اشعری و ابو علی جبائی معتزلہ کے مباحثہ ہوا

جیسا ذکر ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۹ مین تحریر کیا ہے - قَالَ الشَّیْخُ
اَبُو الْحَسَنِ الْاَشْعَرِیُّ لِاُسْتَادِہٖ اَبِیْ عَلِیِّ الْجُبَّائِیِّ مَا تَقُوْلُ
فِیْ ثَلٰثَۃِ اِخْوَۃٍ مَاتَ اَحَدُھُمْ مُطِیْعًا وَالْاٰخَرُ عَاصِیًا وَالثَّالِثُ
صَغِیْرًا فَقَالَ الْاَوَّلُ یُثَابُ بِالْجَنَّۃِ وَالثَّانِیْ یُعَاقَبُ بِالنَّارِ وَ
الثَّالِثُ لَا یُعَاقَبُ وَلَا یُثَابُ قَالَ الْاَشْعَرِیُّ فَاِنْ قَالَ الثَّالِثُ
یَارَبِّ لِمَ اَمَتَّنِیْ صَغِیْرًا وَمَا اَبْقَیْتَنِیْ اِلٰی اَنْ اَکْبَرَ فَاُوْمِنَ بِکَ وَ
اُطِیْعَکَ فَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ یَقُوْلُ الرَّبُّ اِنِّیْ کُنْتُ اَعْلَمُ مِنْکَ
اَنَّکَ لَوْ کَبِرْتَ لَعَصَیْتَ فَدَخَلْتَ النَّارَ فَکَانَ الْاَصْلَحُ لَکَ اَنْ
تَمُوْتَ صَغِیْرًا قَالَ الْاَشْعَرِیُّ فَاِنْ قَالَ الثَّانِیْ یَارَبِّ لِمَا تُمِتْنِیْ
صَغِیْرًا لِئَلَّا اَعْصِیَ فَلَا اَدْخُلَ النَّارَ مَاذَا قَالَ الرَّبُّ فَبُھِتَ
الْجُبَّائِیُّ وَتَرَکَ الْاَشْعَرِیُّ مَذْھَبَہٗ وَاشْتَغَلَ ھُوَ وَمَنْ تَبِعَہٗ بِاِبْطَالِ رَأْیِ
الْمُعْتَزِلَۃِ وَاِثْبَاتِ مَا وَرَدَ بِہِ السُّنَّۃُ وَمَضٰی عَلَیْہِ الْجَمَاعَۃُ فَسُمُّوْا اَھْلَ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ
شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنے اوستاد ابوعلی جبائی معتزلہ سے تین سوال کیے کہ تین
بہنین تھین ایک اونمین مطیع اور دوسری عاصی اور تیسری کم سن بچی تھی - پس پہلی داخل
جنت ہو دوسرے داخل نار ہو اور تیسری نہ داخل نار ہو نہ داخل جنت ہو -
اگر تیسری خدا سے یہ اعتراض کرے کہ کیون مجھے صغیر سنی مین موت دی
اگر حیات ملتی تب مین ایمان لاتی اور اطاعت کرتی اور داخل جنت ہوتی - ابوعلی
جبائی نے جواب دیا کہ خدا فرمائیگا کہ ہم بہتر عالم ہین اگر تیرا سن زیادہ ہوتا تو تو معصیت
کرتی اور اوسوقت ہم داخل نار کرتے - پھر اشعری نے سوال کیا کہ دوسری اگر سوال
کرے کہ مجھے کیون نہ موت دی کہ مین گناہ نہ کرتی - پس جبائی غصہ مین بھر گیا اور
از خود رفتہ ہو گیا لہذا لوگون نے مذہب معتزلی کو ترک کیا - اور مذہب اشعری کا

نام سنت والجماعت رکھا گیا۔

اہل سنت کی معتبرین اور متقدمین عالموں کی تحریرات سے ثابت ہے کہ مذہب سنت جماعت قدیم مذہب نہین ہے بلکہ دوسری صدی ہجری یعنی ہجرت کے سوا سو برس بعد چند عالمون کے اتفاق سے یہ مذہب جاری ہوا۔ اس مذہب کو نہ کسی اصحاب رسول نے جاری کیا نہ رسول اللہ کے اور خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اس مذہب کا نام نشان قایم تھا۔ اصل اصول اس مذہب کا یہ ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان کچھ نہین کرتا۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفہ ہون اور حضرت علیؑ خلیفہ نہون وہی ہوا جو خدا نے چاہا اسلیئے اطاعت خلفاء ثلثہ کی امت پر واجب تھی مطابق مشیت الٰہی کے خدا نے چاہا کہ حسینؑ بحکم یزید قتل کیئے جاوین پس وہ قتل ہوئے اسکا الزام یزید اور قاتلان حسینؑ پر کچھ نہین ہے جو خدا نے چاہا وہ ہوا اسلیئے یزید امام برحق و خلیفہ رسول و واجب الطاعت تھا اور سردار اور امام تھا کل مسلمانونکا۔ چنانچہ اُسکے ثبوت مین علماء معتبرین اہل سنت کے اقوال اسکے قبل تحریر کیئے گئے ہین پس اصول مذہب اہل سنت کے مطابق بت پرستون سے بت پرستی زناکارون سے زناکاری شراب خوارون سے شراب خواری سود خوارون سے سود خواری مشرکون سے شرک چورون سے چوری دغابازون سے دغابازی خونخوارون سے خونخواری رنڈیون سے حرام کاری ظالمون سے ظلم خدا کراتا ہے انسان اپنے ارادے سے کچھ نہین کرسکتا۔ یہ اصول علماء قدیم نے خلفاء وقت کے خوش کرنے اور اونکے بزرگون کی عیب پوشی کیواسطے بنظر حصول عزت و دولت و مرتبہ قایم کرکے اس اصول کی پیروی کرنیوالونکا نام سنت الجماعت رکھا۔ اب مقام غور ہے کہ بربناء اس اصول کے بت پرست و مشرک و زناکار و شراب خوار و مسلمان و سود خوار سب

بدرجۂ مساوی ہو گئے اور احکام شریعت قابل نفاذ رہے۔ اس مذہب اہل سنت
جماعت کے ان اصولوں کو دیکھکر نواصب و معتزلہ و اشعری و ماتریدی سب خوش
ہو گئے اور جس روز سے مذہب سنت جماعت جاری ہوا ہے اُس روز سے
دشمنان علی جو از نام ناصبی مشہور تھے اور جنکی کثرت سے سب مسلمانون سے
[illegible] تھی وہ لوگ سب کے سب شریک مذہب سنت جماعت ہو گئے اور
اُسی روز سے ناصبی کے نام سے پکارنا مسدود ہوا۔ چونکہ فرقہ ناصبی کے لوگ
بے انتہا تھے اور وہ سب کے سب شامی قبیلہ بنی اُمیہ کے لوگ تھے اور وہی
اُن پر سرِ حکومت تھے لہذا اُن لوگون نے بزور حکومت اپنا ناصبی نام تبدیل
کرکے اپنے کو سنت الجماعت مشہور کیا۔ اصل مین یہ فرقہ سنت الجماعت کا مجموعہ
ہے مذہب ناصبی و معتزلہ و اشعری و ماتریدی کا یعنی جن لوگون نے علی علیہ السلام کے
ساتھ دشمنی کی اُنکو اور اُنکی اولاد کو قتل کیا یا جن لوگون نے انحراف کیا علی اور اولاد
علی سے یا انکار کیا بیعت علی سے۔ یہی سبب ہے کہ فرقہ اہل سنت کے عالمون کی
تحریر اور تقریر ہمیشہ علی اور اولاد علی کے مخالف ہوتی ہے۔ مگر جہلاء کے تالیف
قلوب کے واسطے بظاہر یہ بھی کہنے لگتے ہین کہ ہمکو علی اور اولاد علیؑ کے ساتھ
محبت ہے اور ناواقف لوگ دھوکے مین اس مذہب کو اختیار کیے ہوئے ہین
چنانچہ اس فرقہ نواصب کو کہ جو از نام سنت جماعت مشہور ہو گئے جو عداوت
علی اور اولاد علی کے ساتھ ابتدا سے تھی کہ جس عداوت کے سبب علی علیہ السلام
تلوار سے شہید کیے گئے امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کیے گئے امام حسین علیہ السلام
صحرائے کربلا مین مثل گوسفند ذبح کیے گئے۔ وہ عداوت آجتک اہل سنت کو علیؑ
و اولاد علی اور رفقاء علی کے ساتھ چلی جاتی ہے چنانچہ اسی عداوت کے
سبب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی نے علی علیہ السلام کی نسبت

صاف طور پر لکھدیا ہے کہ اونکو انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی وہ عاصی اور گنہگار
وغلط گواہی دینے والے تھے وہ مشکل کشا نہ تھے جسکا ذکر تنقیح نمبر چہارم مین کیا گیا ہے جناب
فاطمہ پر الزام کفر لگایا ہے جسکا ذکر تنقیح نمبر اول مین کیا گیا ہے اور تنقیح ہفتم مین توضیح ہوگی
اہانت نعش حضرت عثمان کے مقابلہ مین اہانت نعشہاے شہداے کربلا کا طعنہ دیا ہے
جسکی توضیح اسی تنقیح مین کی گئی ہے اور ہر سال اس عداوت کا نمونہ عشرہ محرم کو سارا زمانہ
دیکھ لیتا ہے۔ کہ عشرہ محرم سنہ ۶۱ ہجری کو شہداے کربلا جب مثل گوسفندان قربانی ذبح
ہوئے تو اہل حرم مین بدرجہ غایت اضطراب تھا بیبیون نے سر کے بال کھولدئے تھے
اور منھ پر طمانچے مارتی تھین اور ریگ صحراے کربلا کو سرون پر ڈالتی تھین اور بے چادری کے
سبب منھ پر خاک ملتی تہین اور باواز بلند نالہ وشیون کرتی تھین اور سروسینہ
پیٹتی تھین۔ اسکے مطابق شیعون مین ہر سال دیکھا جاتا ہے کہ مصائب شہداے
کربلا کی ومصائب اہل حرم کی یادگاری مین سر وپا برہنہ نالہ وشیون کرتے ہین
سرون پر خاک ڈالتے ہین بی بیان اونکی سرونکے بال کھولدیتی ہین اور فرقہ
شیعہ کے کل زن ومرد سینہ وسر کو کوٹتے ہین اور ماتم حسین مین مصروف رہتے
ہین اور باواز بلند صداے گریہ بلند کرتے ہین اور قاتلان حسین کو برا کہتے ہین
اور افسوس کرتے ہین اپنی زندگی پر اور کہتے ہین کہ روز عاشورہ ہم نہین ہوئے
کہ فرزند رسول کے قدمون پر اپنی جان نثار کرتے۔ اودہر تو اہل حرم شہداے کربلا
کے غم مین نالہ وشیون کرتے تھے اودہر لشکر یزید مین قتل حسین کی خوشی تھی
تکبیرین فتح یزید کی باواز بلند کہتے تھے شادیانہ بجاتے تھے آپسمین ملتے تھے
اور مثل عید دوگانہ پڑھتے تھے اور خوشی کرتے تھے۔ یزید اور لشکر یزید کے
فتح اور خوشی کی یادگار مین آجنگ اہل سنت بھی عشرہ محرم مین مجنون بنکر
پیرون مین گھنگرو باندھتے ہین اور دف وبانسری اونکے ہمراہ بجتی جاتی ہے اور

ڈھول تاشا اور شہر پر ناچتے جاتے ہیں سال بھر تک جا بجا پھرتے ہیں مگر عشرہ محرم کو
ہر زن و مرد مزدور جدید پارچہ زیب تن کرتا ہے ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں
لکڑی پٹہ تلوار لیزم ہلاتے ہوئے کمال خوشی و خرمی کے ساتھ گشت کناں پھرتے
ہیں عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں اور یوم عید سے بھی زیادہ آراستگی کے ساتھ
میلا کرتے ہیں اور سوانگ بناتے ہیں انواع اقسام کے سوانگ مثل ہولی کے بناتے ہیں
کسیکو شیر بناتے ہیں کسیکو کچھ کسیکو کچھ اور یہ میلا عشرہ محرم کو اوسی میلہ کی نقل ہوتا
ہے جیسا کہ کوفہ و شام میں شہر آراستہ کیا گیا تھا۔ اور اہل حرم کمال بے حرمتی
کے ساتھ سر برہنہ اون شہروں میں پھرائے گئے تھے۔ پس جو سامان خوشی کے
عشرہ محرم کو فوج یزید میں تھے اور جو سامان خوشی کے کوفہ و شام میں کیے گئے تھے
وہی سامان خوشی کے ہر عشرہ محرم میں تمام زمانہ فرقہ اہل سنت میں دیکھتا ہے۔
یہانتک کہ عشرہ محرم کو بعض اہل سنت ناچ بھی دیکھتے ہیں۔ اور عاشورہ محرم کے میلے میں
بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ عمدہ عمدہ لباس پہنکر نکلتے ہیں کوٹھوں اور برآمدوں
پر بیٹھکر تماشہ دیکھتے ہیں۔ رنڈیاں قریب ہوتی ہیں اونسے قہقہا اور مذاق بھی
ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ سارے کام جہلاء اہل سنت دشمنان خاندان رسالت کے
بہکانے سے کرتے ہیں۔ دشمنان خاندان رسالت صاف طور پر تو اس بات کو
کہہ نہیں سکتے کہ عشرہ محرم کو یزید نے فتح پائی ہے جو خلیفہ وقت تھا اوسکی فتحیابی کے
شکریہ میں خوشی کرنا چاہیے بلکہ طرح بطرح کے بہانہ ظاہر کرکے مصروف بادائے سنت
یزید ہوتے ہیں۔ یہ تو اہل سنت کے افعال اسوقت تک سارا زمانہ دیکھ رہا ہے
پس ان سب واقعات سے کہ جنکا ذکر اس تنقیح میں کیا گیا چند باتیں ثابت ہوتی
ہیں۔ اول یہ کہ قتل امام حسین علیہ السلام کا واقعہ لعوض قتل حضرت عثمان کے ہوا
اور علیؑ اور سادات اولاد علیؑ کے ساتھ جو قبیلہ بنی امیہ و طرفداران حضرت عثمان کو دشمنی

پہلا اصول اور سابہت بڑا سبب قتل عثمان ہے اور یہی دشمنی کے سبب قبیلہ بنی امیہ
وطرفداران حضرت عثمان از نام ناصبی مشہور ہوئے - پس جو لوگ حضرت عثمان کے
دوست ہین اور حضرت عثمان کو خلیفہ برحق قبول کرتے ہین وہی لوگ ناصبی اور
خاندان رسالت کے دشمن سمجھے جاوینگے اور حضرت عثمان کے معتقد صادق اور دوست
دانعق اور خلافت حضرت عثمان کے برحق جاننے والے اہل سنت ہین نہ شیعہ اسلیئے
اہل سنت کے ناصبی ہونے ہین اور نام ناصبی تبدیل کرکے ہجرت انحضرت کے سوا ۱۲۵
برس کے بعد اپنا نام سنت الجماعت رکھ لینے سے یہ فرقہ سنت الجماعت کا دشمنی آل
رسول سے بری نہین ہوسکتا - جب تک کہ دشمنان آل رسول سے نفرت ظاہر نکرے
اور دشمنان آل رسول وہی لوگ ہین کہ جنہون نے قتل حضرت عثمان کے معاوضہ مین
فرزند رسول کو ذبح کیا اسلیئے ہر زمانہ مین معتقدان و دوستان حضرت عثمان دشمنان
آل رسول کے ہمدرد اور معاون سمجھے جاوینگے نہ محب آل رسول - دوسرے مذہب
اہل سنت ہجرت انحضرت کے سوا سو برس ۱۲۵ کے بعد جاری ہوا ہے جسکا ثبوت اہل سنت
کی معتبر کتابون سے لکھ چکا ہون اور جسکا انکار کوئی عالم نہین کرسکتا - اور نام ناصبی تبدیل
کرکے سنت الجماعت نام محض بہلاوے کی تالیف قلوب کے واسطے عقلا بنی امیہ وطرفداران
بنی امیہ نے بنظر استحکام سلطنت وبقاء حکومت کے رکھ لیا - کیونکہ شہادت امام حسین علیہ السلام
نے غیر قومون مین اضطراب پیدا کردیا تھا - اور یہ اضطراب زوال سلطنت کا باعث
تھا لہذا استحکام سلطنت اور بقاء حکومت کی نظر سے عمر ابن عبدالعزیز نے ۹۹ھ ہجری
مین علی علیہ السلام پر تبرا کرنا بند کیا اور رفتہ رفتہ کچھ مدت کے بعد نام ناصبی تبدیل کرکے
سنت الجماعت نام رکھ لیا -

اب مین اصل حقیقت مذہب شیعہ کی ظاہر کرتا ہون - شیعہ نام ہے اُس گروہ کا جو علی علیہ السلام
کا رفیق اور مددگار او مطیع اور فرمانبردار ہمیشہ سے رہا جنکا ذکر پروردگار عالم نے

قرآن مجید میں کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَخْرَجَ الحافظ جمال الدین الزرندی عن ابن عباس ان هذہ الایة لما نزلت قال صلعم لعلی هو انت وشیعتك تاتی یوم القیمة انت وشیعتك راضین مرضیین ویاتی عدوك غضابا مقمحین فقال من عدوی قال من تبرأ منك ولعنك ۔ بعد نازل ہوئے آیہ مذکورہ کے فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام سے کہ اس آیہ سے مراد تم اور تمھارے شیعہ ہین۔ شیعہ تمھارے بروز قیامت سرور آوینگے۔ اور دشمن تمھارے غصہ ورد ناک آوینگے۔ اور دشمن تمھارے وہ ہین جو تمہپر تبرا و لعنت کرین ۔ جناب رسول خدا صلعم کے اس ارشاد سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شیعونکا وجود زمانہ رسول خدا صلعم سے ہے۔ اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بہی اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۰ مین اقرار کیا ہے کہ زمانہ علی علیہ السلام مین فرقہ شیعہ موجود تھا۔ مگر فرقہ اہل سنت کا وجود مولویصاحب نے کہین ثابت نہین کیا۔

شرح مواقف صفحہ ۶۲۴۔ اَلشِّیْعَةُ اَیِ الَّذِیْنَ شَایَعُوْا عَلِیًّا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالنَّصِّ اَمَّا جَلِیًّا وَ اَمَّا خَفِیًّا وَ اعْتَقَدُوْا اَنَّ الْاِمَامَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْهُ وَعَنْ اَوْلَادِهٖ ۔ وَاِنْ خَرَجَتْ فَاِمَّا بِظُلْمٍ یَکُوْنُ مِنْ غَیْرِهٖ وَ اَمَّا بِتَقِیَّةٍ مِنْهُ اَوْ مِنْ اَوْلَادِهٖ ۔ شیعہ وہ فرقہ ہے جسنے وفات رسول خدا کے بعد اطاعت اور پیروی کی علی کی اور قائل ہوئے امامت علی کے خواہ بظاہر خواہ بہ تقیہ اور وفات رسول خدا صلعم کے بعد بجز علی اور اولاد علی کے کسی دوسرے کی خلافت و امامت کو قبول نہین کیا۔

شرح مواقف صفحہ ۶۲۹۔ وَکَانَتِ الْاِمَامِیَّةُ اَوَّلًا عَلٰی مَذْهَبِ اَئِمَّتِهِمْ

حتی تمادی بھم الزمان فاختلفوا ۔ فرقہ شیعہ امامیہ اصل اور یہ مذہب اسکے ائمہ یعنی علی و اولاد علی علیہ السلام کے تھے جب زمانہ دراز گذرا امامیہ کے فرقے پیدا ہوگئے

جامع الاصول ابن اثیر۔ من المجددین لمذھب الامامیۃ علی راس المائۃ الثانیۃ بعد ما ذکر ان سیدنا و امامنا ابا الحسن علی بن موسیٰ الرضا سلام اللہ علیہ و علی آبائہ الطاہرین ھو المجدد لذٰلک المذھب علی راس المائۃ الثانیۃ ۔ مذہب امامیہ کے مجدد امام موسیٰ رضا علیہ السلام ہیں یعنی مذہب شیعہ میں بوجہ ظلم بنی امیہ و بنی عباس تقیہ کے سبب جو کچھ اختلاف واقع ہوا تھا اوسکی اصلاح دوسری صدی ہجری میں امام رضا علیہ السلام نے فرمائی اور جب یہ مذہب شیعہ کہ جسکے مجدد امام رضا علیہ السلام ہیں از نام امامیہ اثنا عشریہ نامزد ہوا اور تا اینندم اوسی طریقہ پر قایم ہے۔

معجم طبرانی و رسالت الراجبین صفحہ ۱۵۶ ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب فقال علی علیہ السلام من ھم یا رسول اللہ قال ھم شیعتک و انت امامھم فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے پوچھا علی علیہ السلام نے کہ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے جو بغیر حساب داخل جنت ہوگی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ شیعہ تمھارے ہیں اور تم اونکے امام ہوگے۔

امام مناوی کتاب کنوز الحقایق فی حدیث خیر الخلایق میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے یا علی انت و شیعتک تردون الحوض ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ اے علی تم اور تمھارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر۔

ایضاً ۔ علی و شیعتہ الفائزون یوم القیمۃ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی و شیعہ اونکے قیامت میں نجات پاوینگے۔

اہل سنت کے معتبر محدثین اور مورخین کی تحریرات مذکورہ بالا سے چند باتین ثابت ہوتی ہین - اول یہ کہ فرقہ شیعہ کا وجود زمانہ رسول خدا صلعم مین موجود تھا - اگر فرقہ شیعہ زمانہ آنحضرت مین موجود نہ ہوتا تو رسول اللہ صلعم یہ ارشاد نہ فرماتے کہ یا علی ستر ہزار تمھارے شیعہ بغیر حساب داخل جنت ہونگے نہ یہ فرماتے کہ یا علی تم اور تمھارے شیعہ عذاب قیامت سے بری ہین اور صاحب نجات ہین - نہ یہ فرماتے کہ یا علی تم اور تمھارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر - نہ یہ فرماتے کہ یا علی جو فرقہ تمھارے شیعونکا بلاحساب داخل جنت ہوگا اوس فرقہ کے امام یعنے پیشوا تم ہوگے - نہ یہ فرماتے کہ شیعہ تمھارے بروز قیامت مسرور آوینگے -

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنی کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۱۲ مین لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میری امت مین تہتر فرقہ ہونگے اونمین بہتر فرقہ دوزخی ہونگے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا - یہانتک تو صحیح ہے - اور فریقین کو اتفاق ہے - لیکن اسقدر مولویصاحب نے اضافہ کردیا ہے کہ پوچھا حضار نے کہ یارسول اللہ وہ کون فرقہ ہے جو ناجی ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جس طریقہ پر مین اور میرے اصحاب ہین اس طریقہ والا فرقہ جنتی ہے - اس عبارت زائد کا شیعون کی کتاب مین تو نام ونشان تک نہین اسلئے یہ عبارت شیعون کے مقابلہ مین دلیل نہین ہوسکتی نہ اہل سنت کی تسلی قلب کیواسطے یہ عبارت کافی ہوسکتی ہے کیونکہ اصحاب کے حالات قابل اطمینان نہین کہ اونکا طریقہ کوئی مذہب قرار پاوے حضرت ابوبکر کی نسبت تو رسول خدا نے صاف صاف فرمایا ہے کہ نہ معلوم کہ تم بعد میرے دین مین کیا کیا احداث کروگے اور احداث کے معنی ہین نئی بات ایجاد کرنا - اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت ابوبکر نے کوئی نئی بات ایجاد نہین کی اور شیعہ جو نئی باتونکا ایجاد کرنا بیان کرتے ہین وہ دشمنی کے سبب تو اس حالت مین رسول اللہ صلعم کا ارشاد باطل ہوا جاتا ہے

کو خلاف اسکے رسول کو ایسی غلط بات منہ سے نکالنا بیجا ہے جو ہونیوالی ہو علاوہ اسکے
سورہ محمد میں پروردگار عالم اصحاب رسول کی شان میں ارشاد فرماتا ہے کہ اکثر
اکثر ایسے ہیں جو بظاہر مسلمان ہیں مگر دل سے ایمان نہیں لائے اور منتظر ہیں کہ رسول اللہ
جلد فوت ہوں تو زمین پر فتنہ و فساد برپا کریں اور رسول اللہ فرما چکے ہیں کہ ملائکہ میرے
اصحاب کو دوزخ میں کھینچکر لیجاوینگے اوسوقت میں کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہیں ملائکہ
جواب دینگے کہ ان لوگوں نے بعد آپکے دین میں بدعتیں ایجاد کیں آیات قرآنی
اور احادیث نبوی کی نقل تنقیح نمبر چہارم میں کی گئی ہے جن کے ملاحظہ سے میری
تحریر کی صداقت ہو گی پس اصحاب رسول نے تو خود طریقہ رسول اللہ کو بدعتیں جاری
کرکے اور زمین پر فتنہ و فساد پیدا کرکے خراب کردیا اور دوزخی ہو گئے تو ایسی حالت
میں اہل سنت نے جو اون دوزخی اصحاب کے طریقہ کو اختیار کیا ہے تو فرقہ اہل سنت
حسب تقلید اصحاب دوزخی کے دوزخی قرار پاوینگے ناجی کیونکر قرار پا سکتے ہیں۔ اور
شیعوں کا ناجی ہونا تو خود جناب رسول خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا
ہے جسکا ثبوت خود اہل سنت کی معتبر کتابوں سے ہوتا ہے جنکی نقل بطور نمونہ میں
نقل کرچکا ہوں۔ جو بمقابلہ اہل سنت کے دلیل کافی ہے اور اہل سنت اس سے
انکار نہیں کرسکتے۔ ایسے بین ثبوت کے اعتبار پر مجھکو اس بات کے کہنے میں کچھ بھی تامل
نہیں کہ اسلام میں بجز فرقہ شیعہ کے کوئی دوسرا فرقہ ناجی قرار نہیں پا سکتا۔ دوسرے
مولوی صاحب ممدوح کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۹۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیعہ مخلصین
پیشوایان اہل سنت ہیں یہ بھی غلط ہے علماء معتبرین اہل سنت اقرار کرتے ہیں کہ شیعہ
اوس فرقہ کا نام ہے کہ جسنے وفات رسول خدا صلعم کے بعد علی اور اولاد علی علیہ السلام کی
امامت کو تسلیم کیا اور بجز علی اور اولاد علی کے کسی دوسرے کی امامت کو قبول نہیں کیا
ان اقراروں کی نقل اسکے قبل بطور نمونہ لکھدی ہے ورنہ بکثرت اسکے ثبوت موجود ہیں

اور اہل سنت اور پیشوایان اہل سنت نے وفات رسول اللہ صلعم کے بعد امامت حضرت ابوبکر اور اونکے بعد امامت حضرت عمر اور اونکے بعد امامت حضرت عثمان اور اونکے بعد امامت حضرت معاویہ اور اونکے بعد امامت یزید کو تسلیم کیا ہے چنانچہ منجملہ پیشوایان اہل سنت کے عبد اللہ ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص بھی ہین اور ان دونون صاحبون نے قتل حضرت عثمان کے بعد بھی علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی نہ امامت علی علیہ السلام کو قبول کیا اور معتزلہ ہوگئے - اور امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام احمد ابن حنبل و امام مالک جو اصلی پیشوا اہل سنت کے ہین وفات رسول خدا کے بعد امامت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید کے قائل ہوے ہین اسلیے ان لوگون پر اطلاق شیعان مخلصین کا ہو نہین سکتا شیعان مخلصین کا اونھین لوگون پر اطلاق ہوسکتا ہے جو امامت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ سے انکار کرے اور بعد رسول اللہ صلعم علیؑ و اولاد علیؑ علیہ السلام کو امام برحق جانے اور بجز علیؑ اور اولاد علی علیہ السلام کے دوسرونکی امامت کو باطل سمجھتے تھے - مولویصاحب ممدوح کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرقہ شیعہ ضرور ناجی ہے اسیواسطے مولویصاحب ممدوح پیشوایان اہل سنت کو شیعہ مخلصین قرار دیتے ہین تو بربناد اس اقرار کے شیعون کے ناجی ہونے مین جاے گفتگو باقی نرہے اور جب فرقہ شیعہ ناجی قرار پایا تو فرقہ سنت کے ناری ہونے مین کونسا شبہ باقی رہ گیا کیونکہ رسول خدا صلعم نے منجملہ فرقہ ہاے اسلام کے صرف ایک فرقہ کو ناجی تبلایا ہے اور اوس فرقہ کا نام حسب اقرار اہل سنت ظاہر ہوگیا کہ وہ فرقہ شیعونکا ہے - تو اب جتنے فرقہ شیعونکے مخالف ہین وہ سب دوزخی قرار پاوینگے خواہ وہ سنت الجماعت ہون یا ناصبی ہون یا خارجی ہون یا معتزلہ ہون - چوتھے جبکہ مولویصاحب ممدوح کے نزدیک فرقہ شیعہ ناجی ثابت ہوچکا کہ جبکے سبب سے وہ فخریہ پیشوایان اہل سنت کو شیعہ قرار دیتے ہین تو پھر مولویصاحب اور

اونکے ہم خیال اور ہم مذہب اپنے کو شیعہ کہنے مین کیون شرماتے ہین اور بعد رسول اللہ صلعم علی و اولاد علی علیہ السلام کے امام برحق ہونیکا اعتقاد اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ کی امامت سے انکار کیون نہین کرتے تاکہ نجات مین کوئی شبہہ باقی نہ رہے اور یہ تو غیر ممکن ہے کہ امامت حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ کا دلسے اقرار بھی کرین اعتقاد بھی رکھین اور شیعہ بھی بنین یہ تو اجتماع نقیضین ہے جو عقلاً و نقلاً ناجائز ہے۔

پانچوین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ مین تحریر فرمایا ہے کہ شیعون کے بہتر فرقہ ہین اور تفصیل ان بہتر فرقونکی صفحہ نمبر ۱۰۱ سے شروع کرکے صفحہ نمبر ۱۱۲ پر ختم کی ہے۔ اور صفحہ ۱۱۳ مین تحریر فرمایا ہے کہ تہترواں فرقہ سنت الجماعت کا ہے جو بموجب حدیث جناب رسول خدا صلعم کے ناجی ہے۔ لیکن مجھکو مولوی صاحب ممدوح کی اس تحریر پر تعجب آتا ہے کیونکہ اونھون نے فرقہ ہاے ناصبی و خارجی و اشعری و معتزلی کو ان تہتر فرقون مین شمار نہین کیا۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ ناصبی و خارجی و اشعری و معتزلی ان چارون فرقون نے متفق ہوکر اپنا نام سنت الجماعت رکھ لیا ہے اگر یہ چارون فرقہ سنت الجماعت نہوتے تو مولویصاحب ان چارون فرقونکو بھی فرقہ ہاے ناری مین ضرور شمار کرتے اور ناصبی اُس فرقہ کا نام ہے جو دشمن علی و اولاد علی علیہ السلام کا ہے اور جب یہی فرقہ ناصبی سنت الجماعت موسوم ہوگیا تو اس سے ثابت ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک دشمنان علیؑ و دشمنان اولاد علی کا فرقہ ناجی ہے اور محبان علی و محبان اولاد علیؑ کے فرقہ ناری ہین اور پروردگار عالم نے جو محبت علی اور اولاد علی کی امت پر واجب کی ہے اور معتبرین نے بالاتفاق احادیث نبوی کے مطابق ظاہر کیا ہے کہ محبان علی اور

اولاد علی پر آتش دوزخ حرام ہے جیسا کہ تنقیح نمبر چہارم مین توضیح کی گئی ہے۔ تو غالباً مولوی صاحب کے نزدیک خدا نے بھی غلطی کی اور رسول خدا نے بھی غلطی کی اور مفسرین نے بھی غلطی کی کہ دشمنان علی کو جو بقول مولویصاحب ناجی تھے اونکو ناری لکھدیا اور محبان علی کو جو بقول مولویصاحب ناری تھے اونکو ناجی قرار دیا۔ دوسرے یہ کہ مولویصاحب نے جو فرقہ ناصبی و خارجی و معتزلہ و اشعری و ماتریدی کو فرقہ واحد سنت الجماعت مین شمار کیا ہے یہ عقلاً بھی جائز ہے کیونکہ سنت الجماعت وہی شخص سمجھا جاتا ہے جو خلفاء ثلثہ و امیر معاویہ و یزید کی امامت کو برحق و واجب التسلیم جانتا ہو اور علیؑ اور اولاد علی کو اوپر فضیلت ندے لہذا اس سے بھی ثابت ہے کہ سنت الجماعت نام ہے اوس فرقہ کا کہ جو دشمن علی و اولاد علی علیہ السلام کے ہین چنانچہ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۴۴ مین مولوی صاحب ممدوح نے اہل سنت کے ناصبی ہونے کا تعصب ہفتدہم مین اقرار بھی کیا ہے اور عبارت تعصب ہفتدہم کی اسوجہ سے داخل اقبال سمجھی جاتی ہے کہ اوس سے نہ انکار کیا گیا ہے نہ اوسکی کوئی تردید کی گئی ہے۔ بلکہ پیروی کی گئی ہے۔ صفحہ ۱۸۲ مین کتاب اظہار الہدیٰ کے حضرت علی علیہ السلام پر طعن کیا ہے کہ علی علیہ السلام تو بڑے مجاہد اور شجاع و غالب علی کل غالب بلکہ مظہر العجائب والغرائب تھے جبریل کے پر کاٹنے والے عرش سے بالا جانے والے تحت الثریٰ کی خبر لانیوالے۔ ذوالفقار کھینچکر کیون نہ تمام شاکیون کو مار ڈالا جو سارا قصہ کھیڑا ہی دور ہو جاتا۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۵ مین دوسرا طعن کیا ہے کہ علی علیہ السلام ہی کے زمانہ مین تمام مفسدات اور مکروہات پیدا ہوئے اور کیا شہری اور کیا لشکری سب مین بدنظمی پھیل گئی بہت سے ملک مقبوضہ خلفاء ثلثہ علیؑ کے ہاتھ سے دے بیٹھے یہ صفت علی کی ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۱ مین لکھا ہے کہ جناب علی سے بڑھکر کوئی گنہگار رنہوگا کیونکہ اونھون نے اپنی خلافت کے

زمانہ سے لیکر تا قیامت بندگان خدا کو گمراہ رکھا - اور صفحہ ۱۵۲ کتاب مذکور مین لکھا
ہے کہ قول جناب علیؑ و امام صادق کا کہ صرف چار یا چھہ اصحاب مومن رہے باقی سب
مرتد ہو گئے محض لغو ٹھہرا - اور صفحہ ۵۹ کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ یا علی کہنا
ممنوع ہے اور صفحہ ۴۴ مین کتاب مذکور کے لکھا ہے کہ جناب فاطمہؑ نے امر ناحق کے
اس درجہ اصرار و تکرار کیون کی اور باوصف حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے
سیدہ نے اپنے سینہ کو کینہ سے کیون نہ پاک وصاف کیا کیونکہ تین روز سے
زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۴۱ مین لکھا ہے
کہ رنجیدہ کرنا جناب فاطمہ کا کفر ہے تو اس الزام سے حضرت علی بھی بری نہین ہوسکتے
بلکہ نعوذ باللہ آپ کیجانب اطلاق کفر کا زیادہ ہوتا ہے - اور کتاب مذکور کے
صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ حضرت علی نے اپنے شیعونکو بیجا کر کیون نہ روک ٹوک
کی اس سے غالب علی کل غالب کی صفت آپکی ذات پر صادق نہین آتی پھر
صفحہ مین لکھا ہے کہ علی نے غلط گواہی کیون دی اور بنص قرآنی شہادت علی
کی ناقص تھی - اور کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۳۱۵ مین لکھا ہے کہ حضرت
امام حسین و نیز دیگر ائمہ بھی کسی معرکہ مین نہین بھیجے گئے تو یہ صاحبان بھی کب امامت
کے لایق ہوسکتے ہین اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰۳ مین لکھا ہے کہ جو بہتان نسبت
خلفاء ثلثہ قایم کیئے جاتے ہین وہی بہتان بعینہ صاحبزادگان حضرت علی و
نیز فرزندان دیگر ائمہ پر عاید ہوتے ہین - اسی قسم کے بہت سے طعن حضرت
علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام پر کئے ہین اور الزام لگائے ہین یعنے
جو الزام شیعہ خلفاء ثلثہ پر لگاتے ہین وہی الزام مولویصاحب نے حضرت علی
اور اولاد علی علیہ السلام پر لگائے ہین اور یہی علامت دشمنی کی ہے کیونکہ شیعہ
جو الزام خلفاء ثلثہ پر لگاتے ہین وہ بوجہ دشمنی خلفاء ثلثہ کے لگاتے ہین نہ بنظر دوستی

اسیطرح اسکے جواب مین جو الزام حضرت علی اور اولاد حضرت علی علیہ السلام پر اہل سنت
کی جانب سے لگائے جاتے ہین وہ بھی داخل دشمنی سمجھے جاوینگے نہ داخل محبت
دوسرا الزامی جواب کا اصول عام یہ ہے کہ جو متکلم کسی اپنے مخاطب کے پیشوا کا کوئی عیب
ظاہر کرتا ہے اور وہ عیب درحقیقت اُس پیشوا مین ہوتا ہے تو وہ مخاطب اُس
متکلم کے پیشوا مین بھی اوسی عیب کو بتلا دیتا ہے یعنے اُس الزام کو لوٹ دیتا ہے کہ
یہی عیب تمھارے پیشوا مین بھی ہے اگر حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام
کو اہل سنت اپنا پیشوا اور واجب الطاعت سمجھتے تو ان بزرگون کو اون عیبون
مین نہ بتلاتے جو عیب کہ خلفاء ثلثہ مین بتلائے جاتے ہین بلکہ خلفاء ثلثہ پر
جو عیب لگائے گئے تھے اوسکی تردید اسطرح پر کرتے کہ یا تو ثابت کردیتے کہ وہ عیب
خلفاء ثلثہ مین نہ تھے یا یہ ثابت کرتے کہ جن افعال کو تم عیب بتلاتے ہو وہ اصل
مین عیب نہین ہین اور فلان فلان اسکے ثبوت ہین ۔ نہ یہ کہ کسی شخص کے تین بزرگون
پر کوئی شخص بوجہ دشمنی عیب لگاوے تو اوسکے جواب مین چوتھا بزرگ جو باقی رہا
ہو اور چوتھے بزرگ کی اولاد جو باقی رہ گئی تھی کہ جنپر وہ عیب نہ لگایا گیا تھا
اونکی نسبت بھی زبردستی قبول کرلیا جاوے کہ اونمین بھی وہ عیب تھے اس سے تو
ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن ہین اور سنت الجماعت علی اور اولاد
علی علیہ السلام کے دشمن ہین اگر دشمن نہوتے تو ان بزرگون کے الزام مثل شیعون کے
ظاہر نہ کرتے کیونکہ شیعہ تو علانیہ اپنی دشمنی خلفاء ثلثہ کے ساتھ ظاہر کرتے ہین اور
جب حسب اقرار تحریری مولوی محمد جہانگیر خانصاحب یہ بات ثابت ہوگئی کہ
سنت الجماعت علی اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن ہین تو انھین دشمنان علی کا
نام تو ناصبی ہے جسکا اقرار خود مولویصاحب ممدوح نے کتاب تذکرۃ الخلفاء کے
صفحہ ۳۱۳ ۔ مین کیا ہے اور لکھا ہے کہ خوارج یا نواصب بدین کہ دشمن آل اطہر ہین

الی آخرہ تو مجھکو حسب اقرار مولویصاحب ممدوح اس امر کی ڈگری دینے مین کیا
تامل ہے کہ اصل مین فرقہ ناصبی یہی فرقہ سنت الجماعت ہی جنکو نسلاً بعد نسلاً حضرت
علی اور اولاد حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی رہی اور اوس دشمنی کا اثر آجتک
سنت الجماعت مین قایم ہے جسکی توضیح مین کرچکا ہون کیونکہ یزید کی امامت اور
خلافت کو بھی فرقہ سنت الجماعت کا حق کہتا ہے اور تسلیم کرتا ہے جیساکہ حسب قول
حجت الاسلام امام غزالی، صاحب شرح فقہ اکبر وغیرہ مین ثابت کرچکا ہون اور دشمنان
علی پر جنت حرام ہے جیساکہ تنقیح نمبر چہارم مین ثابت کیا گیا ہے - اسلیے فرقہ اہل سنت
کسی طرح ناجی نہین قرار پاسکتا ضرور ناری ہے اور حسبطرح حنفی اور شافعی اور حنبلی اور
مالکی چار فرقہ از نام واحد سنت الجماعت نامزد ہین اسیطرح ناصبی اور خارجی اور معتزلہ
اور اشعری چارون فرقہ ایک ہوکر سنت الجماعت کہلائے - اور یہ لوگ قطعی دشمن
حضرت علیؑ و اولاد علی علیہ السلام ہین - اور یہی سبب ہی کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
نے اِن فرقہ ہاے ناصبی و خارجی و معتزلہ و اشعری و حنفی و مالکی و حنبلی و شافعی کو جداگانہ
تہتر فرقون مین شمار نہین کیا صرف ایک نام فرقہ اہل سنت کا اس سببسے لکھدیا کہ یہ
کل فرقہ دشمنان علی دراصل ایک فرقہ ہے جسکا نام سنت الجماعت ہے - زمانہ حال
کے اہل سنت واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب اپنے ناصبی ہونے
سے یعنی دشمنی آل رسول سے انکار کرتے ہین - ورنہ اصل مین وہ فرقہ کہ جسنے انحراف کیا
جناب امیر کے ساتھ اور زہر دیا امام حسن علیہ السلام کو اور شہید کیا امام حسین علیہ السلام
کو وہ فرقہ یہی ہے کہ جسکا نام اہل سنت ہی مین بمزید احتیاط پھر یاددہانی کرتا ہون -
واقعات شہادت شہدای کربلا کے بعد جب طوائف الملوکی ہوئی تو بعد از خرابی بسیار
خلافت خاندان مروان مین پہونچی اور مروان اور اولاد مروان کے دشمن آل رسول
ہونیکا اہل سنت کو بھی اقرار ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی اپنی تصنیفات مین

اقرار کیا ہے۔ چنانچہ اس طوائف الملوکی کے بعد عبدالملک پسر مروان خلیفہ ہوا اور اس خلیفہ عبدالملک کے زمانہ خلافت مین حجاج بن یوسف ممالک عراق کا حاکم یعنی گورنر تھا جسنے آل رسول اور محبان آل رسول پر بے انتہا ظلم کیئے اور قبر امام حسین علیہ السلام کا نشان مٹانا چاہا اور پیشوایان دین و عالمان شریعت کا نام و نشان مٹانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جسکا اقرار ایک متعصب عالم اہل سنت نے کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۲۵ - مین کیا ہے۔ جس سے یہ بات محتاج ثبوت نہیں کہ بوجہ بغض آل محمد اس زمانہ خلافت عبدالملک مین احادیث رسول خدا اور روایات علی مرتضی مین بہت کچھ تغیر اور تبدل ہوا کیونکہ زمانہ خلافت عبدالملک مین حکم تھا کہ تقوی اختیار کیا جاوے بہ بغض علی - اور عذاب شدید مین مبتلا کیئے جاتے تھے شیعیان علی - اس عبدالملک کے زمانہ خلافت مین - امام زہری تابعی قاضی تھے امور دینیات کا دارمدار احکام شرعی کا اجرا انھین امام زہری کی ذات خاص کے متعلق تھا - اسی خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام خانہ نشین تھے اور بحالت موجودگی اس امام عالیمقام کے امام زہری کا اجتہاد جاری تھا - امت منحرف تھی امام زین العابدین سے اور پیرو تھی امام زہری کے اجتہاد کی - ان امام زہری نے ایک مرتبہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خلیفہ عبدالملک سے سفارش بھی کی تھی کہ وہ جناب گوشہ نشین ہین نہ خواہش خلافت رکھتے ہین نہ احکام خلیفہ مین کوئی شرعی دست اندازی کرتے ہین جسکا ذکر لواقح الانوار امام عبدالوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۲۴ - مین ہی کتنے بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام برحق واجب الطاعت کی موجودگی مین امت نے اوس امام سے روگردانی کرکے معاملات شرعی مین تابعداری اختیار کی امام زہری کی - اور لعنت کیا کرتے تھے بمقابلہ امام زین العابدین علیہ السلام پر جیسا کہ لواقح الانوار

امام عبدالوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۴۳ سے ثابت ہوتا ہے - امام زہری کہا کرتے تھے
کہ اس دنیا مین صرف چار عالم ہین ایک ابن المسیب مدینہ مین دوسرے حسن بصرہ
مین تیسرے مکحول شام مین چوتھے شعبی کوفہ مین جسکا ذکر شمس العلماء مولانا شبلی صاحب
ایک متعصب سنی نے سیرۃ النعمان صفحہ ۳۶ مین کیا ہے - امام زہری کے نزدیک جناب
امام زین العابدین علیہ السلام و امام محمد باقر علیہ السلام کا شمار علماء دین مین بھی نہ تھا
اور اس زمانہ خلیفہ عبدالملک تک تا ۹۹ھ ہجری کوئی کتاب علم حدیث مین تحریر
نہین ہوئی - محض زبانی بیانات پر اعتبار کیا جاتا تھا - اور اس زبانی بیان
کے کرنیوالے کثیر التعداد اشخاص دشمنان آل رسول تھے جنکی حکومت تھی - شروع
اول صدی ہجری مین انھین امام زہری نے کہ جنکی راے پر زمانہ حکومت اولاد مروان
مین شریعت کا دار مدار تھا احادیث کو ایک کتاب مین جمع کر کے شایع کیا جسکا
ذکر کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۳۶ - مین درج ہے سب سے اول علم حدیث مین بھی ایک
کتاب امام زہری نے شایع کی ورنہ اسکے قبل علم حدیث مین کوئی کتاب نہ تھی -
اس بات پر ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ عبدالملک بن مروان مثل یزید کے دشمن
آل رسول تھا - اس آل رسول کی دشمنی کے زمانہ مین امام زہری کو فضیلت
و رتبہ امامت و عہدہ قضا جو حاصل ہوا محض خلیفہ عبدالملک کی رفاقت اور
خیر خواہی اور فرمانبرداری کے باعث یا عبدالملک کی ضد اور دشمنی مین -
اگر یہ رتبہ بوجہ مخالفت و مخاصمت خلیفہ عبدالملک امام زہری کو حاصل ہوتا تو
حالت مخالفت و مخاصمت مین امام زین العابدین علیہ السلام سے اعلے اور افضل
اس عہدہ امامت کیواسطے دوسرا کون تھا - پس امام زہری نے جب یہ رتبہ بوجہ
دوستی و رفاقت دشمنان آل رسول یعنے خلفاء بنی مروان حاصل کر کے احادیث کو
مجتمع کر کے شایع کیا اون احادیث کے راوی بھی بجز دشمنان آل رسول و دوستان

ان کا یہ ہے کہ دوستان آل رسول میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ کتب صحاح ستہ کے راوی اکثر وہ لوگ ہیں جو ۶۱ھ ہجری کے معرکہ کربلا میں لشکر یزید میں شامل تھے اور امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک تھے۔ پس ایسے لوگوں کی حدیثیں جمع کی ہوئیں کہ جن پر مذہب اہل سنت کا دار و مدار ہے کیونکر قابل اعتبار قرار پا سکتی ہیں۔

امام ابوحنیفہ ۸۰ھ ہجری میں بزمانہ خلافت عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور امام شعبی وحماد سے امام ابوحنیفہ نے تحصیل علم کی جسکا ذکر صفحہ ۲۰ و ۲۲ سیرۃ النعمان میں ہے۔ یہ دونوں عالم یعنے امام شعبی وحماد بھی زمانہ خلافت بنی مروان میں اجتہاد کرتے تھے اور خلفاء بنی مروان کے رفیق اور فرمانبردار تھے۔ اگر رفیق اور فرمانبردار نہوتے تو مثل امام محمد باقر و امام جعفر صادق کے انکو بھی کسی قسم کی فضیلت زمانہ خلافت بنی مروان میں حاصل نہوتی۔ پس ان دونوں عالموں کا شمار بھی مثل امام زہری کے رفقاء دشمنان آل رسول میں ہے نہ دوستان آل رسول میں۔ دوستان آل رسول میں امام زہری و امام شعبی وحماد کا شمار ہونا خلاف عقل و خلاف قیاس ہے۔ اگر یہ لوگ آل رسول کے دوست ہوتے تو بحالت موجودگی امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے نہ اجتہاد کرتے نہ عہدہ قضا قبول کرتے نہ امام بنتے۔ انھیں حضرات سے امام ابوحنیفہ نے بھی تعلیم پائی۔ اور یہ تعلیم خواہی نخواہی مخالف آل رسول تھی کیونکہ وہ زمانہ ہی آل رسول کی دشمنی کا تھا۔

۱۲۰ھ ہجری میں حماد فوت ہوا اور ابوحنیفہ کا اجتہاد شروع ہوا۔ اور ابوحنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا۔

شمس العلماء مولانا شبلی صاحب کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۵۴ میں باوجود ہونے متعصب سنی کے اقرار کرتے ہیں۔ کہ ابن تیمیہ نے جو امام ابوحنیفہ کو حضرت جعفر صادق کا

سیاحمر اور بہر لکھا ہے یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے امام ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہون لیکن فضل وکمال مین اونکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت حدیث وفقہ بلکہ تمامی مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے - الی اخرہ

اس اقرار سے ثابت ہے کہ بزمانہ موجودگی امام زین العابدین علیہ السلام احادیث کو امام زہری نے جمع کرکے شایع کیا اور بزمانہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام امام ابوحنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا مگر ان برحق اماموں کا نہ احادیث مجتمع شدہ مین کوئی دخل ہوا نہ فقہ مین - ایسی احادیث اور فقہ کیونکر معتبر اور واجب العمل قرار پاسکتی ہے - مولانا صاحب ممدوح کتاب مذکور کے صفحہ ۷۰ - مین تحریر فرماتے ہین کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب سلطنت اور حکومت کے ساتھ بہت مناسبت رکھتا ہے اس اقرار سے یہ بات پوشیدہ نہین رہتی کہ امام ابوحنیفہ کے زمانہ اجتہاد مین خلافت دشمنان آل رسول کی تھی - اور جب مذہب حنفی کو زیادہ مناسبت سلطنت وحکومت کے ساتھ ہے تو واسطے خوشنودی خلفاء وقت کے جو احکام فقہ اونھون نے مرتب اور اجراء کیئے وہ خواہی نخواہی مخالف آل رسول وموافق خلفاء وقت کے بنظر حصول اعزاز ودولت مرتب کیئے اگر ایسا نکرتے تو خلفاء وقت بوجہ اطاعت آل رسول اونکو نہ موقع ترتیب فقہ کا دیتے نہ امام بناتے نہ اجتہاد کرنیکا اونکو موقع حاصل ہوتا بلکہ مثل امام نسائی کے قتل کرڈالے جاتے - دبموجودگی امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام کے خود امام ابوحنیفہ کو حوصلہ اجتہاد وامامت کا ہوتا - ایسے برحق اماموں کے زمانہ حیات ومقام موجودگی مین بجز دشمنان آل رسول کے کسی محب آل رسول کو حوصلہ اجتہاد وامامت کا پیدا نہین ہوتا - میرے اس بیان کی تائید مولوی صاحب ممدوح کی تحریر مندرجہ صفحہ ۸۶ سیرۃ النعمان سے ہوتی ہے جسمین اونھون نے لکھا ہے کہ بعض مصنفون نے امام ابوحنیفہ کی ذہانت اور طباعی کے ذیل مین بہت

ایسے قصے لکھے ہین جنکو خدا نخواستہ اگر ہم تسلیم کرین تو عیاذا باللہ امام صاحب کو حیلہ جو چالاک تنفنی سخن ساز ماننا پڑیگا۔ اگرچہ مولانا شبلی صاحب شمس العلماء نے اپنے مذہبی مصنفونکی تحریر پر اعتراض کیا ہے۔ مگر اون مصنفونکی تحریرین ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہین بلکہ برنباء اوہین قصہ جات کے ابوحنیفہ امام اعظم کہلائے ہین اونکا مذہب جاری ہوا ہے۔ اور دوازدہ امام سے اعلیٰ اور افضل درمیان اہل سنت کے قرار پائے اور اہل سنت نے بموجودگی امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام اونکی جانب رجوع کیا اب سمجھنے والے چاہے حیلہ جو سمجھین یا چالاک یا تنفنی یا سخن ساز۔ یہ اختیار سمجھنے والونکا ہے۔

مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت مین دوستداران معتقدان آل رسول و عالمان شریعت کے ساتھ بدرجہ غایت مخالفت ہوئی اور ظلم کیے گئے اور وہی لوگ علماء ان شریعت مین باقی رکھے گئے اور امام بنائے گئے جنھون نے اطاعت اور پیروی کی خلفاء وقت کی جو خلفاء کہ دشمن تھے آل رسول اور خاندان نبوت کے اور مطیع دشمنان آل رسول کے دشمن خدا و دشمن رسول ہونے مین کونسا عذر ہو سکتا ہے۔ پس جن لوگون نے خلفاء بنی مروان کے زمانہ خلافت مین احادیث جمع کرکے شایع کین فقہہ مرتب کی مذہب جاری کیا۔ وہی جمع شدہ احادیث اور مرتب شدہ فقہہ آجتک اہل سنت مین جاری ہین اور جو مذہب زمانہ خلافت بنی مروان مین ابوحنیفہ نے جاری کیا جس مذہب کو حکومت اور سلطنت اور مذہب معاویہ سے مناسبت تھی نہ دین خدا سے اور معاد سے وہی مذہب آجتک اہل سنت مین جاری ہے اور اسکی پیروی اور تقلید آجتک اہل سنت مین ہوتی ہے۔ مقام غور ہے۔ کہ مروان اور اولاد مروان کے دشمن خاندان رسالت ہونیکے اہل سنت بھی مقر ہین

اور انھیں دشمنان خاندان رسالت کے زمانہ خلافت مین احادیث بھی جمع ہو کر شایع ہوئیں فقہہ بھی مرتب ہوئی مذہب حنفی بھی جاری ہوا۔ اور یان حدیث بھی اوہی جملہ مروان کے لوگ ہین جو کربلا مین قاتلان حسین کے شریک تھے اور جو شریک تھے وہ آل رسول کے قطعی دشمن تھے۔ اونھیں احادیث وفقہہ و مذہب پر اہل سنت کا آجتک عملدرآمد ہے تو اب مذہب اہل سنت خلفاء بنی مروان کے مذہب کے موافق سمجھا جاوے یا مذہب آل رسول کے مطابق سمجھا جاوے۔ اس دنیا مین کوئی ایماندار اس بات کو قبول نہ کریگا کہ دشمنان آل رسول و دشمنان خاندان رسول کے مذہب کے لوگ آل رسول کے اور خاندان رسول کے معتقد اور پیرو سمجھے جاوین چنانچہ اسی اضطراب مین اوس زمانہ کے ذی علمون اور فاضلون کو اپنے مومن کہنے مین شرم آتی تھی جیساکہ شمس العلماء مولانا شبلی صاحب سیرۃ النعمان صفحہ ۱۹ - مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ امام ابوحنیفہ نے قتادہ سے کہا کہ اکثر محدثین اپنے کو مومن کہتے ہوے ڈرتے تھے جیساکہ حسن بصری سے ایک شخص نے سوال کیا کہ تم مومن ہو حسن بصری نے جواب دیا کہ انشاء اللہ سائل نے اعتراض کیا کہ انشاء اللہ کا یہ کیا محل ہے حسن بصری نے جواب دیا کہ مین اپنی تئین مومن تو کہون مگر ڈرتا ہون کہ خدا ایسے نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ چنانچہ قتادہ سے جب ابوحنیفہ نے سوال کیا کہ تم مومن ہو تو قتادہ نے بھی یہی جواب دیا کہ مومن کہنے سے مین ڈرتا ہون کہ کہین خدا یہ نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ یہہ بحث زیادہ غور کے لائق ہے کہ محدثین کو اقرار مومنیت مین کس وجہہ سے تامل تھا۔ اول یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مومن کسکو کہتے ہین مومن اوسکو کہتے ہین جو دل سے توحید و نبوت و ولاے آل رسول کا اقرار کرے اور پیروی کرے آل رسول کی محض اقرار زبانی سے مومن نہین قرار پا سکتا۔ اور احادیث جمع کی گئین اور شایع ہوئین زمانہ خلافت بنی مروان مین جو دشمن تھے

آل رسول اور خاندان رسالت کے اور محدثین نے باوجود علم بنظر تحفظ جان و مال یا
بطمع حصول عزت و دولت و قربت خلفاء وقت کی خوشامد مین احادیث موضوعہ و
مصنوعہ جعلی کو کتب احادیث مین جمع کر کے شائع کر دیا تھا جنکی وجہ سے انکو اپنے
مومن کہنے مین شرم آتی تھی اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ ان موضوعہ اور
مصنوعہ اور جعلی احادیث سے معلوم کسقدر خلائق گمراہ ہوگی۔ کہین ہمارا حشر ان گمراہونکے ساتھ
نہو پھر ہم کس منہ سے اپنے کو مومن کہین اگر خدا کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو بندون کا
گمراہ کرنیوالا ہے تو اسکا جواب کیا ہو سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ قتادہ کی بحث اور محدثین کے
انکار کا مطلب امام ابو حنیفہ نے بالکل نہ سمجھا اور قیاس کو شریعت مین داخل کر کے اپنا مذہب
جاری کر دیا اور خلق اللہ کو گمراہ کیا یہ تو کیفیت مذہب اہل سنت و کتب احادیث مذہب اہل سنت کی
اور جب اعتقاد اور پیروی مین مذہب بنی مروان دشمنان آل رسول و دشمنان
خاندان رسالت و اہل سنت ایک ہی تو اہل سنت کے ناصبی اور دشمنان آل
رسول و دشمنان خاندان رسالت ہونے مین حجت کیا باقی رہ گئی۔ اور شیعون مین
تو زیادہ کثرت بنی فاطمہ اور اولاد علی و مرزایان عجم کی بوجہ تعلق جناب شہربانو کے
ہے شیخ اور پٹھان تو زفتہ رفتہ کسیقدر بوجہ خوف عقبیٰ فرقہ شیعہ مین شامل ہوگئے
ہین ورنہ شیخ یا تو اولاد خلفاء ثلثہ مین سے ہین یا اولاد بنی امیہ و بنی مروان مین
ہین سے ہین یا نو مسلم ہین جو زمانہ حکومت دشمنان آل رسول مین مسلمان ہوئے
اور قوم پٹھان نواح افغانستان مین ہے کہ جو ولید بن عبد الملک مروان کے عہد خلافت
مین فتح ہوا اور بوجہ قیام و حکومت بنی امیہ افغانستان بنی مروان کی نسل مین
مخلوط ہو جانے سے شامل بنی امیہ ہوگیا اسلیے شیخ اور پٹھان ہم مذہب بنی مروان
سنت و الجماعت ہین لہذا بوجوہ مذکورہ بالا مین فیصلہ کرتا ہون کہ مذہب اہل سنت
حادث ہے اول اس مذہب کے لوگ بلقب ناصبی پکارے جاتے تھے دوسری

صدی ہجری مین لقب ناصبی کو تبدیل کرکے لقب سنت الجماعت سے اپنے کو منسوب کیا۔ اور شیعون کا مذہب قدیم ہے اور بجز مذہب شیعہ کے کسی دوسرے مذہب کو اسلام مین حق نجات حاصل نہین۔ اور سبا ہم شیعہ وسنیونکے ۳۵ ہجری زمانہ قتل حضرت عثمان سے دشمنی شروع ہوئی جو آجتک قایم ہے اور غالبًا یہ دشمنی تاقیامت قایم رہیگی۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود گذر جانے زمانہ درازکے آل رسول کی دشمنی آجتک دلون سے نہ نکلی اور اس دشمنی پر مسلمان ہونے کا دعوے کیا جاتا ہے۔

تنقیح نمبر ششم

امیر معاویہ کی نسبت شیعہ اور سنیونکے عقاید مین اختلاف کیون ہے

کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۹ - مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت معاویہ کی نسبت نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضرور ہے - اور وہ رضی اللہ عنہ ہین۔

فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کو حضرت معاویہ کے ساتھ قلبی دشمنی ہے۔

یہی امر ان دونون فرقون مین مایہ النزاع ہے - لہذا امیر معاویہ کے اعمال اور افعال اور علمار اہل سنت کی تحریرات واحادیث نبوی سے جو ذیل مین درج ہین نتیجہ نکال کر فیصلہ کرتا ہون۔

۱- سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۴۴ - وتاریخ الخلفا صفحہ ۹۴ من طریق عبد الملک بن عمیر عن معاویۃ بلفظ مازلت اطمع فی الخلافۃ فقط الیٰ اخرہ

معاویہ نے بیان کیا کہ ہمیشہ مجھ پر طمع خلافت غالب رہی۔

اس اقرار سے ثابت ہے کہ اسی طمع خلافت مین امیر معاویہ حضرت عثمان کا کرتہ خون آلودہ لوگون کو دکھلا کر حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے منحرف کرتے تھے اور لوگون کے

دلون مین دشمنی پیدا کرتے تھے - پس دشمنان حضرت علیؑ کا گروہ تیار کرنیوالے
حضرت معاویہ تھے اور بالتخصیص حضرت معاویہ کی ذات سے اس دنیا مین
حضرت علی کی دشمنی پھیل گئی چونکہ اہل سنت امیر معاویہ کے مقلد اور معتقد ہین -
بدین وجہ اونہین حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی کا اثر اب تک باقی ہے
اور امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین کیونکہ خلافت معاویہ کو دیگر پیشوایان
اہل سنت برحق جانکر قبول کر چکے تھے جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین ثابت کیا گیا ہے
اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام کے معتقد ہین اور اونکو اپنا پیشوا اور امام برحق
اور خلیفہ بلا فصل سمجھتے ہین اور امیر معاویہ کو دشمن حضرت علی جانتے ہین بدین وجہ
شیعونکو معاویہ کے ساتھ قلبی عداوت ہے -

۲- دراسات اللبیب - وَنَهَى مُعَاوِيَةُ مَنَعَ النَّاسَ جَبْرًا مِنْ اَنْ يَاتُوا بِهِ
عَلَى مَذْهَبِ عَلِيٍّ - معاویہ نے لوگون کو جبراً منع کیا کہ جو روایت مذہب
حضرت علی کے موافق ہو اوسپر نہ کوئی عمل کرے نہ موافق مذہب حضرت علی کوئی
روایت کرے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام
کے مذہب سے بالکل مخالف تھا اگر مخالف نہوتا تو معاویہ یہ نہ کہتے کہ مذہب علیؑ کے
موافق جو روایت ہے نہ اوسپر عمل کیا جاوے نہ موافق مذہب علی روایت
کیجاوے اور اس بارہ مین لوگون پر جبر کیا جاتا تھا - اور مذہب حضرت
علیؑ کے پیرو صرف شیعہ تھے جو حضرت علی علیہ السلام کے مطیع اور فرمانبردار تھے
اور اونکے ہمراہ معاویہ و لشکر معاویہ سے لڑتے تھے اور آجتک حضرت علی
علیہ السلام کو امام برحق جانتے ہین اور معاویہ سے دشمنی رکھتے ہین - اور اہل سنت
معاویہ کے معتقد ہین اور اونکو خلیفہ برحق جانتے ہین اور رضی اللہ عنہ کہتے
ہین اسلیے اہل سنت مذہب حضرت علی کے معتقد نہین سمجھے جا سکتے - کیونکہ مذہب

حضرت علی کا پیرو مذہب معاویہ کا پیر نہین قرار پاسکتا یہہ اجتماع نقیضین ہے۔ معاویہ کا مذہب دوسرا تھا حضرت علی کا مذہب دوسرا تھا جسکا اقرار خود معاویہ کو ہے سوومہرے اس جبر کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام کے بیان وہدایات کو معاویہ نے مفقود بھی کیا تاکہ لوگ ہدایات سے محروم رہین اس سے زیادہ اور کیا ثبوت دشمنی ہوگا۔ اور جب معاویہ کا دشمن حضرت علی ہونا ثابت ہے تو تو اہل سنت جو معتقد معاویہ ہین اور معاویہ کو خلیفہ برحق جانتے ہین اور رضی اللہ عنہ کہتے ہین وہ بدرجہ اعلی دشمنان حضرت علی سمجھے جاوینگے کیونکہ دشمن کا دوست اور معتقد بھی دشمن ہی کہا جاتا ہے۔

۳۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۲۱۲۔ كَانَ خُلَفَاءُ بَنِيْ أُمَيَّةَ يَسُبُّوْنَ عَلِيًّا مِنْ سَنَةِ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ وَهِيَ السَّنَةُ الَّتِيْ خَلَعَ الْحَسَنُ فِيْهَا نَفْسَهُ مِنَ الْخِلَافَةِ اِلٰى اَوَّلِ سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ اٰخِرَ اَيَّامِ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ اَبْطَلَ ذَالِكَ وَكَتَبَ اِلٰى نُوَّابِهٖ بِاِبْطَالِهٖ وَلَمَّا خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَبْدَلَ السَّبَّ فِيْ اٰخِرِ الْخُطْبَةِ۔

ابتداء خلع خلافت امام حسن علیہ السلام از ۴۱ھ ہجری تا ۹۹ھ ہجری خلفاء بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر مین ممبر دن پر بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تھے۔ ۹۹ھ ہجری مین عمر ابن عبد العزیز نے اسکو موقوف کیا۔ اہل لغت نے لفظ سب کے معنی دشنام دادن لکھا ہے اور مسلمانون کے عام محاورہ مین سب وشتم کے معنی لعنت کرنا ہے۔ اسی بنا پر اہل سنت شیعوں کی نسبت کہا کرتے ہین کہ یہہ لوگ سب صحابہ کرتے ہین اسیلئے انکو رافضی کہتے ہین۔

۴۔ تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۱۷ مین بھی بشرح صدر تذکرہ ہے۔

۵۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۲۔ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ وَعُمَّالُهٗ يَدْعُوْنَ

لِعُثْمَانَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَسُبُّونَ عَلِيًّا فَلَمَّا كَانَ الْمُغِيرَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ طَاعَةً لِمُعَاوِيَةَ فَكَانَ يَقُومُ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مَعَهُ فِي دُونَ عَلَيْهِ سَبَّهُ لِعَلِيٍّ فَلَمَّا وَلِيَ زِيَادٌ دَعَى لِعُثْمَانَ وَسَبَّ عَلِيًّا معاویہ اور اونکے عامل جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتے تھے حضرت عثمان کے واسطے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر اور مغیرہ حاکم کوفہ بھی اطاعت معاویہ کے سبب واسطے خوشنودی معاویہ کے جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتا تھا واسطے حضرت عثمان کے مع ایک جماعت کثیر کے اور لعنت کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام پر اور جب حاکم ہوا زیاد تو اونے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو مغیرہ نے اختیار کیا تھا۔ اس واقعہ سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کے دوست یقیناً دشمن حضرت علی ہین کیونکہ معاویہ اور زیاد معاویہ کے وہ سب مسلمان جنھون نے اجماع کیا خلافت معاویہ پر بہ اطاعت معاویہ حضرت عثمان کے حق مین دعا کرتے تھے جو ثبوت اعتقاد کی دلیل کامل ہے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر جو دشمنی کا ظاہری ثبوت ہے۔ اسلیے دوستان اور معتقدان حضرت عثمان کے دشمن علی ہونے مین کونسا شک باقی رہگیا اور دوستان و معتقدان حضرت عثمان بجز اہل سنت کے اور کوئی فرقہ نہین ہے اور اسی فرقہ کا نام اول ناصبی تھا۔ جیساکہ تنقیح نمبر پنجم مین لکھا گیا ہے۔

۶- مدارج النبوت جلد دوم۔ محدثین اتفاق کردہ اند کہ ہیچ حدیثی ثابت نشد در فضیلت معاویہ مذہب اہل سنت کی یہ ایک معتبر کتاب ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی اور جبکہ اہل سنت کے نزدیک فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث ثابت نہین تو پھر دانستہ رضی اللہ عنہ کہنا دشمنی حضرت علی کی ایک واضح دلیل ہے۔

۷- دراساۃ اللبیب صفحہ ۹۰ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي

سفیان فقال یا معاویۃ عما علمت ان الحسن بن علی قد ضمخ المقدام فقال یا فلان انعل مصیبۃ فقال لئن لم اراہا مصیبۃ لقد وضعہ رسول اللہ فی حجرہ فقال ہذا منی حسین من علی قال فقال الا بید ی جمرۃ اطفاہا جب فوت ہوئے امام حسن علیہ السلام کہا معاویہ نے کہ ایک چنگاری تھی وہ اب خاموش ہوگئی۔

اس واقعہ سے کوئی شک باقی رہا امیر معاویہ کے حضرت علی و اولاد حضرت علی وخاندان رسالت کے دشمن جانی ہونے مین دشمن نہوتے تو امام حسن علیہ السلام کی وفات کا حال سنکر یہ نہ کہتے کہ ایک چنگاری تھی وہ خاموش ہوگئی اور جب امیر معاویہ خاندان نبوت کے دشمن تھے تو اونکے دوست اور معتقد بدرجہ اولی دشمن خاندان رسالت ہوئے اور امیر معاویہ کے دوست اور معتقد اہل سنت ہین جو امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین۔

۸۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔ عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا تراب معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو کہ تو کیون لعن نہین کرتا ابوتراب پر یعنے علی پر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ لوگونکو حکم دیتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرو اگر لعنت کرنیوالا یا حکم لعنت دینے والا دوستون مین شمار ہوگا تو پھر فعل سب وشتم کے سبب شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن کیون سمجھے جاتے ہین کیونکہ فعل سب وشتم تو داخل دوستی ہین اسلیے شیعونکو بھی سب وشتم کے سبب دوستان خلفاء ثلثہ مین داخل کرنا چاہیے اور اگر شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن ہین تو امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ضرور ہین اور دوستان ومعتقدان حضرت معاویہ بدرجہ اولی دشمن حضرت علی سمجھے جاوینگے اور امیر معاویہ کے دوست

اور معتقد اہل سنت ہیں نہ شیعہ اسلئے اہل سنت کا شمار بھی بوجہ اعانت طرفداری دشمنان حضرت علی علیہ السلام میں ہوگا۔

۹۔ روی ابو الحسن علی بن محمد بن ابی سیف المدائنی فی کتاب الاحداث قال کتب معاویة نسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روی شیئا من فضل ابی تراب واهل بیته فقامت الخطباء فی کل کورة وعلی کل منبر یلعنون علیا ویبرؤن منه ویقعون فیه وفی اهل بیته اشد الناس بلاء حینئذ اهل الکوفة لکثرة من بها من الشیعة فاستعمل علیهم زیاد بن سمیة وهو بهم عارف لانه کان منهم ایام علی فقتلهم تحت حجر ومدر واخافهم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبهم علی جذوع النخل وشردهم عن العراق فلم یبق بها معروف منهم ثم کتب عماله نسخة واحدة الی جمیع البلدان انظروا من قامت علیه البینة انه یحب علیا واهل بیته فامحوه من الدیوان واسقطوا عطاءه ورزقه وشفع ذالک بنسخة اخری من اتهمتموه بموالاة هؤلاء القوم فنکلوا به واهدموا داره فلم یکن البلاء اشد ولا اکثر منه بالعراق ولا سیما بالکوفة حتی ان الرجل من الشیعة لیاتیه من یثق به فیدخل بیته فیلقی الیه سره ویخاف من خادمه ومملوکه ولا یحدثه حتی مات الحسن بن علی فازداد البلاء والفتنة فلم یبق احد من هذا القبیل الا خائف وطرید فی الارض ثم تفاقم الامر بعد قتل الحسین وولی عبد الملک بن مروان فاشتد علی شیعته وولی علیهم الحجاج بن یوسف نفعل العفوا فرق الدواهی وتقرب الیه النسک والصلاح ببغض علی واهلبیته

وَمَوْلَايَ أَعْدَائِهِمْ حَتَّى أَنَّ إِنْسَانًا وَقَفَ لَهُ وَيُقَالُ إِنَّهُ مَجْدُ الْأَعْمَى
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ قُرَيْبٍ فَصَاحَ بِهِ أَيُّهَا الْأَمِيرُ إِنَّ أَهْلِي وَعِفْوَانِي عَلَيَّ
بِأَنِّي فَقِيرٌ بَائِسٌ وَأَنَا إِلَى صِلَةِ الْأَمِيرِ مُحْتَاجٌ فَقَضَى لَهُ الْحَاجَةَ وَقَالَ
أَلْطَفُ مَا تَوَسَّلْتَ بِهِ قَدْ وَلَيْتُكَ مُعَ لِكَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي الْحَدِيدِ فِي شَرْحِهِ

خلع خلافت امام حسن علیہ السلام کے بعد جب معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل مسلمانوں نے
اوسکی بیعت کرلی تب اوسنے اپنے عاملوں کو لکھا کہ جو کوئی فضائل حضرت علیؑ
و اہلبیت اطہار بیان کرے تم تبرا اور لعنت کرواؤ پس خطیبوں نے منبروں پر
حضرت علی اور اہلبیت اطہار پر لعنت پڑھنا شروع کیا اور اوسوقت میں نہایت
سخت حال تھا شیعوں کا اور زیاد بن سمیہ رفاقت حضرت علی میں رہا تھا اوسکو تیغ کے
نیچے دبوا کر قتل کرڈالا اور ہاتھ پیر اوسکے کاٹ ڈالے اور درخت میں باندھ کر لٹکا
دیا پس اوسوقت کوئی محب حضرت علی شیعہ کے و محب علیؑ کے نام سے باقی نہ رہا تھا
بعدہ معاویہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ خیال رکھو جو محب علی و اہلبیت اطہار
تمہارے سررشتہ میں بصیغہ ملازمت پایا جاوے اوسکو موقوف کردو اور نام اسکا
صیغہ ملازمت سے کاٹ دو۔ اور انعام و اکرام اوسکو نہ دو۔ اور جس کسی محب علی و اہلبیت
اطہار کو دیکھو بلا ء سخت میں مبتلا کرو۔ اور گھر اوسکا کھود کر گرادو پس اوسوقت میں
سخت زمانہ تھا شیعوں پر حتے کہ جو شیعہ اپنے کسی دوست پر بڑا اعتبار رکھتا تھا اوسکے
گھر بطور مخفی جاتا تھا اور ملاقات کرتا تھا اور اپنے خدمتگار اور غلام اور کنیز سے
بھی اپنا مذہب پوشیدہ کرتا تھا اور قسمیں سخت لیتا تھا کہ اوسکا شیعہ
ہونا کسی پر ظاہر نہ کیا جاوے تاکہ اوسکا شیعہ ہونا اوسکے قتل کا باعث نہو وہ زمانہ
شیعوں کے واسطے بہت سخت تھا کہ وفات پائی امام حسن علیہ السلام نے پس شیعوں نے
بخوف تقیہ اختیار کیا اور بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام عبد الملک بن مروان

خلیفہ ہوا اسکی خلافت مین اور زیادہ سخت زمانہ آیا شیعون پر اور اس زمانہ مین
حکم تھا کہ لوگ تقوی اختیار کرین بہ بغض حضرت علی و اہلبیت اطہار۔
اس واقعہ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے سنہ ۴۱ ہجری مین خلیفہ ہوکر حکم عام جاری
کر دیا کہ جو کوئی فضائل حضرت علی بیان کرے اوسکو قتل کرو چنانچہ زیاد بن عبید اسی
رفاقت اور محبت حضرت علی کے جرم مین بڑی بیرحمی اور سختی کے ساتھ قتل کیا گیا
اول اوسکے دست و پا قطع کیے گئے وہ پھر زندہ جان پتھر کے نیچے دبا دیا گیا جب
اوسکی جان نکل گئی تو نعش اوسکی درخت مین بنظر شہرت لٹکائی گئی کہ لوگ دیکھکر
عبرت پکڑین اور محبت حضرت علی کو دل سے نکالکر دشمنی حضرت علی و دشمنی اولاد علی
پر تیار ہو جاوین۔ چنانچہ اس خوف سے اس زمانہ کے کل مسلمان بنا بر خوشنودی
امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی کے ساتھ اظہار دشمنی کرتے تھے اور فضائل حضرت
علی کا ذکر اوس زمانہ مین بالکل بند ہو گیا تھا۔ اصحاب اور تابعین اور کل مسلمان
بحکم امیر معاویہ اور واسطے خوشنودی امیر معاویہ کے علانیہ حضرت علی اور اولاد علی
کے ساتھ اظہار دشمنی کرتے تھے اور تبرا کرتے تھے کیونکہ کل امت کے اجماع سے
امیر معاویہ خلیفہ مقرر ہوے تھے بدینوجہ کل امت بطیب خاطر امیر معاویہ کے حکم
کی پیرو تھی۔ چونکہ شیعیان علی کے قتل کا حکم عام تھا اور اکثر شیعہ قتل بھی ہوے
لہذا شیعون نے بخوف جان و نقصان مال و بربادی خاندان تقیہ کیا اور تقیہ
امیر معاویہ کی بیعت کی مگر دلسے وہ حضرت علی اور اولاد علی کے دوست اور فرمانبردار
بنے رہے۔ اہل سنت جو زیادہ تر شیعونکے مسئلہ تقیہ سے بیزار ہین اور اعتراض
کرتے ہین اور بکمال غیظ و غضب اس مسئلہ تقیہ پر ظاہر کرتے ہین اوسکا اصلی باعث
یہی ہے کہ عہد خلافت امیر معاویہ مین جسقدر اصحاب اور مسلمان تھے وہ سب
شریک معاویہ ہوکر حضرت علی اور اولاد علی کی دشمنی ظاہر کرنے لگے تھے اور

تبرا ولعن کرتے تھے حضرت علی و اولاد علی پر اور اس دشمنی کے سبب سے سب
صحابہ و مسلمان ناصبی ہوگئے اور اٹھاون برس کامل زمانہ خلافت عمر ابن
عبد العزیز تک سب کے سب صحابہ و تابعین و کل مسلمان دشمنی حضرت علی کا اظہار
کرتے رہے اور تبرا ولعن حضرت علی و اولاد علی پر کیا کرتے تھے۔ جب وقت
انداوی آیا شیعہ ان لوگوں کو دشمنی حضرت علی و اولاد علی کا الزام دینے لگے چونکہ
اس سے کوئی منکر نہیں ہوسکتا تھا اسلیئے اس الزام کا جواب بجز اسکے اور کچھ نہ بن پڑتا
تھا کہ تم بھی تو اس دشمنی میں شریک تھے اور تبرا ولعن کرتے تھے اسکے جواب میں
شیعہ کہتے تھے کہ ہمنے مجبوری بغرض حفاظت جان ومال وخاندان تقیہ کیا تھا اور
بہ تقیہ سکوت اختیار کرلیا تھا اور دشمنان حضرت علیؑ جو کچھ برا کہتے تھے اوسکو
بمجبوری سن لیا کرتے تھے کیونکہ قوت انتقام نہ تھی مگر اپنی زبان سے کچھ نہ کہتے
تھے۔ اور تقاضائے عقل یہی ہے اور صبر ورضا کے یہی معنی ہیں کہ دشمنوں کے
لعن طعن سنکر صبر و سکوت کرے اور حوالہ بخدا کردے اسیکا نام مظلومی ہے چنانچہ
جناب سید الساجدین کا واقعہ شاہد حال ہے دیکھو لواقح الانوار امام عبد الوہاب
شعرانی جلد اول صفحہ ۳۴ - فی ترجمہ زین العابدین -

فَلَمَّا دَخَلَ الزُّهْرِيُّ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ لَهُ لَيْسَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ
حَيْثُ يَظُنُّ مِنْ جِهَتِ الْخِلَافَةِ اِنَّمَا هُوَ مَشْغُوْلٌ بِنَفْسِهِ وَبِعِبَادَةِ رَبِّهِ
فَقَالَ نَعَمْ وَخَرَجَ يَوْمًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَبَّهُ وَبَالَغَ فِي سَبِّهِ
فَبَادَرَتْ اِلَيْهِ الْعَبِيْدُ وَالْمَوَالِي فَكَفَّهُمْ عَنْهُ وَقَالَ مَهْلًا عَلَى الرَّجُلِ
ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا سُتِرَ عَنْكَ مِنْ اَمْرِنَا اَكْثَرُ اَلَكَ حَاجَةٌ نُعِيْنُكَ عَلَيْهَا فَاسْتَحْيَى الرَّجُلُ
زہری تابعی نے عبد الملک خلیفہ مروانی سے کہا کہ حضرت زین العابدین کو خلافت کا
دعوی نہیں ہے بلکہ وہ تارک دنیا و مرجع لفقر و قناع ہیں - ایکروز آپ مسجد سے

بلکہ کہ ایک مرد نے آپ پر لعنت کی آپ نے فرمایا مبارک باد آیا کچھ تیری حاجت
ہو کہ مین اوسے بر لاؤن وہ شرمندہ اور خفیف ہوا اسیکا نام تسلیم و رضا و صبر و
شکر ہے اور اسکی پیروی شیعہ کرتے تھے کہ سنکر صبر و سکوت کرتے تھے اور وقت
موقع ظاہر کرتے تھے کہ ہم حالت تقیہ مین سب کچھ سن لیتے تھے اور صبر کرتے تھے
مگر دل سے ہم حضرت علی اور اولاد علی کے دوست اور مطیع اور فرمانبردار رہے
اور اونکو اپنا پیشوا اور امام جانتے رہے اس جواب کو سنکر ناصبی یعنی مخالفان شیعہ
شرمندہ ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ شیعون کا فرقہ بڑا دغا باز ہے کہ تقیہ کے آڑ
مین کسی الزام کو اپنے اوپر عاید نہین ہونے دیتے اور دشمنی حضرت علی اور اولاد
علی کا الزام ہمارے ذمہ عاید کرتے ہین اور اس فعل دشمنی علی و اولاد علی سے اکثر لوگ
شرمندہ ہوتے تھے مگر چونکہ اونکے باپ دادا اور پیشوا ای دشمنی علی اور اولاد علی
مین نوت ہو چکے تھے اور اس الزام سے اصحاب اور تابعین وغیرہ کوئی محفوظ
نہ تھا بدین وجہ دوسری صدی ہجری مین نام ناصبی تبدیل کرکے سنت الجماعت
نام رکھ لیا جسکی تصریح تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ
اہل سنت تقیہ کے منکر ہین اگر اہل سنت مین بھی تقیہ جائز ہوتا تو دشمنان حضرت
علی کی تعداد صحیح اسم وار ظاہر ہونے پاتی۔ انکار تقیہ نے نام بنام دشمنان حضرت
علی کا نام تبلادیا اور وہ سب اہل سنت کے پیشوا اور امام ہین اس الزامات
سخت سے بریت حاصل کرنے کو اور شیعون کے اعتراضات سے بچنے کیواسطے
طرح طرح کی تدبیرین علماء اہل سنت نے کین مگر اصلی حال کب پوشیدہ رہ سکتا ہے
بعض عالمون نے اسی بنا پر رائے دی کہ ذکر واقعات قتل حسین حرام ہے بعض نے
رائے دی کہ مجالس فضائل و مصائب کا منعقد کرنا بدعت سیئہ ہے بعضون نے
ظاہر کیا کہ خلافت و امامت معاویہ و یزید کی برحق ہے اور بعضون نے کہا کہ

وہ خلیفہ اور امام نہین بلکہ سلطان ہین یہ اختلاف اہل سنت مین اوس اضطراب کے باعث پیدا ہوا کہ جو اونکے باپ دادون اور پیشواونکے ذمہ دشمنی حضرت علی و اولاد علی کا پورا پورا ثبوت ہوگیا تھا اسی اضطراب کی حالت مین امام شافعی دلاء حضرت علی اور فضائل حضرت علی کا اقرار کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ولاء علی کا نام رفض ہے تو مین بھی رافضی ہون - کیونکہ اوس زمانہ مین جب شیعہ اہل سنت کو ناصبی یعنی دشمنان حضرت علی کے نام سے منسوب کرتے تھے تو اسکے جواب مین سُنّی شیعونکو رافضی کہتے تھے - اور رافضی اوسکو کہتے ہین جو اپنے امام کو چھوڑدے اہل سنت کا مطلب اس رافضی کہنے سے یہ تھا کہ تمنے امیرمعاویہ کی اور خلفاء ثلثہ کی بہ تقیہ بیعت کی تھی اور اصل مین تم اونکی امامت اور خلافت کے قبول کرنیوالے نہین ہو اسلیئے تم رافضی ہو کہ جس امام کو کل مسلمانون نے اور اصحاب رسول نے قبول کیا تمنے اونکو چھوڑ دیا پس لفظ رافضی سے تو مطلب اہل سنت کا یہ ہے - مگر اصل مین رافضی نام اوس فرقہ کا ہے - جو زید شہید کے ساتھ تھا اور جسنے زید شہید کی رفاقت کو ترک کرکے زید کو شہید کرا دیا اسکی تصریح اہل سنت کی کل کتابونمین درج ہے جو لوگ دیگر کتب کے دیکھنے سے عاجز ہین وہ غیاث اللغات مین اس لفظ رافضی کی تصریح دیکھ لین کیونکہ اوسمین وجہ تسمیہ لفظ رافضی کی درج ہے باوجود اس اضطراب اور پریشانی کے کہ اہل سنت نہایت مضطرب اور پریشان تھے الزام دشمنی حضرت علی ہے جو اونکے باپ دادون اور پیشواونکے ذمہ عاید ہوتا تھا - تاہم دولت دنیا نے اونکو ترک مذہب اہل سنت یعنی فرقہ ناصبی سے جدا ہونے پر امادہ نہ کیا کیونکہ حکومت اسلام کی قبضہ بنی امیہ و بنی عباس مین تھی - مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے جو اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۳۴ مین لکھا ہے کہ لعنت بدترین نشان غضب الٰہی کا ہے جو شخص لعنت کرتا ہے وہ اوسی پر لوٹکر

آل سے اسیوا سطے اہل سنت کسی کافر پر بھی لعنت نہین کرتے - اس تقریر کی بنا پر یہ
امر قابل استفسار ہے کہ امیر معاویہ نے اور جن لوگون نے رجاع کیا خلافت امیر
معاویہ یہان سب نے ملکر جو اٹھاون برس تک حضرت علی اور اولاد علی پر
سنت کی وہ لعنت اوبغین لوگونپر لوٹ کرگئی یا نہین - لیکن مولویصاحب ممدوح
کی تحریر کی صداقت خاص اس مقام پر مجھکو بھی کرنی پڑی کہ وہ لعنت ضرور ان
لوگون پر لوٹی اور کیسی لوٹی کہ تمامی شیعہ کہ جنکا شمار کروڑون ہے اون لوگون پر
کہ جنھون نے حضرت علی اور اولاد علیؑ کے ساتھ دشمنی کی اور اوپر لعنت کی آجتک
برابر لعنت کر رہے ہین بارہ سو برس تو لعنت کرتے کرتے گذر گئے اور غالباً یہ
لعنت تا بہ قیامت ہوتی رہیگی - پس باہم شیعہ وسنیون کے دلی عداوت اور کینہ
اور بغض ۴۱ھ ہجری زمانہ خلافت امیر معاویہ سے ظاہر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ
بڑھتا چلا گیا اور آجتک قایم ہے - اہل سنت جو فضائل آل رسول اور مصایب
آل رسول کو منع کرتے ہین اور بدعت سیئہ کہتے ہین اور خود بھی نہین کرتے یہ
نتیجہ ہے تعلیم اور پیروی امیر معاویہ کا امیر معاویہ نے بھی جبراً لوگون کو منع کیا تھا
کہ جو کوئی فضائل حضرت علی بیان کرے اوسکو قتل کردو - اسی حکم کی تعمیل آجتک
اہل سنت کرتے جاتے ہین کہ مجالس عزا ومجالس فضائل کے بند کرنے مین کوتاہی
نہین کرتے لڑنے بھڑنے قتل وغارت وغیرہ پر ہر طرح سے تیار رہتے ہین جیسا
موقع پاتے ہین ویسا کرتے ہین - اور جو رسم شیعون پر ظلم کرنے کی بوجہ موافقت و
پیروی حضرت علیؑ معاویہ نے جاری کی تھی اوسکی پیروی آجتک اہل سنت مین ہوتی
ہے - اور اسپر بھی محبت آل رسول کا دعوی کرتے ہین -

ا - تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۹۴ - وَفِی حَیٰوۃِ الْحَیْوَانِ قَالَ ابْنُ خَلْکَانَ
لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ کَتَبَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَکَمِ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بِذٰلِکَ وَکَتَبَ اِلَیْہِ

معاویۃ ان اقبل المطی الی بخبر الحسن فلما بلغ معاویۃ موتہ سمع تکبیرۃ من الخضراء فکبر اھل الشام لذالک التکبیر فقالت فاختۃ بنت قریظۃ لمعاویۃ اقر اللہ عینک ما الذی کبرت لاجلہ فقال مات الحسن فقال اعلی موت ابن فاطمۃ تکبر فقال ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی۔ جب امام حسن علیہ السلام بیمار ہوسے مروان نے عرضی بھیجی نزد معاویہ بہ اطلاع بیماری امام حسن علیہ السلام اسکے جواب مین معاویہ نے لکھا کہ جب ختم ہوجاوین یعنی فوت ہوجاوین فوراً خبر دینا جب معاویہ کو خبر وفات ملی بہ آواز بلند تکبیر کہی اور اہل شام نے بھی تکبیرین کہین اسپر بی بی فاختہ نے کہا کہ ایسی تکبیر کہنے کا کیا سبب ہے معاویہ نے لطور طعن کے کہا کہ بنی فاطمہ کی موت سبب اعلے ہے اور اس موت سے میرے قلب کو راحت ملی۔

عرب مین دستور ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مخالف پر فتح پاتا ہے تو اوس فتح کی خوشی مین باواز بلند تکبیر کہتا ہے معاویہ نے بھی اور اہل شام نے اوسی دستور کے مطابق باواز بلند تکبیرین کہین یہی سبب تھا کہ بی بی فاختہ کے استفسار کا جسکا مطلب یہ ہے کہ کون سی خوشی حاصل ہوئی کہ باواز بلند تکبیر کہنے کی ضرورت ہوئی معاویہ نے جواب دیا کہ حسن ابن علی فوت ہوئے اونکی وفات سے میرے قلب کو راحت ملی۔ اس اقرار سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو بدرجہ غایت آل رسول سے ساتھ دشمنی تھی اگر دشمنان آل رسول ہی کا لقب رضی اللہ عنہ ہے تو ہر شخص رضی اللہ عنہ اگر کہا جاوے تو کیا عجب ہے پھر یزید کو اور قاتلان حسینؑ کو اہل سنت رضی اللہ عنہ کے لقب سے کیون محروم کرتے ہین۔

(۱) تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۲ ذکر تسلیم الحسن الامر الی معاویۃ قال الحسن ان لا یسب علیا فلم یجبہ الی الکف عن سب علی۔

امام حسن علیہ السلام نے وقت ترک خلافت معاویہ سے کہا کہ تو لعن کرنا حضرت علی
پر موقوف کر معاویہ نے اس شرط کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ مین لعنت کرنا علی
پر ترک نکرونگا۔
اس واقعہ سے ثابت ہے کہ معاویہ کو کسدرجہ بغض شدید تھا حضرت علی علیہ السلام کے
ساتھ کہ ترک لعنت کو قبول نہ کیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو بہ
مجبوری صلح کرنی پڑی اگر صلح نکرتے تو دین اسلام باہمی جنگ و جدال مین
ختم ہوجاتا ورنہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ امام حسن علیہ السلام اپنے اور
اپنے باپ اور اپنے بھائی کے دشمن جانی سے صلح کرتے۔ مگر آتش فتنہ وفساد
کے ٹھنڈا کرنے کو صلح کی تھی تاکہ دین اسلام برباد نہو اور یہ حجت تا بہ قیامت
قایم رہے کہ باوجود دست برداری پھر بھی ظالمونکے دل سے دشمنی کم نہوئی
اور نوبت شہادت امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام پہونچی اور اسیطرح
دیگر امام زہر سے شہید کیئے گئے۔
(۲) تاریخ ابن خلکان فی ترجمہ ابو عبد الرحمن نسائی۔ وَاُخْرِجَ اِلٰی دِمَشْقَ فَسُئِلَ
عَنْ مُعَاوِیَۃَ وَمَا رُوِیَ مِنْ فَضَائِلِہٖ فَقَالَ اَمَا یَرْضٰی اَنْ یَّخْرُجَ مُعَاوِیَۃُ رَأْسًا
بِرَأْسٍ حَتّٰی یُفَضَّلَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی مَا اَعْرِفُ لَہٗ فَضِیْلَۃً اِلَّا لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ
بَطْنَکَ وَکَانَ یَتَشَیَّعُ فَمَا زَالُوْا یَدْفَعُوْنَ فِیْ خُصْیَتِہٖ حَتّٰی اَخْرَجُوْہُ
مِنَ الْمَسْجِدِ۔ امام نسائی کو شامیون نے بوجہ اظہار فضائل
حضرت علی علیہ السلام مار ڈالا۔ اور امام نسائی نے کہا کہ معاویہ اگر آتش نار سے نجات
پاوے تو غنیمت جانو اور اوسکے حق مین فضیلت کیا ہوگی۔
امام نسائی اصحاب ستہ مین سے ہین اور اہل سنت اُنکو افضل العلماء کہتے ہین امام
نسائی کو معاویہ کی نجات کا بھی یقین نہ تھا اور کہتے تھے کہ معاویہ مین کوئی فضیلت

نہ تھی۔ انکے بھی خلاف مولوی محمد جہانگیرخان صاحب معاویہ کی فضیلت کے قائل ہین اور اونکو رضی اللہ عنہ کہتے ہین۔ دوسرے رسولخدا صلعم فرماتے ہین کہ جسنے دشمنی کی علی سے وہ میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے۔ اور علی پر جو لعنت کرے وہ علی کا دشمن ہے۔ پس حضرت علی اور اولاد حضرت علی پر لعنت کرنا معاویہ کا اور کل سلمانونکو حکم لعنت دینا ثابت ہے پس دشمن خدا کو رضی اللہ عنہ کہنا اور نیک اعتقاد اونکے ساتھ رکھنا اونھین لوگونکا کام ہے جو بظاہر اقرار اسلام کرین اور دلسے توحید اور نبوت کے منکر ہون۔ تیسرے شامیونکا بغض محتاج ثبوت نہ ہا کہ امام نسائی کو فضائل حضرت علی بیان کرنے پر قتل کیا جسکے خوف سے سب لوگ ساکت تھے اور شیعونکو تقیہ کرنا پڑا تھا اور جو لوگ تقیہ کو بُرا کہتے ہین وہ بطیب خاطر شامیونکے شریک ہو گئے تھے اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی پر لعنت کیا کرتے تھے اور اس رسم نے یہانتک استحکام پایا کہ اب تک اہل سنت شیعون سے معترض ہوتے ہین جب وہ مجالس مین فضائل حضرت علی بیان کرتے ہین اور بمقابلہ فضائل حضرت علیؑ کے اہل سنت فضائل شیخ عبدالقادر جیلانی بیان کرتے ہین اور مصائب آل رسول بیان کرکے جو شیعہ گریہ وزاری کرتے ہین اوسکے جواب مین اہل سنت مجالس رقص وسرود برپا کرکے حال وقال مین مصروف ہوتے ہین۔ اور جسطرح شیعہ مجالس عزا کو داخل عبادت کہتے ہین اوسکے مقابلہ مین اہل سنت مجلس حال وقال کو کہ جسمین رقص وسرود ہوتا ہے داخل عبادت تبلاتے ہین۔

۱۴- تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۸- واخرج السلفی فی الطیوریات عن عبداللہ بن احمد بن حنبل قال سئلت ابی عن علی ومعاویۃ فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش لہ اعداءہ عیبا فلم یجدوا فجاءوا الی رجل قد حاربہ وقاتلہ فاطروہ کیادا منھم۔

حضرت علی علیہ السلام کے دشمن کثرت سے تھے اور دشمنوں نے چاہا کہ کوئی عیب تلاش کر کے لگا دین مگر کچھ نہ پایا اس عداوت کا نتیجہ یہہ ہوا کہ صفین مین براہ مکر و دغا بازی خونریزی کی نوبت پہونچی -

تاریخ الخلفاء کی معتبری کو تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بھی تسلیم کر چکے ہین - پس واقعہ مندرجہ تاریخ مذکورہ سے یہہ ثابت ہو گیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن بکثرت تھے اور تلاشی تھے کسی عیب کے کہ اونپر لگایا جاوے جب کچھ نہ پایا تو حضرت عمر نے یہی ایک عیب لگا دیا کہ حضرت علی مین خوش طبعی اور حرص خلافت زیادہ ہے اسلیئے وہ قابل خلافت نہین ہین جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین ظاہر کیا گیا ہے پس یہہ امر محتاج ثبوت نرہا کہ حضرت علی علیہ السلام بوجہہ کثرت دشمنان خلافت سے محروم کیئے گئے - اور حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے اور انجام اوسکا براہ دغابازی بکر جنگ صفین کی خونریزی ہوئی اور بانی اس خونریزی کے حضرت عمر ہوئے نہ حضرت علی علیہ السلام کو خلافت سے بوجہہ دشمنی محروم کرتے نہ نوبت جنگ صفین و معرکہ کربلا کی پہونچتی نہ ایک مذہب اسلام کے مختلف مذہب قایم ہوتے - پس یہہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نہین تھی بلکہ دین اسلام کے ساتھ تھی - اسیواسطے بار بار رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ علی کا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے اور جسنے جنگ کی علی سے اوسنے جنگ کی مجھ سے اور جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جسنے لعنت کی علی پر اوسنے مجھ پر لعنت کی اور میرا لعنت کرنیوالا کافر ہے - ان احادیث کی نقل دیگر تنقیحات مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے کی گئی ہے - پس بار بار اس تاکید سے آنحضرت کی غرض یہہ تھی کہ دین اسلام مین اختلاف نہ پڑنے پاوے اگر خاندان نبوت مین خلافت رہیگی تو دین مین اختلاف نہ پڑنے پاویگا - مگر افسوس ہے کہ امت نے حکم

خدا وحکم رسولخدا کی نافرمانی کی اور اسلام کی قوت اور شوکت کو طمع دنیا مین
پڑکر برباد کردیا جسکے سبب سے ایک مذہب مختلف فرقون مین تقسیم ہو گیا۔
مین سخت متعجب ہون کہ اہل سنت کے معتبرین علماء لکھ رہے ہین کہ وفات رسولخدا
کے بعد اہلبیت رسولخدا صلعم کے مخالف اصحاب نے اتفاق کر لیا تھا کہ حکومت
خاندان رسالت سے علیحدہ کر لیجا دے اور حضرت علی مرتضی تک خلافت نہ پہونچنے
پاوے اور خاندان رسالت سے حکومت نکالنے اور حضرت علی مرتضی کو خلافت
سے محروم کرنے کی غرض سے اہلبیت رسول کو سخت ایذا پہونچائی گئی اسپر بھی
اہل سنت اہلبیت رسول کے ایذا رسانون کو مومن اور پیشوا دین بتاتے
ہین اور اسپر آمادہ بجنگ وجدال ہوتے ہین اور اپنے کو مسلمان کہتے ہین
اور خوف قیامت سے بالکل نہین ڈرتے اور اس بات کا خیال نہین کرتے
کہ خاندان رسالت سے جو براہ دشمنی حکومت نکالی گئی اوسیکا انجام اختلاف
مذہبی ہے۔ مگر اسپر بالکل خیال نہین کرتے چنانچہ میرے اس بیان کی تائید مین
مسعودی کی مروج الذہب مین روایت مندرجہ ذیل قابل غور ہے۔
مروج الذہب مسعودی صفحہ ۲۶ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔ وَقَالَ الْمِقْدَادُ
فَقَالَ مَا رَاَیْتُ مِثْلَ مَا اُوْذِیَ بِہٖ اَھْلُ ھٰذَا الْبَیْتِ بَعْدَ نَبِیِّھِمْ فَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمَا اَنْتَ وَ ذَالِکَ یَا مِقْدَادُ فَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ
لَاُحِبُّھُمْ بِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَّ الْحَقَّ مَعَھُمْ وَ فِیْھِمْ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَعْجَبُ
مِنْ قُرَیْشٍ وَاَنْتَ تَطَوُّلُھُمْ عَلَی النَّاسِ اَھْلِ ھٰذَا الْبَیْتِ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی نَزْعِ سُلْطَانِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ بَعْدَہٗ مِنْ اَیْدِیْھِمْ اَمَا وَاَیْمُ اللّٰہِ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَوْ اَجِدُ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْصَارً
اَقَاتِلُھُمْ لَقَاتَلْتُھُمْ کَقِتَالِیْ اِیَّاھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ترجمہ۔ اور کھڑے ہوئے حضرت مقداد اور فرمانے
لگے کہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد جیسی ایذا انکے اہلبیت کو دی گئی اوسکے مانند کوئی بشر مبتلائے ایذا

نہین ہوا پس کہا عبد الرحمن بن عوف نے حضرت مقداد سے کہ تمکو ان امور مین کیا دخل ہے۔ جواب دیا حضرت مقداد نے کہ قسم ہے خدا کی ہم اہلبیت رسول کو بوجہ محبت رسولخدا صلعم دوست رکھتے ہین یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق بیچ انکے ہے ای عبد الرحمن تعجب ہے قریش سے کہ تو غلبہ سے رہا کر غیر ذکو خاندان رسالت پر اور تملوگون نے اتفاق کر لیا ہے اسبات پر کہ وفات رسول اللہ کے بعد سلطنت خاندان رسالت سے نکال لو۔ اے عبد الرحمن قسم ہے خدا کی کہ اگر مجھکو انصار و معین ملتے تو مین قریش سے اوسیطرح جدال و قتال کرتا جیساکہ رسول خدا کے ہمراہ رہکر جدال و قتال قریش کے ساتھ کیا تھا۔
اس مقام پر حجت الاسلام امام غزالی کی روایت بھی قابل غور ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ مین نقل کیا ہے۔

۳۱ - حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۵۸ - ما ذکرہ الغزالی انہ لما انقرض عہد الخلفاء الراشدین المہدیین افضیت الخلافۃ الی قوم تولوھا بغیر استحقاق ولا استقلال بعلم الفتاوی والاحکام فاضطروا الی الاستعانۃ بالفقہاء والی استصحابہم فی جمیع احوالہم وقد کان بقی من العلماء من ھو مستمر علی الطراز الاول وملازم صفو الدین فکانوا اذا طلبوا ھربوا واعرضوا فرای اھل تلک الاعصار عز العلماء واقبال الائمۃ علیہم مع اعراضہم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا الی نیل العز ودرک جاھہ فاصبح الفقہاء بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد ان کانوا اعزۃ بالاعراض عن السلاطین اذلۃ بالاقبال علیہم
حجت الاسلام امام غزالی سے حجت البالغہ مین روایت ہے کہ جب زمانہ خلفاء راشدین کا ختم ہوگیا اور خلافت آگئی اوس قوم مین کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تھا اور علم

احکام و اجتہاد کا اونکو حاصل نہ تھا پس وہ خلفاء مضطرب ہوکر طالب اعانت فقہار کے ہوئے اور باقی سا علم علماء مین مثل طور و طریق صحابہ کے عمل حدیث پر بدون قیاس کے اور اُس زمانہ کے علماء نے دیکھا کہ عزت و دولت خلفا کی رضامندی پر ہے پس واسطے خوشنودی خلفاء غیر مستحقین کے مسائل مین قیاس داخل کر دیا تاکہ بحث اور تقریر کو گنجایش ملے۔

یہ شہادت ایک بہت بڑے عالم مذہب اہل سنت امام غزالی کی ہے کہ جو مذہب اہل سنت مین حجت الاسلام ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء نے واسطے حصول عزت و دولت خلفاء کے رضامند کرنے کو مسائل مین قیاس داخل کر کے تقریرین کرنا شروع کین اور غیر مستحقین کو واسطے خوشنودی خلفاء وقت کے مستحق ثابت کرنا شروع کر دیا۔ انھین عالمون نے بذریعہ قیاسات فرقہ ناصبی و معتزلہ و ماتریدی کو تبدیل نام کر کے سنت الجماعت نام رکھا اور قیاسات کے ذریعہ سے اسقدر اسلام مین تغیر پیدا کر دیا کہ عوام الناس حق و باطل مین تمیز نہین کر سکتے گمراہی مین پڑے ہوئے ہین اور انھین قیاسات نے اختلاف مذہبی کو ترقی دی اور جب لوگون کو اپنے عالمون کی تقریرون مین بذریعہ قیاس بحث کی گنجایش ملی تب ہر شخص کو حوصلہ پیدا ہوگیا کہ جو دل مین آتا ہے قرآن اور حدیث کے معنی پیدا کر کے جاہلون کو گمراہ کرتا ہے انھین خوشامد کرنیوالے عالمون کے قیاسات نے دوازدہ امام کو معطل کر دیا تھا اور خلقت کو اونکی جانب رجوع نہ ہونے دیا تھا اور خود امام بنے اور امام بنکر عزت اور دولت حاصل کی اور اس عزت اور دولت نے ہر شخص کو سچا امامت و ولایت بنا دیا۔ چنانچہ فرقہ اہل سنت مین جو ہر قوم کے لوگ بکثرت امام بن گئے ہین اور مذہب حنفی و شافعی و حنبلی و مالکی جاری ہوگئے ہین اور پیری اور مریدی کے گھر گھر چرچے پھیل گئے رقص و سرود کی محفلین بے تکلف جاری

مولفین پر سارا نتیجہ انھیں قیاسات کا ہے جو حضرت علیؑ اور اولاد حضرت علی کے حقوق کو ثابت نہیں ہونے دیتا اور غیر مستحقین کے خلافت کا عوام کو معتقد اور پیرو بنائے ہوئے ہے۔

جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی اپنے انھیں بزرگوں کی تقلید میں قیاس کا کیا ہے انوار الہدی میں جو ثبوت خلافت بلافصل کے دلائل قرآن اور حدیث سے لکھے گئے ہیں ان ثبوتوں کی تردید میں تو کوئی تاویل بھی نہ کر سکے مگر حسب استعداد خود قیاس کو دست دیگر قیاسی دلائل پر بلا کسی ثبوت معتبر کے مذہب سنت کے حق ہونیکا دعوی کر دیا ہے اور شیعوں کو گالیاں سنادی ہیں۔

۱۵۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَقَدْ اَخْرَجَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الْکَنْجِیُّ الشَّافِعِیُّ مُحَدِّثُ الشَّامِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَخْرَجَہٗ الْحَافِظُ الثَّمَرِیُّ عَنْ عَمْرِو الْاَسْلَمِیِّ وَاَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ عَسَاکِرٍ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ وَاَخْرَجَہُ الْخَطِیْبُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ

فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جو شخص لعنت کرے علی پر اوسنے لعنت کی مجھ پر۔

۱۶۔ ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۶۔ عَنْ عَلِیٍّ فَقَالَ لَقَدْ عَہِدَ اِلَیَّ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ اَنَّہٗ لَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ —

فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی دوست تمہارا مومن ہے اور دشمن تمہارا منافق ہے

۱۷۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۷۱۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ یَعْلٰی وَالْبَزَّارُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ

فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جنے ایذا دی علی کو اونے ایذا دی مجھے اور جسے محبت کی علی سے اوسے محبت کی مجھ سے اور محبت کی خدا سے اور جسنے دشمنی کی علی سے اونے دشمنی کی مجھ سے اور دشمنی کی خدا سے۔

۱۸- قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَخْرَجَ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّیْنِ الزَّرَنْدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰیَۃَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صلعم لِعَلِیٍّ هُوَ اَنْتَ وَ شِیْعَتُکَ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وَیَاْتِیْ عَدُوُّکَ غِضَابًا مُقْمَحِیْنَ فَقَالَ مَنْ عَدُوِّیْ قَالَ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْکَ وَلَعَنَکَ حافظ جمال الدین آیہ مذکورہ کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جب وقت نازل ہوئی یہہ آیت فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی اس آیہ سے مراد تم اور تمھارے شیعہ ہین بروز قیامت شیعہ تمھارے سرور آوینگے اور دشمن تمھارے غصہ ور دناک مین آوینگے۔ اور دشمن تمھارے وہ ہین جو تسے تبرا کرتے ہین اور تمپر لعنت کرتے ہین۔

۱۹- ملل نحل شہرستانی صفحہ ۹۰۔ فَمَنْ اَنَّ الْاِمَامَۃَ تَثْبُتُ بِالْاِتِّفَاقِ وَالْاِخْتِیَارِ قَالَ بِاِمَامَۃِ کُلِّ مَنِ اتَّفَقَتْ عَلَیْهَا الْاُمَّۃُ اَوْ جَمَاعَۃٌ مُعْتَبَرَۃٌ مِنَ الْاُمَّۃِ اِمَّا مُطْلَقًا وَاِمَّا بِشَرْطِ اَنْ یَکُوْنَ قُرَشِیًّا عَلٰی مَذْهَبِ قَوْمٍ فَقَالَ بِاِمَامَۃِ مُعَاوِیَۃَ وَاَوْلَادِهٖ وَبَعْدَهُمْ بِخِلَافَۃِ مَرْوَانَ وَاَوْلَادِهٖ امام ابو الفتح عبد الکریم شہرستانی کتاب ملل و نحل مین لکھتے ہین کہ امام مقرر ہوتا ہے اتفاق اور اختیار سے اور ہر شخص کی امامت قبول کی گئی ہے اجماع امت کے سبب سے اسلئے امامت معاویہ و یزید پسر معاویہ اور اونکے بعد امامت مروان و اولاد مروان بھی واجب التسلیم ہے۔

۲۰- دیوان حضرت علی علیہ السلام صفحہ ۱۴۱- اَصْبِرْ بِکُمْ وَلَا اَرٰی مُعَاوِیَۃَ

الآخر العلیٰ العظیم الحاویۃ ؛ کذلک یوف النار امامعاویۃ وجاءنا کوفیھا ولابن عباس

ان اشعار مین حضرت علی علیہ السلام نے امیر معاویہ کو ناری و سگ کہا ہے۔

۱۲- شرح ابن الحدید معتزلی جلد دوم صفحہ ۴۲۴- ومنھا ان رسول اللہ قال یطلع من ھذا الفج رجل من امتی یحشر علی غیر ملتی فطلع معاویۃ ومنھا الحدیث المشھور المرفوع انہ قال ان معاویۃ فی تابوت من نار فی درک من جھنم ینادی یاحنان یامنان فیقال لہ الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ھکذا ذکرہ الطبری

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ معاویہ کی موت غیر شریعت پر ہوگی یعنی مسلمان فوت نہوگا۔ اور یہ حدیث مشہور اور مرفوع ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ معاویہ ایک صندوق آتشی مین طبقہ جہنم مین ہوگا اور چلاویگا یاحنان یامنان پس ملائکہ جواب دینگے کہ اب خدا کو پکارتا ہے تو نے خدا کی نافرمانی کی اور تو مفسدین مین سے تھا اور اسی سزا کے لائق ہے۔ اور اسیطرح پر ذکر کیا ہے طبرانی نے۔

۲۲- سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۷۵- وفی ھذہ السنۃ قتل حجر بن عدی الکندی وخمسۃ من اصحٰب رسول اللہ بامر معاویۃ کانوا رفقاء لعلی بن ابی طالب الی آخرہ

سالھ ہجری مین حجر ابن عدی اور پانچ کس اصحاب رسول اللہ صلعم بجرم رفاقت علی بحکم معاویہ قتل ہوئے۔

ہان جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ذرا توجہ فرمائی کہ آپ کے اور آپ کے ہم مذہبون اور آپکے پیشوا و خلیفہ برحق حضرت معاویہ کے نزدیک دشمنی حضرت علی و دشمنی اولاد علی کو باعث ثواب ہی۔ اگر ثواب نہوتا تو حضرت علی و اولاد علی پر اٹھارہ دن برس تک لعنت نہوتی۔ اصحاب رسول اللہ رفاقت حضرت علی مین قتل نہ کئے جاتے ابن ملجم کی تلوار سے حضرت علی شہید نہوتے امام حسن علیہ السلام کو زہر نہ دیا جاتا

امام حسین علیہ السلام مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے جاتے گوسفندان قربانی
کو تو وقت ذبح دانہ و پانی بھی دیدیتے ہیں مگر حسین تو تین دن کے بھوکے
اور پیاسے ذبح کیے گئے حسین ہی کے ذبح پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ شش ماہہ
بچہ علی اصغر بھی نشانہ تیر بنایا گیا۔ یہہ انتہا سے دشمنی ہے۔ بھلا یہہ دشمنی تو آپ نے
اور آپ کے پیشوایان دین نے داخل خطاء اجتہادی فرمائی جس خطاء اجتہادی کا
مطلب آجتک کوئی ذی فہم نہ سمجھا نہ آپ کے کسی پیشوا نے اس خطاے اجتہادی
کی آجتک توضیح کی نہ آپنے کوئی توضیح فرمائی ہین اس خطاء اجتہادی کی توضیح کا بڑا
مشتاق ہون آپ کے اور آپ کے مذہبی عالمون کی خدمت مین گذارش کرتا ہون
کہ ذرا اس خطاء اجتہادی کی توضیح تو کر دیجیے کہ خطاء اجتہادی کسکو کہتے ہین اور امیر
معاویہ مجتہد کیونکر بنے اور مجتہد اور خلیفہ و امام مین کیا فرق ہے اور ہر ایک کا
جداگانہ منصب اور کام کیا ہے۔ اور شخص واحد مین یہہ تینون اوصاف کیونکر
جمع ہوتے ہین کہ زمانہ واحد مین وہ مجتہد بھی سمجھا جاوے اور امام بھی مانا
جاوے اور خلیفہ بھی قرار پاوے۔ لیکن آپ اصحاب رسول اللہ کو بالتخصیص
عامتًا قابل درود قرار دیتے ہین تو یہہ پانچ صحابہ جو بجرم رفاقت حضرت علی بحکم
معاویہ قتل ہوئے جسکا ذکر سیرۃ المحمدیہ سے نقل کیا گیا انکے قتل کا بھی کوئی مواخذہ
امیر معاویہ سے ہوگا یا نہین اگر امیر معاویہ ان اصحاب کے خون سے بھی آپ کے اور
آپ کے ہم مذہبون کے نزدیک قابل رحمت اور لائق درود ہین تو شیعہ جن صحابہ
پر تبرا کرتے ہین تو آپ کے مذہبی اصول کے مطابق تو شیعہ بھی قابل رحمت ہین۔
کیونکہ جب قتل اصحاب قابل رحمت قرار پایا تو وہ اصحاب جو برا کہنے کے لائق ہین انکا
برا کہنا تو بدرجہ اولی قابل رحمت قرار پاویگا دوسرے یہ بات تبلا دیجیے کہ
خلف حضرت عمر خلیفہ دوم بہمراہی امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے بعوض خون

سعید اللہ

عثمان لڑے اور بحکم حضرت علی علیہ السلام قتل ہوے تو ... کا شمار ناجیون مین ہوگا یا ناریون مین اور جو لوگ بہ رفاقت امیر معاویہ حضرت علی و لشکر علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے وہ سب ناجی تھے یا ناری کیونکہ جناب رسالت آب صلعم کی حدیث معتبر ہے کہ جو لڑے علی سے وہ دوزخی ہے۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۳۸۹۔ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ خَرَجْتُ وَاَنَا اُرِیْدُ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرَةَ فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَحْنَفُ قَالَ قُلْتُ اُرِیْدُ نَصْرَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَعْنِیْ عَلِیًّا قَالَ فَقَالَ لِیْ یَا اَحْنَفُ اِرْجِعْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا تَوَجَّهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ یہ حدیث صحیح مسلم سے نقل کی گئی ہے جو اہل سنت مین قرآن کے بعد اعلے اور افضل سمجھی جاتی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ علی سے لڑنیوالا اور علی کی تلوار سے جو قتل ہو وہ دوزخی ہے اس بارہ مین مولویصاحب کیا ارشاد فرماتے ہین کہ جو اصحاب بہ ہمراہی حضرت عائشہ جنگ جمل مین حضرت علی علیہ السلام کی تلوار سے قتل ہوے اور جو اصحاب جنگ صفین مین بہ ہمراہی امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کی تلوار سے قتل ہوئے وہ سب ناری تھے یا ناجی اور یہی اصحاب اہل سنت کے نزدیک قابل درود سمجھے جاتے ہین یا وہ اصحاب دوسرے تھے۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۲۔ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِعَلِیٍّ اِنَّکَ تُقَاتِلُ عَلَی الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ یہ حدیث مستند و صحیح ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی تم لڑوگے موافق تنزیل قرآن کے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جو حضرت عائشہ اور معاویہ سے لڑے موافق تنزیل قرآن یعنی حسب فرمان الٰہی لڑے۔ اور جو شخص اپنے مخالف سے فرمان الٰہی کے موافق لڑتا ہے اوسکا مقابل مخالف خدا اور مخالف رسول سمجھا جاتا ہے

پس حضرت عائشہ کے شریک ہو کر طلحہ و زبیر و دیگر اصحاب جو لڑے وہ کس وجہ سے خدا اور رسول خدا کے مخالف نہ سمجھے جاویں اور حضرت معاویہ و ہمراہیان حضرت معاویہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے وہ کونسی وجہ سے خدا اور رسول خدا کے مخالف نہ سمجھے جاویں۔ مین مستدعی ہون کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے دیگر ہم مذہب اسکی توضیح تو کردین تاکہ اونکے پیشوایان کا حال علانیہ ناواقفون پر ظاہر ہو جاوے پوشیدہ نہ رہنے پاوے۔

مشکوۃ صفحہ ۵۲۶ - عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَھُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو لڑے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے اوس سے مین لڑنے والا ہون اور جو صلح کرے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے اس سے مین صلح کرنیوالا ہون یہہ حدیث ترمذی سے نقل ہوئی ہے اور ترمذی بھی ایک کتاب ہے صحاح ستہ کی جو بعد از قران قبول کیجاتی ہے۔ اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ارشاد فرماین کہ حضرت عائشہ و دیگر اصحاب رسول جو بہ ہمراہی حضرت عائشہ حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اور حضرت معاویہ و دیگر اصحاب و مسلمان جو بہ ہمراہی حضرت معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے لڑے یہہ سب لوگ اس حدیث صحیح کے مطابق رسول اللہ صلعم سے لڑنیوالے قرار پاوینگے یا نہین اور رسول اللہ سے لڑنا کام کافر کا ہے یا مسلمان کا سورہ احزاب - اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ ایذا دیتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کو لعنت کی ہے اللہ نے اونکو دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے واسطے اونکے عذاب خوار کرنیوالا۔

مسند احمد بن حنبل من طریق اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ

فیما الناس من اذی علیا بعث یوم القیمۃ یہودیا او نصرانیا

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ایذا دے علی کو اوسنے ایذا دی مجھے
اور ایذا دہندہ میرا و علی کا مبعوث ہوگا بروز قیامت یہودی اور نصرانی۔
مشکوۃ و ترمذی و ازالۃ الخفاء و تاریخ الخلفاء ان سب معتبر کتب ہاے اہل سنت
مین یہہ حدیث درج ہے۔

اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے دیگر ہم مذہب ارشاد فرماوین کہ حضرت
عائشہ و دیگر اصحاب ہمراہیان حضرت عائشہ و حضرت معاویہ و دیگر اصحاب ہمراہیان
حضرت معاویہ جو حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اور اٹھاون برس کامل حضرت
علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت کرتے رہے اس سے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا
پہونچی یا مسرت اور حضرت علی کا ایذا پہونچانیوالا رسول خدا اور خدا کا ایذا دہندہ
قرار پایا یا نہین اور یہہ لوگ حضرت علی کے ایذا دینے والے قیامت مین یہود
و نصاری کے ساتھ مبعوث ہونگے یا نہین اور یہود و نصاری کے ساتھ مبعوث
ہونیوالا کافر قرار پاویگا یا نہین۔ دوسرے عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ
ابن زبیر اور سعد ابن ابی وقاص وغیرہ نے جو بیعت حضرت علیؑ سے انکار
کیا اور بیعت نہ کی ان لوگون کے بیعت نہ کرنے سے حضرت علی علیہ السلام کو
ایذا پہونچی یا مسرت۔ تیسرے جن لوگون نے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا پہونچائی
اور رنج دیا در بارہ عدم حصول خلافت یہہ سب لوگ خدا اور رسول خدا کے
ایذا دہندہ قرار پاوینگے یا نہین اور آیت مذکورہ مین خدا اپنے اور اپنے
رسول کے ایذا دینے والون کو دنیا اور آخرت مین لعنتی قرار دیتا ہے
اور فرماتا ہے کہ یہہ لوگ عذاب سخت مین مبتلا ہونگے۔ تو کسان مذکورہ بالا
خدا اور رسول خدا کے ان احکام کے مطابق لعنتی اور ناری کیون نہ قرار

دیئے جاوین - بین اور بہت لوگ اسکے جواب شافی کے منتظر ہین -
مین نے جو واقعات اہل سنت کی معتبر کتابون سے اس تنقیح مین لکھے ہین انپر
نمبر شمار لکھدیا ہے جس غرض کے ظاہر و ثابت کرنیکو مین نے واقعات مذکور
کی نقل کی ہے اوسکی کیفیت نمبروار ذیل مین ظاہر کرتا ہون -
۱- واقعہ نمبر ایک سے امیر معاویہ پر ہمیشہ طمع خلافت کا غالب رہنا ثابت ہوتا ہے
جس سے ظاہر ہے کہ اسی طمع سے امیر معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ
جنگ اور دشمنی کرکے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی -
۲- واقعہ نمبر ۲ و نمبر ۹ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے بجبر لوگون کو منع کیا کہ جو
روایت موافق مذہب حضرت علی کے ہو اوسپر نہ کوئی عمل کرے نہ موافق مذہب
حضرت علی کے کوئی روایت کرے اور جو کوئی فضائل حضرت علیؑ و اولاد علیؑ
بیان کرے اوسکے عوض حضرت علی و اولاد علی پر تبرا و لعن کرایا جاوے اس سے ثابت ہے
کہ مذہب حضرت علی دوسرا تھا اور مذہب معاویہ دوسرا پس جو لوگ خلافت
معاویہ کے مطیع اور معتقد ہین اور معاویہ کی فضیلت کے قائل اور اوسکو امام
برحق تسلیم کرکے رضی اللہ عنہ کہتے ہین وہ معاویہ کے ہم مذہب اور معتقد قرار
قرار پاوینگے نہ حضرت علی کے اور معاویہ کے مذہب کا نام ناصبی تھا یعنی دشمن
علی اسلیئے فرقہ ناصبی یہی فرقہ اہل سنت قرار پاویگا جو معاویہ کو رضی اللہ عنہ
کہتے ہین نہ کوئی دوسرا فرقہ اور مذہب حضرت علی کا وہ فرقہ پیرو سمجھا جاویگا
جو مذہب معاویہ کا مخالف ہو اور مذہب معاویہ کا مخالف فرقہ شیعہ ہے جو مذہب
حضرت علی کا معتقد اور پیرو سمجھا جاتا ہے -
۳- واقعہ نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۱ سے ثابت ہے کہ امیر
معاویہ حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر خود بھی لعن کرتے تھے اور اونکے حکم

ہے دنیا کے کل مسلمان باستثناء فرقہ شیعہ نماز جمعہ کے ہر خطبہ میں لعن کرتے اور
ادعا امام حسن علیہ السلام کی مخالفت پر بھی معاویہ نے لعن کرنا نچھوڑا دوسری بات
یہ ثابت ہوتی ہے کہ جب حضرت علی اور اولاد علی پر لعن کیجاتی تھی تو عثمان کے
حق میں اوسوقت دعا کیجاتی تھی پس یہہ لعن بوجہ حب عثمان دشمنی کے سبب عداوت
برس کامل جاری رہی اور اسی فرقہ کا نام ناصبی مشہور ہوا جو اطاعت معاویہ بوجہ
دشمنی خاندان نبوت حضرت علی و اولاد علی پر لعن کرتے تھے جواب از نام سنت الجماعت
نامزد ہین۔

۴۔ ان واقعات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ۴۰ھ ہجری سے جب فرقہ ناصبی و معتزلہ
و شیعہ کی تفریق شروع ہوئی اوسوقت باہمی عداوت کا آغاز ہوا اور ۵۱ھ ہجری
مین اوس عداوت کی میر معاویہ نے شیعونکے قتل اور غارت گری کا حکم دیکر مستحکم
کر دیا جو آجتک قایم ہے اور جو حکم امیر معاویہ نے شیعونکے قتل اور غارت گری کا اور
خدمت سے موقوف کر دینے کا اور انعام اور اکرام نہ دینے کا جاری کیا تھا اوس
حکم کی پیروی آجتک اہل سنت کرتے چلے جاتے ہین کوئی دوسرا فرض ادا ہو
یا نہو مگر حضرت معاویہ کی اس سنت کو ضرور ادا کرتے ہین اور جسطور سے ممکن ہوتا ہے
شیعونکے ضرر اور نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہین کرتے۔ اور اپنی حکومتون
اور ریاستون مین ہرگز ہرگز شیعونکو نوکر نہین رکھتے چنانچہ ریاست ٹونک و
ریاست بھوپال اسکے شاہد حال ہین۔ جہان شیعہ بتقیہ داخل ہوکر مشکل سے نوکر
ہوئے اور اس تقیہ نے اون شیعونکی اولاد کو بالکل فرقہ نواصب کا شریک و
ہم عقیدہ و ہم خیال بنا دیا اور ان صاحبان تقیہ کو بعد مرگ بھی نواصب ہی کے
عقیدہ کے مطابق غسل و کفن و دفن نصیب ہوا۔ اس قسم کے تقیہ کرنیوالے شیعون کا
حال بھی سخت افسوس کے لائق ہے جو محض ملازمت کے واسطے اسدرجہ تقیہ کرتے ہین

کہ اونکی موت بھی خراب ہوتی ہے اور اونکی اولاد بھی برباد ہوتی ہے اور سب سے زیادہ افسوس مجھکو ایک ذی علم شیعہ پر ہے کہ جو اپنے کو بنی فاطمہ کہتے ہین اور کسی ہندو کے مطبع مین شیعونکی کتابین ترمیم کرکے چھپوایا کرتے ہین۔ اور خوف خدا کی مطلق پرواہ نہین کرتے۔

۵۔ واقعہ نمبر۷ و نمبر۱۰ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اسدرجہ دشمنی تھی کہ وفات امام حسن علیہ السلام سے معاویہ اور اہل شام کو از حد خوشی ہوئی اور تکبیرین کہین۔ اور شہادت امام حسین علیہ السلام سے یزید پسر معاویہ کو خوشی ہوئی تھی۔ اور مقلدان امیر معاویہ و یزید ابتک ان دونون امامون کی شہادت کو باعث خوشی قرار دیتے ہین اور خوشی کرتے ہین اور یوم شہادت کو ضرور عمدہ عمدہ پارچہ زیب تن کرتے ہین اور خوشبو لگاتے ہین اور ناچ و تماشہ بغرض ادائی سنت یزید و معاویہ دیکھتے ہین جیساکہ تنقیح نمبر پنجم مین تصریح کی گئی ہے اس خوشی کا سبب یہی ہے کہ یوم شہادت امام حسین علیہ السلام کو یزید نے خوشی کی تھی اور خلافت یزید کو اہل سنت تسلیم کرچکے ہین اسلیے اپنے خلیفہ یزید و معاویہ کی سنت کو ادا کرتے ہین۔ اور جسطرح امیر معاویہ اور اونکے شرکا حضرت علی علیہ السلام کی عیب جوئی مین مصروف رہتے تھے اسیطرح مقلدان امیر معاویہ محبان علی کی عیب جوئی مین مصروف رہتے ہین اور جب کچھ نہین پاتے تو حسب تقلید بزرگان خود مندرجہ واقعہ نمبر۱۴ تاویلین کرکے اولاد علی پر الزام لگاتے ہین اور محبان علی کو گالیان دیتے ہین۔

۶۔ واقعہ نمبر۱۲ و نمبر۲۲ سے ثابت ہے کہ پانچ شخص اصحاب رسول سے بوجہ رفاقت حضرت علی مع حجر بن عدی کے اور امام نسائی بوجہ اظہار فضائل حضرت علیؑ کے قتل ہوئے۔ یہ انتہائے عداوت ہے۔ اور مقلدان معاویہ و یزید ابتک ان لوگون کی ایذا رسانی اور نقصان پر امادہ رہتے ہین جو مجالس مین فضائل حضرت

میں بیان کرنے میں سخل کا موقع تو بوجہ حکومت برٹش گورنمنٹ حاصل نہیں
ہوتا مگر گالی گلوچ دھینگا مشتی میں نالشات عدالت میں ان مجالس کو بدعت
سیہ کہنے میں لوگونکو ترغیب دیکر شرکت مجالس سے روکنے اور منع کرنے
میں کوتاہی بھی نہیں کرتے

۷- واقعہ نمبر ۱۳ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن بہت تھے اور
واسطے محرومی خلافت کے بڑا ہر عیب تلاش کرتے تھے مگر عیب تو کوئی نہ پاتے
تھے۔ البتہ اس عداوت کے نتیجہ میں براہ مکر و دنا بازی جنگ صفین واقع ہوئی
اور اسی دشمنی کے سبب حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو باستثنا معدودے چند
کسی نے قبول نہ کیا۔ اور چند صاحبونکی اعانت سے کار خلافت کا اجرا غیر ممکن تھا۔
پس امت نے امام وقت اور خلیفہ مطلق علی ابن ابیطالب سے روگردانی کرکے
اپنی مرضی سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور جن مسلمانون نے نافرمانی کی حکم
خدا اور حکم رسول کی اور دشمنی کی حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھ ان مخفین
مسلمانونکو آجتک مسلمان ہونے کا دعوی ہے اور اپنے مذہب کا نام سنت والجماعت
رکھا ہے گویا کہ اسلام کا دار و مدار دشمنی حضرت علی پر رکھا گیا ہے۔

۸- واقعات نمبر ۹ و نمبر ۱۲ و نمبر ۱۴ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کے حق میں کوئی
فضیلت ثابت نہیں ہوئی اور رسول خدا کی حدیث مستند سے بحوالہ طبری ثابت
کیا گیا ہے کہ امیر معاویہ غیر مسلم فوت ہونگے اور آتش دوزخ میں جلائے جاوینگے
پس مولوی محمد جہانگیر خان صاحب و دیگر اہل سنت کا یہ عذر کہ معاویہ نے وقت وفات
توبہ کی مخالف ہے حکم رسول اللہ صلعم کے اور اس عذر سے رسول خدا صلعم کی پیشین خبر
کی تکذیب ہوتی ہے اور تکذیب رسول بجز منکرین توحید و نبوت کے کوئی مسلمان
نہیں کرسکتا لہذا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا خدا اور رسول خدا کی نافرمانی ہے

اور سب سے اول جسنے نافرمانی کی وہ شیطان تھا اور اسی نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا

و۔۔ واقعہ منبر سے ثابت ہے کہ احکام آلہی و احادیث رسالت پناہی کے صحیح و صاف

مطالب بذریعہ تاویلات جو تبدیل کیے جاتے ہین وہ خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ ہی ہونگا

کی اون عداوتونکے پوشیدہ کرنے کو کہ جن عداوتونکے سبب حضرت علی علیہ السلام

خلافت سے محروم رہے گئے قتل کیے گئے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا امام حسین

علیہ السلام تہ تیغ کیے گئے تاکہ عوام مین اضطراب پیدا نہو اور خلفاء غیر مستحقین کی خلافت

کو زوال نہ آنے پاوے چنانچہ ان عداوتونکے اور حق تلفیونکے پوشیدہ کرنیکو قیاس

ہر مسئلہ مین علماء نے داخل کرکے بحث اور تقریرون مین گنجائش پیدا کی اور اصلاح

پر دین کی اوس حقیقت کو کہ جو ذریعہ نجات سمجھا جاتا تھا پوشیدہ کیا اور مذہب

کی اصلی بنیاد کو مٹا دیا اوسکی پیروی آجتک علماء اہل سنت کرتے چلے جاتے

ہین۔ تاکہ مذہب اہل سنت مین زوال نہ آنے پاوے۔

چنانچہ شرح عقاید نسفی مین اہل سنت کیواسطے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا گیا ہے

وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ لَمْ يَكُنْ مِنْ نِزَاعٍ فَلَهٗ مَحَامِلُ

تَاوِيلَاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ اِنْ كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْاَدِلَّةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ

خطاء صحابہ اگر باعث لعن وطعن ہو تو لازم ہے کہ تاویل کرکے صحابہ کو لعن طعن سے

محفوظ رکھنا چاہیئے۔ گرچہ وہ تاویل قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ اس حکم کے مطابق

اہل سنت نے اپنے ذمہ واجب کرلیا ہے کہ جن اصحاب کو خدا دوزخی کہتا ہے اور

جن اصحاب کی شان مین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ملائکہ دوزخ مین لیجاوینگے اون

اصحاب کی خطاؤنکو بہانہ کرکے جھوٹ بول کے پوشیدہ کرو تاکہ وہ لوگ لعنت سے

اور طعن سے محفوظ رہین۔ پس اہل سنت اصحاب دوزخی کو (بوجہ اعتقاد یا بوجہ

اسکے کہ اونھین کی اولاد مین سے ہین) جو افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہین طرفداری

کے سبب خود راست آذری کے باعث۔ اگر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام نہوتا تو مذہب اسلام اس دنیا سے گم ہو جاتا۔ مگر واقعہ شہادت نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور کنارہ پر لگا دیا۔

۱- واقعہ نمبر۱ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفہ رسول اللہ تھے اسیطرح امیر معاویہ و یزید بھی خلیفہ رسول اللہ تھے اور جسطرح مسلمانون نے بوجہ عداوت حضرت علی علیہ السلام کی جانب رجوع نہ کیا اور اپنی مرضی سے اول خلیفہ بنایا حضرت ابوبکر کو اونکے بعد حضرت عمر کو اوسکے بعد حضرت عثمان کو اسیطرح مسلمانون نے امیر معاویہ و یزید کو بھی خلیفہ بنایا تھا۔ کوئی فرق تعین خلافت حضرت ابوبکر و امیر معاویہ و یزید مین ظاہر نہین ہوتا جسطرح خلافت حضرت ابوبکر پر اجماع اور بیعت ہوئی اوسیطرح خلافت امیر معاویہ پر اجماع اور بیعت ہوئی اور جسطرح خلافت عمر پر اجماع اور بیعت ہوئی بذریعہ ولیعہدی حضرت ابوبکر اسیطرح خلافت یزید پر اجماع اور بیعت ہوئی بوجہ ولیعہدی معاویہ سکے کوئی فرق نہ تھا۔ پس اہل سنت کا اصول اجماع امت کے خلاف خلفا ثلاثہ کو راشدین کہنا ایک فعل عبث ہے اور بات بنائی ہے۔ چنانچہ واقعات مندرجہ ذیل سے ثابت ہوگا کہ علمار معتبرین نے خلافت و امامت معاویہ و یزید کو مثل خلافت خلفاء ثلثہ کے تسلیم کیا ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۶۷۸- اہل سنت وجماعت را صلح امام حسن دلیل است بر صحت امامت معاویہ۔

حیاۃ الحیوان دمیری صفحہ ۷۳- خِلَافَةُ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ قَالُوا لَمَّا خَلَعَ الْحَسَنُ نَفْسَهُ مِنَ الْخِلَافَةِ تَمَّ الْاَمْرُ لِمُعَاوِيَةَ وَاسْتَقَامَ لَهُ الْمُلْكُ وَصَفَتْ لَهُ الْخِلَافَةُ وَكَانَ قَدْ

[illegible] بایعہ اھل الشام ومخالف علیہ اھل العراق الی ان صالح الحسن
فاجتمع علی بیعتہ خلافت امیر المومنین معاویہ بن ابو سفیان کی جب کہ ترک کیا خلافت کو امام
حسن نے اور سپرد کیا معاویہ کو اور ہوگیا معاویہ خلیفہ اور بیعت لی اہل شام
سے بہ تحکم اور انکار کیا اوسکی بیعت سے اہل عراق نے (کیونکہ یہ لوگ شیعہ تھے)
یہانتک کہ راضی کر دیا اہل عراق کو امام حسن نے واسطے بیعت معاویہ کے پس اجماع
ہوگیا اوپر معاویہ کے۔

ابو شکور سلمی حاشیہ شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۰۲ ـ وَاَجْمَعْنَا اَنَّ الْخِلَافَۃَ لِمُعَاوِیَۃَ
بَعْدَ عَلِیٍّ وَصَالَحَ مَعَہُ الْحَسَنُ وَتَابَعَ جَمِیْعُ الصَّحَابَۃِ وَالْمُسْلِمُوْنَ
فَاَمَّا یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ بِاَنَّ خِلَافَتَہُ کَانَ
بِاسْتِخْلَافِ مُعَاوِیَۃَ وَتَبِعَہُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَغَیْرِھِمْ
فَمِنْ طَرِیْقِ الْقِیَاسِ اَنَّ طَاعَتَہُ کَانَتْ وَاجِبَۃً عَلَی الْحُسَیْنِ وَجَمِیْعِ
الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَنَّا نَقُوْلُ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ کَانَ عَالِمًا مِنْ غَیْرِ فِسْقٍ وَ
کَانَتْ فِیْہِ الدِّیَانَۃُ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ مُتَدَیِّنًا لَکَانَ لَا یَجُوْزُ الصُّلْحُ مَعَہُ فَلَمْ یُوْجَدْ
مِنْہُ سِوَی النَّبِیِّ ثُمَّ عَلِیٍّ صَالَحَ مَعَہُ لِاَنَّہُ کَانَ یَدَّعِی الْحَقَّ وَکَانَ عَادِلًا
فِیْمَا بَیْنَ النَّاسِ ثُمَّ بَعْدَ عَلِیٍّ کَانَ اِمَامًا عَادِلًا فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَفِیْ عَمَلِ النَّاسِ
اجماع کیا جمیع صحابہ و تابعین و کل مسلمانون نے خلافت و امامت معاویہ پر بعد
از علی و صلح امام حسن علیہ السلام کے اور جملہ تابعین و صحابہ و مسلمین نے تابعداری
کی معاویہ کی در باب خلافت یزید کے بعضون نے کہا ہے کہ خلافت یزید کی حق
تھی اسوجہ سے کہ باستخلاف معاویہ کے تھی۔ اور اطاعت کی صحابہ اور مسلمین نے
پس مقتضائے قیاس یہہ ہے کہ امام حسین کو اطاعت یزید کی واجب تھی اور
اس جگہ مین کہتا ہون کہ معاویہ عالم غیر فاسق تھا اور اوسمین دیانت تھی اور اگر

نہوتی ہرگز امام حسن فاسق سے صلح نہ کرتے اور بعد از علی معاویہ امام عادل و صالح و متقی تھے دین خدا میں۔

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ علماء اہل سنت معاویہ اور یزید کی خلافت اور امامت کو حق سمجھتے تھے اور کل صحابہ اور تابعین نے اور جملہ مسلمانوں نے خلافت معاویہ و یزید پہ اجماع کرکے بیعت کی اور ہر عالم اہل سنت نے جابجا ذکر معاویہ و یزید میں معاویہ و یزید کو لقب خلیفہ اور امام و امیر المومنین کے ساتھ نامزد کرکے لکھا ہے ان دونوں کو بادشاہ کے نام سے کسی نے کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے اگر یہہ لوگ پادشاہ تھے اور خلافت ختم ہوگئی تھی عثمان یا امام حسن علیہ السلام پہ تو پھر معاویہ اور یزید کے نام سے لقب خلیفہ و امام و امیر المومنین ساقط ہوکر لفظ سلطان لکھا جانا چاہیئے تھا۔ مگر آجتک اہل سنت کی تصنیفوں اور تالیفوں میں ذکر معاویہ اور یزید میں لقب خلیفہ و امام و امیر المومنین استعمال ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کی کل کتابوں سے ثابت ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ میں کل اصحاب اور تابعین اور مسلمان معاویہ کو خلیفہ و امام و امیر المومنین کے لقب سے پکارتے تھے اور اسیطرح یزید کو لقب خلیفہ و امام و امیر المومنین سے پکارتے تھے لقب سلطان سے کبھی کسی نے معاویہ اور یزید کو نہیں پکارا۔ اگر یہہ دونوں بقول مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے بادشاہ تھے خلیفہ نہ تھے تو از نام خلیفہ و امام و امیر المومنین کیوں نامزد ہوے اور مثل سلاطین اسلام بول از نام سلطان کیوں نا نامزد نہوسے۔ اور بادشاہ کیواسطے اجماع امت اور کرنے بیعت کی کیا ضرورت تھی سلاطین شرکی کیواسطے کبھی اجماع امت اور بیعت نہیں ہوئی۔ بلکہ اجماع امت اور بیعت کا طریقہ جاری ہوا زمانہ خلافت حضرت ابوبکر سے اور اوسی اصول پہ اصحاب و تابعین و مسلمین نے خلافت معاویہ و یزید پہ بھی اجماع کرکے بیعت

کی ہین کوئی فرق اور کوئی امر مابہ الامتیاز درمیان حضرت ابوبکر و حضرت عمر و
حضرت عثمان و امیر معاویہ و یزید کے ایسا معلوم نہین ہوتا کہ جسکے سبب سے
خلفاء ثلثہ تو خلیفہ برحق سمجھے جاوین اور معاویہ و یزید بادشاہ خیال کیے جاوین
اگر بادشاہ ہین تو حضرت ابوبکر و معاویہ و یزید پانچون بدرجہ مساوی بادشاہ ہین
اور خلیفہ ہین تو پانچون بدرجہ مساوی خلیفہ ہین - اسکے ثبوت مین ایک تازہ شہادت
اور بھی لکھے دیتا ہون - گو اس شہادت کے لکھنے سے طوالت تو ہے مگر میرے
فیصلہ کو استحکام ہوتا ہے -

رؤسا قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ ملک اودھ جو مذہب سنت الجماعت مین سخت متعصب
مشہور ہین انہین کے جناب مولوی مسیح الدین صاحب نے جو ایک مشہور رئیس اور
مذہب اہل سنت کے ایک مشہور عالم ہین - ایک کتاب از نام تاریخ الخلفاء
تصنیف فرمائی ہے یہ کتاب اردو زبان مین ہے اور ۱۳۰۶ھ ہجری مین بار
اول طبع ہوئی ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ سے عبارت مندرجہ ذیل نقل
کیجاتی ہے -

نقل عبارت مندرجہ کتاب تاریخ الخلفاء مصنفہ جناب مولوی مسیح الدین صاحب

ہمارا عقیدہ بہ تقلید اکثر علماء اہل سنت کے یہہ ہے کہ بعد استقرار خلافت کے حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ پر جب حضرت سبط اکبر حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ و سلام اللہ علیہ نے اونکے
ہاتھ پر بیعت کی کسی حرکت بد قابل انکار کا اونسے صادر ہونا بروایت صحیح متواتر یا
مشہور ثابت نہین ہے - الا دو امر - ایک بعد وفات سبط اکبر علیہ السلام کے یزید کا
اپنی حالت حیات مین ولیعہد مقرر کرنا باوصف اوسکے ابتلا کے معاصی مین تو ممکن ہے
کہ وہ اونکی حیات مین معاصی کا مرتکب نہو یا محبت فرزندی نے اسکے عیوب سے

نا پسند کرتا ہو۔ اور دوسرے امر کے ذکر کو ہرگز جی نہین چاہتا۔ مگر منصب امیر معاویہ
جو اختیار کیا ہے اسنے اوسکے ذکر پر مجبور کیا ہے یعنی بمعاوضہ و بدلے مین جو سب
اور لعن کی خطبون مین غیر مستحقین پر (یعنی علی علیہ السلام پر اور اولاد علی علیہ السلام
پر بعضون نے راہ نکالی جو طریقہ سارے خلفاء بنی امیہ مین عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ
کے وقت تک جاری رہا البتہ نہایت قابل نفرت و انکار ہے اور ہمکو یقین ہے
کہ وہ اپنے دل مین خوب سمجھتے تھے کہ بموجب مضمون حدیث شریف کے سب
اور لعن غیر مستحق پر خود ساب اور لاعن پر پلٹ آتی ہے۔ باوصف اسکے
شدت طمع خلافت اور سلطنت اور مصلحت عظمیٰ ریاست جو اونکے دل مین تھی اوسنے
اس ظاہری غیر قلبی سب ولعن کے عیب سے اونکو اندھا کر رکھا تھا۔ یعنی اونکی
سمجھ یہہ تھی کہ اگر وہ عیوض نہ لے سکے تو اون کے معاون اور انصار مبادا یہہ
سمجھین کہ وہ مستحق سب ولعن کے ہین بخلاف طرف ثانی کے تو سلطنت اور حکومت
مین فتور واقع ہوگا۔ اب یہان ہمکو سخت تعجب ہو کہ جناب امیر المومنین اسد اللہ
الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے کیون سب ولعن اعدا مخالفین
پر فرمائی فقط۔

مولوی مسیح الدین صاحب کی اس تحریر سے چند باتین ثابت ہوتی ہین۔

۱۔ امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر خود بھی لعن کرتے تھے اور امیر معاویہ نے

ہر خطبہ مین اس لعن کی راہ نکالی اور یہہ طریق لعن کرنیکا زمانہ خلافت عمر ابن عبد العزیز
تک جاری رہا۔

۲۔ مولوی مسیح الدین صاحب اقرار کرتے ہین کہ امیر معاویہ کا یہہ طریقہ قابل
نفرت ہے۔ اور اسی لفظ نفرت کو تبرا کہتے ہین جو شیعہ کرتے ہین اور جب خود

علماء اہل سنت حضرت معاویہ کے ساتھ اظہار تبرا کریں تو پھر شیعون پر کیون الزام دیا جاتا ہے۔

۳- معاویہ کا فعل سب ولعن دل سے نہ تھا - بلکہ بغرض معاوضہ تھا -

۴- لعن لاعن پر پلٹ آتی ہے - اس حدیث سے حضرت معاویہ واقف تھے -

۵- حضرت علی علیہ السلام اپنے اعدا اور مخالفین پر لعن کیا کرتے تھے -

یہ اقرار مولوی مسیح الدین صاحب کا زبان اردو مین ہے اسمین نہ گنجایش تاویل ہے نہ معنے کے تغیر تبدل کا موقع - اب مولوی محمد جہانگیرخان صاحب ارشاد فرماوین کہ امیر معاویہ نے جو رسم لعن بعد ہر خطبہ جاری کی تھی اور تمام ممالک اسلام مین یہ طریق بحکم معاویہ جاری رہا اور اس طریقہ لعن مین تمامی اصحاب انصار وعبد اللہ ابن عمر وعبد اللہ ابن زبیر وغیرہ نے معاویہ کی شرکت کی تو یہ لعن معاویہ پر اور شرکاء معاویہ پر پلٹی یا نہین پلٹی اگر پلٹی تو لعن کے معنی ہین رحمت خدا سے دور ہونے کے تو ظاہر ہے کہ اس لعن کے پلٹنے سے معاویہ اور ان کے وہ تابعین کہ جنھون نے خلافت معاویہ پر اجماع کیا اور شریک لعن ہوئے لعن کے پلٹنے پر رحمت خدا سے دور ہو کر داخل نار ہوئے یا نہین اور جو لوگ رحمت الٰہی سے محروم ہون وہ رضی اللہ عنہ و رحمت اللہ علیہ کیونکر قرار پا سکتے ہین - دوسرے جب حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دشمنون اور مخالفون پر لعن کی تو ان حضرت کے پیرو اور مقلد او معتقد وہی لوگ قرار پاوینگے جو پیروی کرین انکے قول اور فعل کی اور دشمنان علی اور اولاد علی پر شیعہ سب ولعن کرتے ہین جو خاص پیروی ہے حضرت علی علیہ السلام کی اسلیئے حضرت علی علیہ السلام کے پیرو اور معتقد بجنز فرقہ شیعہ کے کوئی دوسرا فرقہ قرار نہین پا سکتا - اور دشمنان علی و مخالفان علی کو رضی اللہ عنہ و رحمت اللہ علیہ اہل سنت کہتے ہین اسلیے اہل سنت کا شمار

دشمنان علی ہین ہو گا نہ دوستان علی ہین ۔ پس اہل سنت کا حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا اقرار کرنا بظاہر کم علمون اور جاہلون کو دھوکا دینا ہے یا کچھ اندرونی بھید ہے ۔ امام سے صدور خطا محال ہے اگر دشمنون اور مخالفون پر حضرت علی علیہ السلام کے لعنت کرنا حکم الٰہی کے خلاف ہوتا تو وہ حضرت اپنے دشمنون اور مخالفون پر کبھی لعن نہ کرتے پس بموجب پیروی حضرت علی علیہ السلام اگر شیعہ دشمنان ومخالفان علی و اولاد علی علیہ السلام پر جو سب ولعن کرتے ہین اسمین قباحت کیا ہے ۔ چوتھے مولانا عبد العزیز شاہ صاحب محدث دہلوی کتاب سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ امام حسن علیہ السلام کو یزید نے زہر دلوایا ۔ اور امام حسن علیہ السلام زمانہ حیات حضرت معاویہ مین زہر سے شہید ہوئے ہین جنکی خوشی مین امیر معاویہ اور اہل شام نے تکبیر کہین ۔ و معاویہ نے کہا کہ ایک چنگاری تھی وہ خاموش ہو گئی اور اقرار کیا کہ بنی فاطمہؑ کی موت سے میرے قلب کو راحت ہوئی ہے ۔ اہل علم پر جو معاویہ نے یزید کو ولیعہد کیا یہ سارے ثبوت دشمنی علی و اولاد علی کے ہین یا دوستی علی و اولاد علی کے اور دشمن علی رسول اللہ کا اور خدا کا دشمن ہے یا نہین اور دشمن خدا و دشمن رسول کافر ہوتا ہے یا مومن رضی اللہ عنہ ۔ پس جس قسم کی دوستی معاویہ اور اہل شام کو حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھ تھی اوسی قسم کی دوستی اہل سنت کو حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھ ہے چونکہ مذہب اہل سنت کا طبعی ہے جو ہجرت رسول خدا صلعم کے سوا سو برس کے بعد دوسری صدی ہجری مین جاری ہوا ہے جب اونکے پیشوا اون پر الزام دشمنی ثابت ہونے لگتا ہے تو حالت اضطراب مین دیفدگاشتی پر تیار ہو جاتے ہین جواب دینے کی تو قدرت نہین رکھتے حالت اضطراب مین جو کچھ منھ مین آتا ہے کہدیتے ہین اور جو خیال پیدا ہوتا ہی

الگ معد تیے ہین آیندہ اور گزشتہ کا مطلق خیال نہین رکھتے۔ نہ اصول دینہ کا لحاظ رکھتے ہین۔پس اس تنقیح کے فیصلہ مین مجھکو اسبات کے ظاہر کرنے مین اور فیصلہ دینے مین کچھ بھی تامل نہین۔کہ معاویہ اور یزید علی اور اولاد علی علیہ السلام کے قلبی دشمن تھے اسلیئے اونکے معتقد بھی جواونکی امامت اور خلافت کو حق جانتے ہین اور اونکو رضی اللہ عنہ کہتے ہین یقیناً خاندان نبوت کے قلبی دشمن ہین اور دشمنان حضرت علی کا دشمن خدا اور دشمن رسول ہونا مین اسکے قبل احادیث نبوی سے ثابت کر چکا ہون اور آیات قرآنی سے ظاہر کر چکا ہون کہ اونپر خدا نے دین و دنیا مین لعنت کی ہے اور مستحق عذاب سخت کا فرمایا ہے۔پس امیر معاویہ کی نسبت اختلاف باہمی کا سبب یہی ہے کہ امیر معاویہ علیؑ و اولاد علی کے دشمن قلبی تھے جیساکہ مذکورہ بالا وجوہات سے ثابت ہے اور اہل سنت معتقد ہین امیر معاویہ کے اور شیعہ معتقد ہین علی و اولاد علی کے بدینوجہہ ان دونون فرقون کے اعتقادات مین فرق ہے اور شیعہ حق پر ہین۔

تنقیح نمبر ہفتم

باہم خلفاء ثلثہ و حضرت علی و جناب سیدہ اتحاد تھا یا اختلاف اور صدیق اکبر ہونیکا شرف کسکو حاصل ہے

شیعہ اور سنیونکے نزاع باہمی کا تصفیہ اسی ایک تنقیح کے فیصلہ سے ممکن ہے اگر دونون فریق اسپر غور فرماوین۔

تنقیح نمبر دوم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم بار بار علی ابن ابیطالب کے حق مین فرما چکے ہین کہ علی بعد میرے ہر مومن اور مومنہ کا والی یعنی آقا و سردار ہے اور جس شخص نے دوست رکھا

علی کو اوسنے دوست رکھا خدا اور رسول خدا کو - اور جسنے بغض کیا علی سے اسنے
بغض کیا خدا اور رسول خدا سے - علی امیر المومنین و امام المتقین و گمراہون کے
برباد کرنے والے ہین - علی کا موںنہ دیکھنا داخل عبادت ہی علی بہترین خلق ہین
اور تمام امت سے افضل ہین اور نور سے پیدا ہوئے ہین اور گناہون سے
طیب و طاہر ہین - اور شک کرنیوالا کافر ہے - کل انبیا اقرار توحید باریتعالی
و اقرار نبوت محمد صلعم و اقرار ولایت علی پر مبعوث برسالت ہوئے اور تنقیح نمبر
چہارم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کردیا گیا ہی کہ پروردگار عالم نے
علی و فاطمہ و حسن و حسین کی محبت کل امت پر واجب کی ہے - اور علما معتبرین اہلسنت
نے اقرار کیا ہے کہ ان چارون بزرگون کا رتبہ تمام خلقت سے اعلی اور افضل ہے
اور انکے واسطے بہت بڑا شرف یہ ہے کہ ہر نماز مین ہر مسلمان اقرار توحید
و اقرار نبوت کے بعد اول جناب محمد پر درود پڑھتا ہے اور اونکے بعد آل محمد پر
یہہ شرف نہ کسی اصحاب کو حاصل ہوا نہ ازواج کو نہ کسی دوسرے مسلمان کو -
پروردگار عالم نے ان چارون بزرگون کا بذریعہ آیہ تطہیر طیب و طاہر و معصوم
ہونا ظاہر کردیا - جناب رسالتمآب صلعم نے امت کو وصیت کی کہ مین اہلبیت
اپنے تمہارے درمیان چھوڑتا ہون انکی فرمانبرداری کرنا اور جو شخص آنسے
روگردانی کریگا دوزخ مین جاویگا - پھر آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اہلبیت مثل
کشتی نوح کے ہین جو شخص سوار ہوا یعنے جسنے اطاعت کی اور فرمانبرداری کی
وہ نجات پاویگا اور جسنے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا یعنی نجات سے محروم ہوا -
پھر فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ اہلبیت میرے باعث امان دنیا ہین
یعنی میرے بعد اگر میرے اہلبیت دنیا مین نرہین تو امن خلائق قایم نہ رہے
اور اہلبیت کی تخصیص آنحضرت نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کے ساتھ الفاظ صاف

وضاحت مین کر دی ہے کہ جس مین گنجایش بحث و گنجایش تاویل بھی باقی نہ رہی
اور بجز ان چارون بزرگون کے کسی پانچوین کو داخل اہلبیت نہ فرمایا۔
اور تنقیح نمبر ششم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ فرمایا
جناب رسولخدا صلعم نے کہ مین ڈرانے والا خلق کا ہون اور علی ہادی امت ہین
علی ساتھ قران کے ہے اور قران ساتھ علی کے ہے یعنی مطابق قران کے
بجز علی کے کوئی دوسرا امت کی رہنمائی نہین کرسکتا اور رتبہ قران کا اور علی کا
بدرجہ مساوی ہے۔ پھر فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا دوست رکھنے والا مومن ہے
اور علی سے دشمنی کرنے والا منافق ہے اور پھر فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا دوست
میرا اور خدا کا دوست ہے اور علی کا ایذا دینے والا میرا اور خدا کا ایذا دینیوالا
ہے اور میرا اور خدا کا ایذا رسان کافر ہے۔

علی اور فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے فضائل بہت ہی مختصر واسطے تقویت
فیصلہ مین نے لکھدئے ہین ورنہ قران اور حدیث سے بکثرت فضائل ان
بزرگون کے ظاہر ہوتے ہین اور معتبرین علماء اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ
مثل ان چارون بزرگون کے کسی اصحاب کو اسلام مین فضیلت حاصل نہین ہے
لہذا بموجب ارشاد خدا و رسولخدا ہر مسلمان پر واجب ہوئی اطاعت و فرمانبرداری
علی و فاطمہ و حسن و حسین کی پس جن لوگون کے ساتھ علی و فاطمہ و حسن و حسین اتحاد
کرین اور جسکو اچھا جانین ہم پر بھی واجب ہے کہ اوسکو اچھا کہین اور اوسکی فرمانبرداری
دل و جان سے کرین۔ اور یہی شرط اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اور جس
کسی سے علی و فاطمہ و حسن و حسین نفرت کرین اور جسکو برا جانین اور جسکو اپنا دشمن
سمجھین ہم پر بھی واجب ہے کہ اوس سے نفرت کرین اوسکو برا جانین اور
بوجہ دشمنی علی و فاطمہ و حسن و حسین اوسکو دشمن خدا اور دشمن رسول سمجھکر اوسکو

منافق سمجھیں اور اوسکے مسلمان ہونیکا یقین نہ کریں۔ اس اعتقاد کا مخالف محب علی یا محب اہلبیت نہیں قرار پا سکتا۔ بلکہ ایسے لوگوں کا شمار منافقوں میں ہوگا۔ اس معاملہ میں مولوی جہانگیر خانصاحب کی تحریرات مندرجہ ذیل قابل غور رد نالق فیصلہ ہیں۔

۱۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۳۸۔ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر خلیفہ برحق کے عذر معقول کو بدل وجان قبول فرمایا اور فوراً رنج بشری کو اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے نکال ڈالا۔

۲۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۳۔ اقرار فضیلت سیدۃ النساء کا کمال عذر خواہی حضرت صدیق اکبر کی ہے اسپر بھی کینہ رکھنا جناب معصومہ کا محض خلاف شان معصومیت و رحمت کے ہے۔ اور یہ بات بھی دور از قیاس ہے کہ خاتون جنت نے تھوڑی سی حرث دنیا کے لیئے اسقدر رنج کیا ہو کہ تا زندگی دور نہوا۔

۳۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴۔ باوصف علم حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے سیدہ نے (یعنی جناب فاطمہ نے) اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے کیوں نہ صاف کیا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔

۴۔ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۹۷۔ جب حضرت علی نے سنا کہ جملہ مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت پر اتفاق کیا نہایت ہی شتابی کے ساتھ اپنے دولت خانہ جنت آشیانہ سے باہر تشریف لائے سوائے تہہ بند شریف کے کوئی پارچہ بدن اقدس پر نہ تھا چنانچہ اوسی حالت میں آنجناب نے صدیق اکبر کی خدمت میں پہونچکر فرط شوق سے بیعت کی۔

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریرات سے چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ یہہ کہ حضرت ابوبکر نے جناب فاطمہ کے رضامند کرنے کو عذر خواہی کی۔ اس سے

ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر جناب فاطمہ کی ناراضی کو محرومی نجات کا باعث سمجھے تھے کیونکہ جناب رسول خدا کی یہہ حدیث متفق علیہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ایذا پہونچاتا ہے فاطمہ کو وہ ایذا پہونچاتا ہے مجھکو۔ اور رسول اللہ کے ایذا رسان کے واسطے سورہ احزاب مین صاف حکم ہے کہ وہ دوزخی ہے۔

۲- جناب فاطمہ کو مولوی صاحب ممدوح نے معصومہ لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت بھی جناب فاطمہ کا معصوم ہونا تسلیم کرتے ہین اور جب جناب سیدہ معصوم قرار پائین تو علی و حسنین کا معصوم ہونا بھی ثابت ہوگیا کیونکہ یہہ چارون بزرگ ایک آیہ تطہیر کے ذریعہ سے معصوم ہوے تھے۔ اور معصوم سے صدور خطا محال ہے۔

مولویصاحب ممدوح نے واقعہ صفائی حضرت ابو بکر و جناب فاطمہ بالکل غلط لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتابون سے بالکل ناواقف ہین مین اوسکے ثبوت مین صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی تحریر ذیل مین نقل کرتا ہون جس سے ثابت ہوگا کہ جناب فاطمہ تا دم مرگ حضرت ابو بکر سے ناراض رہین اور حضرت علی علیہ السلام کو ممانعت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ پر ابو بکر نہ آنے پاوین نہ نماز جنازہ پڑھنے پاوین۔ اور مولویصاحب ممدوح نے بیعت حضرت علی علیہ السلام کا حال بھی تمامی معتبرین علماء اہل سنت کے اقرارون کے خلاف لکھا ہے۔ روضۃ الصفا مین ایسا کوئی ذکر نہین ہے۔ بلکہ صاحب روضۃ الصفا و اعثم کوفی و کامل ابن اثیر وغیرہ کل علماء معتبرین بالاتفاق اسبات کو کہتے ہین کہ جب سب اصحاب و انصار دست ابو بکر پر بیعت کر چکے تو سب کے بعد حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے طلب ہوے آپ نے مجلس حضرت ابو بکر مین پہونچکر بیعت سے انکار کیا اور دعوے

خلافت ہوئے اور حضرت ابوبکر نے بغیر لئے بیعت کے حضرت علی علیہ السلام کو دبا
بائے دیا۔ اسکا مختصر حال تنقیح نمبر پنجم مین کیا گیا ہے اور صحیح مسلم و صحیح بخاری
مین بھی جو اہل سنت مین بعد قرآن کتب معتبر تسلیم کیجاتی ہین یہی اقرار کیا گیا ہے
اور ہین نے لکھا البتہ تعین خلافت حضرت ابوبکر کے چھ ماہ کے بعد حضرت علی
علیہ السلام کا بیعت کرنا ظاہر کیا گیا ہے۔

عبارت صحیح مسلم و صحیح بخاری کی یہ ہے۔

صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۱ - عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ اِنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ اِلَى أَبِي
بَكْرٍ يسأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ
وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ اِنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا نُوْرِثُ
مَا تَرَكْنَا هُ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّي وَاللهِ
لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ رَسُولِ اللهِ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ
رَسُولِ اللهِ وَلَاعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللهِ فَاَبَى اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَدْفَعَ
اِلٰى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ قَالَ
فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ سِتَّةَ
اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَا بَكْرٍ
وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ جِهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ
فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اِسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ اَبِيْ بَكْرٍ
وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ
اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَاتِنَا مَعَكَ اَحَدٌ كَرَاهِيَةً لِحَضَرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
فَقَالَ عُمَرُ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَاللهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَسٰهُمْ
اَنْ يَفْعَلُوْا اِنِّيْ وَاللهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى آخِرِهٖ

بخاری جلد ششم صفحہ ۴۳۰ مین بھی بجنسہٖ تشریح صدر تحریر ہے۔
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے تین شئ کی
استدعا کی۔ اول میراث۔ دوم زمین فدک۔ سوم خمس۔ حضرت ابوبکر نے ان
تینون شئ کے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم کل
گروہ انبیا ترکہ نہین چھوڑ جاتے ہین۔ بلکہ مال صدقہ یعنی خیرات ارباب مستحقین کا
ہے۔ یہہ سنکر جناب فاطمہ غضبناک ہوئین اور ہجران کیا اور حضرت ابوبکر سے
گفتگو ترک کردی اور تا وقت وفات خود حضرت ابوبکر سے ناراض رہین اور
گفتگو نہ کی اور زندہ رہین وفات رسول اللہ کے بعد چھ ماہ تک اور دفن کیا انکو
بوقت شب اونکے شوہر علی ابن ابیطالب نے اور جناب فاطمہ نے منع کردیا تھا
کہ میرے جنازہ پر ابوبکر نہ آنے پاوین اور نماز جنازہ نہ پڑھنے پاوین اور
تا زمانہ حیات جناب فاطمہ حضرت علی علیہ السلام کا وقار اور وجاہت تھی اور
وفات جناب فاطمہ کے بعد لوگونکے رخ اون حضرت کی جانب سے برگشتہ ہوگئے۔
پس حضرت علیؑ نے اوسوقت مین پیغام صلح کیا اور اوسوقت تک حضرت علی علیہ السلام
نے بیعت نہ کی تھی جب حضرت علی علیہ السلام نے واسطے صلح کے پیغام بھیجا حضرت
ابوبکر کے پاس کہ تم تنہا میرے پاس آؤ دوسرا کوئی تمھارے ساتھ نہ آوے یعنی
مجھے کراہیت ہی ملاقات سے حضرت عمر کے یہہ سنکر حضرت عمر نے قسم کھائی خدا کی
اور منع کیا حضرت ابوبکر کو کہ تنہا نہ جاؤ مگر اس بات کو حضرت ابوبکر نے قبول نہ کیا
اور تنہا گئے پاس علیؑ ابن ابیطالب کے۔ اور فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے
حضرت ابوبکر سے کہ اتنے روز تک مین نے بیعت سے اسلیئے انکار کیا کہ خلافت مین
میرا حق ہے یہ سنکر حضرت ابوبکر آبدیدہ ہوے پھر فرمایا اون حضرت نے کہ وعدہ
بیعت ... زفردار ہے۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے زیادہ معتبر کوئی کتاب اہل سنت مین نہین ہے
پس روایت صحیح مسلم وصحیح بخاری سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب فاطمہ تادم
مرگ حضرت ابوبکر سے ناراض رہین اور کبھی ہمکلام نہوئین اور اسقدر بیزار
تھین کہ وصیت کر مرین کہ میرے جنازہ پر حضرت ابوبکر نہ آنے پاوین نماز جنازہ
پڑھنے پاوین لیکن مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اپنے مذہب کی معتبر کتابون کے
بھی خلاف کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۳۸ مین تحریر فرماتے ہین کہ باہم جناب فاطمہ
حضرت ابوبکر کے صفائی ہوگئی اب نہ معلوم کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اس
معاملہ مین کاذب ہین یا مسلم اور بخاری کاذب ہین اسکا فیصلہ خود مولوی صاحب
ممدوح کردین شیعہ تو ہر حال مین ڈگری پاوینگے خواہ مسلم وبخاری کاذب قرار
دئے جاوین یا مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کاذب ٹھیرائے جاوین۔
کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب مسلم وبخاری سے تو ثابت ہوگیا کہ
جناب فاطمہ تادم مرگ حضرت ابوبکر سے ناراض رہین تو برہنا اس ثبوت کے
حضرت ابوبکر رسول اللہ صلعم کے ایذا دہندہ قرار پاوینگے یا نہین اور رسول کا
ایذا دہندہ احکام الٰہی واحادیث رسالت پناہی کے مطابق زمرۂ مومنین مین
شمار ہوگا یا زمرۂ منافقین مین اور منافق ناجی ہوتا ہے یا ناری اسکا فیصلہ آپ
خود کردین مین اس فیصلہ کا بدل مشتاق ہون۔ دوسرے یہ بھی تحریر فرمائیے کہ
آپ نے جو کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴ مین تحریر فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ نے
حضرت ابوبکر کے کینہ کو دل سے کیون نہ نکالا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے
کینہ رکھنا کفر ہے۔ تو اب فرمائیے کہ جناب فاطمہ حق پر تھین یا حضرت ابوبکر۔ اگر
حضرت ابوبکر خلیفہ برحق تھے تو انکے مسلمان صادق ہونے مین جائے گفتگو
نہین۔ ایسی حالت مین بقول آپ کے جناب فاطمہ پر الزام کفر عاید ہوتا ہے

کیونکہ اونھون نے حضرت ابو بکر سے افضل مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ
کینہ رکھا اور یہی حالت کینہ مین بقول مسلم و بخاری قضا فرما گئین۔ اور اگر جناب سیدہ حق پر
تھین تو حضرت ابو بکر مسلمان نہین قرار پا سکتے اگر وہ مسلمان ہوتے تو جناب فاطمہ اونسے
ہرگز کینہ نہ رکھتین کیونکہ بقول آپ کے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ کینہ رکھنا کفر ہے
آپ فرمائیے کہ ہم پیروی جناب فاطمہ کی کرین یا حضرت ابو بکر کی مگر مولوی صاحب جو شخص
کہ شیطر نجات عقبیٰ دین اسلام کو اختیار کیے ہوے ہے اور اسلام کو حق جانتا ہے وہ تو جناب
فاطمہ کی پیروی کریگا۔ جنکی محبت پروردگار عالم نے تمام امت پر واجب کی ہے اور
رسول خدا نے مرتبہ جناب فاطمہ کا قرآن کے مساوی تبلا دیا ہے اور جنکے نام پر بعد ہر
نماز کے آخر تشہد مین درود پڑھنے کا حکم ہے۔ اور جنکی پیروی کی رسول خدا صلعم نے
وصیت کی ہے۔ بمقابلہ جناب فاطمہ کے حضرت ابو بکر کی پیروی کوئی مسلمان ہرگز
نہین کر سکتا۔ کیونکہ نہ حضرت ابو بکر کی محبت مثل جناب فاطمہ امت پر واجب کی اور
نہ حضرت ابو بکر کا رتبہ مثل جناب فاطمہ رسول خدا نے مساوی قرآن ظاہر کیا نہ
حضرت ابو بکر کیواسطے مثل جناب فاطمہ ہر نماز مین تشہد کے اخیر پر درود پڑھنے
کا حکم دیا۔ نہ رسول خدا صلعم نے مثل جناب فاطمہ کے حضرت ابو بکر کی پیروی
کے واسطے امت کو وصیت کی۔ نہ حضرت ابو بکر کی ایذا رسانی سے جناب رسولخدا
کو ایذا پہونچتی ہے جیسا کہ جناب فاطمہ کی ایذا سے رسول خدا کو ایذا پہونچتی ہے
لہذا اس بنا پر شیعونکو مین ڈگری اسبات کی دیتا ہون کہ جناب فاطمہ کی پیروی
رسولخدا کی پیروی کے برابر ہے کچھ فرق نہین اور جسقدر کینہ اور نفرت جناب
فاطمہ کو حضرت ابو بکر کے ساتھ تا دم مرگ رہا اوسیقدر کینہ و نفرت ہر مسلمان کو حضرت
ابو بکر کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جس شخص کے ساتھ جناب فاطمہ کو اسدرجہ کینہ
نفرت ہو کہ نماز جنازہ تک کی اجازت نہ دین اوس شخص کی فرمانبرداری کرنا یا اوس

شخص کو اپنا پیشوا بنانا دشمنان جناب فاطمہ کا کام ہے کسی مومن مسلمان کا کام نہین ہے۔

نمبر ۲۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تا یوم وفات جناب فاطمہ حضرت ابوبکر کی بیعت نہین کی اور تاریخ حصول خلافت حضرت ابوبکر کے چھ ماہ کے بعد جناب فاطمہ نے وفات پائی پس چھ ماہ تک تو حضرت علی علیہ السلام کے بیعت نہ کرنے کا اقرار مسلم و بخاری کو بھی ہے اور اہل سنت مین مسلم اور بخاری سے زیادہ معتبر کوئی دوسری کتاب نہین ہے مگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اپنی کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۰۴ مین مسلم اور بخاری کے بھی خلاف تحریر فرماتے ہین کہ جس روز حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اوسی روز خبر بیعت سنکر حضرت علی علیہ السلام کو واسطے بیعت کے اس درجہ اضطراب ہوا کہ جسم اطہر کو پارچہ ضروری سے بھی پوشیدہ نہ کیا اور نہ برہنہ تن صرف تہ بند باندھے ہوئے مجلس خلیفہ مین پہونچے اور بڑے اشتیاق سے ساتھ بیعت کی۔ اب نہ معلوم کہ اس واقعہ نویسی مین مسلم و بخاری کاذب ہین یا مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کاذب ہین۔ بہرحال انمین سے کوئی نہ کوئی ضرور کاذب ٹھہریگا اور شیعوں کو ڈگری ملیگی۔ اسکا فیصلہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی راے پر چھوڑا جاتا ہے اور افسوس ظاہر کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کو کسدرجہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی ہے کہ بنظر توہین یہانتک لکھدیا کہ مجلس خلیفہ مین وہ حضرت کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ برہنہ واسطے بیعت کے تشریف لے گئے۔ حالانکہ مسلم و بخاری و تمامی علماء معتبرین اہل سنت بالاتفاق اقرار کر رہے ہین کہ جب کل مہاجرو انصار دست حضرت ابوبکر پر بیعت کر چکے تو حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے طلب کیے گئے اور اون حضرت نے بیعت سے انکار کیا اور

فرمایا کہ حقدار خلافت مین ہون اور بغیر کرنے بیعت کے واپس چلے آئے۔ جسکا
مختصر حال تنقیح نمبر پنجم مین لکھا گیا ہے۔ ان معتبر اقرارون کے خلاف مولوی
محمد جہانگیر خان صاحب نے ایک جدید اجتہاد اجراد فرمایا ہے کیون نہو۔ اگر بدر
نتواند تدبیر تمام کند + امیر معاویہ کے اجتہاد نے تو آل رسول کی دشمنی کو اس درجہ
ترقی دی کہ ہر مسجد مین علی اور اولاد علی علیہ السلام پر مثل ذکر آلہی علانیہ لعنت ہو
لگی اب دیکھین کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اجتہاد کونسا رنگ پیدا کرتا ہے
چوتھے مسلم اور بخاری کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ وفات جناب سیدہ کے بعد لوگو
کے رخ حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ اور جو وجاہت
او ر وقار آن حضرت کا حیات جناب سیدہ مین تھا وہ بعد وفات جناب سیدہ باقی نہ ر
لہذا بمجبوری جناب امیر کو صلح کرنی پڑی۔ کیونکہ چھ ماہ تک آپ بغیر کرنے بیعت کے
ایک حال پر قایم رہے اور امت پر اپنا استحقاق خلافت ظاہر کرتے رہے
جب باستثنای چند کس کے امت نے خلیفہ برحق کیجانب رجوع نہ کیا تو بمقتضا ے
مصلحت وقت آپ کو صلح کرنی پڑی اگر صلح نہ کرتے تو جسقدر خونریزی قتل حضرت
عثمان کے بعد ہوئی اور جنگ جمل وجنگ صفین و واقعہ کربلا کی نوبت پہونچی یہ نو
زمانہ خلافت حضرت ابو بکر ہی مین پہونچ جاتی۔ اور امام وقت کا کارمنصبی یہی ہے
کہ مصلحت وقت کا خیال رکھے اسیکا نام تقیہ ہے۔ پس جس مصلحت سے جناب رسول
خدا صلعم نے کفار مکہ کے ساتھ صلح کی تھی اوسی مصلحت سے حضرت علی علیہ السلام نے
حضرت ابو بکر کے ساتھ صلح کی۔ اور جس مصلحت سے رسولخدا صلعم بارہ برس کامل
وعظ وپند کرتے رہے اور کفار مکہ جو ظلم کرتے تھے اونکو برداشت فرماتے تھے
مگر آمادہ بجنگ نہوئے۔ اوسی مصلحت سے حضرت علی علیہ السلام سب کچھ دیکھتے تھے
مگر ساکت تھے آمادہ بجنگ نہوتے تھے۔ اور جسطرح جناب رسولخدا صلعم نے کفار مکہ سے

مصلحت وقت و بمطر جہاد کیا۔ اور مصلحت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے جنگ
جمل و جنگ صفین مین جہاد کیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کے واسطے یہی مصلحت تھی
کہ وہ بیعت یزید سے انکار کرین اور اپنی شہادت کو قبول فرمادین اگر ایسا نہ کرتے
تو دین اسلام گل ہوجاتا۔ اور کوئی مومن اس دنیا مین باقی نہ رہتا اور باب شفاعت
مسدود ہوجاتا۔ اور امام حسن علیہ السلام نے جو معاویہ سے صلح کی اوسوقت کی مصلحت
یہی تھی۔ اول تو آپ کے لشکر کے لوگ خالصتًا للہ آپ کی امامت پر مستعد نہ تھے
اور انکے حصول عیش دنیا کی جانب مائل تھے اور زبان سے اقرار فرمانبرداری
امام حسن علیہ السلام کا کرتے تھے۔ دوسرے اگر امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے تو
عوام کے نزدیک ثابت ہوجاتا کہ فرزند رسول نے بطلب ریاست و خواہش دنیا
ہزارہا مسلمانون کا خون کرادیا۔ اور اس صلح سے ظاہر کردیا کہ حضرت علی علیہ السلام
کی جنگ واسطے قیام دین اسلام کے تھی تاکہ اسلام مین مذہبی اختلاف باقی نرہے
اور ایمانداروزیر یہ بات ثابت ہوجاوے کہ مخالفان علی جو علی کے ساتھ جنگ کرتے
تھین دشمن ہین خدا اور رسول خدا کے اور اس اظہار سے غرض یہ تھی کہ خلق اللہ
آگاہ ہوکے او فریب مین آکر مخالفان علی کے اعتقادات کے پیرو نہو جاوے اور
نہ او ارآتش دوزخ نہ پہنچاوے اور جبکہ حضرت علی علیہ السلام کی جنگ سے یہ
بات مثل روز روشن ظاہر ہوچکی تھی کہ جو لوگ جنگ جمل مین بہمراہی حضرت عائشہ
اور جنگ صفین مین بہمراہی امیر معاویہ اس جناب سے لڑے وہ سب دشمنان علی
و دشمنان خدا اور رسول خدا ہین اور نجات عقبیٰ سے محروم ہین تو پھر مکرر اس اظہار کی
ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ امام حسن علیہ السلام امیر معاویہ سے جنگ کرتے۔
امام حسن علیہ السلام دیکھتے تھے کہ معاویہ نے علانیہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ براہ
دشمنی جنگ کی اور کل مسلمان واقف ہوگئے کہ امیر معاویہ و طرفداران امیر معاویہ

بوجہ دشمنی جناب امیر دشمن خدا اور دشمن رسول ہوگئے اور یہ سب دوزخی ہین
پھر بھی لوگونکی رغبت جانب معاویہ ہے ان لوگون کے دلون مین محبت
اسلام و اعتقاد رسول بالکل نہین اگر اب دوبارہ امیر معاویہ کے ساتھ جنگ
کی جاویگی تو بجز خونریزی کے نتیجہ کچھ بھی نہ نکلے گا اور امت کو اسبات کا یقین
ہوجاویگا کہ بنظر حصول سلطنت یہ جنگ کیجاتی ہے نہ بغرض تقویت دین
اگر دین اسلام کی کوئی اصلیت ہوتی تو فرزند رسول بغرض حصول سلطنت
جنگ نہ کرتے اس مصلحت کے مطابق امام حسن علیہ السلام کو صلح کی ضرورت ہوئی
تاکہ عوام پر ظاہر ہوجاوے کہ اہلبیت رسول طمع دنیا سے بری ہین ان کے
دلون مین خواہش سلطنت کا کوئی اثر نہین اگر سلطنت کی خواہش ہوتی تو
باوجود موجود ہونے اعانت ظاہری کے امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے
بلکہ اہلبیت رسول کی جنگ یا صبر محض تقویت دین وبقاء اسلام کے واسطے ہی
چنانچہ امام حسن علیہ السلام کے صلح کرتے ہی لوگون نے دست امیر معاویہ پر بیعت
کرنی شروع کردی اور دل اونکے جو مائل تھے جانب معاویہ وہ ظاہر ہوگیا
اور معتقدان حضرت معاویہ آج تک اس صلح کی خوشی کا اظہار کرتے چلے جاتے
ہین جسکی سبب سے ہر مومن دشمنان حضرت علی کو پہچان لیتا ہے اور واقف
ہوجاتا ہے کہ یہ لوگ بوجہ اعتقاد امیر معاویہ علی و اولاد علی کے دشمن ہین
اور اس دشمنی کے سبب نجات عقبیٰ سے محروم ہین - اس واقفیت پر بھی جو
لوگ بلا سبب ناری ہونا قبول کرین تو انہین مومنین کو کیا ضرر ہے ہر شخص
اپنے فعل کا مختار ہے - البتہ مومنین پر اسقدر واجب ہے کہ ہر زمانہ مین ان
واقعات کا بنظر اشاعت اشاعت دین اظہار کرتا رہے تاکہ قیامت مین کسیکو
یہ عذر باقی نہ رہجاوے کہ ہم ان حالات سے واقف نہ تھے - اور اسی واسطے

امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت قبول کی پس اگر امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے اور امام حسین علیہ السلام شہید نہ ہوتے تو فرقہ ناری و فرقہ ناجی کی تمیز دشوار ہو جاتی آٹھوین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۵۹ مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت عمر کو اہلبیت کے ساتھ مطلق کینہ نہ تھا۔ اس کینہ کے بڑے بڑے پر دست ثبوت تو مین لکھنا نہین چاہتا کیونکہ اونکے پڑھنے سے اہل سنت کو رنج ہوگا اور یہ رسالہ بنظر اظہار حق تحریر کیا جاتا ہے نہ بنظر رنج رسانی لہذا ثبوت کینہ کے واسطے مین اسی پر اکتفا کرتا ہون کہ مسلم و بخاری کی روایت مذکورہ بالا سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کو واسطے صلح کے تنہا بلایا تھا اور حضرت عمر کی ملاقات سے انکار کر کے کراہیت ظاہر کی تھی اور حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو تنہا جانے سے بقسم منع کیا اگر حضرت عمر کو کینہ نہ تھا تو حضرت ابوبکر کو تنہا جانے سے کیون منع کیا۔ اور حضرت علی اگر حضرت عمر کو فتنہ پرداز نہ سمجھتے تھے تو اونکی ملاقات سے بمراہی ابوبکر کراہت کیون ظاہر فرمائی۔ اس اظہار کراہت کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کو بغرض صلح طلب کیا تھا اونکو خیال تھا کہ اگر حضرت عمر ہمراہ آوینگے تو کوئی فتنہ برپا کر دینگے اور صلح ہونے نہ دینگے اور یہ دلیل باہمی رنج و کینہ کی ہے نہ اتحاد باہمی کی۔

نچھٹے یہ بات باقرار مسلم و بخاری ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو کاذب و گنہگار و خیانت کرنیوالا و غادر یعنی بدعہد جانتے تھے جسکا ذکر بخاری جلد دوم صفحہ ۵۷۶ و مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰ مین موجود ہے بنظر اختصار صرف صحیح مسلم کی روایت ذیل مین نقل کیجاتی ہے۔ جو کچھ مسلم نے لکھا ہے وہی بخاری بھی لکھتا ہے۔

مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰ - باب الفی - عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ جَاءَنِي

فقال هل لك يا امير المؤمنين في عثمان وعبد الرحمن بن عوف و
الزبير وسعد فقال عمر نعم فاذن لهم فجاء فقال هل لك في عباس وعلي
قال نعم فاذن لهما فقال عباس يا امير المؤمنين اقض بيني وبين
هذا الكاذب الآثم الغادر الخائن قال فقال القوم اجل يا
امير المؤمنين فاقض بينهم وارحمهم فقال مالك بن اوس فخيل
لي انهم قد كانوا قدموهم لذالك فقال عمر اتئد انشدكم بالله
الذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول الله قال
لا نورث ما تركناه صدقة قالوا نعم ثم اقبل على العباس وعلي
فقال انشدكما بالذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمان ان
رسول الله قال لا نورث ما تركناه صدقة قال نعم قال عمر ان الله
كان خص رسوله بخاصة لم يخصص بها احدا غيره قال ما افاء الله على رسوله من اهل القرى فلله وللرسول ما ادري هل قرأ الآية التي قبلها ام لا قال فقسم رسول الله بينكم اموال بني النضير فوالله ما استاثر عليكم ولا
اخذها دونكم حتى بقي هذا المال فكان رسول الله ياخذ نفقته سنة ثم
يجعل ما بقي اسوة المال ثم قال انشدكم بالله باذنه تقوم السماء
والارض اتعلمون ذالك قالوا نعم ثم نشد عباسا وعليا بمثل ما
نشد به القوم اتعلمان ذالك قال نعم قال فلما توفي رسول الله قال
ابوبكر انا ولي رسول الله فجئتما تطلب ميراثك من ابن اخيك
ويطلب هذا ميراث امراته من ابيها فقال ابوبكر قال رسول الله
لا نورث ما تركناه صدقة فرايتماه كاذبا آثما غادرا خائنا والله يعلم
انه لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفي ابوبكر وانا ولي رسول الله
وولي ابي بكر فرايتماني كاذبا آثما غادرا خائنا والله
يعلم اني لصادق بار راشد تابع للحق الى آخره

حضرت عباس اور حضرت علی باہمی جھگڑا کے فیصلہ کو حضرت عمر کے پاس بزمانہ خلافت
حضرت عمر گئے اور دونون صاحبون نے حضرت عمر سے کہا کہ ہم دونون کے باہمی
جھگڑہ کا فیصلہ کردو پس کہا حضرت عمر نے حضرت علی و حضرت عباس سے کہ جب
فوت ہوئے رسول اللہ صلعم تب کہا حضرت ابو بکر نے کہ مین ولی رسول اللہ ہون
اوس وقت تم دونون ابو بکر کے پاس آئے اور تم اے عباس اپنی بھتیجی کے مال سے
ترکہ مانگتے تھے اور علی اپنی زوجہ کا ترکہ مانگتے تھے انکے جواب مین ابو بکر نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے جو کچھ چھوڑتے ہین
وہ صدقہ ہے۔ تم نے اے عباس اور علی نے ابو بکر کو جھوٹا اور گنہگار اور غدار
یعنی بدعہد ظلم کرنیوالا بیوفا اور خائن یعنی خیانت کرنے والا جانا۔ پھر وفات
پائی ابو بکر نے اور مین ولی رسول اللہ و ولی ابو بکر ہوا تم نے مجھکو بھی جھوٹا اور
گنہگار اور غدار اور خیانت کرنیوالا جانا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ مین اور
ابو بکر دونون راست باز اور تابع حق ہین۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت ابو بکر اور حضرت
عمر کو دروغگو اور گنہگار اور غدار یعنی بدعہد ظلم کرنیوالا بیوفا اور خائن یعنے
خیانت کرنیوالا جانتے تھے جسکا اقرار خود حضرت عمر نے کیا ہے اور جس اقرار کا
ثبوت صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے صاف طور پر ہوتا ہے۔ اور مذہب اہل سنت
مین صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے زیادہ معتبر کوئی دوسری کتاب نہین ہے اور
حضرت عمر اپنے کو اور حضرت ابو بکر کو راستباز جانتے تھے۔ جس سے چند امر
ثابت ہوتے ہین۔ اول یہ کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب و دیگر اہل سنت جو
عام طور پر کہتے ہین کہ باہم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت
علی اتحاد قلبی تھا اور ایک دوسرے کا معین اور مددگار تھا اور یہہ چارون

اوس مین یار تھے اور ایمین دلی دوستی تھی اس قول کو ہم صحیح سمجھین یا حضرت علی کے قول کو صحیح سمجھین اگر مولوی صاحب ممدوح و دیگر اہل سنت کا یہ دعوے صحیح ہے تو حضرت عمر کا اقرار غلط قرار پاتا ہے اور مسلم اور بخاری پر الزام کذب عاید ہوتا ہے جنھون نے حضرت عمر کی نسبت اقرار غلط کا اتہام کیا اور اگر حضرت عمر راستباز ہین اور مسلم اور بخاری نے اقرار صحیح کی نقل کی ہے تو مولویصاحب ممدوح معہ دیگر اپنے ہم مذہبون کاذب ٹھہرتے ہین اب مولویصاحب ممدوح جسکا کاذب ہونا قبول فرما دین ہم اوسی کو کاذب جانین - اگر مولویصاحب ممدوح اپنا اور اپنے ہم مذہب اہل سنت کا کاذب ہونا تسلیم کرینگے تو تمام افعال و اقوال اہل سنت کے لغو اور باطل ہو جاوینگے اور از سر نو تجدید ایمان کی ضرورت ہو گی - تو اس تجدید ایمان مین مولویصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کونسا مذہب اختیار کرینگے اس ارادہ کو بھی ظاہر فرما دین - اور اگر حضرت عمر کے اس اقرار سے کہ حضرت علی نے اونکو اور حضرت ابو بکر کو دروغ گو اور گنہگار اور غدار اور خائن کہا انکار کرینگے تو مسلم اور بخاری کاذب قرار پاوینگے اور کتب ہاے صحیح مسلم و صحیح بخاری قابل اعتبار نہ رہینگی اور بر بناے عقاید شیعہ خلافت خلفاء ثلثہ سے انکار کرنا پڑیگا اور مذہب شیعہ قبول کرنا ہوگا - بہرحال مسلم و بخاری اہل سنت کی کتب مسلمہ ہین جنکا رتبہ بعد قرآن سمجھا جاتا ہے ان کتابون سے ثابت ہے کہ حضرت علی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو دروغ گو اور گنہگار اور غدار اور خائن جانتے تھے - تو حضرت علی کے اس تصدیق کے خلاف معتقدان حضرت علی خلفاء ثلثہ کے خلیفہ برحق اور امام واجب الطاعت ہونے کو کب قبول کر سکتے ہین - اور جو لوگ حضرت علی کے اس ارشاد سے منحرف ہو کر خلفا ثلثہ کے صادق القول اور بے گناہ اور راستباز ہونے کو قبول کرتے ہین اور

اور کل خلیفہ برحق جانتے ہین وہ حضرت علی کی تکذیب کرنیوالے ہین اور قول
حضرت علی کی تکذیب بجز دشمنان حضرت علی کوئی دیاندار نہین کرسکتا۔ کیونکہ مراتب
حضرت علی اس تنقیح کے ابتدا مین تحریر ہوچکے ہین ایسے مراتب کا برگزیدہ
اور جلیل الشان ومعصوم بزرگ اپنے منھ سے کوئی لفظ غلط نہین نکالا کرتا۔
بس ان وجوہ سے مین کہہ سکتا ہون کہ حضرت علی علیہ السلام جسکو کاذب کہین
وہ یقیناً کاذب ہے۔ اور جبکہ خود حضرت عمر اقرار کرتے ہین اور اس
اقرار کو بخاری ومسلم سے معتبر عالمون نے قلمبند کیا ہے تو اسمین کونسا شک
باقی رہ گیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کاذب خیانت
کرنیوالا اور غدار اور گنہگار کہا۔ اسلیئے ہر مومن مسلمان حضرت ابوبکر وحضرت عمر
کے کاذب وخائن وغادر وگنہگار ہونے مین بلاحجت وتکرار فرمانبرداری
کریگا قول حضرت علی کی نہ اعتقاد اہل سنت کی کیونکہ اہل سنت کے پیشوائے
دین ورہنما حضرت ابوبکر وحضرت عمر ہین۔ تو جس مذہب کے پیشوا جناب مظہر العجائب
علی ابن ابیطالب کے قول کے مطابق کاذب وخائن وغادر وگنگار ہون وہ
مذہب کیونکر ناجی قرار پاسکتا ہے۔
ثانیاً مین۔ روایت مذکورہ سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابوبکر بغرض صلح تنہا
حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے بیعت کو وعدہ فردا پر ٹالا بیعت
نہین کی اور قیاس بھی اسبات کو قبول نہین کرتا کہ جن لوگون کو حضرت علی علیہ السلام
کاذب غادر خائن وگنہگار تبلادین اونکی بیعت بھی کرین ان الزامات کا دھبہ
مٹانیکے واسطے حضرت ابوبکر وحضرت عمر کے معتقدین نے غلط مشہور کرادیا ہے کہ بعد
چھ ماہ بیعت کرلی صحیح اسیقدر ہے کہ بہ تقیہ صلح کرلی تھی وہی صلح از نام بیعت
مشہور کی گئی جیسا کہ معاویہ نے مشہور کیا تھا کہ تخلیہ مین امام حسین علیہ السلام

نے یزید کی بیعت کرلی۔

انخصوین فرضی طور پر یہ بھی قبول کرلیا جاوے کہ بوجہ عدم رجوع امت و عدم موجودگی یاور۔ بعض مصلحتا جناب امیر نے بیعت بھی کرلی ہو تو اس بیعت سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو کوئی فخر حاصل نہین ہوسکتا جبکہ حضرت علی علیہ السلام باواز بلند فرماتے ہین کہ حضرت ثلثہ نے بلا استحقاق خلافت پر قبضہ اور بجالت یکتا ہی میرے ساتھ عداوت کی اور میری اطاعت و فرمانبرداری سے برگشتہ ہوئے چنانچہ اون حضرت نے اعداے دین کی شکایت مین جو کلمے اپنی زبان مبارک سے فرماے ہین وہ ذیل مین نقل کئے جاتے ہین۔

حضرت علی علیہ السلام کے مصنفہ اشعار مندرجہ ذیل تاریخ ابوالفدا و سیرۃ المحمدیہ سے نقل ہوئے ہین اور یہ دونون کتابین اہل سنت کے معتبر عالمون کی مصنفہ ہین۔

وَفِی الْقُرْاٰنِ اَلْزَمَهُمْ وِلَائِیْ
قران مین میری محبت لازمی تبلائی گئی ہے
کَمَا هَارُوْنُ مِنْ مُوْسٰی اَخُوْهُ
جیساکہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے
لِذٰلِكَ اَقَامَنِیْ لَهُمْ اِمَامًا
اور مقرر کیا مجھکو آنحضرت نے امام امت
وَوَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ
افسوس ہے اور پھر افسوس ہے اور پھر افسوس ہے
وَوَیْلٌ لِلَّذِیْ یَشْقٰی سَفَاهًا
اور افسوس ہے اون لوگونپر جو اپنی بدبختی و بدنصیبی سے

وَاَوْجَبَ طَاعَتِیْ فَرْضًا بِعَزْمٍ
اور واجب کردی آپ نے میری محبت اطاعت اور فرمانبرداری
کَذٰلِكَ اَنَا اَخُوْهُ وَذَا الْتَّرَاسُمِیْ
اسیطرح مین جناب محمد صلعم کا بھائی ہون
وَاَخْبَرَهُمْ بِهٖ بِغَدِیْرِ خُمٍّ
اور خبر دی میری امامت کی بروز غدیر خم
لِجَاحِدِ طَاعَتِیْ وَمُرِیْدُ هَضْمِیْ
اون لوگونپر جو انحراف کرتے ہین میری محبت اطاعت سے اور ارادہ کرتے ہین میری بربادی کا
یُرِیْدُ عَدَاوَتِیْ مِنْ غَیْرِ جُرْمِیْ
ارادہ کرتے ہین میری عداوت کا بلا قصور

سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت اوان حلمی

مقدم ہوں میں اسلام میں سب سے اس وقت سے کہ میں بالغ ہوا تھا

واوجب لی ولایته علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم

اور واجب کر دی ولایت میری سب پر رسول اللہ نے بروز جشن غدیر

واوصانی النبی علی اختیار لامته رضا منکم بحکمی

اور وصیت کی نبی نے بہ مختار نبا کی اپنی امت کو بحکم رضامندی اپنے

الا من شاء فلیؤمن بهذا والا فلیمت کمدا بغم

سو جو چاہے ایمان لاوے میری مختاری پر اور جو کوئی ایمان نہ لاویگا وہ جل کے مرے گا ساتھ ریاہی کے

کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۱ - رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ علیہ السلام اِنَّهٗ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِهٖ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُ مَا بَعْدِیْ اِلَّا کَاذِبٌ مُفْتَرٍ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ میں صدیق اکبر ہوں اور جو شخص بعد میرے صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ کرے وہ کاذب اور مفتری ہے - اور نماز پڑھی ہے میں نے ہمراہ رسول اللہ صلعم سب کے قبل -

تاریخ الخمیس شیخ حسین دیار بکری جلد دوم صفحہ ۲۷۰ - وَعَنْ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ النَّبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ الصِّدِّیْقُوْنَ ثَلَاثَةٌ حَبِیْبُ بْنُ مُرِّیِّ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ اٰلِ یٰسِیْنَ الَّذِیْ قَالَ یَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ وَحِزْقِیْلُ مُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ الَّذِیْ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الثَّالِثُ وَهُوَ اَفْضَلُهُمْ - اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ فِی الْمَنَاقِبِ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ صدیق اس دنیا میں تین ہیں اول حبیب نجار مومن آل یسین دوم حضرت حزقیل مومن آل فرعون سوم حضرت علی ابن ابیطالب

اور علی صدیق ثالث اور دونون صدیقون سے اعلیٰ اور افضل ہین
مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور کل فرقہ اہل سنت حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر
کہتے ہین اور علی ابن ابیطالب فرماتے ہین کہ صدیق اکبر مین ہون اور بجز میرے
جو شخص صدیق اکبر ہونیکا دعویٰ کرے وہ کاذب اور مفتری ہے جناب امیر کے
اس ارشاد کی تصدیق جناب رسول خدا صلعم کی حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ
نے فرمایا ہے کہ اس دنیا مین صدیق تین ہین ایک حبیب نجار دوسرے
حضرت حزقیل تیسرے علی ابن ابیطالب جبکہ حسب ارشاد رسول خدا صلعم
بجز ان تین صاحبان موصوف کے کسی چوتھے کا صدیق ہونا ثابت نہین تو پھر صدیق
چہارم حضرت ابوبکر کیونکر صدیق ہو گئے۔ اور حضرت ابوبکر کا دعویدار صدیق ہونا
اور اہل سنت کا حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر بنانا ارشاد نبوی کے خلاف ہی پایا گیا
اور تکذیب کرنیوالا ارشاد نبی کا کافر ہی پس اہل سنت کا فرقہ ناجی ہونا کسیطرح تسلیم کے لائق ہین
حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اشعار مذکورہ مین فرمایا ہے کہ بروز غدیر خم
رسول خدا صلعم نے مجھکو امام بنایا اور امت کو میری اطاعت اور فرمانبرداری کا
حکم دیا لہذا مین چاہتا ہون کہ اس جگہ حدیث غدیر کی نقل بھی کردون کیونکہ اس
حدیث کو اس کلام سے تعلق ہی گو اس حدیث کی نقل جناب مولوی شیخ احمد صاحب اپنی
تصنیفات مین بالتصریح کر چکے ہین مگر بوجہ تعلق ضروری مین بھی ذیل مین نقل کیے دیتا ہون
مشکوۃ صفحہ ۵۵۶، ۵۵۷ مین امام احمد ابن حنبل و ترمذی سے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے۔
وَعَنِ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا نَزَلَ
بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّيْ اَوْلٰى
بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ
مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک

فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا لَکَ یَابْنَ اَبِیْطَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰی
کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔ روایت ہو براء ابن عازب
زید ابن ارقم سے کہ جب فروکش ہوئے رسول اللہ صلعم بمقام غدیر خم
پکڑا ہاتھ علی ابن ابیطالب کا اور فرمایا کہ یھا الناکیا تم نہین جانتے کہ مین اسلئے
اور افضل ہون جملہ مومنین سے سب نے کہا کہ ہان پھر فرمایا کہ کیا مین تمھارے
نفسون سے افضل وبہتر نہین ہون سب نے اقرار کیا کہ ہان۔ پھر فرمایا کہ الٰہی
جسکا مین آقا ہون اوسکا علی آقا ہے۔ اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست
رکھے علی کو اے خدا دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔ بعد اسکے ملاقات کی حضرت
عمر نے علی علیہ السلام سے اور کہا کہ مبارک ہو تمکو اے علی کہ ہو گئے تم آقا میرے
اور آقا کل مومنین ومومنات کے۔

چونکہ چند واقعات متعلق اسکے مجھکو ذکر کرنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عدم حصول
خلافت کے شاکی تھے اور جن کتابون سے مین ذکر کرنا چاہتا ہون وہ زبان
عربی مین ہین عربی عبارتون کی نقل سے بالاسبب طوالت ہوتی ہے لہذا
ترجمہ اون عبارتون کا ذیل مین لکھے دیتا ہون اصل عبارتین اصل کتابون
مین ناظرین ملاحظہ فرمالین مین ہر کتاب کا نام ذیل مین درج کرتا ہون۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۱۹ و ۲۰۔ بعد استقرار خلافت سقیفہ بنی ساعدہ
کے حضرت علی علیہ السلام طرف روضہ اقدس رسولخدا صلعم کے اشارہ کرکے فرماتے
تھے اور وہ آیہ جو حضرت ہارون نے وقت صعود کوہ طور وانحراف قوم سامری کے
پڑھا تھا تلاوت فرماتے تھے کہ آپ کی امت نے مجھے کمزور کردیا اور قریب تھے
کہ مجھے قتل کرین اور افسوس کہان ہین جعفر اور کہان ہین حمزہ آجکے روز اور
اسبات مین علی کا حال مشہور ہے اور اہل عرب بعد وفات رسول خدا صلعم تا

حضرت علی علیہ السلام سے منحرف اور روگردان رہے۔ اور بعض لوگ ایسے تھے کہ جنکو اوس جناب کے ساتھ بغض نہ تھا۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۵۰۶۔ روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ظلم قریش کی شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدایا قریش نے مجھکو حق سے باز رکھا اور خلافت کو مجھ سے غصب کیا اور مجھ پر ظلم کیا۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۲۸۳۔ حضرت سلمان اور زبیر او بعض انصار کی خواہش تھی کہ بیعت کریں علیؑ سے اور جب بیعت ابوبکر کی ہو گئی تو سلمان نے صحابہ سے کہا کہ اجماع و بیعت مین تمنے خطا کی اور اے صحابہ تمنے مرد پیر کو اختیار کرکے خطا کی درباب ایجاب بیعت اہلبیت رسالت کے اور اگر اونکو خلیفہ کرتے ہرگز اختلاف واقع نہوتا۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۶۹۔ زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام مین شہر کوفہ مین لوگ جمع ہوے واسطے ادا ے نماز تراویح ماہ رمضان حضرت علی علیہ السلام نے لوگون کو تہدید کی اور منع فرمایا کہ یہ فعل خلاف سنت ہے بعضون نے ترک کیا پس امام حسن مسجد مین تشریف لائے اور ہمراہ آپ کے درہ تھا اور جب نمازیون نے دیکھا باواز حزین اور دردناک سے پکارا کہ اے عمر اسوقت کہان ہے۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۵۸۴۔ زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی و حضرت عثمان کے قلبی صفائی نہ تھی۔ بلکہ ظاہری آمدرفت تھی۔ اور درپردہ رنج و ملال تھا۔

کامل ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۰۹۔ فی قصۃ الشوریٰ۔ حضرت عمر اپنی وصیت مین کہتے ہین کہ حضرت عثمان ضعیف الراے ہین اور حضرت علی تیز فہم اور بہترین ہادی

ہین اور جب حضرت مقداد نے واسطے انعقاد بیعت حضرت علی کے مجمع کیا پس
قوم کو طلب خلافت پیدا ہوئی اور کلام تند اور گفتگوے طویل شروع ہو گئی حضرت
عمار نے کہا کہ حضرت علی کی بیعت کرو مقداد نے کہا چشم ابن ابی سرح نے کہا کہ
بیعت حضرت عثمان کی کرو۔ اوسوقت بنی ہاشم اور بنی امیہ مین تقریرین بہت بڑہین
عمار نے کہا اے گروہ مسلمین افسوس ہے کہ خلافت کو تم لوگ خاندان نبوت سے
نکالتے ہو۔ اتنے مین ایک مرد قبیلہ بنی مخزوم کا بولا اے پسر زن فربہ یہ تیری
باتین عداوت آمیز ہین حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبہ فصیح پڑھا اور فرمایا
کہ اگر رسول اللہ صلعم اجازت دیجاتے تو مین ضرور تو سب پر شمشیر نکالتا۔ اور کوئی
شخص قبل میرے دعوت رسالت مین شریک ہوا اور رحم رسول سے مجھے زیادہ
کوئی شخص قریب تر نہین ہے سنو میرے کلام کو اور قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ
یہ اہل مجمع ایک دوسرے پر تلوارین نکالین گے اور پیشوا اہل ضلالت واہل
جہالت کے ہونگے۔ کامل ابن اثیر سنت الجماعت مذہب کا عالم ہے جسکی
کتاب سے عبارت مذکورہ ترجمہ ہوئی اور اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن
لوگون نے مجمع کرکے حضرت عثمان کی خلافت کو قبول کیا اونھین لوگون کی نسبت
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ لوگ اہل ضلالت اور اہل جہالت کے پیشوا
بنینگے پس حضرت عثمان وطرفداران حضرت عثمان اہل سنت کے پیشوا ہین اور جو لوگ
حضرت علی علیہ السلام کے معتقد ہین وہ اس ارشاد کے مطابق اہل سنت کو ضرور فرقہ
جہالت وضلالت مین شمار کرینگے لیکن مخالفان علی فرقہ اہل سنت کو جو کچھ سمجھین
وہ سمجھین اسمین کسی ایماندار کا کچھ ضرر نہین۔

تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۳۶۵ وتفسیر محی الدین ابن العربی فی تفسیر سورۃ الاخلاص
وشرح تجرید قوشجی صفحہ ۳۸۹ وشرح ابن میثم صفحہ ۹۴۔ ابن خلکان در ابن العربیے د

شارح و فوجی و ابن عبد اللہ ابو علی جبائی و ابن الخشاب و ابن شبیب نحوی و مولوی ولی اللہ محدث دہلوی اقرار کرتے ہیں کہ خطبہ شقشقیہ حضرت علی علیہ السلام اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ تَقَمَّصَہَا ابْنُ اَبِی قُحَافَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّیْ مِنْہَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰی یَنْحَدِرُ عَنِّی السَّیْلُ وَلَا یَرْقٰی اِلَیَّ الطَّیْرُ فَسَدَلْتُ دُوْنَہَا ثَوْبًا وَطَوَیْتُ عَنْہَا کَشْحًا وَطَفِقْتُ اَرْتَائِیْ بَیْنَ اَنْ اَصُوْلَ بِیَدٍ جَذَّاءَ اَوْ اَصْبِرَ عَلٰی طَخْیَۃٍ عَمْیَاءَ یَہْرَمُ فِیْہَا الْکَبِیْرُ وَیَشِیْبُ فِیْہَا الصَّغِیْرُ وَیَکْدَحُ فِیْہَا مُؤْمِنٌ حَتّٰی یَلْقٰی رَبَّہٗ فَرَاَیْتُ اَنَّ الصَّبْرَ عَلٰی ہَاتَا اَحْجٰی فَصَبَرْتُ وَفِی الْعَیْنِ قَذًی وَفِی الْحَلْقِ شَجًی اَرٰی تُرَاثِیْ نَہْبًا حَتّٰی مَضَی الْاَوَّلُ لِسَبِیْلِہٖ فَاَدْلٰی بِہَا اِلٰی فُلَانٍ بَعْدَہٗ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْاَعْشٰی شَتَّانَ مَا یَوْمِیْ عَلٰی کُوْرِہَا وَیَوْمُ حَیَّانَ اَخِیْ جَابِرٍ فَیَا عَجَبًا بَیْنَا ہُوَ یَسْتَقِیْلُہَا فِیْ حَیٰوتِہٖ اِذْ عَقَدَہَا لِاٰخَرَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَیْہَا فَصَیَّرَہَا فِیْ حَوْزَۃٍ خَشْنَاءَ یَغْلُظُ کَلْمُہَا وَیَخْشُنُ مَسُّہَا وَیَکْثُرُ الْعِثَارُ فِیْہَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْہَا فَصَاحِبُہَا کَرَاکِبِ الصَّعْبَۃِ اِنْ اَشْنَقَ لَہَا خَرَمَ وَاِنْ اَسْلَسَ لَہَا تَقَحَّمَ فَمُنِیَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللّٰہِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ فَصَبَرْتُ عَلٰی طُوْلِ الْمُدَّۃِ وَشِدَّۃِ الْمِحْنَۃِ حَتّٰی اِذَا مَضٰی لِسَبِیْلِہٖ جَعَلَہَا فِیْ جَمَاعَۃٍ زَعَمَ اَنِّیْ اَحَدُہُمْ فَیَا لَلّٰہِ وَلِلشُّوْرٰی مَتَی اعْتَرَضَ الرَّیْبُ فِیَّ مَعَ الْاَوَّلِ حَتّٰی صِرْتُ اُقْرَنُ اِلٰی ہٰذِہِ النَّظَائِرِ لٰکِنِّیْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا وَطِرْتُ اِذْ طَارُوْا فَصَغٰی رَجُلٌ لِضِغْنِہٖ وَمَالَ الْاٰخَرُ لِصِہْرِہٖ مَعَ ہَنٍ وَہَنٍ اِلٰی اَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ

نافجاً حضنیه بین نثیله ومعتلفه وقام معه بنو امیة یخضمون مال الله خضم الابل نبتة الربیع الی ان انتکث علیه فتله واجهز علیه عمله وکبت به بطنته فما راعنی الا والناس حولی کعرف الضبع ینثالون علی من کل جانب حتی لقد وطئ الحسنان وشق عطفای مجتمعین حولی کربیضة الغنم حتی اذا نهضت بالامر نکثت طائفة وسقت اخری ومرقت اخرون ففسق ان امر ربه کانهم لم یسمعوا کلام الله سبحانه حیث یقول تلک الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقین بلی والله لقد سمعوها ولکنهم احلولت الدنیا فی اعینهم وراقهم زبرجها اما والذی فلق الحبة وبرء النسمة لولا حضور الحاضر وقیام الحجة بوجود الناصر وما اخذ الله تعالی علی العلماء ان لا یقاروا علی کظة ظالم ولا سغب مظلوم لالقیت حبلها علی غاربها ولسقیت اخرها بکاس اولها ولالفیتم دنیاکم عندی کعطفة عنز ترجمہ حسب محاورہ اردو قسم ہے خدا کی

خلیفہ ہوئے ابوبکر درانحالیکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت مین میرا حق بمنزلہ قطب نسبت سنگ آسیا کے ہے (یعنی وفات رسول خدا صلعم کے بعد بجز میرے کوئی دوسرا شخص حقدار خلافت نہ تھا اور جسطرح چکی مین ایک آہنی کیل لگائی جاتی ہے کہ جسپر چکی کا بالائی پاٹ گردش کرتا ہے مگر میخ استقلال کے ساتھ اپنے مقام پر قایم رہتی ہے اگر میخ آہنی نہو تو چکی بیکار ہے - اسی طرح خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے کہ بغیر میرے خلیفہ ہوئے دین اسلام مین خرابی واقع ہوگی اور امت گمراہ ہوجاویگی) اور دریاے علوم وفیوض ظاہری وباطنی مین ہون -

اور میرا مرتبہ کمال اسقدر بلند ہے کہ خیال بشری میرا تک پہونچ نہین سکتا یعنی
کہ انتہائے بلندی تک پرندہ نہین پہونچ سکتا - اور مین نے چشم پوشی اوسکو ترک
کیا نزاع خلافت مین اور غور کرتا رہا اس امر کیطرف کہ بحالت عدم موجودگی
معین و انصار کے آمادہ بجنگ ہون یا صبر کر دن اس زمانہ پر آشوب و فتنہ
و فساد مین صبر اس درجہ سخت نظر آتا تھا کہ جسمین کم سن بڈھا ہو جاتا ہے -
اور جوان ضعیف و ناتوان ہو جاتا ہے اور مومن کو اس صبر مین قربت الٰہی
نصیب ہوتی ہے - پھر مین نے صبر کرنا افضل سمجھا اور صبر کیا کہ جسکے سبب سے
آنکھون مین کھٹک اور حلق مین زخم ہو گیا - اور دیکھتا رہا اپنی میراث کو لٹتا
ہوا یہانتک کہ گذرا اول (یعنی فوت ہوئے حضرت ابو بکر اور ختم ہوا زمانہ خلافت
اول کا -) اپنے راستہ سے اور پھر جھکایا اول نے فلانے کیجانب اپنے بعد -
(یعنے مقرر ہوئی خلافت حضرت کی بعد وفات حضرت ابو بکر بحکم حضرت ابو بکر) اور
مثال دی آنحضرت نے قول اعشی کی - کہ کسقدر فرق ہے روز سرگردانی سے پشت
ناقہ پر اور روز مصیبت حیان بھائی جابر سے تعجب ہے اوسکی (یعنی حضرت
ابو بکر کی) دو حالتون کے اوپر کہ اپنی زندگی مین اول طالب معافی ہوا اور
مقرر کر گیا دوسرے کے واسطے اپنی وفات کے بعد (یعنی وقت حصول خلافت
حضرت ابو بکر نے معافی چاہی کہ مجھسے قبول خلافت مین خطا ہوئی اور قریب مرگ
وصیت کر دی کہ میرے بعد حضرت عمر خلیفہ ہون) ان دونون نے پستان
شیر خوار کو خوب چوسا (یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے دل بھر کر عیش خلافت
و حظ خلافت کو حاصل کیا) اور حالت خشونت مین خلافت کو چھوڑا - جسکا زخم
سخت تھا اور خشونت مین بھرا ہوا تھا - یعنی سخت مزاج و زود رنج و غصہ ور -
جیسا کہ سوار کسی سرکش و بے محنت جانور کا خوفناک رہتا ہے اس امر سے کہ اگر اسے

لا قدرتی حمار کھینچتا ہے تو نکیل کے ٹوٹنے کا ڈر ہے اور ڈھیلا چھوڑ دینے سے بے قابو
ہو جانیکا اندیشہ ہے قسم خدا کی ایک مین ہی نہین بلکہ کل امت اس وحشت اور تلون
اور زبان درازی کی معترض تھے (جناب امیر نے یہ الفاظ زمانہ خلافت ثانی کے
کجتون اور تلون اور زبان درازی کے بارہ مین ارشاد فرمائے ہین کہ اگر
مین صبر و سکوت کے ساتھ دیکھتا رہتا تو اسلام برباد ہوتا تھا اور دخل دیتا تھا تو
فتنہ و فساد پیدا ہوتے تھے) پس صبر کیا مین نے طول مدت پر (یعنی خلافت ثانی
کے زمانہ دراز پر) اور سخت محنت پر (یعنی اس زمانہ دراز مین جو حفاظت
شریعت مین حضرت علی نے محنت گوارا فرمائی اوسکی نسبت آپ فرماتے ہین کہ مین نے
اس سخت محنت پر بھی مدت دراز تک صبر کیا) یہانتک کہ جب گذر ا وہ (یعنی فوت
ہوئے خلیفہ ثانی) مقرر کر گئے ایک جماعت کو اور اونکے زعم مین اوس جماعت
مین ایک مین بھی شمار کیا گیا (یعنے وقت موت خلیفہ ثانی نے تعین خلافت کے
واسطے چند لوگ نامزد کئے اونہین حضرت علی کو بھی شمار کیا تھا جو کہ در اصل
خلیفہ برحق تھے) خدایا تو بچا آفتون اور شوری سے کیا شک ہوا تھا
اونسکے یعنی خلیفہ ثانی کو مجھ سے ساتھ اول کے (یعنی حضرت ابوبکر کے) کہ ملایا
گیا ان سے لیکن مین شریک ہوا اونکے ساتھ جب اونھون نے پست
پروازی کی اور بلند پروازی کی اونکے ساتھ جب اونھون نے بلند پروازی
اختیار کی (یعنی وقت تعین خلافت ثالث مجھکو اہل شوری کے ساتھ
شریک ہونا پڑا اور کوئی برتاؤ مخالفت کا مین نے نہین کیا) پھر مائل ہوا
ایک شخص اپنے کنبہ کیجانب (یعنی سعد جسکا باپ وقاص غزوہ بدر مین حضرت
علی کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا) اور مائل ہوا دوسرا رشتہ دامادی کیجانب
(یعنی عبد الرحمن بن عوف) اور مقرر ہوا تیسرا قوم ثالث سے (یعنی حضرت

عثمان باتفاق سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف خلیفہ مقرر ہوگئے
اور اوٹھے اوسکے ساتھ بنی امیہ اور کہانے لگے مال خدا کو بے انتہا مانند اون
شترونکے جو موسم بہار مین سبزہ کو کہاتے ہین - یہانتک کہ ٹوٹ گیا رشتہ خلافت
اور اوسکا عملدر آمد اوسکے قتل کا باعث ہوا - پھر جمع ہوا میرے گرد انبوہ کثیر اور
آتے تھے میرے پاس پے در پے اور اسقدر انبوہ ہوا کہ حسنین لوگون کے
پاؤن کے نیچے دب گئے اور میرا پیرہن دونون جانب سے چاک ہو گیا - اور ہر طرف
سے واسطے بیعت کے لوگ مجبور کرنے لگے - پھر مین جب سب کے اصرار پر
خلافت کے لیے مستعد اور حکمران بنا تب ایک گروہ نے پیمان شکنی کر کے شکست
بیعت کی اور دوسرے گروہ نے نافرمانی کی اور منحرف ہوگئے حکم خدا سے
گویا اونھون نے کلام الٰہی کو سنا ہی نہ تھا - کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ دار آخرت ہم
کرینگے اونکے لیے جو نہین چاہتے ہین بلندی - زمین مین - اور نہین چاہتے فساد
کرنا - اور انجام نیک متقی پرہیزگارونکا ہے - ہان خدا کی قسم تحقیق کہ سنا ہے
اس آیت کو اور یاد بھی کیا ہے لیکن دنیا آنکھون مین پیاری نظر آئی اور اوسکی
زینت نے اونکو فریفتہ کیا - قسم اوسکی جسنے دانہ کو شق کر کے درخت پیدا کیا اور
انسان اور حیوان کے جسم مین جان ڈالی - اگر مسلمین کے رجوع ہونے
اور مددگارونکے میسر آنے سے مجبور حجت تمام نہوتی تو منصب خلافت کو اوسکے
حال پر چھوڑ دیتا - کیونکہ پروردگار عالم نفوس زاکیہ صفیا کو تکلیف ساتھ اسکے
نہین دیتا ہے کہ راضی نہون صبر نکرین جفا کارونکی سیری اور مظلومونکی گرسنگی پر
اور سکوت اور صبر کرتا مثل اول کے یعنی حکومت ظاہری کو اختیار نکرتا اگر
ایک گروہ مسلمین کا میرا مددگار نہوجاتا اور جسطرح عہد خلیفہ اول مین صبر کر کے
گوشہ نشین ہوا تھا اوسی طرح قتل خلیفہ سیوم کے بعد بھی صبر و سکوت کرتا اور حکومت

تھا یعنی کو اختیار کرتا)
یہاں تک جناب امیر نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ ناگاہ ایک شخص
آیا اور اُسنے ایک خط جناب امیر کو دیا آپ پڑھنے لگے اور خطبہ ناتمام رہ گیا۔
جب آپ خط پڑھ چکے تو ابن عباس نے کہا کہ آپ نے اپنے بیان کو جہاں سے
ناتمام چھوڑا ہے ختم فرما دیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہیہات یا ابن عباس
تلک شقشقۃ ہدرت ثم قرت یعنی وہ ایک شقشقہ تھا کہ نکلا جوا اور تھم گیا
اب اوسکا اثر باقی نہ رہا۔ ابن خشاب بڑا ظریف اور خوش طبع تھا۔ ابن ابی
الحدید کہتا ہے کہ سنہ ہجری میں ابو الخیر واسطی نے مجھسے کہا کہ میں اس خطبہ
کو ابی محمد عبد اللہ ابن احمد معروف بابن الخشاب کے سامنے پڑھا پس جب میں
ہونچا اس مقام پر جہاں ابن عباس نے درخواست کی تھی جناب امیر سے کہ جو
باقی رہ گیا ہے اوسکو بھی ارشاد فرمائی تو ابن الخشاب کہنے لگے کہ اوسوقت
اگر میں ہوتا تو ابن عباس سے عرض کرتا کہ تمھارے ابن عم کے دلمیں باقی کیا
رہ گیا ہے جو بیان کریں جو کچھ دل میں تھا وہ سب کہہ چکے اب سوال کیا کرتے ہو۔
ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے ابو الخیر سے کہا کہ اس خطبہ کو حضرت کی جانب
نسب کرتے ہیں جواب دیا ابو الخیر نے کہ واللہ میں نے اس خطبہ کو اون
کتابوں میں دیکھا ہے جو سو برس پیشتر سید الشریف الرضی کے تصنیف
ہوئی تھیں اور اکثر فقرات اس خطبہ کے تصانیف ابی القاسم بلخی شیخ اہل العدل
میں دیکھے گئے۔ اور ابی جعفر کی کتاب انصاف میں اس خطبہ کو میں نے دیکھا جو
شریف رضی کے قبل فوت ہو چکا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صحابہ
نے مجھکو خلافت سے اور میراث باغ فدک سے محروم کیا۔ اور میں نے اس
ظلم کو برداشت کر کے صبر کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سزاوار خلافت حضرت

علی علیہ السلام تھے اور وہ بوجہ دشمنی اصحاب خلافت سے محروم کیے گئے پس جن
لوگون نے حضرت علی علیہ السلام کو بوجہ دشمنی خلافت سے محروم کیا۔ اون
دشمنان علی کا پیشوا بنانا اور اس دشمنی کو داخل دوستی کرنا دشمنان خدا اور دشمنان
رسول اللہ کا کام ہے نہ کسی ایماندار کا۔ کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
اگر حضرت علی علیہ السلام نے شوق ومحبت ورضامندی کے ساتھ خلفا ثلثہ کی بعیت
کی تھی تو پھر اپنی زبان مبارک سے یہہ کیون فرمایا کہ مین خلافت سے محروم
کیا گیا اور مین نے اس مصیبت مین صبر کیا اور خلیفہ بنے حضرت ابوبکر اونکے بعد
حضرت عمر اونکے بعد حضرت عثمان۔ جبکہ حضرت ابوبکر برضامندی حضرت علی علیہ السلام
خلیفہ ہوے تھے اور اون حضرت نے کمال شوق کے ساتھ اونکی بعیت کی تھی
تو پھر خلافت حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان حضرت علی علیہ السلام کیواسطے
باعث مصیبت کیون ہوئے۔ اور صبر کس بات کا کرنا پڑا۔ صبر وہ شخص کرتا ہے
کہ جسکا حق چھینا جاوے اور وہ انصاف سے ناامید ہو۔ دوسرے جناب امیر نے
جو اپنے اشعار مین فرمایا ہے کہ مجھکو رسولخدا نے بروز غدیر خم اپنے حکم سے امام
بنایا تھا۔ مگر میرے ساتھ بےقصور عداوت کیجاتی ہے اور میرے قتل کا ارادہ
کیا جاتا ہے۔ یہہ شکایت کن لوگونکی ہے۔ کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
آپ حضرت علی علیہ السلام کو (معاذاللہ) کاذب جانتے ہین یا صادق اگر صادق
ہو تو آپ کو یہہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ حدیث خم غدیر دربارہ خلافت وامامت حضرت
علی علیہ السلام کے ہے کیونکہ خود وہ جناب فرماتے ہین کہ بروز غدیر خم مجھکو رسولخدا
صلعم نے امام مقرر کیا ہے اور جب حدیث غدیر سے ثابت ہو گیا کہ حضرت علی
علیہ السلام کو رسول اللہ نے امام مقرر کردیا تھا تو پھر خلافت خلفاء ثلثہ کی باطل
اور مذہب اہل سنت کی بنیاد باقی نہ رہیگی۔ اور اگر حضرت علی علیہ السلام

(آپ (نعوذ باللہ) کاذب جانتے ہیں تو یہہ علامت دشمنی کی ہے اور دشمن
علی خدا کا اور رسولخدا کا دشمن قرار پاویگا۔ اور خدا کا دشمن اور نافرمانبردار کافر ہے
۔ دوسرے اگر باہم خلفا ثلثہ و اصحاب کے اور حضرت علی علیہ السلام کے دوستی اور
محبت اور صفائی ہوتی تو وہ جناب اونکے ظلم کے شاکی ہوتے اور یہہ نہ فرماتے
کہ بجز اہلبیت کے اور کوئی معین و مددگار میر انظر نہیں آتا۔ پس جن لوگوں نے
ادنسے روگردانی کی، ور حقوق اونکے غصب کیے اونکو قابل رحمت سمجھنا اور اپنا
پیشوا بنانا کسی ایماندار کا کام نہیں ہے۔ اور اگر ایماندار ی یہیکا نام ہے کہ مخالفان
علی رحمت اللہ علیہ کہے جاویں اور پیشوا دین بنائے جاویں تو ایسے اسلام سے
تو یہود و نصاری بدرجہا اعلی اور افضل ہیں۔ اس بارہ میں شیعہ کیا بیجا
کہتے ہیں۔ اور کون سی وجہ ان ظاہری ثبوتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے
کہ جسکے سبب سے شیعہ پیشوایان اہل سنت کے معتقد بنکر اپنی عاقبت خراب کریں۔
تاریخ الخلفا، جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۹۲۔ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ دَرَوِيْنَا
مِنْ وُجُوْهٍ اِنَّهٗ لَمَّا احْتُضِرَ الْحَسَنُ قَالَ لِاَخِیْهِ یَا اَخِیْ اِنَّ اَبَاكَ
اِسْتَشْرَفَ لِهٰذَا الْاَمْرِ فَصَرَفَهُ اللّٰهُ عَنْهُ وَوَلِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ اسْتَشْرَفَ لَهَا
وَصَرَفَتْ عَنْهُ اِلٰی عُمَرَ ثُمَّ لَا یَشُكُّ وَقْتَ الشُّوْرٰی اِنَّهَا لَا تَعْدُوْهُ
فَصَرَفَتْ عَنْهُ اِلٰی عُثْمَانَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بُوْیِعَ عَلِیٌّ ثُمَّ
نُوْزِعَ حَتّٰی جَرَّدَ السَّیْفَ فَمَا صَفَتْ لَهٗ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَرٰی اَنْ یَّجْمَعَ اللّٰهُ
فِیْنَا النُّبُوَّةَ وَالْخِلَافَةَ فَلَا عَرَفَنَّ مَا اسْتَخَفَّكَ سُفَهَاءُ الْكُوْفَةِ فَاَخْرَجُوْكَ
روایت کی ابن عبد البر نے چند راویوں کے بیان سے کہ جب قریب ہوا
وقت وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کا تو آپ نے فرمایا اپنے بھائی امام حسین
علیہ السلام سے کہ اے برادر باپ ہمارے افضل تر تھے واسطے منصب خلافت کے

لیکن جو ستّ ابغازی کی منصب خلافت مین حضرت ابوبکر نے اور خلیفہ ثانی ہوا مرسے بعد حضرت عمر اور اونکے بعد حضرت عثمان اور بعد قتل عثمان جب بیعت ہوئی حضرت علی علیہ السلام کے تو نزاع پیدا ہوئی اور نوبت بہ تلوار کشی پہونچی اور مین دیکھتا ہون کہ ہم اہلبیت مین نبوت وخلافت جمع ہوتی معلوم نہین ہوتی۔

کیون جناب مولوی محمد جہانگیرخانصاحب تاریخ الخلفاء کی معتبری کا تو آپکو بھی اقرار ہے اور یہہ روایت اوسی تاریخ الخلفاء سے نقل کی گئی ہے۔ اب یہہ تو فرمائیے کہ آپ امام حسن علیہ السلام کو راستباز سمجھتے ہین یا نہین۔ اگر آپ کے نزدیک امام حسن علیہ السلام راستباز تھے تو امام حسن علیہ السلام تو صاف طور پر ارشاد فرماتے ہین کہ سزاوار خلافت حضرت علی علیہ السلام تھے مگر تصرف کیا خلافت مین اول حضرت ابوبکر نے اوسکے بعد حضرت عمر نے اوسکے بعد حضرت عثمان نے تو اس سے ثابت ہے کہ حق علی کو بلا استحقاق خلفاء ثلثہ نے لیا۔ اوسکے بعد آپ فرماتے ہین کہ قتل عثمان کے بعد جب حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی نوبت پہونچی تو لوگون نے ایسا تنازع برپا کیا کہ نوبت بہ تلوار کشی پہونچی اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپ شاکی اونہین اصحاب رسول کے تھے کہ جنکے سبب سے جناب علی علیہ السلام حکومت ظاہری سے محروم کیے گئے اور تنازعہ برپا ہوکر نوبت بہ تلوار کشی پہونچی۔ پس جبکہ فرزند رسول کے ارشاد سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سزاوار خلافت جناب امیر تھے اور خلفاء ثلثہ نے بلا استحقاق خلافت مین تصرف کیا تو اس سے الزام غصب خلافت محتاج ثبوت نہ رہا۔ اور شیعہ اس دعوی مین راستباز قرار پائے کہ حضرت علی علیہ السلام بلافصل خلیفہ برحق یعنے نائب رسول تھے۔ اور آپ کا بیان اس بارہ مین غلط ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خلفاء ثلثہ کی بیعت بڑے اشتیاق اور کمال عقیدت سے کی

ساتھ کی اگر اسکی کوئی اصل ہوتی تو فرزند رسول خلفاء ثلثہ کی خلافت پر
اپنے عیوب ظاہر نہ کرتے اور سزاوار خلافت حضرت علی علیہ السلام کو نہ بتلاتے
اب دیکھیں کہ فرزند رسول کی صداقت میں آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ آپ نے
امام حسن علیہ السلام کی مدح اسوجہ سے زیادہ کی ہے کہ امیر معاویہ کو اونھون نے
خلافت سپرد کردی جسکے سبب سے اہل سنت کو حصول عیش وعشرت کے واسطے
آزادی مل گئی - اسوجہ سے مین عرض کرتا ہون کہ آپ اورآپ کے ہم مذہب
امام حسن علیہ السلام کے اس ارشاد کو تو بدل تسلیم فرمادینگے اور اس تسلیم سے امام
آپ کے اورشیعون کے کوئی نزاع باقی نہ رہجاویگی - وَاَخْرَجَ الدَّارُقُطْنِی
اَنَّ الْحَسَنَ جَاءَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّهُوَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنْزِلْ
عَنْ مَجْلِسِ اَبِیْ فَقَالَ صَدَقْتَ وَاللّٰهِ اَلْمَجْلِسُ اَبِیْکَ روایت کی دارقطنی نے کہ ایکروز
امام حسن علیہ السلام تشریف لائے نزد حضرت ابو بکر اور وہ منبر رسول اللہ پر بیٹھے
خطبہ پڑھ رہے تھے فرمایا امام حسن علیہ السلام نے لاو ترے میرے باپ کے
منبر پر سے پس کہا ابو بکر نے کہ سچ فرمایا آپ نے قسم خدا کی یہہ جگہ آپ کے باپ
کی ہے -

اگر حضرت ابو بکر خلیفہ برحق تھے تو پھر امام حسن علیہ السلام کے اس ارشاد کو حضرت
ابو بکر نے کیون تسلیم کیا کہ یہہ منبر آپ کے باپ کا مقام نشست ہے اور بقسم اسکو
تصدیق کیا ہے جس سے حضرت علی علیہ السلام کا خلیفہ رسول ہونا اقرار حلفی
حضرت ابو بکر سے بھی ثابت ہے -

اصابہ ابن حجر عسقلانی باب الحاء مع السین فی ترجمۃ الحسین صفحہ ۲۸۲ وَقَالَ یَحْیٰی بْنُ
سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ
قَالَ اَتَیْتُ عُمَرَ وَهُوَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَصَعِدْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ اَنْزِلْ

عن منبر ابی فاذھب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واخذنی واجلسنی

ایک روز امام حسین علیہ السلام حضرت عمر کے پاس آئے اوسوقت حضرت عمر منبر پر بیٹھے خطبہ پڑھ رہے تھے امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین بے محابہ منبر پر چڑھ گیا اور کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اتر اور اپنے باپ کے منبر جا کہا حضرت عمر نے کہ میرے باپ کا کوئی منبر نہ تھا پھر بٹھا لیا نزدیک اپنے۔

اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے صاف طور پر حضرت عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اتر یعنے خلافت رسول سے دست برداری کرو اور اپنے باپکے منبر پر جا یعنے اپنے باپکے جانشین بنو کیونکہ جانشینی پیغمبر کے سزاوار ونکے اہلبیت ہین اسکے جواب مین حضرت عمر نے کہا کہ کوئی منبر میرے باپ کا نہ تھا یعنے میرے باپ کسی سند حکومت یا نبوت کے مالک نہ تھے کہ مین اونکا جانشین نبتیا مقام غور ہے کہ جن لوگونکی خلافت سے علی وامام حسن وامام حسین علیہم السلام انکار کرین اور جن لوگونکو مستحق خلافت قرار ندین اون لوگونکی خلافت کو اہل سنت کیونکر تسلیم کرسکتے ہین اور شیعہ جو خلافت خلفاء ثلثہ کے منکر ہین وہ پیروی کرتے ہین علی وامام حسن وامام حسین علیہم السلام کی اس تعلیم کو ابن سبا یہودی کی تعلیم قرار دینا دشمنان آل رسول کا کام ہے کیا علی وامام حسن وامام حسین علیہم السلام بھی بہ تعلیم ابن سبا یہودی خلافت خلفا ثلثہ کو باطل تبلاتے تھے۔ کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپنے اظہار الہدی کے صفحہ ۱۰۵ مین تحریر فرمایا ہے کہ جسطرح انسان پر اطاعت خدا ورسول کی فرض ہے اوسیطرح اطاعت خلفاء اربعہ کی فرض ہے۔ اب تبلائی کہ خلفا ثلثہ سے تو حسب وجوہات مذکورہ بالا علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام کو رنج تھا اور نفرت تھی اور یہہ چارون بزرگ خلافت خلفاء ثلثہ کو باطل قرار دیتے تھے۔

اور روایت صحیح مسلم وصحیح بخاری سے کہ جسکی نقل کی گئی ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام

حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو دروغ گو گنہگار غادر اور خیانت کرنیوالا جانتے تھے جسکا خود اقرار حضرت عمر نے کیا ہے تو ایسے لوگونکی اطاعت اگر مثل اطاعت خدا اور رسول فرض ہے تو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے (نعوذ باللہ) دروغ ہونے کا بھی آپ اعتقاد رکھتے ہونگے لیکن جن لوگونکو حضرت علی علیہ السلام دروغ گو گنہگار غادر اور خیانت کرنیوالا کہیں اون لوگون کو شیعہ کیونکر سزاوار اور پیشوا دین تسلیم کریں کیونکہ شیعہ معتقد ہیں حضرت علی علیہ السلام کے بدینوجہ وہ دشمنان علی کی اطاعت اور فرمانبرداری کو حرام جانتے ہیں۔ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت کے تابع رہنا بعد میرے اور اہلبیت کی تخصیص کردی ہے علی و فاطمہ و حسن و حسین کے ساتھ جسکا ثبوت تنقیح نمبر چہارم میں لکھا گیا ہے اور بنظر احتیاط چند حدیثیں ذیل میں بھی لکھے دیتا ہوں جن سے ثابت ہوگا کہ رسول خدا صلعم نے حکم اطاعت اہلبیت دیا ہے خلفاء ثلثہ کی اطاعت کہیں واجب نہیں کی ہے۔

مسند احمد بن حنبل۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبِيْ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ كُنْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ اللهُ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ اٰدَمَ قَسَّمَ ذَالِكَ النُّوْرَ جُزْئَيْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ فَفِيَّ النُّبُوَّةُ وَفِيْ عَلِيٍّ اَلْخِلَافَةُ

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میں اور علی چودہ ہزار برس قبل خلقت آدم سے عالم نور میں بحضور پروردگار عالم موجود تھا اوس نور کے دو حصہ ہوئے اوسکا ایک ٹکڑا میں ہوں اور دوسرا ٹکڑا علی ابن ابیطالب ہیں میں سرفراز ہوا منصب نبوت پر اور علی منصب خلافت پر۔

جس کتاب سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے وہ کتاب اہل سنت کی معتبر کتاب ہے

جنکے مصنف امام احمد ابن حنبل ہیں۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئی ہیں اول یہ کہ رسول خدا صلعم اور علی مرتضی نور واحد سے پیدا ہوئے چودہ ہزار برس پیشتر پیدایش آدم علیہ السلام سے یہ دونوں صاحب عالم نور میں موجود تھے۔ دوسرے جناب محمد مخصوص ہوئے واسطے نبوت کی اور علی واسطے خلافت کے پس جبکہ حضرت علی علیہ السلام خلافت کے واسطے مخصوص تھے تو خلافت خلفاء ثلثہ کیونکر قابل تسلیم ہو کر اطاعت اور پیروی اونکے مثل خدا اور رسول خدا کے بقول مولوی محمد جہانگیر خانصاحب واجب سمجھے جاوے پس جسطرح مسلمانونکے ایک بڑے گروہ نے حضرت علی علیہ السلام پر اٹھاون برس تک لعنت کی اور کفار بت پرستی کرتے ہیں اور ان افعال کو اونکے فاعل بہتر وواجب جانکر مرتکب ہوئے اور ہوتے ہیں اسیطرح اگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب اطاعت و پیروی خلفاء ثلثہ کی بھی واجب جانیں تو اونکو اپنے فعل کا اختیار رہے لیکن کوئی ایماندار اسلام قبول کرکے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف تو ہرگز پیروی نکریگا

کتاب المناقب ابن المؤید موفق ابن احمد عَنْ سَلْمَانَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَاِذَا الْحُسَيْنُ عَلٰى فَخِذِہٖ یُقَبِّلُ عَیْنَیْہِ وَیَلْثِمُ فَاہُ وَھُوَ یَقُوْلُ اَنْتَ سَیِّدٌ اِبْنُ سَیِّدٍ وَاَخُوْ سَیِّدٍ اَبُوالسَّادَۃِ اَنْتَ اِمَامٌ اِبْنُ الْاِمَامِ اَخُوالْاِمَامِ اَبُوالْاَئِمَّۃِ اَنْتَ حُجَّۃٌ بْنُ حُجَّۃٍ اَخُوْ حُجَّۃٍ اَبُوْ حُجَجٍ تِسْعَۃٍ مِّنْ صُلْبِكَ تَاسِعُھُمْ قَائِمُھُمْ

جناب رسول خدا صلعم امام حسین علیہ السلام کو زانو پر لیے ہوئے تھے اور چشم ولب کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم سید ابن سید برادر سید پدر سید و امام ابن امام برادر امام پدر امام اور تم حجت ابن حجت برادر حجت پدر حجت اور نو حجت خدا تمہارے صلب سے پیدا ہونگے نوین اونمیں سے قایم ہیں۔ جن بزرگونکو رسول خدا صلعم سردار امت اور امام یعنی پیشوا امت اور حجت

خدا یعنی رکن دین فرمادین اونکے خلاف خلفاء ثلثہ کی امامت کیونکر تسلیم ہوسکتی ہے
خلفاء ثلثہ کی پیروی و اطاعت مثل خدا و رسولخدا واجب سمجھی جاوے۔
صحاح جوہری باب الیاء فصل الواو۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ سَعْدٍ وَالْمُلَّا فِیْ
سِیْرَتِہٖ اَنَّہٗ صلعم قَالَ اِسْتَوْصُوْا بِاَھْلِ بَیْتِیْ خَیْرًا فَاِنِّیْ اُخَاصِمُکُمْ عَنْھُمْ
غَدًا وَمَنْ اَکُنْ خَصِیْمَہٗ اَخْصِمْہُ وَمَنْ اَخْصِمْہُ دَخَلَ النَّارَ وَاِنَّہٗ قَالَ
مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَقَدِ اتَّخَذَ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا وَاَخْرَجَ الْاَوَّلُ
اَنَا وَاَھْلُ بَیْتِیْ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاَغْصَانُھَا فِی الدُّنْیَا فَمَنْ شَآءَ
اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا۔ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ وصیت کرتا ہون
تمہارے درمیان مین واسطے اہلبیت کے کہ زیر فرمان اونکے رہیو ورنہ بروز
قیامت تم سے مین مخاصمہ کرونگا اور جس سے مین مخاصمہ کرونگا وہ داخل نار کیا
جاویگا اور پھر فرمایا کہ جو شخص میری محبت و اطاعت کرے بہ نظر محبت اہلبیت
کے گویا اوسنے اطاعت قران کی مین اور اہلبیت ایکدرخت ہین جنت مین اور
شاخین اوسکی دنیا مین ہین جو شخص چاہے تمسک کرے اوس شاخ سے اور
وہ راہ راست پر چلا۔ جناب رسولخدا کی اس وصیت کی نافرمانی سب سے اول
حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان نے کی کہ اہلبیت رسول کی فرمانبرداری
کو ترک کرکے خود خلیفہ بنے اور اہلبیت رسول کو فرمانبردار بنانے کے واسطے
بیعت طلب کی اور رسولخدا فرما چکے ہین کہ جو شخص میرے اہلبیت کے زیر فرمان ہوگا
مین اوس سے قیامت مین مخاصمہ کرونگا اور جس سے مین مخاصمہ کرونگا وہ داخل
نار ہوگا۔ پس فرمانبرداری کیسی بلکہ خلفاء ثلثہ نے اہلبیت رسول کو فرمانبردار
بنانے کے واسطے بیعت طلب کی اور انکار بیعت کی سبب آمادہ قتل ہوئے
جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ افسوس ہے اون لوگون پر جو انحراف

کرتے ہین میری اطاعت سے اور ارادہ کرتے ہین میری بربادی کا اور افسوس
اون لوگون پرجو ارادہ کرتے ہین میری عداوت کا بلا قصور اور رنجیدہ کیا جناب سیدہ کو
اس رنج کی سبب ترک کلام کیا جنا سیدہ نے حضرت ابو بکر سے اور تادم مرگ رنجیدہ رہین
ایسے ہی نافرمانون سے رسولخدا نے قیامت مین مخاصمہ کرنے کو فرمایا ہے ایسے لوگونکی
اطاعت اور پیروی بجز دشمنان آل رسول کے کوئی ایماندار نہین کر سکتا ۔
وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ خَبَرَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْنَا الْحِکْمَةَ اَهْلَ الْبَیْتِ
وَفِیْ خَبَرٍ حَسَنٍ اَلَا اِنَّ عَیْبَتِیْ وَکَرِشِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَالْاَنْصَارُ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ
وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ کَرِشُ الرَّجُلِ عِیَالُهٗ فُلَانٌ عَیْبَةٌ فُلَانٍ اِذَا
کَانَ مَوْضِعَ سِرِّهٖ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ ہمارے اہلبیت مین دانائی
وحکمت ہے اور وہ محل اسرار ہمارے ہین اونکو پکڑے رہو ۔ رسولخدا
صلعم تو فرماتے ہین کہ اہل بیت ہمارے محل اسرار ہین اونمین دانائی
اور حکمت ہے اونکو پکڑے رہو اونکی اطاعت اور فرمانبرداری کرو
اونکی اطاعت برابر ہے اطاعت قرآن کے اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
اور اونکے ہم مذہب اہلسنت کہتے ہین کہ اطاعت اور پیروی کرو خلفاء ثلثہ
کی مثل اطاعت خدا اور رسول خدا کے اس تنازعہ سے تو ظاہر ہوتا ہے
کہ رسول خدا صلعم کے ارشاد کے مخالف مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا اور
اونکے ہم مذہبونکا اعتقاد ہے ۔ پس جو لوگ کہ اسلام کے پیرو و معتقد ہین
تو حکم رسول خدا صلعم کی پیروی کرینگے جنکا کہ کلمہ پڑہتے ہین اور جو لوگ
مخالف اسلام ہین اور مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب
اہل سنت کا کلمہ پڑہتے ہین وہ لوگ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور
اونکے ہم مذہب اہل سنت کے حکم کی پیروی کرینگے ۔

چونکہ اہل سنت کی معتبر کتابون سے کہ جنکی نقل اسکے قبل تنقیح ہذا مین کی گئی ہی
و نیز اقرار سعد الدین تفتازانی و صاحب شرح فقہ اکبر معتبرین علماء اہل سنت سے
کہ جنکی اقرارات کی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے ثابت ہی کہ باہم حضرت
علی علیہ السلام و خلفاء ثلثہ کینہ و رنج تھا صفائی نہ تھی اور جناب سیدہ حضرت
ابوبکر سے ناراض و رنجیدہ فوت ہوئین اور اصحاب نے حضرت علی علیہ السلام
کے ساتھ ابطلاب ریاست و حکومت دشمنی و کینہ کیا اور صدیق اکبر علی علیہ السلام
تھے اہل سنت بوجہ خصومت آل رسول حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کہکر حکم
جناب رسالتماب صلعم سے بھی منکر ہوتے ہین اور حکم جناب امیر سے بھی انحراف
کرتے ہین اور خوف قیامت سے بالکل نہیں ڈرتے۔ اگر مذہب اسلام کو صحیح
سمجھتے اور روز قیامت کو حق جانتے تو رسولخدا صلعم کے ایسے صاف اور صریح
احکام سے منحرف ہوکر دشمنان آل رسول کی شرکت اختیار نہ کرتے۔ لہذا
اس تنقیح کے فیصلہ مین مجھکو اس راے کے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوئی کہ
جو لوگ خلفاء ثلثہ کے معتقد اور پیرو ہین وہ دل سے حضرت علی علیہ السلام
کے ضرور مخالف ہین گو بظاہر کم علمون اور جاہلونکی تسکین قلب کے
واسطے اظہار دوستی کرین۔ اور جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے معتقد اور
پیرو ہین وہ خلفاء ثلثہ کے یقینا مخالف ہین گو بظاہر انکار مخالفت کرین
مگر یہہ انکار کسی حالت مین معتبر نہین قرار پا سکتا۔

تنقیح نمبر ہشتم

گروہ اسلام مین آل رسول کا معتقد اور پیرو کونسا فرقہ ہی

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے سوالات جو ایک قسم سے متعلق ہین اور کتاب تذکرۃ الخلفا

صفحہ ۲۷۱ مین درج ہین قابل غور ہین -
مولوی صاحب ممدوح نے تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ مین گیارہ طعن حضرت علی علیہ السلام کی ذات پاک پر کئے ہین اور ہر طعن کا جواب شیعون سے چاہا ہے اگرچہ اس قسم کے سوالات کے جواب بکثرت شیعہ دے چکے ہین اور طعن ہائے مندرجہ تذکرۃ الخلفاء کا جواب بھی غالباً کوئی شیعہ ضرور لکھے گا میرا منصب جواب لکھنے کا نہین ہے کیونکہ مین نے درمیان دونون فریقون کے انصافاً فیصلہ کرنے کا وعدہ کیا ہے تاہم مجوزر کا یہ فرض تو ضرور ہے کہ وہ واقعات اسلام کی تصریح کردے تاکہ ناواقفون کے خیال یکسو ہوجاوین اور اونکو اسلام کی حقیقت معلوم ہوجاوے - لہذا اول مین گیارہ طعن مندرجہ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ کی نقل ذیل مین کرتا ہون اوسکے بعد اپنی رائے ظاہر کرونگا -

نقل عبارت تذکرۃ الخلفاء حضرات شیعہ اپنی اوس تاریخ سے جسکو وہ بہت درجہ مستند و معتمد سمجھے ہون امورات ذیل کا جواب دین -

۱ - حضرت اسد اللہ الغالب ابن ابیطالب مظہر العجائب و الغرائب سے کتنے ملک کفار اشرار کے فتح کئے -

۲ - امیر باذل نے جو مال و منال کہ راہ خدا یا اپنے اہل بیت باصفا مین صرف کیا آیا وہ مکسوبہ تھا یا مغتنمہ خلفاء ثلثہ -

۳ - امام المومنین حیدر کرار غیر فرار نے کتنے کروڑ کفار فجار کو مسلمان باایمان کیا -

۴ - صفدر نامدار لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار نے کتنے مدعیان نبوت و طالبان رسالت کذاب کو مثل قوم عاد تباہ و برباد و ہلاک کیا -

۵ - دستور المعظم سند یافتہ آسمانی و دستار بند غدیر نے کس حد تک روئے

مین پہ اسلام کو شایع و ذائع فرمایا۔
۷- امامت دستگاہ و ولایت پناہ نے کتنے ہزار ساجد تعمیر فرمائین۔
۸- شجاع بے مثال نے کتنے مرتبہ کافران روم و شام و گبران عجم و ایران کو شکست فاش دی۔
۹- مستحق خلافت بلافصل کے زمانہ عدالت نشانہ مین امن جانی و مالی و صلاح دینی و دنیوی بندگان خدا کو حاصل تھے یا اونکے زمانہ مین جو مغافاۃ قابلیت امامت کی نر کھتے تھے۔
۱۰- وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کے وقت مین خارج ناصبی سبائی بسبب عادت ہوئے یا کسی اور زمانہ مین۔
۱- صاحب ردائی دو جہان نے با این ہمہ قدرت و مقدرت کیون مال و منال غنیمت ناجائز مجاہدین کسری و قیصر پہ تصرف کیا۔
۱۱- جناب امیر المومنین نے باوصف طاقت ید اللّٰہی و قوت نامتناہی کے کیون اپنی عمر عزیز کو تقیہ مین نہایت ہی ذلت و خواری سے ضائع کیا اگر یہ فعل اقبح بنفس اسمائی مستحسن و مفترض تھا تو پھر اکثر مقامات پر جوہر ذوالفقار کیسے دیکھا نا کیا یعنی پس یہ امر مفروضہ خواہ بطمع جاہ و مناصب خواہ بغرض شوکت خلافت مبنی برخطا و قصور ہے یا اور کیا فقط تمام ہوے طعن مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شاکوہ آبادی۔
ان سوالات مین اول یہ امر استفسار طلب ہے کہ یہ گیارہ سوال ہین یا حضرت علی علیہ السلام کی ذات پاک پر طعن کئے گئے ہین۔ اگر درحقیقت یہ سوال ہین تو انکا جواب اسیقدر کافی ہے کہ سایل نے اپنے سوالات مین حضرت علی علیہ السلام کا اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب امیر باذل ملم المومنین کرار غیر فرار صفدر نامدار الافتی الاعلی دستور المعظم امامت دستگاہ ولایت پناہ

شجاع بے مثال مستحق خلافت بلافصل حاجت روا سے دوجہان امیرالمومنین ہونا تسلیم کرلیا ہے کیونکہ ان کل سوالات مین حضرت علی علیہ السلام کے اسم مبارک پر یہ جملہ لقب سائل نے تحریر فرمائے ہین - پس جبکہ حضرت علی علیہ السلام کو سائل ان جملہ اوصاف مذکورہ کا سزاوار سمجھتا ہے اور اسیوجہہ سے نام علی کو اوسنے باین اوصاف مندرج سوالات خود کیا ہے - اور اسپر اوسکا دلی اعتقاد ہے تو ضرورت جواب کی باقی نہین رہی - کیونکہ اگر باہم سُنّی اور شیعہ کے تنازع ہے تو صرف اسی بات کا کہ حضرت علی علیہ السلام باوصاف مذکورہ خلیفہ بلافصل ہین یا خلیفہ چہارم اور سکا اقرار سائل نے اِن سوالات مین کرلیا - احتیاج جواب باقی نہ رہی اور اگر اوصاف مذکورہ سائل نے بطور طعن لکھے ہین تو ان مطاعن کا جواب شیعون سے کیون چاہا جاتا ہے کیونکہ سائل نے کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۲۸ مین شیعونکی نسبت لکھا ہے کہ مذہب ذریت ابن سبا کا اسی پر مبنی ہے کہ بپرایہ دشمنی مین اصحاب باصفا پر تبرا کرنا اور بپرایہ دوستی مین آل عبا کو بُرا کہنا - جبکہ سائل کے نزدیک شیعہ خلفاء ثلثہ اور آل عبا دونون کے دشمن ہین کسی کے بظاہر دشمن ہین اور کسیکے بباطن دشمن ہین تو دشمنون سے طالب جواب ہونا ایک جاہل اور کم فہم کا کام ہے - اگر سائل جاہل و کم فہم ہے تو اوسکی تحریر و تقریر دلون غیر معتبر ہین اور اگر سائل درحقیقت فرقہ اہل سنت کا عالم مستند ہے کہ جسکے سبب سے یہ لقب مولوی مشہور ہین اور مولوی لکھے جاتے ہین تو اونکے ان گیارہ مطاعن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اور اونکے ہم مذہب حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہین اور حضرت علی علیہ السلام کے امیرالمومنین امام المتقین امامت دستگاہ ولایت پناہ شجاع مستحق خلافت اسداللہ الغالب امیر باذل امام المومنین کرار غیر فرار صفدر نامدار سزاوار لافتیٰ دستور المعظم ہادی امت ہونے سے منکر ہین -

اور حضرت علی علیہ السلام کے ان اوصاف کا منکر یقیناً دشمن علی و دشمن خاندان نبوت ہے کیونکہ یہ کل اوصاف حضرت علی علیہ السلام کے احکام الٰہی و احادیث رسالت پناہی سے ثابت ہین جنکی نقل اہل سنت کی معتبر کتابون سے تنقیحات نمبر دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم مین کی گئی ہے اور خود اقرار مولوی صاحب ممدوح سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا معتقد اور پیرو فرقہ شیعہ ہے اور اسی فرقہ شیعہ مین اولاد علی و بنی فاطمہ شامل ہین اور فرقہ اہل سنت معتقد اور پیرو مخالفان حضرت علی کا ہے اور اونھین مخالفان علی کی اولاد فرقہ اہل سنت مین شامل ہے کیونکہ اگر فرقہ شیعہ معتقد اور پیرو اور اولاد علی ہین داخل نہوتا تو اوصاف حضرت علی او منصب حضرت علی در استحقاق خلافت حضرت علی کا ثبوت شیعون سے طلب نہوتا یہہ عام دستور ہے کہ بزرگ قوم کے اوصاف او فضائل اور استحقاق کا ثبوت مخالف لوگ وہی قوم سے طلب کرتے ہین جو قوم اوس بزرگ کی معتقد اور پیرو ہوتی ہے۔ مثلاً قوم نصاریٰ جناب محمد صلعم کو نبی برحق نہین جانتے اور دین اسلام کی مخالف ہین اسواسطے آنحضرت کے نبی برحق ہونے اور اسلام کے مذہب حق ہونے کا مسلمانون سے ثبوت طلب کرتے ہین کیونکہ مسلمان آنحضرت کی نبوت کے معتقد ہین اور مذہب اسلام کو حق جانتے ہین۔ ایسا ثبوت نصاریٰ اپنے ہم قوم نصرانیون یا یہودیون سے طلب نہین کرتے کیونکہ نصاریٰ اور یہود تو آنحضرت و دین اسلام کے مخالف ہین۔ اسیطرح فضائل علی و مراتب علی کا ثبوت مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے شیعون سے طلب کیا نہ سنیون سے اگر شیعہ معتقد اور پیرو حضرت علی علیہ السلام کے ہوتے تو اونسے مراتب و فضائل حضرت علی کے ثبوت اہل سنت طلب نہ کرتے اور اگر اہل سنت حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام کے محب اور پیرو اور معتقد ہوتے تو فضائل حضرت علی علیہ السلام و مراتب حضرت علی کے منکر نہوتے اور در بارہ مراتب حضرت علی ع

فضائل حضرت علی شیعون سے ثبوت طلب نکرتے - اہل سنت کے ان مطاعن سے
صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ اہل سنت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہین
اور شیعہ معتقد و پیرو و مخلص صادق حضرت علی علیہ السلام کے ہین بدین وجہ جو شرف حضرت
علی علیہ السلام کے واسطے مقرر ہے کہ ہر نماز مین خاتمہ تشہد پر بعد رسول علی و اولاد
پر درود پڑھا جاوے اُسکے فرمانبرداری شیعہ بدل وجان کرتے ہین اور جب نام حضرت علی و اولاد
علی کا لیتے ہین یا لکھتے ہین توضرور درود پڑھتے ہین - ان وجوہات سے ہر ایماندار پر واجب ہے کہ
دشمنان حضرت علی کے مقابلہ مین فضائل و مراتب و منصب حضرت علی علیہ السلام کو قرآن اور حدیث سے
ثابت کردے شاید دشمنان حضرت علی متوجہ ہوکر دشمنی حضرت علی کو ترک کرکے راہ راست اختیار کرلین
تو اس سے زیادہ کوئی دوسرا کام نیک نہین ہے لہٰذا مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے مطاعن
کی نسبت اپنی راے کو واسطے فوائد خاص و عام کے ذیل مین تحریر کرتا ہون -

اِن گیارہ مطاعن مذکورہ بالا مین مبتدا تو ہے مگر خبر بالکل نہین نکلتی - بدین وجہ
کل سوال سائل کے غلط ہین جواب دینے کے لائق نہین -

سائل استفسار کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کتنے ملک کفار کے فتح کیئے -
راہ خدا مین اور اپنے اہلبیت مین جو مال صرف کیا وہ مکسوبہ ذاتی تھا یا یہ مال وہ
تھا جو خلفاء ثلٰثہ نے لوٹ مین حاصل کیا تھا - کتنے کفار ون کو مسلمان کیا - کتنے
مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کیا - کس حد تک اسلام کو شائع کیا - کسقدر مساجد
تعمیر کین - کئے مرتبہ کافران روم و شام کو شکست فاش دی - زمانہ خلافت حضرت
علی علیہ السلام مین بندگان خدا کو امن حاصل ہوا یا نہین - اور مذہب نواصب
و خوارج و سبائی اوسی زمانہ مین پیدا ہوا یا نہین - لوٹ کے ناجائز مال پر کیون
تصرف کیا - حالت تقیہ مین کمال ذلت و خواری کے ساتھ کیون بسر کی -

اِن اعتراضات سے یا اِن مطاعن سے یا ان سوالات سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ

سائل کی غرض کیا ہے - کیا اسقدر کہا جا سکتا ہے کہ سائل کا مسلمات بدیہی
حالات سے یہہ ہو کہ جو شخص زیادہ ملک فتح کرے - مال غنیمت حاصل کرے
کفار کو مسلمان کرے - مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کرے - اسلام کو تمام
دنیا مین شایع کرے مسجدین تعمیر کرے - کافران روم و شام کو شکست فاش
دے وغیرہ وغیرہ وہ رسول اللہ کا خلیفہ برحق ہو سکتا ہے نہ معلوم کہ سائل
نے اس اصول کو کہان سے اخذ کیا ہے - قرآن شریف و احادیث رسالت
پناہی مین تو اس قسم کے شرائط خلیفہ برحق کے واسطے تمام بیان ہوئے
ہین نہ کوئی ایسا حکم قرآن مجید و احادیث رسول خدا مین پایا جاتا ہے کہ جسپر
امت اجماع کرے وہی خلیفہ رسول تسلیم کیا جاوے - اور اگر بالفرض محال یہہ
اصول تسلیم کیا جاوے تو امت نے یزید کی خلافت پر بھی اجماع کیا تھا پھر
حال کے سنت جماعت یزید کے خلیفہ برحق ہونے سے کیون انکار کرتے
ہین حالانکہ اونکے معتبر عالمون نے اسی بناء پر خلافت یزید کو تسلیم کیا ہے چنانچہ
ابوشکور سلمی و صاحب شرح فقہ اکبر و عبد القادر ابن مرو حجت الاسلام امام
غزالی وغیرہ معتبرین علماء اہل سنت کے اقرار تنقیح نمبر پنجم مین نقل کیے گئے ہین
دوسرے محمود غزنوی اور نادر شاہ نے ملک بھی بہت فتح کیے کفار کو بھی بکثرت
قتل کیا اور کفار کو مسلمان بھی کیا - اور زیادہ تر انھین بادشاہون نے
تمام دنیا مین اسلام کو شایع کیا اور مال غنیمت بھی بکثرت حاصل کیا تو بر بناء
اس اصول کے ان بادشاہون کو خلیفہ برحق قبول کرنا چاہیے - مولوی
جمال الدین صاحب مرحوم بالقابہ نے ریاست بھوپال مین بکثرت مسجدین تعمیر
کین ہین اسقدر مسجدین تو خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین کہیں بھی نہین ہوئین تو مولوی
جمال الدین صاحب مرحوم بھی خلیفہ برحق قبول کیے جاوین - مہاراجہ

بلونت سنگھ صاحب بہادر بالقابہ راجہ مرحوم ریاست بھرتپور نے خاص بھرتپور
مین ایک عمدہ اور بڑی مسجد زنی حیات مین تعمیر کرائی تھی تو بنارس ہمعصل
کے مہاراجہ بھرتپور کو بھی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا - اور بھی اہل ہنود نے مسجدین
تعمیر کین ہین اونکو بھی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا - شاہ زنجبار نے زنجبار مین بہت
مسجدین تعمیر کین ہین اور وہ فرقہ خوارج مین سے ہین اونکو بھی خلیفہ برحق تسلیم
کرنا ہوگا - حال مین باہم زار روس و سلطان اسلام بول جنگ عظیم ہوئی تھی
جس جنگ کے سپہ سالار عثمان پاشا تھے زار روس نے روم و شام پر فتح
پائی کیونکہ روم و شام دونون ملک مقبوضہ سلطان اسلام بول ہین تو زار روس کو
بھی خلیفہ برحق قبول کرنا پڑیگا - خلفاء ثلثہ کی محبت مین واسطے اثبات خلافت
کے اہل سنت عجیب کش مکش مین پڑے ہوے ہین اور حالت اضطراب مین جو
چاہتے ہین کہنے لگتے ہین اور لکھنے لگتے ہین انجام پر غور نہین کرتے - مذہب
اسلام اس دنیا مین ممالک کفار کے فتح کرنے یا کسیکو تباہ و برباد کرنے یا مال غنیمت
حاصل کرنے - یا کفار روم و شام کو شکست دینے یا مسجدین تعمیر کرنیکے واسطے
قایم نہین ہوا ہے نہ رسول خدا ان اغراض کے پورا کرنے کو مبعوث برسالت
ہوئے بلکہ واسطے رہنمائی و ہدایت خلایق کے مبعوث برسالت ہوے تھے
اور جو ہدایت و رہنمائی رسول خدا نے خلایق کو کی اوس ہدایت و رہنمائی کے
مطابق راہ راست پر امت کے قایم رکھنے کے واسطے خلیفہ رسول کی ضرورت تھی
تھی - اور جو جہاد زمانہ آنحضرت مین ہوئے وہ بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان
کے ہوے تھے جسکی توضیح تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے - اور خلافت رسول
کے قابل وہ شخص قرار پاتا ہے جو افضل الامم ہو اور اوس سے زیادہ عالم
اور فقیہ اور مسئلہ دان اور رموز الہی اور احکام قران و احکام رسول سے زیادہ

عالم بود تھکار امت مین کوئی دوسرا اوسکا مقابل نہ نکلے اور احکام آلہی واحکام
رسول کی فرمانبرداری مین وہ پس وپیش نکرے چنانچہ افضل الامم ہونا حضرت
علی علیہ السلام کا اور امیر المومنین و امام المتقین وکرار غیر فرار ہونا حضرت علی
علیہ السلام کا خود رسول اللہ نے امت پر ظاہر کردیا ہے جن احادیث نبوی سے
علی علیہ السلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین کرار غیر فرار ہونا ثابت
ہی اون احادیث کی کتب بالے معتبر اہل سنت سے تنقیحات نمبر اول دوم وسوم
وچہارم وپنجم وششم وہفتم مین جابجا نقل کردی گئی ہے اور ثابت کردیا گیا ہی
شرف حضرت علی کو کہ اونکی محبت پروردگار عالم نے تمامی امت پر واجب
کردی ہے اور ہر نماز مین اونپر درود پڑھنے کا حکم ہے اور معتبرین اہل سنت
نے ان سب باتونکا اقرار کیا ہے جنکے اقرارونکے نقول بھی تنقیحات مذکورہ
مین لکھدی گئی ہے۔ اب اگر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے نزدیک اونکے
مطاعن لاجواب ہون اور حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت وسخاوت وشجاعت
دین وفتوحات ملکی وکفارونکا مسلمان نہ کرنا ومدعیان نبوت کا تباہ وبرباد نکرنا
اس بات کی دلیل سمجھی جاوے کہ حضرت علی علیہ السلام قابل خلافت نہ تھے یا انکا
خلافت قابل تسلیم نہین تو یہ اعتراض اونکا خدا اور رسول خدا پر وارد ہوتا ہے کہ
جنھون نے حضرت علی علیہ السلام کو قابل درود قرار دیا جنکی محبت امت پر
واجب کی جنکو افضل الامم کہا جنکو امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین یعنے
گراہونکے رہنما کہا جنکے چہرہ پر نظر کرنا داخل عبادت کیا۔ جنکا رتبہ مساوی قران
تبلایا۔ جنکے مظہر العجائب والغرائب ہونے کو امت پر ظاہر کیا۔ شیعون پر
کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا کیونکہ شیعہ فرمانبرداری کرتے ہین خدا ورسول
خدا کی۔ اور فرمانبردار پر واجب نہین اسبات کا اعتراض کرنا کہ حضرت

علی علیہ السلام نے نہ کوئی ملک فتح کیا نہ کفار کو قتل کیا نہ مال غنیمت حاصل کیا
ومسجدین تعمیر کین نہ دعویداران نبوت کو تباہ و برباد کیا۔ یہ کل فضائل
تو خلفا ثلثہ مین تھے وہ اس شرف سے کیون محروم رکھے گئے اور بلاوجہ
یہ شرف حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کیون بیان کیے گئے۔ میری رائے
مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اپنے کل مطاعن و اعتراضات ایک عرضی
مین لکھکر بغداد شریف روضۂ شیخ عبد القادر جیلانی پر بھیجکر جواب منگالین تو
بہت مناسب ہے کیونکہ گلدستہ کرامات مین اونکے ہم مذہب عالم لکھ چکے ہین کہ
رسول خدا صلعم نے شیخ عبد القادر سے فرمایا تھا کہ اے فرزندم اس دنیا مین
اور آخرت مین میرے وزیر ہو اسکی نقل تنقیح نمبر دوم مین کی گئی ہے۔ پس شیخ
عبد القادر صاحب وزارت حسب دلخواہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ضرور
جواب دینگے۔ مین چاہتا ہون کہ دو واقعہ بطور مختصر ذیل مین بطور نمونہ لکھدون
کہ جنکے ملاحظہ سے حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت اور سخاوت اور فرمانبرداری
وغیرہ کا اظہار ہو جاوے اور مولوی صاحب ممدوح نے جو طعن کیے ہین اونکی
بے ادبی اور خاندان رسالتؐ کے ساتھ دشمنی مخفی نہ رہے۔

مین اس مقام پر جنگ خندق کی لڑائی سے عمرو ابن عبدود کی لڑائی کا خلاصہ
اشارتاً لکھتا ہون اس واقعہ سے سُنی و شیعونکی کوئی کتاب خالی نہین ہے مین
صرف نتیجہ نکالنے کے واسطے اس لڑائی کا مختصر حال لکھتا ہون۔

جنگ خندق مین عمرو ابن عبدود لشکر کفار سے نکلکر مسلمانونکے مقابلہ جنگ
کو آیا اور باواز بلند مرد مقابل طلب کیا کوئی مسلمان اوسکے مقابلہ کو اوسکے
خوف سے نہ گیا کیونکہ عمرو ابن عبدود رستم زمانہ تھا اوسکی جنگ ازمائی اور
بہادری اور جوان مردی سے سب مسلمان واقف تھے۔ اور لڑائی کے

وقت عمرو ابن عبد ود کا دستور تھا کہ تن تنہا ہزار آدمی سے مقابلہ و مقاتلہ
کرتا تھا ۔ اور ایک ہاتھ مین تلوار لیتا تھا اور دوسرے ہاتھ مین بجاے سپر کے
بچہ شتر کو لیتا تھا اور سپر بناتا تھا ۔
جب کوئی مسلمان اوس سے لڑنے نہ گیا تو جناب رسالت مآب صلعم نے
مسلمانونکی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہے کوئی خدا اور رسول خدا کا دوست
کہ اس دشمن خدا کے شر کو مٹاوے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ مین حاضر
ہون حضرت نے کچھ جواب ندیا اور سب مسلمان سنتے رہے مگر آنحضرت کو کسی نے
جواب ندیا ۔ بار دوم پھر عمرو ابن عبد ود نے مرد مقابل طلب کیا بجز علی مرتضیٰ
کوئی مسلمان واسطے مقابلہ کے آمادہ نہوا اور علی مرتضیٰ نے جنگ کی اجازت چاہی
مگر حضرتؐ نے اجازت ندی بار سوم عمرو ابن عبد ود نے باواز بلند کہا کہ کیا تم
مین کوئی مرد نہین ہے کہ میدان مین اوے جناب رسالتمآبؐ نے مسلمانونکی اور
بالتخصیص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی جانب خطاب کیا کہ کیا تم لوگون مین کوئی ایسا
دوست خدا اور رسول خدا کا ہے کہ اس دشمن کے شر کو مٹاوے حضرت عمر نے جواب
دیا کہ یا رسول اللہؐ یہ شخص تنہا ہزار آدمی سے لڑتا ہے اور بچہ شتر کو سپر بناتا ہے
ہمکو اسکے مقابلہ کی طاعت نہین حضرت علی علیہ السلام نے اس مرتبہ بھی اجازت چاہی
اور اجازت جنگ ملی جب حضرت علی علیہ السلام عمرو ابن عبد ود کے مقابل
ہوے تو عمرو نے کہا کہ تم کم سن ہو واپس جاؤ اور اون دو شیخ قریش یعنے ابوبکر و
عمر مین سے کیسکو بھیجو کیونکہ مجھ سے اور تمھارے باپ سے محبت و سلوک رہا ہی
مین نہین چاہتا کہ تمھارا خون میرے ہاتھ سے ہو حضرت علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ تو میرا قتل کرنا نہین چاہتا لیکن مین تجھکو قتل کرنا چاہتا ہون ۔ انجام
اس لڑائی کا یہ ہوا کہ علی علیہ السلام عمرو ابن عبد ود کو قتل کرکے بفتح خدمت

پرسول خدا مین واپس آئے۔ اوسوقت فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کفی اللہ المؤمنین القتال بعلی و کان اللہ عزیزا حکیما کفایت کرے اللہ مسلمانون کو لڑائی مین وسیلہ حضرت علیؑ کا واسطے فتح کے اور اللہ عزت والا اور حکمت والا ہے اور یہ بھی جناب رسالتماب صلعم فرماتے تھے کہ قال النبی لضربۃ علی خیر من عبادۃ الثقلین ترجمہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایک ضرب علیؑ کی بہتر ہے عبادت ثقلین سے۔

پس جس علی کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ لڑائی مین جسکا وسیلہ باعث فتح قرار دیا جاوے اور جسکی ایک ضرب تمام جن وانس کی عبادت سے جناب رسول خدا افضل تبلاوین اوس علی کی شجاعت کا ثبوت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اہل سنت کے فخر العلماء شیعون سے طلب کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اور اونکے ہم مذہب حضرت علی کی شجاعت کے منکر ہین اگر منکر نہوتے تو شیعون سے ثبوت طلب نہ کرتے اور اس انکار سے مولوی صاحب ممدوح اور اونکے ہم مذہب قول رسول کے بھی منکر معلوم ہوتے ہین اس صاف اور صریح انکار سے زیادہ اور کیا ثبوت دشمنی علی و دشمنی خاندان نبوت کا ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام کے فرمانبرداری کی یہ کیفیت تھی کہ باوجود کم سنی عمرو ابن عبدود سے رستم زمان پہلوان کے مقابلہ کو بلا خوف وخطر چلے گئے۔ اور نبی کی آواز اول پر آپ نے ارادہ ظاہر کردیا کہ مین حاضر ہون اور سب مسلمان ساکت رہے اور عمرو ابن عبدود کا خوف سب پر طاری تھا۔ پس فرمانبرداری اور شجاعت کا حضرت علی علیہ السلام کا تمام عمر یہی حال رہا۔ چنانچہ رسولخدا صلعم مبعوث برسالت ہوئے اور اپنی قوم کی دعوت کی اور فرمایا کہ تم سے کون مجھ پر ایمان لاتا ہے اوسوقت بھی سب سے اول علی علیہ السلام نے عرض کی تھی کہ مین آپ پر ایمان لاتا ہون

اور خلفاء ثلثہ کی نافرمانی اور نبوت مین شک کرنا طالب دنیا ہونا رسولخدا سے ہمیشہ جھگڑہ و تکرار کرنا۔ احکام رسول اللہ کو روک دینا بے ادبی کرنا تنقیح نمبر چہارم مین ذکر کرچکا ہون۔ ایسی ہی لوگونکی نسبت پروردگار عالم نے سورۂ محمد مین فرمایا ہے کہ اعمال اونکے باطل ہوجاوینگے بوجہ طلب دنیا و برپا کرنے فتنہ وفساد کے زمین پر و قطع کردینے قرابتون کے سبب سے اگر خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین ملک بہت سے فتح ہوئے کفار زیادہ مسلمان ہوے مال غنیمت زیادہ آیا تو یہ کوئی فخر کی بات نہین ہے کیونکہ رسولخدا فرماچکے ہین کہ یہ دین رونق پاویگا فاسق وفاجر سے اس حدیث کی نقل صحیح بخاری سے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے۔ اسلیے فتوحات ملکی تعمیر مساجد دلیل خلافت نہین ہوسکتی۔

پس شجاعت حضرت علی و فتوحات حضرت علی سے اہل سنت کی کتابین بھری ہوئی ہین ازالتہ الخلفا کتاب المغازی للواقدی شرح تجرید قوشجی تاریخ ابوالفدا سیرۃ المحمدیہ کامل ابن الاثر وغیرہ مین واقعات جنگ بدر و جنگ احد وغزوہ احزاب و جنگ خیبر وغزوہ حنین مین شجاعت و استقلال وفرمانبرداری حضرت علی علیہ السلام کا حال جوچاہے دیکھ لے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب ازالتہ الخلفا صفحہ ۲۵۱ مین جناب امیر کے امام الاشجعین ہونیکا اقرار کیاہے اور صفحہ ۲۵۵ مین لکھا ہے کہ جبرئیل امین کو یہ کہتے ہوئے سب مسلمانون نے سنا کہ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔ تعجب ہے کہ معتبرین علماء اہل سنت تو حضرت علی کی شجاعت بے مثال ہونیکا اقرار کرین جبرئیل امین علی مرتضی کی شجاعت آواز بلند ظاہر فرماوین اور رجال کے مذہب سنت والجماعت کے پیشوا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس سے بھی منکر ہین اوراس انکار پر مسلمان ہونے کے بھی مدعی ہین اور ولاے اہلبیت کا بھی دم بھرتے ہین۔

تھا دت حضرت علی علیہ السلام کے ثبوت مین صرف ایک واقعہ بطور نمونہ سنائے
دیتا ہون۔
قولہ تعالیٰ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ اس آیہ کی تفسیر مین محی الدین ابن
العربی کی تفسیر کے صفحہ ۱۷۶ مین لکھا ہے کہ بروایت متواترہ و باجماع مفسرین
ثابت ہوا ہے کہ حسنین ایک مرتبہ بیمار ہوے تھے حضرت علی علیہ السلام نے نذر
مانی تھی کہ حسنین جسروز تندرست ہونگے روزہ رکھونگا چنانچہ بعد صحت روزہ
رکھا حضرت علی علیہ السلام نے اور جناب فاطمہ نے اور فضہ نے اور گھر مین کچھ
سامان غذا نہ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام شمعون یہودی کے پاس سے تین صاع
جو قرض لائے اور جناب فاطمہ نے ایک صاع جو اوسمین پیسکر پانچ گردے
روٹیونکے پکائے اور وقت افطار ایک ایک روٹی بقدر حصہ مساوی علی و فاطمہ
و حسن و حسین و فضہ کے روبرو رکھی گئی ہنوز نوبت کھانے کی نہ پہونچی تھی کہ ایک
سائل نے دروازہ پر آواز دی کہ سلام ہو تمپر اے اہلبیت محمد۔ مین مسکین ہون
کچھ مجھکو کھلاؤ بعوض اسکے خدا تمکو مائدہ جنت سے کھلاویگا۔ یہ سنکر سب نے اپنے
آگے سے پانچون روٹیان اوٹھاکر سائل کو دیدین اور پانی سے روزہ افطار
کیا اور اوس روز بجز پانی کے اور کچھ نہ چکھا۔ پھر دوسرے روز روزہ رکھا
اور اوسیطرح جو کی پانچ روٹیان تیار ہوئین جب وقت افطار وہ روٹیان
سامنے آئین تو ایک یتیم نے سوال کیا اور وہ پانچون روٹیان پھر سائل کو
دیدی گئین اور بجز پانی کے اوسروز بھی کسی نے کچھ نہ چکھا۔ پھر تیسرے روز
اوسی حالت مین روزہ رکھا اور پانچ روٹیان جو کی مثل روز اول تیار ہوئین
وقت افطار ایک قیدی نے سوال کیا وہ پانچون روٹیان اوس روز بھی
سائل کو دیدین اور بجز پانی کے اوس روز بھی کچھ نہ چکھا۔ اوسکے صبح جناب امیر

سنت حسنین پکڑ کر بحضور جناب رسول خدا صلعم حاضر ہوئے اور حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شدت گرسنگی سے اعضا میں رعشہ ہے پس جناب رسول خدا مع علی و حسنین خانہ جناب سیدہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ پشت جناب سیدہ حمیدہ پیٹ اور محراب سے چسپاں ہے اور آنکھوں میں حلقہ و گڑھے پڑ گئے ہیں کہ نازل ہوئے جبرئیل اور کہا کہ اے محمد مبارک ہو تمھارے اہلبیت میں لو اور پڑھا سورہ ہل اتی کو۔ پس تمامی سورہ ہل اتی باتفاق مفسرین اہل سنت شان میں علی و فاطمہ و حسن و حسین کے نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر کے گھر میں تو ایک روز کی بھی خورش نہ تھی پھر دولت کثیر کہاں سے راہ خدا میں دیتے جو آتا تھا وہ روز کے روز راہ خدا میں دیدیتے تھے جو باقی بچتا تھا خود کھاتے تھے اور اپنے اہلبیت کو کھلاتے تھے آپ کے پاس دولت تو کبھی جمع ہی نہیں ہوئی کہ جسکی توضیح کیجاوے کہ جو دولت آپنے راہ خدا میں لٹائی وہ مکسوبہ تھی یا کیسی لیکن راہ خدا میں اگر ڈکیت یا چور بذریعہ ڈکیتی یا سرقت غیرہ کما مال حاصل کرکے اپنے بھائی بندوں و مددگاروں میں واسطے استحکام حکومت صرف کریں تو اس سے سخی یا مستحق خلافت نہیں ہوسکتے۔ بلکہ سخاوت اسکا نام ہے کہ خود بھوکا رہے اور مساکین کو اپنا قوت بھی کھلادے اور راہ خدا میں جان و مال سے دریغ نکرے اور گھر میں ایک دن کی خوراک تک نہ نکلے اور یہ کام بجز انبیا و خاتم الانبیا کے اور حضرت علی اور اولاد علی کے اس دنیا میں کسی سے نہیں ہوا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں امام احمد ابن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ ایک روز مجھ پر اشتہا نے بمقام مدینہ غلبہ کیا پس میں گھر سے باہر نکلا کہ مزدوری کرکے کچھ حاصل کروں پس میں نے سولہ خرموں پر اجرت مقرر کرکے ایک عورت کو پانی کھینچدیا

اور مزدوری کے خرمے لیکر پیش نبی حاضر ہوا اون خرمونکو مین نے اور نبی نے نوش کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کے فقر و فاقہ کی تو یہ نوبت تھی اونکے پاس دولت دنیا کہان تھی جو لٹاتے اور جو کچھ حاصل ہوتا تھا وہ راہ خدا مین فوراً لٹا دیتے تھے۔ پھر صاحب ازالۃ الخفاء بروایت متواترہ لکھتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت مین ایک روز مسجد کوفہ مین منبر پر بیٹھے فرماتے تھے کہ تم مین کوئی شخص ایسا ہے جو میری اس شمشیر کو خرید کرے اور فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس بقدر قیمت پاجامہ کچھ ہوتا تو مین اس شمشیر کے فروخت کا ارادہ نکرتا۔ ناگاہ ایک مرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین آپ کو قرض دیتا ہون روایت متواترہ سے ثابت ہو کہ حضرت علی علیہ السلام نے لذات دنیا کو ترک کردیا تھا اور فرماتے تھے کہ اے دنیا تو مجھے اشتیاق دلاتی ہے اور غرور کرتی ہے۔ اے دنیا تجھ سے مجھے کچھ حاجت نہین۔ مین نے تجھکو تین بار طلاق دی عیش تیرا بہت کم ہے اور خطرہ تیرا کثیر۔ مال دنیا بے قدر ہے قسم بخدا میری نظرون مین دنیا مثل عرق بدن خنزیر کے ہے۔ حضرت علی علیہ السلام بہت موٹا پارچہ اور کم قیمت غذا مثل غریبون کے استعمال کرتے تھے۔ ابن رافع کہتا ہے کہ ایک روز مین گیا پاس حضرت علی علیہ السلام کے آپ نے ایک جراب مہر بند لاکر آگے رکھا اوسمین خشک ٹکڑے نان جو کے تھے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپ نے مہر کیون کی ہے فرمایا اس خیال سے کہ ہمارے بچے ان ٹکڑون کو گھی یا روغن زیت سے لت نکردین۔ اور یہہ پوشاک و غذا مخصوص ہے واسطے علی کے دوسرا اسمین شریک نہین ہو اور نعلین کو اور قمیص کو لیف خرمہ سے مرمت کیا کرتے تھے اور گوشت بہت کم کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایہا الناس اپنے شکم کو مقابر حیوان کا نہ بناؤ۔ ایک روز معاویہ نے ضرار سے کہا کہ میرے سامنے حضرت

علی علیہ السلام کا کوئی وصف بیان کرو ضرار نے کہا قسم بخدا حضرت علی علیہ السلام بڑے
شجاع تھے اور حاکم عادل تھے اور علم کو بدرجہ کمال دوست رکھتے تھے اور مجمع
حکمت ودانائی تھے اور دنیا کی جانب سے وحشت کرتے تھے اور شب کی تنہائی
کو دوست رکھتے تھے اور کارخانہ الٰہی میں نظر عبرت کثیر الفکر تھے لباس پوشاک
مسکین وضع پہنتے تھے اور عظیم الہیبت تھے اور اہل دین کی تعظیم کرتے تھے اور
مساکین کو پیار کرتے تھے اور کمزور ومجبور کو نا امید نکرتے تھے اور بطلان سے
نفرت کرتے تھے اور اندھیری راتون میں بہ بکار حزین رویا کرتے تھے اور تارک
لذات دنیا تھے اور کہتے تھے کہ زاد سفر قلیل ہے اور منزل دنیا دور ودراز ہے
ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۶ سے یہہ واقعہ لکھا گیا ہے۔ پس حضرت علی علیہ السلام کے پاس
دولت دنیا کہان تھی جو لٹاتے جو کچھ اس دنیا سے ملا وہ راہ خدا مین دیدیا چاہے
وہ مال کسو سمجھا جاوے یا مغتنمہ خلفاء ثلثہ۔ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے
طعن وہم مین لکھا ہے کہ حاجت روائے دوجہان نے با این ہمہ قدرت وتعدادت
کیون مال ومنال غنیمت ناجائز مجاہدین کسریٰ وقیصر پہ تصرف کیا اور طعن یازدہم
مین لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے باوصف طاقت یداللہی وقوت نا انتہائی
کے کیون اپنی عمر عزیز کو تقیہ مین بڑی ذلت وخواری سے ضایع کیا اگر یہہ فعل قبیح
نص آسمانی ستحسن مفترض تھا تو پھر اکثر مقامات مین جوہر ذوالفقار سے
دیکھانا کیا معنی۔

مین اس تحریر پہ بدرجہ نہایت افسوس کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے اپنی
مذہبی کتابون کو بھی ملاحظہ نہین فرمایا۔ اول تو تنقیح نمبر سوم مین توضیح کردی گئی ہے
کہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر وحضرت عمر مین جسقدر جہاد ہوئے وہ بحکم حضرت علی
علیہ السلام کے ہوئے تھے اسلیئے جو مال غنیمت کسریٰ وقیصر مین آیا وہ جائز تھا جبکے

تصرف مین کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ لیکن زمانہ خلافت حضرت عثمان و امیر معاویہ
مین جو جہاد ہوے وہ ناجائز تھے اِن خلافتون مین جو مال غنیمت آیا اسمین سے
خلفاء وقت نے اگر حضرت علی السلام یا امام حسن علیہ السلام کو کچھ دیا ہو اور وہ
صرف مین آیا ہو تو اسمین کوئی قباحت نہین کیونکہ رسول خدا کی اجازت تھی کہ
کچھ دین لے لینا۔ اس لئے لینے سے رسول خدا کے صرف حکم کی تعمیل ہوئی
وہ جہاد جائز نہین ہو گئے۔ چنانچہ کفار کے مال پر شرعا جب تصرف جائز ہے۔
تو حضرت عثمان اور امیر معاویہ تو کلمہ گو تھے گو افعال اونکے کیسے ہی ہون۔

بخاری جلد ششم صفحہ ۱۲۵ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ
قَالَ النَّبِيُّ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ
مَوْعِدُكُمُ الْحَوْضِ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بعد میرے مکروہات تمھارے اوپر
گذرینگے پس تم صبر کرنا اوسوقت تک کہ ملاقات کرو میری حوض کوثر پر۔

قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۰۳ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ عَنْ عُمَرَ رَفَعَهُ قَالَ
اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ مُفْتَتِنَةٌ مِنْ بَعْدِكَ فَقُلْتُ مِنْ
اَيْنَ قَالَ مِنْ قِبَلِ اُمَرَائِهِمْ وَقُرَّائِهِمْ يَمْنَعُ الْاُمَرَاءُ النَّاسَ الْحُقُوْقَ
فَيَطْلُبُوْنَ حُقُوْقَهُمْ فَيُفْتَتَنُوْنَ وَيَتَّبِعُ اَهْوَاءَ الْاُمَرَاءِ فَيُفْتَتَنُوْنَ
قُلْتُ كَيْفَ يَسْلَمُ مَنْ يَسْلَمُ مِنْهُمْ قَالَ بِالْكَفِّ وَالصَّبْرِ
اِنْ اُعْطُوا الَّذِيْ لَهُمْ اَخَذُوْهُ وَاِنْ مُنِعُوْهُ تَرَكُوْهُ فرمایا جناب رسول خدا
صلعم نے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہ بعد تمھارے امت تمھاری فتنہ برپا کریگی اور
وہ لوگ امرا اور قرا ہین۔ (یعنی فتنہ برپا کرنے والے لوگ دنیادار ہونگے یعنے
امیر و قاری قرآن جو لوگ قرآن کو بقرأت تو پڑھینگے مگر اوسپر عمل نہ کرینگے) وہ

یہ لوگ اہلبیت رسول کا حق چھین لیونگے اور وقت دعوی وطلب حق اہلبیت پر ظلم کرینگے اور تابع ہوا و دنیا کے ہونگے - پس چاہیئے کہ مومن اس حال مین سکوت اور صبر کرین اور جو دیوے لے لیوین اور جو منع کرین ترک کرین یہ دونوں حدیثین اہل سنت کی معتبر کتابوں سے نقل ہوئی ہین جن سے صاف ہو یہ ثابت وظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بذریعہ وحی الہی آگاہ کو خبردار کر دیا تھا کہ بعد وفات امت فتنہ برپا کریگی اور حقوق اہلبیت کو غصب کریگی اور وقت طلب حقوق ظلم کریگی چنانچہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے اصحاب رسولخدا صلعم نے جو کچھ کیا اوسی فتنہ وفساد کی بابت یہ خبر ہے اور رسول اللہ صلعم نے اپنے اہلبیت کو حکم صبر دیا تھا بدینوجہ حضرت علی علیہ السلام نے جوہر ذوالفقار نہین دکھائی اگر جوہر ذوالفقار دکھاتے تو رسول خدا کی نافرمانی ہوتی اور دین اسلام مین فتنہ وفساد پیدا ہوتا اور اوس فتنہ وفساد کے بانی حضرت علی علیہ السلام قرار پاتے لہذا جناب امیر نے صبر وسکوت کیا اور صاحبان حکومت نے جو کچھ دیا لے لیا اور جو کچھ پوچھا بتلا دیا کیونکہ رسول خدا نے یہی حکم دیا تھا کہ جو کچھ دین لے لینا - اور یہی کام امام وقت کا ہے لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوئی اور امت نے طالب رہنمائی ہوکر بیعت کی اور قوت ظاہری پیدا ہوگئی اسوقت باغیان اسلام کو جوہر ذوالفقار دکھادے اگر جوہر ذوالفقار نہ دکھائے جاتے تو خلاف شریعت باغیونکے عملدرآمد کا مواخذہ ذمہ امام وقت کے ہوتا - اور جب بیعت کرنیوالے آپکے معین ومددگار آپکی امانت سے دست بردار ہوئے آپ نے بھی سکوت اختیار کیا یہی کام امام وقت کا ہے جو قابل طعن نہین ہے لیکن علی علیہ السلام کی دشمنی سے تو لوگ کبھی دست بردار نہین ہوے وہ دشمنی

اتبک چلی جاتی ہے اب اگر حضرت علی علیہ السلام زندہ نہین ہین کہ اونکو ایذا پہونچائی
جاوے تو ذات حضرت علی علیہ السلام پر طعن کرنے سے دشمن باز نہین آتے۔
فاضل جلیل القدر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب پیشواے مذہب سنت والجماعت
نے طعن پنجم مین تحریر فرمایا ہے کہ دستور المعظم ست۔ یا فتہ آسمانی و دستار بند غدیر نے
کس حد تک اسلام کو شائع و ضایع فرمایا۔ اس مقام پر لفظ دستار بند قابل داد
ہے مولوی صاحب ممدوح کا قومی محاورہ ہے۔ ہندوستان مین اقوام کنجڑہ
و قصاب و نوربات و نداف و نیچہ بند و علاقہ بند و تارکش و دکھنی وغیرہم سادات
وغیرہ مین دستور ہے کہ بجاے متوفی کے اوسکے وارث کے ساتھ رسم دستار بندی
ادا کیجاتی ہے۔ لہذا اس مقام پر مولوی صاحب ممدوح نے حدیث غدیر کی
دشمنی مین اپنی قومی محاورہ کا استعمال کیا ہے۔ غنیمت ہے کہ اونھون نے
اسی طعن پر کفایت کی اونکے پیشوایان نے تو رسول خدا صلعم پر اس حدیث
غدیر کی دشمنی مین حملہ کیا تھا جسکا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے ہوگا۔

سورۃ المعارج ۔ سائل بعذاب واقع سیرۃ الحمدیہ صفحہ ۳۰۲ و ذکر
الحلبی ھھنا حدیثا وھو انہ لما شاع ھذا الخبر بلغ الحارث ابن
النعمان الفھری فجاء عند النبی ثم قال یا محمد انک امرتنا
وکذا الی اخر الحدیث ثم لم ترض بھذا حتی رفعت بضبعی
بن عمک ففضلتہ وقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فھذا
شیئ من اللہ او منک فاحمرت عینا رسول اللہ وقال اللہ
الذی لا الہ الا ھو انہ من اللہ ولیس منی قالھا ثلاثا فقام الحارث
وھو یقول اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر
علینا حجارۃ من السماء فواللہ ما بلغ باب المسجد حتی رماہ اللہ
بحجر من السماء فوقع علی راسہ فخرج من دبرہ

ثمانیة فانزل الله تعالیٰ سائل سائل بعذاب واقع الی اخرہ
وکان ذالک الیوم الثامن عشر من ذالحجة =
مناقب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ صفحہ ۲۰ ۔ وکفل الامام ابو اسحاق الثعلبی
رحمة الله فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینة رحمه الله سئل عن
قول الله عز وجل سائل سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال
للسائل لقد سالنی عن مسئلة ما سالنی احد عنها قبلک
حدثنی ابی عن جعفر بن محمد عن ابائه علیهم السلام
ان رسول الله لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ
بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذالک
فطار فی البلاد وبلغ ذالک الحارث ابن النعمان الفهری
فاتی رسول الله علی ناقة له فاناخ راحلته ونزل عنها وقال
یا محمد امرتنا من الله عز وجل ان نشهد ان لا اله الا الله
وانک رسول الله فقبلناہ منک وامرتنا ان نصلی خمسا
فقبلناہ منک وامرتنا بالزکواة فقبلنا منک وامرتنا ان نصوم
فقبلناہ وامرتنا بالحج فقبلناہ ثم لم ترض بهذا حتی رفعت
بضبعی ابن عمک تفضله علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی
مولاہ فهذا شیئ منک ام من عند الله عز وجل فقال النبی
والذی لا اله الا هو ان هذا من عند الله عز وجل فولی الحارث
بن النعمان یرید راحلته وهو یقول اللهم ان کان
ما یقول محمد حقا فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا
بعذاب الیم فما وصل الی راحلته حتی رماہ الله عز وجل

بحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ

مجمع البیان صفحہ ۳۴۴۔ و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ و تفسیر ملا ابو السعود جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲۔ مین بھی یہ واقعہ اسیطرح درج ہی جیسا کہ مذکور ہوا

خلاصہ ترجمہ روایات مذکورہ

بتواتر روایات و باجماع مفسرین یہ آیہ حق مین حارث بن نعمان فہری کے مقام غدیر خم مین نازل ہوئی۔ اصلیت نزول اس آیہ کی یہ ہے کہ حارث نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے واسطے نماز و حج و جہاد کے حکم دیا ہم لوگون نے سب قبول کیا اسپر بھی آپکا جی نہ بھرا اور آپ نے اپنے بھائی علی ابن ابیطالب کو جانشین و ولیعہد مقرر کیا آیا یہ فعل آپ نے بموجب وحی الٰہی کیا ہے یا اپنی طرف سے جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا کہ بحکم خدا کیا ہے اسپر حارث نے کہا کہ اگر آپ راست گو ہین تو خدا اوس شخص پر سنگریزہ نازل کرے راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا حارث تا باب مسجد نہ پہونچا تھا کہ بوجہ انکار ولایت غدیر خم کے سنگریزہ عذاب آسمان سے اوسکے دماغ پر گرا اور براہ مبرز نکل گیا اور حارث ہلاک ہوگیا بعدہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ایک سائل نے سوال کیا نبی سے عذاب نازل ہونیکا۔

یہ حارث فہری بھی اصحاب رسول اللہ مین سے تھا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب جو اصحاب رسول پر بوجہ دشمنی علی درود بھیجنے کے عادی ہین اور لکھا کرتے ہین کہ اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ تو غالباً یہ درود اونکا حارث بن نعمان فہری کی ازواج کو بھی پہونچایا جاتا ہوگا کیونکہ یہ بھی

از اصحاب رسول تھا اور جبکہ کوئی اصحاب اس درود سے مستثنیٰ نہین کیا جاتا
وحارث بن نعمان فہری کی ارواح کا اس درود سے مستثنیٰ رہنے کی کوئی وجہ
مولوی صاحب ممدوح نے اور اونکے ہم مذہبون نے ظاہر نہین فرمائی جو قابل
اطمینان ہو۔ پس مذہب اہل سنت کا اصول یہ ہے کہ دشمنان رسول دشمنان
علی ومنافقان دین کو ضرور شامل درود کرتے ہین اور پیشوا سے دین جانتے
ہین۔ اس مقام پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اہل سنت حدیث غدیر کو
ثبوت خلافت جناب امیر کی دلیل نہین گردانتے اس حدیث کو تو قبول کرتے
ہین مگر کہتے ہین کہ یہ حدیث در بارہ تعیین خلافت نہین ہے اگر یہ قول اُنکا
صحیح ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حارث بن نعمان فہری نے رسولخدا سے سوال
کیا کہ آپ نے جو اپنا جانشین اور ولیعہد اپنے بھائی علی ابن ابیطالب کو مقرر
کیا اپنی مرضی سے یا بحکم خدا حضرت نے جواب دیا کہ بحکم خدا اگر یہ حدیث
در بارہ تعیین خلافت وجانشینی و ولیعہدی حضرت مرتضیٰ علی نہ تھی تو پھر حارث
بن نعمان فہری نے ایسا سوال رسول اللہ سے کیون کیا اور رسول اللہ نے تسلیم کرکے
یہ جواب کیون دیا کہ مین نے بحکم خدا علی کو اپنا جانشین و ولیعہد مقرر کیا ہے
بلکہ یہ جواب دیتے کہ مین نے اپنا ولیعہد وجانشین مقرر نہین کیا ہے بلکہ اظہار
فضیلت کیا ہے۔ چنانچہ جب رسول خدا صلعم حج آخری ادا کرکے مدینہ کو واپس
جانے لگے تو مقام خم غدیر مین بحکم الٰہی حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین و
ولیعہد بنایا اور تمام امت کو آگاہ کردیا نقل حدیث غدیر تنقیح نمبر ہفتم مین کی گئی ہے
یہ امر اون اصحاب کو ناگوار معلوم ہوا جو منتظر وفات رسول تھے اور چاہتے
تھے کہ وفات رسول کے بعد حکمرانی کرین اور فتنہ فساد برپا کرین جسکی خبر
پروردگار عالم نے سورہ محمد مین دی ہے ان مدعیان خلافت وحکومت

جب دیکھا کہ رسول خدا نے علی رؤس الاشہاد حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین و ولیعہد بنا دیا تو آتش حسد اونکے دلون مین مشتعل ہوئی حارث فہری تو اپنا حسد ظاہر کرکے عذاب الہی مین گرفتار ہوا۔ لیکن دیگر مدعیان نبوت نے اپنا کینہ پوشیدہ رکھا اور باہم مشورہ کیا قتل رسول اللہ کا۔ چنانچہ جب رسول خدا علی علیہ السلام کی جانشینی اور ولیعہدی کے حکم کو اسنت پر ظاہر کرکے مقام خم غدیر سے جانب مدینہ روانہ ہوسے تو مقام تبوک سے رسول اللہ نے اپنے ہمراہی قافلہ کو حکم دیا کہ تم لوگ راہ صحرا سے جاؤ اور رسول اللہ نے بذات خاص راہ عقبہ اختیار کی حرکت عمار بن یاسر و حذیفہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ تھوڑی راہ طے کی تھی کہ یکایک ایک جماعت عقب رسول اللہ سے ظاہر ہوئی رسول اللہ نے غصہ ہو کر حذیفہ سے فرمایا کہ اس جماعت کو واپس کرو حذیفہ کے ہاتھ مین ایک محجن یعنے ڈنڈا تھا۔ اوس ڈنڈے کو رونے رو اصل جماعت مذکورہ پر مارنا شروع کیا منافقون کو گمان ہوا کہ رسول اللہ اونکی مکاری اور ارادہ سے واقف ہو گئے یہہ سمجھکر فرار ہوگئے رسول اللہ نے حذیفہ سے دریافت کیا کہ اس جماعت کو تمنے شناخت کیا حذیفہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ جماعت مذکور کی سواری کے جانورون مین سے چند جانور مین نے شناخت کیے ہین۔ لیکن منافقون کے منھ بندھے ہوسے پوشیدہ تھے شب تاریک مین اونکو شناخت نکرسکا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ نے اسید بن حضیر سے کہا کہ یا ابی یحیی تمکو کچھ معلوم ہو کہ شب کو منافقون نے کیا ارادہ کیا تھا وہ چاہتے تھے کہ عقب سے مجھ پر حملہ کرکے ہلاک کرین اسید نے کہا کہ یارسول اللہ اگر ارشاد ہو تو منافقون کے سرکاٹ کر حاضر کرون رسول اللہ نے فرمایا کہ ای اسید مین اس کام کو مکروہ جانتا ہون اگر منافقون کے سرکاٹے جاوینگے تو لوگ کہینگے کہ محمد نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کیا اوسکے بعد رسول اللہ نے اون اصحاب منافق کے نام حذیفہ کو تبلاسے اور بجز حذیفہ کے کوئی دوسرا

اون منافقین کے نام سے آگاہ نہین کیا گیا - چنانچہ اس واقعہ کی نسبت سورۂ توبہ مین ذکر موجود ہے جسکی تصریح تفسیر معالم التنزیل لبغوی صفحہ ۲۱۴ و ۲۱۴ - و احیاء العلوم غزالی جلد چہارم صفحہ ۹۸ و سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۵۶ و تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۶۹۶ و ۶۸۷ و تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۹ اور سیرۃ الحلبیہ جلد سوم صفحہ ۲۰۰ مین مفصل درج ہے لیکن منکرون اور دھوکا دینے والونکے دغا اور فریب سے ناواقفونکے بچنے کے لیئے شواہد النبوت ملاجامی صفحہ ۱۰۰ سے مندرجہ ذیل عبارت کی نقل بنظر تصدیق کلام خود لکھے دیتا ہون ازبسکہ تفسیرونکا نام بقیہ صفحہ مین لکھچکا ہون اور نہین جوچاہے دیکھ لے مولانا جامی اہل سنت مین ولی اللہ مانے جاتے ہین اونکی تحریر مندرجہ ذیل واسطے شہادت کے کافی ہوگی -

شواہد النبوت ملاجامی صفحہ ۱۰۴ - در وقت مراجعت از تبوک جمعی از منافقان اتفاق کردند کہ رسول اللہ را از عقبہ باندازند شب بود کہ بعقبہ رسیدند رسول فرمود کہ ہمہ قوم از راہ وادی روند و خود تنہا طریق عقبہ اختیار کرد و ہیچ کس را رخصت اتباع نداد و مہار شتر خود در دست عمار بن یاسر و حذیفہ را از بہرے سوق ناقہ تعین کرد بدین طریق بر راہ عقبہ میرفتند ناگاہ جمعی از عقب پیدا شدند رسول خذیفہ را فرمود کہ باز گرد و ایشان را باز گردان حذیفہ در دست محجنے داشت بے محابا محجن را بر روے رواحل ایشان زدن گرفت منافقان را گمان آن شد کہ رسول اللہ بر کید ایشان اطلاع یافتہ زود از عقبہ فرود آمدند رسول از حذیفہ پرسید کہ ہیچکس را ازین گروہ شناختی گفت یا رسول اللہ راحلہ فلان و فلان را شناختم اما ہمہ روئہا خود بستہ بودند و شب تاریک بود ایشانرا نیکو نشناختم چون از عقبہ گذشتند و صبح دمید رسول اسید بن خضیر را گفت یا ابا یحیی میدانی کہ شب منافقان چہ اندیشہ کردہ بودند میخواستند کہ دوشینہ مرا از عقبہ

باندازند اسید گفت بفرمائے یا رسول اللہ تا سرہائے منافقان را فی الحال بہ
حضرت تو بیارم گفت اے اسید مکروہ میدارم کہ مردم گویند چون منقضی شد محمد
قتل اصحاب خود آغاز کرد اسید گفت ایشان از اصحاب تو نیستند فرمود کہ اظہار شہادت
میکنند وخدا تعالے مرا از قتل اہل شہادت نہی کردہ است بعد ازان رسول نام آن
آنجماعت را با حذیفہ گفت وگفت خدا تعالے مرا از نماز گذاردن بر ایشان نہی
کردہ است۔ اس مقام پر یہ بات قابل یاد دہانی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے
بھی خلفاء ثلثہ کے نماز جنازہ ادا نہین کی اگر حضرت علی علیہ السلام نے خلفاء ثلثہ
کے جنازہ پر نماز پڑھی ہو تو مولوی محمد جہانگیر خان صاحب یا اونکے ہم مذہب بتلادین
پس رسولخدا کو اصحاب منافق کے نماز جنازہ کی ممانعت ہوئی تھی اگر خلفاء ثلثہ منافق
نہ تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے اونکے جنازہ پر نماز کیون نہ پڑھی۔
انھین اصحاب منافق پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب درود بھی
پڑھتے ہین اور انھین کی فضیلت کا اقرار بھی کرتے ہین اور انھین کا اقتدا
بھی کرتے ہین اب مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہبون سے
استفسار کرتا ہون کہ وہ براہ مہربانی یہ تو تبلادین کہ حدیث غدیر دربارہ خلافت
و امامت و ولیعہدی حضرت علی علیہ السلام کے نہین ہے تو پھر حارث فہری کو حسد
کس بات کا پیدا ہوا جو رسول اللہ سے شکایت کی اور اپنے حق مین بد دعا کرکے
مورد غداب الہی ہوا دوسرے وہ اصحاب کون سے تھے کہ عقبہ مین آنحضرت پر
حملہ آور ہوئے تھے اور یہ حملہ آوری بوجہ بغض وکینہ حضرت امیر علیہ السلام تھی یا کچھ
اور اور اسیوجہ سے تھی کہ آنحضرت نے خلافت علی کو ظاہر کر دیا اور امت کو حکم
فرمانبرداری دیا یا کوئی دوسری وجہ تھی۔ اور یہ اصحاب حملہ کنان وہی لوگ تھے
کہ جو زمین پر بطلب ریاست وحکومت فتنہ وفساد پیدا کرنے والے تھے اور

قرابتون کو اس طرح مین منقطع کرنیوالے تھے کہ جنکا ذکر سورۂ محمد مین ہے یا کوئی دوسرے - اور یہ حملہ کنان وہی اصحاب تھے کہ جو وفات رسول خدا صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے منحرف ہوگئے اور حدیث غدیر کے مطابق خلافت حضرت علیؑ کے تسلیم کرنیوالے نہ بنے بلکہ خلافت پر خود متسلط ہو لئے یا کوئی دوسرے اور یہ حملہ کنان وہی اصحاب تھے کہ جو بطلب بیعت خانۂ جناب فاطمہ کی بربادی کو گئے تھے جسکا ذکر تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۶۵ - مین ہے یا کوئی دوسرے حدیث غدیر مین اہل سنت عجیب عجیب تاویلین کرتے ہین ان تاویلون کو دیکھکر ہر ایک ذی فہم اس بات کی شہادت ادا کر سکتا ہے کہ دنیا مین بجز اہل سنت کے کوئی دوسرا مذہب ایسا نہو گا کہ والتمہ حق سے روگردانی کرے اور حنیفگا مشق کو اصول ایمان اور ذریعہ نجات قرار دے - لہذا عوام الناس کے اطمینان کے واسطے مین ایک ہی ثبوت ذیل مین لکھتا ہون تاکہ اوسکو پڑھکر ہر شخص کو اسبارہ مین شبہ نرہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود جناب رسالت مآب صلعم اپنا خلیفہ اور وصی اپنی حیات مین مقرر کر چکے تھے -

سورۂ شعرا - قَالَ الَّذِیْنَ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ -

تفسیر معالم التنزیل فراءِ بغوی - عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اُنْذِرَ عَشِیْرَتِیَ الْاَقْرَبِیْنَ فَضِقْتُ بِذٰلِکَ ذَرْعًا وَعَرَفْتُ اَنِّیْ مَتٰی اُنَادِیْھِمْ بِھٰذَا الْاَمْرِ اَرٰی مِنْھُمْ مَا اَکْرَہُ فَصَمَتُّ عَلَیْھَا حَتّٰی جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِلَّا تَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ یُعَذِّبْکَ رَبُّکَ فَاصْنَعْ لَنَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَاجْعَلْ عَلَیْہِ رِجْلَ شَاۃٍ وَامْلَاْ لَنَا عُسًّا مِنْ لَبَنٍ ثُمَّ اجْمَعْ لِیْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

حقّ ابلّغهم ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم دعوتهم له وهم یومئذٍ اربعون رجلاً یزیدون رجلاً او ینقصونه فیهم اعمامه ابو طالب وحمزة والعباس وابولهب فلمّا اجتمعوا الیه دعانی بالطعام الذی صنعته لهم فجئت به فلمّا وضعته تناول رسول الله جذبة من اللحم فشقها بأسنانه ثم القاها فی نواحی الصحفة ثم قال خذوا باسم الله فاکل القوم ما لهم بشیٔ حاجة وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم لیأکل مثل ما قدّمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم بذلک العس فشربوا حتی رووا جمیعاً وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم یشرب مثله فلمّا اراد رسول الله ان یکلّمهم بدره ابولهب فقال سحرکم صاحبکم فتفرق القوم قبل ان یکلّمهم فعد لنا من الطعام مثل ما صنعت ثم اجمعهم ففعلت ثم جمعتهم فدعانی بالطعام فقربته ففعل کما فعل بالامس فاکلوا وشربوا ثم تکلم رسول الله فقال یا بنی عبد المطلب انّی قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرة وقد امرنی الله تعالی ان ادعوکم الیه فایّکم یوازرنی علی امری هذا ویکون اخی ووصیّی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم عنها جمیعاً فقلت وانا احدثکم سناً یا نبی الله انا وزیرک علیه قال فاخذ برقبتی فقال انّ هذا اخی ووصیّی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لعلی

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۳۶۳ و تاریخ اسمعیل ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۱۶ و سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۸۵ و مجمع البیان صفحہ ۱۸۲ میں بھی مثل تفسیر معالم التنزیل کے اسی کی تفسیر بروایت معتبر تحریر ہوئی ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی کتاب مسند میں

مثل تفسیر معالم التنزیل کے نقل کی ہے۔

ترجمہ آیت۔ فرمایا خدا نے کہ اے محمد اب علانیہ دعوت اسلام کرو اور اپنے قرابت مندان کو تبلیغ رسالت کرو۔ باتفاق مفسرین و ارباب سیر و مورخین ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے تمامی اولاد عبد المطلب کو حضرت ابوطالب کے مکان میں جمع کیا جنکی تعداد چالیس یا پینتالیس نفر تھی۔ انمین زن و مرد دونوں شریک تھے۔ اور ان سب کے واسطے کھانا پکایا گیا اور کہا کہ بسم اللہ کھاؤ پس سبھوں نے کھایا اور سیراب و آسودہ ہوئے۔ اوسوقت فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ نے مجھے خلق پر مبعوث کیا اور تم لوگوں پر مخصوص کیا۔ اور تلاوت کی آیہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کو اور فرمایا آنحضرت نے کہ میں دعوت کرتا ہوں کہ تم لوگ اقرار کرو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اور فرمایا کہ تم میں کون ہے جو ایجاب کرے اس امر میں اور اعانت کرے میرے قیام نبوت اور رسالت میں کسی نے جواب ندیا لیکن حضرت علی علیہ السلام فوراً کھڑے ہوگئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں قبول کرتا ہوں آپ کی اعانت۔ اور اقرار کرتا ہوں کلمہ طیبہ کا۔ فرمایا نبی نے کہ بیٹھ جاؤ تم میرے بھائی و وزیر و وصی و وارث و خلیفہ میرے ہو بعد میرے پھر ساری قوم نے ہجوم کیا حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں کم سن ہوں قوم کے بزرگوں کے سامنے میں آپ کی وزارت کرونگا پس رسول اللہ نے گردن علیؑ کی پکڑ اور قوم کو دیکھا کر کہا کہ یہہ علی میرا بھائی و وصی و خلیفہ میرا ہے اسکا حکم مانو اور اطاعت اسکی کرو۔ پس قوم مضحکہ کرتی تھی اور بطور طعن کے لوگ کہتے تھے کہ اے ابوطالب تمھارے بھتیجے نے کہا ہے کہ تم اپنے پسر کی فرمانبرداری کرو۔ اس حدیث میں دعوت نبوت و دعوت امامت و خلافت توام ہوئی ۔

پر تو حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل ہونیکے واضح دلیل ہے اسمین تو
کوئی تاویل بھی نہین ہو سکتی۔ قبول کرنا نکرنا اہل سنت کے اختیار مین ہے
ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے۔ جب جناب رسول خدا صلعم نے مبعوث برسالت
ہو کر اول اپنے قرابت دارونکی دعوت بحکم خدا کی تو قوم نے آنحضرت کے
دعوی نبوت پر مضحکہ کیا اور خلافت علی پر طعن کیا اور بطور طعن ابو طالب
کہا کہ اپنے فرزند کی تابعداری کرو۔ اوسی طرز پر ہمارے مولوی محمد جہانگیر خان
صاحب بھی خلافت علی پر طعن کرتے ہین اور بطور طعن کے لکھتے ہین کہ وہ شعر
المعظم سند یافتہ آسمانی و دستار بند غار بر نے کس حد تک اسلام کو شائع کیا۔
اس طعن کے وزن اور کفار قریش کے طعن کے وزن مین سر مو فرق نہین۔
اور یہہ مقام شکایت نہین کیونکہ علی علیہ السلام کی خلافت پر ابتدا سے قوم
ہی کے لوگ طعن کرتے رہے ہین اور قوم ہی کے لوگون نے ہمیشہ بغض و حسد
کیا ہے۔ تو جب رسول خدا صلعم کے ارشاد کا اثر گمراہون پر نہ ہوتا تھا تو میرے
فیصلہ کا اثر گمراہو نپر کیا ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام باواز بلند فوج یزید سے
کہتے تھے کہ اے گمراہو تم کیا کرتے ہو مجھکو اور میرے رتبہ کو پہچانو اور میرے
قتل سے باز آو ورنہ تا قیامت پچھتاؤ گے۔ چونکہ علی و اولاد علی کی دشمنی سلطنت
مین بھری ہوئی تھی لہذا امام کے کلام نے اونکے دلو نپر کچھ اثر نہین کیا جانا
ساری فوج یزید اپنے کو مسلمان کہتی تھی اور صوم و صلوۃ کی پابند تھی مگر فرزند
رسول کے قتل کو عین شریعت کی فرمانبرداری جانتے تھے۔ تو جب فرزند
رسول کے کلام نے گمراہو نپر کوئی اثر نکیا تو میرا یہ فیصلہ اون گمراہون کے
دلو نپر کیا اثر کر سکتا ہے کہ جنکے دلون مین علی اور اولاد علی کی دشمنی بھری
ہوئی ہے۔ البتہ جو لوگ ناواقفیت کے سبب دھوکے مین آکر فرقہ گمراہان

مین شامل ہین اور نجات عقبیٰ کے دل سے طلب گار ہین اونکے واسطے یہ
فیصلہ میرا ضرور فائدہ مند ہوگا۔ سب سے زیادہ مجھکو تعجب اس بات کا ہے
زناکار اگرچہ ارادتاً زناکرتا ہے اور ہدایت ورہنمائی سے بھی عادت
زناکو ترک نہین کرتا۔ لیکن جب کوئی ایماندار اوسکو نصیحت کرتا ہے تو وہ
شرمندہ ہوکر یاتو سرنگون ہوجاتا ہے یاتوبہ کرتا ہے۔ مگر اوسکی غیرت اسکی
شرافت اوسکی اصالت اُسکو اسبات پر آمادہ نہین کرتی کہ وہ اپنے ناصح کے
مقابلہ مین بیحیائی وبے شرمی رب بے خبرتی کو کام مین لاکر براہ سینہ زوری
مقابلہ کرے اور کہے کہ زناکرنا شرعاً جائز ہے۔ لیکن دشمنان خاندان رسالت
کو ہم اس سینہ روزی کا عادی دیکھتا ہون۔ جب فرزند رسول پر عبید اللہ
ابن زیاد نے بحکم یزید فوج کشی کی تو جو شخص استفسار کرتا تھا کہ یہ فوج کشی کسپر ہے
تو اہل فوج جواب دیتے تھے کہ ایک خارجی نے خلیفہ رسول یزید ابن معاویہ پر
خروج کیا ہے اوسکے مقابلہ کو یہ فوج جاتی ہے پس یزید کے فرمانبردار اور
معتقد خلافت جو لوگ تھے وہ فرزند رسول کو بوجہ مخالفت یزید غیر مسلم اور
خارجی کہتے تھے اور دشمنان فرزند رسول کو مسلمان اور متقی اور حافظ قرآن
اور ایماندار بتلاتے تھے اوسی رسم ورواج کے مطابق دشمنان علی و منکرین خلافت
علی اپنے فرقہ کو مسلمان کہتے ہین اور اولاد علیؑ و دوستان علیؑ و معتقدان علیؑ و
محبان علی کو غیر مسلم کہتے ہین اور لفظ رافضی سے منسوب کرتے ہین۔
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

تنقیح نمبر نہم ۹

آیات قرانی واحادیث نبوی کے شیعہ منکر ہین جیساکہ

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب تحریر فرماتے ہین

یا مثنی جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا قول ہے

مذہب اہل سنت کے عالم مستند و معتبر جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کتاب
اظہار الہدی صفحہ ۱۲۹ - مین شیعو نپر مندرجہ ذیل اعتراض کیے ہین -
۱- جب اہل سنت و الجماعت کسی معاملہ متنازعہ فیہ مین کوئی آیت یا حدیث پیش
کرتے ہین شیعہ قطعی انکار کر جاتے ہین اور اوسکے جواب مین اپنے مجتہدوین کی
روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ کو حجت نامعقول و دلیل نامعقول لاتے ہین
۲- حضرت خاتم المرسلین اور حضرت امیر المومنین کو مراتب مین برابر جانتے ہین
حالانکہ فضیلت حضرت سرور عالم کی تمام مخلوقات پر متواتر کتب شیعہ مین مرقوم ہے
۳- جو کوئی اپنے دل مین حضرت علی کی محبت رکھتا ہے گو یہودی ہو یا نصاری
یا مجوسی یا ترسا قطعی بہشتی ہے -
نسبت اعتراض اول مجھکو اسبات کے کہنے مین کچھ تامل نہین ہے کہ شیعہ آیات
قرآنی اور احادیث صحیحہ سے کبھی انکار نہین کرتے جو حدیث موضوعہ آیات قرآنی
کے خلاف پیش ہوتی ہے کہ جسکا پتہ و نشان تک کتب شیعہ مین نہین ملتا وہ
ضرور قابل انکار ہوا کرتی ہے مین نے آج تک کسی عالم شیعی کو ایسا نہین پایا
کہ اونھون نے متقدمین یا متاخرین علماء مذہب شیعہ کے کسی اقبال یا اقرار
سے انکار یا گریز کیا ہو - یا اپنے کسی عالم کے اقرار یا اقبال کو کسی حالت مین
اپنے مخالف سمجھکر اوس عالم کے کاذب یا نافہم ہونیکا اظہار کیا ہو اور کسی مقام پر
اوس عالم کے ثقہ و معتبر ہونیکو تسلیم کیا ہو اور کسی مقام پر اوسی عالم کو کاذب یا
مثنی کہدیا ہو شیعہ اس الزام سے بالکل پاک و صاف ہین مولوی صاحب ممدوح کا

یہہ اعتراض بالکل بے دلیل و بے ثبوت ہے۔ بلکہ یہہ الزام بوجوہات مندرجہ ذیل اہل سنت پر پورا پورا عاید ہوتا ہے۔

ملا حسین واعظ کاشفی کہ جو معتبرین علماء اہل سنت سے ہین اور جنکی تفسیر حسینی تو ہے اونکی تصنیفات کو اہل سنت کمال حسن عقیدت سے پڑھتے اور قبول رتے ہین لیکن جب اونکی کتاب روضۃ الشہداء اہل سنت کے مقابلہ مین پیش کیجاتی ہے تو اوس سے انکار کرجاتے ہین اور ملا حسین کو کاذب کہنے لگتے ہین یہن نے آجتک کسی شیعہ کو اپنے مذہبی عالم کی تحریر و تصنیف سے انکار کرتے نہین دیکھا۔ البتہ مخالفان مذہب شیعہ جب کسی مذہب شیعہ کے عالم کی تحریر کا غلط مطلب بیان کرتے ہین تو اوسکی توضیح تو ضرور شیعہ کرتے ہین مگر اپنے عالم کے لکھے ہوئے اصلی واقعہ سے انکار نہین کرتے بس یہی ایک واقعہ اعتراض اول کے فیصلہ کو کافی ہے لہذا معترض صاحب سے استفسار کیا جاتا ہے کہ وہ مطلع فرماوین کہ ملا حسین واعظ کے حق مین وہ کیا فرماتے ہین آیا ملا حسین واعظ سنی تھے یا شیعہ۔ اگر سنی تھے تو پھر حسب مضمون روضۃ الشہداء و اقرار ملا حسین واعظ مندرجہ روضۃ الشہداء صفحہ ۳۳ مجالس عزاء حسین و گریہ و زاری کو مصائب حسین مین بدعت سیئہ کیون کہاجاتا ہے۔ کیونکہ ملا حسین واعظ کہتے ہین کہ جو کوئی قصہ کربلا کو یاد کرکے نالہ و زاری کرے یا کسیکو رلاوے بروز قیامت بشاش ہوگا اور جو کوئی مجلس عزا برپا کرے اور ذکر مصائب شہداء کربلا اوس مجلس مین کرے وہ ہول قیامت سے محفوظ رہیگا۔ اب معترض صاحب فرماوین کہ اس معاملہ مین ملا حسین اونکے مذہبی عالم کاذب ہین یا معترض صاحب کاذب ہین۔ اگر معترض صاحب ملا حسین واعظ کو فرقہ سنت الجماعت سے خارج سمجھتے ہون اور شیعہ جانتے ہون تو مشتہر فرماوین تاکہ شیعہ انکو اونکی دیگر تصنیفات کے کالعدم کرنے اور رادینے ادن

الزامات کے عاید کرنے کا حق پیدا ہو جو الزامات کہ عقاید شیعہ کے مطابق اونپر عاید ہوتے ہون اور ان الزامات کو اہل سنت داخل توہین نگرداینن کیونکہ جبکہ اپنے مذہبی مصنف کی نسبت جو کچھ چاہین کہہ سکتے ہین اہل سنت کو اوس توہین کے دعوی کا حق پیدا نہین ہوسکتا۔ دوسرے۔ جبکہ تمامی معتبرین اہل سنت اپنی کتابون مین اون احادیث نبوی کی نقل کر رہے ہین کہ جن احادیث سے حضرت علی علیہ السلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین مگراہونکے رہنما ہادی امت خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت ہوتا ہے جنکی نقل موقع بموقع تنقیحات ماسبق و تنقیح ہذا مین اسکے قبل کی گئی ہے ان احادیث کے خلاف خلفاء ثلثہ کو علی علیہ السلام پر معترض صاحب جو فضیلت دیتے ہین اس سے وہ اور اونکے مذہب احادیث نبوی کے منکر قرار پاتے ہین یا نہین۔ تیسرے جبکہ اہل سنت کے معتبر کتب بارے تفسیر معالم التنزیل و تاریخ ابوالفدا و سیرۃ المحمدیہ سے یہہ بات ثابت ہے کہ وقت بعثت بحکم آیہ قال اللہ وَاَنذِرْ عَشِیرَتَکَ الْاَقْرَبِینَ رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام کی نسبت صاف صاف فرمایا کہ یہہ ہے میرا وارث اور میرا خلیفہ اور میرا وصی بعد میرے اس حدیث نبوی کے مخالف جو خلفاء ثلثہ کی خلافت تسلیم کیجاتی ہے اس سے احادیث رسول اللہ کے منکر شیعہ قرار پاتے ہین یا سنی۔ چوتھے۔ پروردگار عالم سورہ محمد مین اکثر اصحاب محمد صلعم کی منافقت کو ظاہر فرما رہا ہے اور احادیث رسول خدا سے ثابت ہے کہ اکثر اصحاب داخل دوزخ ہونگے اور اہل سنت و معترض صاحب اون دوزخی اصحاب کو قابل درود قرار دیتے ہین اور اونکے فضائل کے قائل ہین۔ تو اس نافرمانی کے سبب اہل سنت منکر آیات قرآنی و احادیث نبوی قرار پاوینگے یا شیعہ۔ پانچوین۔ آیہ متعہ کے شیعہ منکر ہین یا سنی یہ انتہائی دھینگامشتی ہے کہ احکام قرآنی و احادیث نبوی سے بوجہہ محبت خلفاء ثلثہ

اہل سنت منکر بھی ہوتے ہین اور اپنا الزام شیعون پر لگاتے ہین۔ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے۔

اعتراض دوم کی تکذیب تو خود معترض صاحب ہی کے اعتراض سے ہوتی ہے۔ معترض صاحب لکھتے ہین کہ شیعہ مراتب علی کو رسول خدا کے برابر جانتے ہین اور کتب شیعہ مین فضیلت رسول خدا کی تمامی مخلوق سے اعلی و افضل مرقوم ہے جبکہ کتب شیعہ مین فضیلت رسولخدا کی تمام مخلوق سے اعلی اور افضل ہونیکا اقرار درج ہے تو اسکے خلاف علی علیہ السلام کا ہمرتبہ رسول ہونا معترض صاحبنے شیعون کے کون سے اقرار سے حاصل کیا ہے شیعہ رسول اللہ کے اور علی علیہ السلام کے رتبہ مین اسیقدر فرق جانتے ہین جتنا فرق کہ رتبہ بادشاہ اور وزیر مین ہوتا ہے چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوے ہین مین منصب نبوت پر سرفراز ہوا اور علی منصب خلافت پر۔ اس حدیث کی نقل تنقیح نمبر ہفتم مین کتاب مسند احمد ابن حنبل سے کی گئی ہے یہ ایک اتہام ہے شیعون پر۔

نسبت اعتراض سوم حدیث مندرجہ ذیل قابل غور ہے۔
کنوز الحقائق حرف الیا مع الیا۔ حُبُّ عَلِیٍّ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ حُبُّ عَلِیٍّ یَاْکُلُ الذُّنُوبَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ محبت علی کی بچاتی ہے آتش دوزخ سے اور محبت علی کی گناہونکو اسطرح کہا جاتی ہے جسطرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اور تنقیح نمبر چہارم مین تفسیر آیہ قُل لَّآ اَسْئَلُکُمْ کی معتبرین علماء اہل سنت کی تفسیرون مین حسب احادیث رسولخدا ظاہر و ثابت کر دیا گیا ہے کہ محبت علی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور درجہ شہادت حاصل ہوتا ہے اور کامل الایمان مرتا ہے اور محب علی کو ملک الموت و منکر نکیر بشارت جنت

دینگے پس شیعونکا یہہ اعتقاد کہ جسکے دل مین علی کی محبت ہو وہ قطعی جنتی ہے موافق قرآن و احادیث نبوی کے ہے۔ اسپر اعتراض کیا ہے۔ رہے یہود و نصاریٰ اونکے ناجی ہونیکا کسی شیعہ نے اقرار نہین کیا یہہ معترض صاحب کی طبعی تصنیف ہے تاہم معترض صاحب کی اس طبعی تصنیف کی نسبت بھی مجھکو اسقدر فیصلہ کی ضرورت ہو کہ جبن یہود و نصاریٰ کو علی علیہ السلام کی محبت ہو گی وہ ضرور مسلمان ہو جاویگا غیر مسلم کو علی علیہ السلام کے ساتھ دلی محبت ہو ہی نہین سکتی۔ پھر محبت علی علیہ السلام اگر یہود و نصاریٰ کے واسطے بحالت قبول اسلام باعث نجات ہو تو اسمین قباحت کیا ہے۔

تنقیح نمبر دہم

وقت تعین خلافت اول و خلافت ثالث حضرت علی علیہ السلام خواہان خلافت کیون ہوے اور بعد قتل حضرت عثمان کے بعد حصول حکومت سے انکار کیون کیا

اہل سنت کی کل معتبر کتابون سے یہ بات ثابت ہو کہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد جب حضرت ابو بکر خلیفہ ہوے اور علی علیہ السلام واسطے بیعت کے بلاے گئے تو آپ نے بیعت نہین کی اور دعویدار خلافت ہوے اور چھ ماہ تک برابر باہم اسی خلافت کی بابت دلون مین رنج و کینہ رہا بعد چھ ماہ کے بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ اسلام نے صلح کر لی اور وفات حضرت عمر کے بعد ہر طرح سے حضرت علی علیہ السلام نے حصول خلافت کے واسطے کوشش کی مگر ناکام رہے لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوے اور حضرت علی علیہ السلام نے حکومت ظاہری سے انکار کر دیا اور امت کو ہدایت کی کہ جسکو چاہو اپنا خلیفہ

بناؤ مجھکو خلافت کی بالکل خواہش نہین ہے - یہانتک کہ آپنے طلحہ و زبیر سے صاف صاف کہا کہ تم مین سے جسکو خواہش خلافت کی ہو وہ خلافت کو قبول کرے - لیکن جب سب نے انکار کیا اور امت نے بہت گھیرا اور بدرجہ مجبور کیا جب آپ نے خلافت کو قبول کیا - اسکے ثبوت مین حضرت عمر کا اقرار کافی ہے کہ انھون نے وقت وفات اپنے عبد اللہ ابن عباس سے کہا تھا کہ علی علیہ السلام کو خلافت کی حرص بہت ہے باینوجہ وہ قابل خلافت نہین ہین اسکی مختصر توضیح تنقیح نمبر ۳۵ مین کی گئی ہے اور اسبات کا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ مین اقرار کیا ہے - اور کتاب اظہار الحق صفحہ ۱۸۶ مین لکھا ہے کہ جب مسلمانون نے جناب امیر کو خلافت پر مجبور کیا تب آپ نے بپاس خاطر مسلمانون کے خلافت کو قبول کیا اور خلافت کی حالت مین بھی جناب امیر کی زبان مبارک سے یہی نکلتا تھا کہ خدا کی قسم ہے کہ خود مجھکو خلافت کی رغبت نہین ہے اور نہ ولایت کی حاجت ہے لیکن تمنے مجھکو بلایا خلافت کیطرف اور باعث ہوے تم میرے لیے خلافت کے - پس وجود مذکورہ بالا سے یہ امر قابل توضیح معلوم ہوتا ہے کہ روز وفات رسول اللہ صلعم سے تا یوم تعین خلافت ثالث حضرت علی علیہ السلام کو خواہش خلافت کیون رہی اور قتل حضرت عثمان کے بعد آپ کے دل سے خلافت کی خواہش کیون جاتی رہی اسکی اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے مندرجہ ذیل تمہید کے لکھنے کی مجھکو ضرورت ہوئی -

جناب رسالتمآب صلعم جس زمانہ مین مبعوث برسالت ہوئے تھے وہ زمانہ رسوم جہالت کے سبب پرآشوب ہو رہا تھا شرک وکفر وبت پرستی وحسد وکینہ وبغض وعداوت وظلم وستم وطمع وخود غرضی کے سبب سے لوگون کے دل سیاہ

ہو رہے تھے۔ پس اسلام کی برکت سے دو باتین بہت بڑی بنی آدم کو حاصل ہوئین۔ اول ایمان۔ دوم اتفاق۔ اور ان دونون مراتب کے حصول کا ذریعہ فرمانبرداری ہے۔ جب بنی آدم نے رجوع کیا محمد صلعم کی نبوت پر تو جسوقت دعوت اسلام کو قبول کرکے کلمہ توحید پڑھا اوسوقت تو دولت ایمان حاصل ہوئے۔ اور اس دولت ایمان نے کلمہ گویون کے دلون کو رجوع کیا جانب فرمانبرداری۔ اور جب ایک شخص واحد یعنے جناب محمد صلعم کی فرمانبرداری اختیار کی ہزارہا بنی آدم مختلف الاقوال و مختلف الخیال نے تو اتفاق باہمی کا رتبہ کل مسلمانون کو حاصل ہوگیا۔ اور سب کے ایمان کامل ہوگئے۔ پس ایمان سے تو نجات عقبیٰ حاصل ہو لی۔ اور اتفاق سے سلطنت دنیا مل گئی۔ اور اسلام مین اگر نعمت عظمی ہین تو یہی دو باتین ایک ایمان دوسرا اتفاق۔ اور یہ دو نعمتین بنی آدم کو کیونکر حاصل ہوئین۔ یہ امر قابل غور ہے۔ پروردگار عالم نے جب آنحضرت کو مبعوث برسالت کیا تو جو لوگ آپکی نبوت پر دل سے ایمان لائے یہ دونون شرف اونھین کو حاصل ہوے۔ اگر پروردگار عالم آنحضرت کو مبعوث برسالت نفرماتا۔ اور بنی آدم کی مرضی پر اس منصب کو چھوڑ دیتا کہ جسکو چاہین اپنی رہنمائی کے واسطے اپنا پیشوا بنالین تو ایک شخص کے پیشوا بنانے پر دنیا کے لوگون کا تاقیامت اتفاق نہوتا۔ بلکہ ہر شخص اپنی اپنی مرضی کا ایک ایک پیشوا جدا گانہ بنانے پر آمادہ ہوجاتا جسکے انجام مین نہ دولت ایمان نصیب ہوتی نہ آپس کا اتفاق قایم ہوتا۔ پس یہ امر ضروری اور واجب تھا کہ پروردگار عالم کسی شخص کو بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی کے واسطے مبعوث برسالت کرے۔ چنانچہ آنحضرت نے مبعوث برسالت ہوکر کوئی کام ہدایت و رہنمائی کا بلا حکم الہی نہین کیا۔ اور جسقدر احادیث صحیح آنحضرت سے

اور ان احادیث مین جسقدر ہدایتین اور احکام ہین وہ سب مطابق حکم الہی کے ہین۔ چنانچہ جسطرح آنحضرت خدا کے حکم سے مبعوث برسالت ہوئے اوسیطرح آپ کا جانشین یعنی خلیفہ بھی بحکم الہی مقرر ہونیکے لائق تھا کیونکہ نبوت آپ کی ذات پر ختم ہو چکی تھی۔ آپ کے بعد تا قیامت کوئی دوسرا نبی پیدا ہونیوالا نہ تھا کہ گم گشتہ لوگونکو راہ ہدایت دکھلاتا اور بتلاتا۔ اور جو شریعت کہ آنحضرت کے ذریعہ سے بنی آدم کو ملی تھی اور جس شریعت کے ذریعہ سے امت محمدی کو شرف ایمان و شرف اتفاق حاصل ہوا تھا۔ اوسمین اختلاف پیدا ہونے دیتا۔ بدینوجہ خلیفہ رسول کا اس دنیا مین تا قیامت موجود رہنا امر ضروری تھا۔ تاکہ ایمان و اتفاق مسلمانون مین قایم رہے اور گمراہونکی رہنمائی ہوتی رہے۔ اگر تعین خلافت کا دارومدار امت کی مرضی پر چھوڑا جاتا تو یہ امر محال تھا کہ کسی شخص واحد کی خلافت پر کل امت اتفاق کرے چنانچہ یوم وفات رسول خدا صلعم سے تا ایندم کسیکو بھی کل مسلمانون نے اتفاق باہمی سے خلیفہ مقرر نہین کیا حضرت ابو بکر باتفاق طرفداران حضرت عمر خلیفہ بنے اور دوسرے روز صرف اہل مدینہ کو بلا بلا کر بیعت لی اور ایک نے دوسرے کو بیعت کرتے دیکھکر بیعت کی بیرونجات کے لوگون نے عاملون کی تہدید و تخفیف کے سبب سکوت کیا۔ حضرت عمر حسب وصیت تحریری حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے اتفاق امت سے خلیفہ نہین ہوئے۔ اور حضرت عثمان حسب وصیت حضرت عمر باتفاق وحکم عبد الرحمن بن عوف و سعد ابن ابی وقاص خلیفہ بنے امت کے اتفاق سے خلیفہ نہین بنے۔ اور جن لوگون نے بطلب ریاست و حکومت تعین خلافت کا یہ دستور نکالا اوسکا انجام یہ ہوا کہ اب کوئی خلیفہ مسلمانون مین نہین ہے کہ رہنمائی کرے کہ جسکی رہنمائی سے اختلاف مذہبی باقی نہ رہے۔ اہل سنت اس امر سے

بہت بڑے معتقد ہیں کہ تعین خلافت باختیار امت ہے - رسول اللہ نے کسیکو خلیفہ مقرر نہیں کیا - اگر امت کے اختیار سے خلیفہ مقرر ہو سکتا ہے تو پھر انتظار کس امر کا ہے کسیکو خلیفہ مقرر کیوں نہیں کر لیتے تاکہ نفاق باہمی دور ہو اور اتفاق ہو جاوے - دولت ایمان و شرف اتفاق کے قایم و برقرار رہنے کے لیے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا (دیکھو شرح عقاید نسفی صفحہ ۹۴) عَنْ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ترجمہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص مرگیا اور نہ پہچانا امام وقت اپنے کو پس بہ تحقیق کہ وہ مرا موت کافر کی زمانہ موجودہ میں جبکہ کوئی امام مذہب اہل سنت میں موجود نہیں تو مثل زمانہ جاہلیت وہ کافر مرتے ہیں یا نہیں - اور جو نفاق کہ باہم مسلمانوں میں ہے امام نہونے کے سبب سے یا کسی دوسرے سبب سے اگر کوئی امام موجود ہوتا تو اتفاق باہمی کو ضرر نہ پہونچتا - اسیواسطے رسول خدا صلعم نے اپنی حیات میں علی علیہ السلام کو امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین یعنے گمراہونکے رہنما کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا - اور بار بار امت پر ظاہر کر دیا تھا کہ علی ہادی امت ہیں علی ساتھ قرآن کے ہیں اور قرآن ساتھ علی کے ہے - علی کا دوست مومن ہے علی کا دشمن منافق ہے محبت علی امت پر واجب کی - امت کو حکم دیا کہ میرے اہلبیت کی فرمانبرداری کرنا نافرمانی کروگے تو گمراہ ہو جاؤگے - مخصوص حضرت علی علیہ السلام کے حق میں ابتداء زمانہ میں کہ جب آنحضرت مبعوث برسالت ہوے تھے فرمایا تھا کہ میرے بعد علی میرا خلیفہ و وصی و وارث ہے اور وقت واپسی حج آخری بمقام غدیر خم امامت علی سے امت کو آگاہ کر دیا تھا - اسکا سبب یہی تھا کہ امت بعد وفات میرے علی کی فرمانبردار رہے اور دولت ایمان و شرف اتفاق ضائع و برباد نہونے پاوے اگر امت بعد وفات رسول خدا صلعم حضرت علی علیہ السلام کو مطیع اور فرمانبردار رہتی

اور جسطرح رسولخدا صلعم کی اطاعت کی تھی اسیطرح بعد وفات رسولخدا صلعم حضرت علی
علیہ السلام کو اپنا امام اور ہادی قبول کر کے پیروی کرتی اور یکے بادیگرے دیگر ائمہ
امام کی پیروی کرتی چلی جاتی - امت مین کبھی نقصان ہونے پاتا نہ تفرقۂ مذہبی کی بنیاد
پڑتی اور دنیا مین کوئی شہر اور قصبہ اور دیہہ باقی نہ رہتا جہان اسلام کی سلطنت
ہوتی اور غالباً آج دنیا مین بجز اسلام کے کوئی دوسرا مذہب نظر نہ آتا - اسیواسطے
وقت تعین خلافت اول حضرت علی علیہ السلام بار بار کہتے تھے کہ خلافت کو خاندان
رسالت سے نہ نکالو اور میری خلافت کو تسلیم کرو اور وقت تعین خلافت ثالث
تک آپ برابر دعویدار خلافت رہے اور امت کو اپنی جانب رجوع کرتے رہے
اس دعوی خلافت سے جناب امیر کو حصول سلطنت دنیاوی سے کچھ تعلق نہ تھا
آپ بغرض حصول سلطنت دنیاوی دعویدار خلافت ہوئے کیونکہ آپ دنیا کو
طلاق دیچکے تھے اور دنیا سے ہمیشہ وحشت ناک رہتے تھے غذا آپکی نان جو تھی گوشت
بہت کم کھاتے تھے شب کو بہت کم آرام کرتے تھے ایسے عابد و زاہد کو سلطنت سے
کیا واسطہ لیکن دعوی خلافت سے آپکی غرض صرف اسیقدر تھی کہ دین مین اختلاف
نہ پڑے اور اتفاق باہمی مین خرابی واقع نہو - زمانہ خلافت حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر مین اگرچہ شریعت محمدی مین کسیقدر تغیر شروع ہوا - حکم متعہ کی منسوخی
بدعت تراویح کی ایجاد ہوئی مگر اس قسم کے تغیر سے زیادہ تر اسلام مین نقص پیدا
ہونے پایا تھا نہ مسلمانون کے باہمی اتفاق مین کوئی خلل واقع ہوا تھا - نہ لوگون
کے ایمان خراب ہونے پائے تھے یہی سبب تھا کہ وفات حضرت عمر کے بعد حضرت
علی علیہ السلام کو زیادہ اضطراب تھا کہ امت میری جانب رجوع ہوجاوے اور یہہ
اضطراب حصول سلطنت کے واسطے نہ تھا بلکہ حفاظت دین اور حفاظت اتفاق
مسلمانان کے واسطے یہ دعوی اور اضطراب تھا - کیونکہ رسولخدا صلعم بحکم الٰہی امت

کی ہدایت و رہنمائی کا بار حضرت علی علیہ السلام پر ڈال گئے تھے اور یہ بھی فرما گئے تھے کہ اگر امت تمہاری فرمانبرداری نہ کرے اور طمع دنیا مین پھنس جاوے تو تم صبر کرنا اور جو کچھ دیوین وہ لے لینا لیکن جب بعد وفات حضرت عمر بھی امت رجوع نہوئی اور حضرت عثمان خلیفہ بن گئے آپ نے صبر اور سکوت کیا اور امت کو امت کے حال پر چھوڑ دیا اور قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت نے آپ کی جانب رجوع کیا تو آپ نے خلافت سے انکار کیا اور سبب اس انکار کا یہ تھا کہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین قبیلہ بنی امیہ کی گئی ہوئی قوت پھر آگئی تھی اور بنی امیہ کو پورے طور پر قوت حاصل ہو گئی تھی اور شریعت مین بہت کچھ تغیر و تبدل پیدا ہو گیا تھا کلام الٰہی کی ترتیب بھی خلاف تنزیل ہو کر ہر چہار جانب تقسیم ہو چکا تھا۔ ایمان کی بربادی اور اتفاق اسلام کی خرابی کے پورے سامان حضرت عثمان کے زمانہ خلافت مین پیدا ہو چکے تھے جسکی اصلاح محال تھی اور حضرت علی علیہ السلام اپنے دشمنون کے حالات سے آگاہ تھے کہ اب اگر حکومت ظاہری کو مین اختیار کرونگا تو انجام اسکا یقیناً خونریزی ہوگا۔ کیونکہ نفاق باہمی پیدا ہو چکا ہے اور اسلام کی جس برکت نے ایام جاہلیت کی رسم و رواج کو نیست و نابود کیا تھا وہ رسم و رواج زمانہ جاہلیت کا عہد خلافت حضرت عثمان مین پھر قایم ہو گیا تھا بدینوجہ حضرت علی نے حکومت ظاہری کے قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ مگر جب امت نے اژدحام کیا اور لوگ بکثرت رجوع ہو کر طالب رہنمائی ہوئے تو آپکو مجبوراً حکومت ظاہری بھی قبول کرنی پڑی۔ کیونکہ وفات رسولخدا صلعم کے بعد جانشین و قائمقام یعنے خلیفہ برحق امام امت علی مرتضیٰ تھے اور امام کا منصب ہی لوگونکو ہدایت کرنیکا اور راہ راست پر قایم رکھنے کا چنانچہ تاریخ وفات حضرت عمر تک حضرت علی علیہ السلام امت کو ہدایت کرتے رہے

امراست آپ کی جانب رجوع نہین ہوئی بدین وجہ آپ نے سکوت کیا کیونکہ آپ کے
پاس ایماندار ونکی کوئی معقول اعانت ظاہری ایسی نہ تھی کہ جس اعانت کی تقویت
پر آپ امت پر حد شرعی جاری کرکے اپنا مطیع اور فرمانبردار بناتے پس بحالت
نہونے مونس ومعین کے امام وقت کا کام یہ ہے کہ جو شخص طالب ہدایت ہو اوسکی
ہدایت مین دریغ نکیا جاوے چنانچہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر وحضرت عمر مین
جس کسی نے آپ سے ہدایت چاہی آپ نے اوسکی رہنمائی کی یہانتک کہ خلفاء
جس امر مین ہدایت چاہتے تھے اونکی بھی آپ رہنمائی کرتے تھے اور جو کام
خلاف شریعت خلفاء کرتے تھے آپ ممانعت کردیتے تھے عمل کرنا نکرنا اختیار خلفاء
واختیار امت مین تھا لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوئی تو
آپ حکومت ظاہری کے اختیار کرنے سے انکار نہ کرسکے اگر قطعاً انکار کردیتے تو
یہ امر شان امامت کے خلاف تھا - چنانچہ جن وجوہ سے آپنے انکار کیا تھا
اوسکا نتیجہ فوراً ظاہر ہوگیا - اہل مدینہ نے انحراف شروع کیا - جسکے سبب سے
آپ کو اپنا دار الخلافت کوفہ بنانا پڑا - ہر چہار جانب سے بغاوت شروع ہوگئی
جنگ جمل وجنگ صفین کی تیاریان ہوگئین جنکی اصلاح امام وقت پر واجب
ولازم تھی - کیونکہ اعانت معقول آپ کے پاس موجود تھی - آپ برابر لڑتے
رہے لیکن جب آپ کے مددگار لڑتے لڑتے تھک گئے اور امیر معاویہ
وعمرو ابن عاص کی وہ تدبیر کہ نیزون پر قرآن مجید بلند کئے اور آپ کے
مددگارونکو اِن قرآنون کی بلندی کا بہانہ مل گیا اور لڑائی سے دستکش ہوئے
اوسوقت آپ نے بھی سکوت کیا اگرچہ امت کو بہت کچھ سمجھایا مگر امت نے
جب آپ کی ہدایت کو قبول نہ کیا اور جواب دیا کہ اب ہم آپ پر تلوار نکالینگے
اوسوقت آپ نے صبر اور سکوت کیا اور امت کو امت کے حال پر چھوڑ دیا

چنانچہ امت نے خلاف حکم حضرت علی علیہ السلام ابو موسیٰ اشعری کو ثالث مقرر کیا آپ دیکھتے رہے - کیونکہ آپ کے پاس کوئی اعانت باقی نہ رہی تھی - اور بلا اعانت معقول امام وقت کوئی اصلاح و رہنمائی نہیں کرسکتا بجز اسکے کہ مصلحت وقت پر نگاہ رکھے اور اسی مصلحت وقت کا نام تقیہ ہے - بعد از صلح جنگ صفین آپ کے اختیار میں برائے نام حکومت رہ گئی تھی ورنہ آپ کے معین و مددگار بالکل آپ کے حکم اور اختیار میں نہ تھے اور اسی بے اختیاری کے سبب اور امت کا ظاہری فرمانبردار ہونیکے باعث امام حسن علیہ السلام نے حکومت ظاہری سے انکار کیا اور معاویہ کے ساتھ صلح کرلی - پس حضرت علی علیہ السلام نے قتل حضرت عثمان کے بعد جو حکومت ظاہری سے انکار کیا تھا اوسکا سبب یہی تھا کہ امت میں اختلاف پیدا ہوچکا تھا ایمان کی حالت خطرناک ہوگئی تھی - انجام اسکا خونریزی تھا - اور یہ خونریزی دشمنونکی طعنہ زنی کے واسطے ایک بڑا ذریعہ تھا چنانچہ اوسی بنا پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو اس طعنہ زنی کا موقع ملا کہ حضرت علی علیہ السلام کو انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی - وہ عاصی اور گنہگار تھے کہ اپنے جمع کیے ہوئے قران سے بندگان خدا کو تا قیامت محروم رکھا - باغ فدک کو اپنے زمانۂ خلافت میں واگذاشت کیون نہ کردیا - اپنا جمع کیا ہوا قرآن اپنے زمانہ خلافت میں کیون نہ جاری کیا - وفات رسولخدا کے بعد جوہر ذوالفقار کیون نہ دکھلائے حالت تقیہ میں ذلت و خواری کے ساتھ کیون بسر کی - اور جب تقیہ مانع جنگ تھا تو جنگ جمل صفین میں ذوالفقار کیون کھینچی - انھین الزامات سے محفوظ رہنے کے لیے حضرت علی علیہ السلام کو قتل حضرت عثمان کے بعد حکومت ظاہری سے انکار کرنیکی ضرورت ہوئی تھی لیکن مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے ان الزامات کی نسبت

مجھکو حسب ذیل گذارش کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ وفات رسولخدا صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے بچند وجوہ جو بہ ذوالفقار نہین دکھلائے۔ اول یہ کہ رسولخدا صلعم کی اجازت نہ تھی اور فرمان رسول اللہ کے خلاف امام وقت اپنی رائے سے کسی کام کے کرنیکا مجاز نہین۔ دوسرے آپکا کوئی معین اور مددگار نہ تھا اور بلا اعانت معقول تلوار نکالکر مقابلہ کرنا کام ہے ایک جاہل اور ناصر اور طالب دنیا کا۔ امام وقت کا یہ کام نہین ہے۔ اگر امام کا یا رسول کا یہ کام ہوتا کہ تلوار کے زور سے لوگونکو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرین تو رسول اللہ صلعم گیارہ برس تک ساکت نہ رہتے اور کفار کے جبر و ظلم برداشت نکرتے نہ مسلمانونکو ہجرت حبشہ کا حکم دیتے نہ خود جانب مدینہ ہجرت کرتے۔ تیسرے اگر حضرت علی علیہ السلام تلوار نکالتے تو دین اسلام مین اوسوقت مخالفت پیدا ہوجاتی اور اتفاق باہمی شکست ہوجاتا۔ اور امام وقت محافظ دین ہوا کرتا ہے نہ مخرب دین پس مصلحت وقت کا نگاہ رکھنا امام وقت کا خاص کام ہے۔ اوسوقت کی یہی مصلحت تھی کہ سکوت کیاجاتا تاکہ دین اسلام مین کوئی خرابی پیدا نہو۔ اور اسی مصلحت وقت کا نام تقیہ ہے جو بار بار شیعہ کہتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام نے بہ تقیہ صلح کرلی یا بیعت کرلی بات ایک ہے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام بہ تقیہ سکوت و صلح نہ کرتے تو نوبت بخونریزی پہونچتی اور یہ بات مشہور ہوجاتی کہ بنظر حصول حکومت دنیوی حضرت علی علیہ السلام کے سبب دین مین رخنہ پڑا اور اتفاق باہمی شکست ہوا۔ پس امام کا یہی کام تھا کہ سکوت او صبر کے ساتھ لوگونپر اپنا حق ظاہر کردے اگر امت رجوع ہو تو اونکی اعانت سے بحکم اللہ اونکو راہ راست پر قایم کردے۔ اور اگر امت انحراف کرے تو امت کو اون کے حال پر چھوڑکر بہ نرمی ہدایت کرنے سے باز نرہے اور خود صبر و

سکوت اختیار کرے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام
نے بھی ایسا ہی کیا تھا اسیکا نام تقیہ ہے۔ پس اس تقیہ کے سبب حضرت علی
علیہ السلام نے اپنی عمر عزیز کو ذلت وخواری مین تمام نہین کیا بلکہ فرمان الہی
اور حکم رسالت پناہی پر عمل کیا۔ اور اسطرح شریعت اسلام و دین اسلام کی
حفاظت کی۔

۴۔ جناب امیر کو جب قتل حضرت عثمان کے بعد حکومت ظاہری کا موقع ملا تو دشمنان
اسلام کی بغاوت اور سرکشی نے انتظام ملکی کی فرصت نہ دی۔ اور عبد اللہ ابن
عباس کے مشورہ پر امام برحق کیونکر عمل کرسکتے اور امیر معاویہ کے تنزل کا حکم
نہ دیتے جبکہ وہ جانتے تھے کہ امیر معاویہ دنیا دار آدمی ہین اور عیش دنیا کے
حصول کے لیئے شریعت کی مخالفت مین کچھ بھی تامل نہین کرتے۔ ایسے دنیا دار
کو بنظر تالیف قلوب حکومت دینا اون لوگون کا کام ہے جو دنیا طلب ہوتے
ہین اور سلطنت اور حکومت کو اپنا دین و ایمان جانتے ہین۔ حضرت علی
علیہ السلام کو دنیوی سلطنت وحکومت سے کیا سروکار تھا۔ انھون نے تو
حکومت ظاہری صرف حفاظت دین و ایمان وحفاظت اتفاق اسلام کے
واسطے قبول کی تھی اور یہ دونون باتین شریعت کی فرمانبرداری سے حاصل
ہوتی ہین نہ شریعت کی مخالفت سے اور امیر معاویہ مخالف شریعت تھے ایسے
لوگون کو حکومت دینے سے نہ حفاظت ایمان کی ممکن تھی نہ اتفاق اسلام قایم
رہ سکتا تھا بجز فتنہ پردازی کے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام کو حکومت اور سلطنت
کی رغبت ہوتی تو وقت تعین خلافت ثالث عبد الرحمن بن عوف کے سوال کے
جواب مین صاف کہدیتے کہ مین سنت شیخین کی پیروی کرونگا مگر آپ نے ہرگز
ہرگز ایسا اقرار نکیا کیونکہ اس اقرار سے خلافت حضرت ابوبکر وحضرت عمر جائز

بدعت پائی تھی جو حکم خدا اور حکم رسول کے خلاف تھی اور امام برحق ایسا اقرار کر نہیں سکتا لہذا آپ نے جواب دیا کہ جہانتک ممکن ہے کرونگا جسکا مطلب یہ ہے کہ جو فعل اونکی شریعت کے مطابق ہین اونپر تو خواہی نخواہی عمل کیا ہی جاویگا اور خلاف شریعت جو افعال ہونگے اونکا عملدرآمد بند کیا جاویگا تاکہ آیندہ اسلام مین رخنہ پیدا نہو۔

۳- جبکہ حضرت عثمان اپنے زمانہ خلافت مین ترتیب دیگر قرآن مجید کو ایک جلد مین شائع کر چکے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا تھا اوسکو بزمانہ خلافت اول کسی نے قبول نہ کیا تو حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانہ حکومت مین اگر اپنا جمع کیا ہوا قرآن شائع کرتے تو اسلام مین اختلاف عظیم پیدا ہو جاتا۔ مخالفان حضرت علی علیہ السلام تو حضرت عثمان کے جمع کیے ہوئے قرآن پر عمل کرتے اور شیعان علی حضرت علی علیہ السلام کے جمع کیے ہوئے قرآن پر عمل کرتے۔ اور کلام الہی مین اس اختلاف کے ظاہر ہونے سے اختلاف مذہبی کے بانی حضرت علی علیہ السلام قرار پاتے۔ پس حضرت عثمان کے جمع کیے قرآن مین بجز اسکے کہ اوسکی ترتیب خلاف تنزیل ہے اور کچھ کم کر دیا گیا ہے اور کوئی نقصان نہین سو اس نقصان سے ایمان مین کوئی خرابی پیدا نہین ہوتی بدینوجہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے جمع کیے ہوئے قران کے اشاعت کی ضرورت نہین ہوئی

۴- حضرت علی علیہ السلام کو اپنے زمانہ حکومت مین باغ فدک کے واگذاشت کی کیا ضرورت تھی جناب سیدہ اگر زندہ ہوتین تو اونکے حوالہ کر دیتے جناب سیدہ تو فوت ہو چکی تھین۔ اور جسقدر حکومت ظاہری حضرت علی علیہ السلام کو حاصل ہوئی تھی اوس اعتبار سے جب باغ فدک آپ کے قبضہ مین آچکا تھا تو اوسکے مالک بجز آپ کے اور آپکی اولاد کے دوسرا کون تھا کہ جسکے واسطے واگذاشت

کیاجاتا لیکن شہادت جناب امیر کے بعد جب معاویہ پوری طور پر باجماع امت خلیفہ ہوگیا تو اوس نے پھر باغ فدک پر قبضہ کرلیا اور بنی فاطمہ نے صبر کیا۔ اسمین حضرت علی علیہ السلام پر کیا الزام ہے۔

۵۔ جنگ جمل و جنگ صفین مین جو ہر ذوالفقار اسوجہہ سے دکھلائے کہ ایک جماعت معقول نے مسلمانونکی آپکی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی تھی۔ اتفاق کے حاصل ہوجانے پر امام وقت کو واجب ہوگیا کہ باغیان اسلام کو شریعت پر قایم کرکے مطیع اور فرمانبردار بنادیں تاکہ ایمان و اتفاق دنیا مین قایم و برقرار رہے مگر حضرت عمر جو بربادی ایمان و شکست اتفاق کی بنیاد طمع حکومت و سلطنت و دنیوی حضرت علی علیہ السلام کے سبب قایم کر گئے وہ تا ایندم قایم ہے اوسکی اصلاح کسی سے نہو سکی نہ اب ممکن ہے اسیوجہہ سے ایماندارونکو حضرت عمر کے ساتھ قلبی دشمنی ہے کیونکہ اختلاف مذہبی کے بانی وہی ہین۔

تنقیح نمبر یازدہم

انسان سے جو گناہ اور افعال بد صادر ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے ہین یا انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے

اہل سنت اپنے بزرگان دین پیشوایان مذہبی یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ کی خطاؤں سے تو انکار کرنیکا کوئی موقع نہین پاتے اور اونکی عیب پوشی مین تاویلین کرتے کرتے تھک گئے جب تھک گئے تو ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر و سعد الدین تفتازانی و حجت الاسلام امام غزالی وغیرہ معتبرین علماء اہل سنت نے اقرار کرہی لیا کہ صحابہ سے جو خطائین ہوئین اوس سے انکار ہو نہین سکتا۔ مگر ان عالمون نے یہ رائے بھی دی ہے کہ تاویلین

اُر کے خطاؤنکو پوشیدہ کرنا چاہیئے ان عالمون کے اقوال تنقیح نمبر چہار دہم
مین نقل کیے گئے ہین مجبور ہوکر اہل سنت اس تاویل پر جایم ہوے کہ نیکی
اور بدی جو کچھ کراتا ہے خدا کراتا ہے انسان اپنے ارادے سے کچھ
نہین کرتا اور اپنے بزرگان دین و پیشوایان دین کی عیب پوشی کا ذریعہ
اس سے بہتر اونکو کوئی دوسرا نظر نہ آیا لہذا اس مسئلہ کی توضیح و تجویز مختصر
الفاظون مین کیجاتی ہے۔

اگر بندہ ذی اختیار پیدا نہوتا اور اپنے ارادہ سے نیکی یا بدی کرنے پر قادر
نہوتا تو دوزخ و بہشت کا بنایا جانا انبیا کو واسطے ہدایت خلائق کے پیدا
کرنا ایک فعل عبث تھا اور پروردگار عالم کی عدالت قابل اعتراض تھی کہ
خود ہی زنا کراوے اور خود ہی سزا دے شراب کی حرمت بھی خلق اللہ
پر ظاہر کرے اور خود ہی شراب پلواوے اور خود ہی نافرمانی مین سزا دے
یہ بات خلاف عدالت ہے۔

اسمین شک نہین کہ انسان صاحب قدرت پیدا کیا گیا ہے اور جو کچھ نیکی اور
بدی کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ اسکے ثبوت مین صرف ایک دلیل
مندرجہ ذیل کافی ہے۔

جب پروردگار عالم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ملائکہ کو حکم دیا کہ سجدہ کرین
چنانچہ سب نے سجدہ کیا لیکن معلم الملکوت نے نافرمانی کی اور اس نافرمانی
کے سبب رانده درگاہ ہوکر لعنتی ہوا۔

آدم علیہ السلام کو بہشت کا قیام نصیب ہوا اور حکم ملا کہ میوہ جنت مین سے جو چاہو
سو کھاؤ مگر درخت خاص کا پھل نہ کھانا۔ آدم علیہ السلام کو شیطان نے بھگایا
اور اغواے شیطانی سے آدم نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا اور نافرمانی کی

اور اس نافرمانی کے سبب بہشت سے نکالے گئے۔
اگر انسان ذی اختیار پیدا نہوتا اور نیکی و بدی کے کرنے پر قادر نہوتا تو معلم الملکوت نافرمانی کے سبب لعنتی نہوتا یعنی رحمت الٰہی سے محروم نہوتا۔ اور آدم علیہ السلام اس نافرمانی کے سبب بہشت سے نکالے نجاتے یہی ایک دلیل انسان کے صاحب قدرت ہونیکے لیے کافی ہے۔
اسمین شک نہین کہ انسان کو پروردگار عالم نے اشرف المخلوقات اور صاحب قدرت پیدا کیا ہے عقل تمیز بصارت سماعت غور فکر ذائقہ وغیرہ عطا فرماکر ایسا صاحب قدرت بنادیا ہے کہ وہ نیکی اور بدی کو بخوبی تمیز کرسکتا ہے۔ اور واسطے جزا و سزا کے بہشت و دوزخ بنایا۔ اور سزا دوزخ اور جزا بہشت کا دارومدار فرمانبرداری اور نافرمانی پر منحصر کرکے سب سے اول معلم الملکوت کا نافرمانی رحمت الٰہی سے محروم ہونا اور آدم علیہ السلام کا بوجہ نافرمانی بہشت سے نکالا جانا ظاہر کردیا تاکہ اولاد آدم سے جو خلقت پیدا ہو وہ خبردار رہے کہ نافرمانی کا عوض دوزخ ہے۔ آدم علیہ السلام کی نافرمانی نے اس بات کو بھی ظاہر کردیا کہ انسان بمقابلہ شیطان کے اس درجہ کمزور ہے کہ شیطان کے فریب مین فوراً آجاتا ہے۔ اور نفسانی خواہشین انسان مین اسقدر ہین جو انسان کو شیطان کے مقابلہ مین مجبور کرکے مرتکب گناہان کبیرہ کردیتی ہین۔ اور اسیوجہ سے آدم علیہ السلام نے شیطان کے دھوکے مین آکر نافرمانی۔ اور جب آدم علیہ السلام اس درجہ کمزور ہوئے تو انکی اولاد کا کمزور ہونا محتاج ثبوت نرہا۔ اور جبکہ فرمانبردار کے واسطے بہشت اور نافرمان کے واسطے سزا دوزخ مقرر ہوئی اور اسی غرض سے دوزخ اور بہشت بنایا گیا اور انسان کی کمزوری اور شیطان کی قوت ظاہر ہوگئی تو یہ بات بھی مشتبہ نرہی کہ باغواے شیطانی

انسان ضرور نافرمانی کریگا جیسا کہ آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی۔ اور جب
کل انسان باغوائے شیطانی مرتکب گناہان کبیرہ ہوسکے تو ضرور ہوا کہ کل انسان
بوجہ نافرمانی نجات سے محروم ہو کر داخل دوزخ کیے جاویں کیونکہ کل مسلمان
بالاتفاق اسبات کے قائل ہیں کہ بروز قیامت حساب ہوگا فرمانبردار نجات
پاکر داخل بہشت ہوگا اور نافرمانی کرنیوالا داخل دوزخ کیا جاویگا اور نجات
سے محروم رہیگا۔ اور جب کل انسان بوجہ اغواے شیطانی گناہ سے محفوظ رہے
تو اس نافرمانی کے سبب اونکا نجات سے محروم رہنا اور داخل دوزخ ہونا محتاج
ثبوت نرہا۔ اور جب کل انسان قابل دوزخ قرار پاسے تو بہشت کا ہونا بیکار
ہوگیا۔ اور یہہ امر صانع حقیقی کی قدرت کے خلاف ہے کہ کوئی شے بیکار پیدا
کرے۔ اس مقام پر اہل سنت عاجز آکر کہنے لگتے ہیں کہ اعمال تو ہمارے ہرگز
ہرگز قابل نجات نہیں ہیں لیکن خدا کی رحمت سے امید ہے کہ اگر خدا اپنا رحم
کرے تو ہماری نجات کچھہ دشوار نہیں۔ اگرچہ رحمت الٰہی گنہگار کی نجات کا
ذریعہ ہوسکتی ہے۔ لیکن رحمت آلہی کی تخصیص مسلمانوں ہی کیواسطے نہیں ہوسکتی
بلکہ یہ دعوی ہر فرد بشر کرسکتا ہے چاہے کافر ہو یا مسلمان مشرک ہو یا بت پرست
نصاری ہو یا یہود۔ اور جب پروردگار عالم گنہگار مسلمانوں کو اپنی رحمت سے
نجات دیگا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی رحمت سے بت پرستوں اور کافروں
اور مشرکوں کو محروم رکھے کیونکہ کل انسان بنی آدم ہیں اور سب خدا کے پیارے
ہیں پس ایک گنہگار بندے کو اپنی رحمت سے نجات دینا اور دوسرے گنہگار کو
رحمت سے مایوس کرکے داخل دوزخ کرنا خلاف عدالت ہے۔ اور ایسا خدا
قابل پرستش نہیں ہوسکتا جو اپنے ایک گنہگار بندے کو تو اپنی رحمت سے نجات
دے اور دوسرے گنہگار بندے کو براہ عدالت داخل دوزخ کرے۔ یا خود ہی

اپنے بندون سے بت پرستی زناکاری شراب خواری چوری دغابازی قتل غارتگری حرامکاری ظلم ایذارسانی شرک وکفر کرادے اور خود ہی ان گناہون کے معاوضہ مین ایک بندہ کو براہ عدالت داخل دوزخ کرے اور دوسرے بندہ کو بحالت صدور گناہان مذکور بذریعہ رحمت نجات دے۔ پس ضرور ہوا کہ بندگان گنہگار پر صدور رحمت کے واسطے کوئی ایسا ذریعہ قایم ہو کہ اگر انسان اغواے شیطانی سے گناہان کبیرہ کا مرتکب بھی ہو تو اوس ذریعہ پر بھروسہ کرنے اور اعتقاد رکھنے سے گناہ اوسکے معاف ہوجاوین اور نجات اوسکی ہوجاوے۔ لہذا پروردگار عالم نے جسطرح اس دنیا مین ہر شے کی ضد پیدا کی ہے اسیطرح اغواے شیطانی سے جو لوگ گناہان صغیرہ وکبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین اور اقتضاے بشریت کے سبب حملہ شیطانی سے بچ نہین سکتے اونکے گناہون کے معافی کے واسطے محبت پنجتن پاک کو پروردگار عالم نے بندگان گنہگار کی نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جسکی توضیح تنقیح نمبر چہارم مین بتفسیر آیہ قُل لا اسئلکم کی گئی ہے اور جسکا ثبوت اہل سنت کی معتبر کتابون سے لکھا گیا ہے۔ اسیواسطے محبت پنجتن پاک کو پروردگار عالم نے خلایق پر واجب کیا کہ اس حکم کی فرمانبرداری بہت سہل ہے اور ہر شخص ہر حالت مین اور ہر وقت نہایت آسانی کے ساتھ ہر مقام پر اوٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے کرسکتا ہے۔ کیونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے جب بحکم الہی بغرض حصول نجات انسان رجوع ہوگا طرف پنجتن پاک کے اور اونکو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھے گا تو ضرور ہے کہ اونکی محبت کو اپنے دل مین جگہہ دیگا۔ اور جب اوس محبت کا اثر دل مین مستحکم ہوگا تو تادم مرگ زائل نہوگا۔ اور پنجتن پاک کو یہ شرف اسوجہ سے حاصل ہوا کہ صبر وقناعت وتسلیم ورضا وفرمانبرداری وزہد وتقوی ورفاقت ووفاداری مین مثل انکا ابتدا

پیدایش دنیا سے آجتک پیدا نہین ہوا - چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے جو شہادت اپنی قبول کی - تحفظ دین و استحکام شرع مبین کے واسطے - اور اس شہادت کا معاوضہ یہ ہوا کہ محبان حسینؑ پر بوجہ محبت حسینؑ اس درجہ رحمت الٰہی نازل ہوگی کہ تمامی گناہان صغیرہ و کبیرہ کو پروردگار عالم بنجاطر حسینؑ عفو فرمادیگا - پس نزول رحمت کا یہ سبب ہوگا کہ جس سے عدالت مین کوئی نقص پیدا نہو - اور اس نزول رحمت کا سبب یہ ہے کہ دین اسلام کو پروردگار عالم نے بنی آدم کی ہدایت و رہنمائی کے واسطے اس دنیا مین قایم کیا اور جناب محمد صلعم پر نبوت ختم کی - اور ایک شریعت مستقل قایم فرمائی کہ تاقیامت اوسی شریعت پر عملدرآمد کیا جاوے - جو کوئی اوس شریعت کی پیروی کرے نجات پاوے اور منکر شریعت نجات سے محروم رہے - اور اوس شریعت کے مطابق ہدایت و رہنمائی کے واسطے آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے چونکہ پروردگار عالم آگاہ تھا کہ اغواے شیطانی کے سبب وفات رسول اللہ کے بعد اصحاب رسول زمین پر بطلب ریاست و حکومت فتنہ برپا کرینگے - جسکا ذکر سورۂ محمد مین ہے - اور طمع ذاتی مین پھنسکر لوگ پیشوا بنینگے اور لوگونکو گمراہ کرینگے جسکا ذکر سورہ انعام مین ہے - جنکی نقل و توضیح تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے - لہذا علی و اولاد علی علیہ السلام وفات رسول اللہ صلعم کے بعد حافظ شریعت و حافظ دین و پیشواے امت و رہنماے خلق بنائے گئے تاکہ ظاہری مسلمان جو اصحاب رسول بنے ہوے ہین طمع دنیا مین پڑکر احکام شریعت مین تغیر و تبدل نکرنے پاوین - اگرچہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد اصحاب نے طمع دنیا مین پڑکر علی و اولاد علی علیہ السلام کو حکومت دنیا سے بالکل معطل کردیا تھا - مگر ان بزرگون نے صبر اور استقلال کے ساتھ شریعت محمدی مین تغیر و تبدل نہونے دیا یعنے حضرت عمر نے گو اپنے زمانہ خلافت مین حکم متعہ کے خلاف لوگون کو متعہ سے

منع کیا اور اکثر لوگ تقلید حضرت عمر مین گنہگار ہوئے مگر حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام نے اسقدر حفاظت اور نگرانی شریعت کی کہ کوئی آیہ ناسخ آیہ متعہ کا تصنیف ہونے پایا۔ لیکن جب یزید کو امت نے اجماع کر کے خلیفہ مقرر کیا تو اوسنے شراب خواری و زنا و لواطت و حقیقی بھائی بہن کا عقد جاری کر دیا اور خلاف شریعت خود بھی عمل کرتا تھا اور امت سے بھی عمل کراتا تھا۔ مین نے بنظر اختصار اون واقعات کا لکھنا قصداً ترک کر دیا کہ جو کچھ خلاف شریعت وفات رسول خدا صلعم کے بعد عمداً آمد ہوا۔ مجھکو صرف نجات امت کا اصلی ذریعہ تبلانا منظور رہے لہذا واقعات خلافت یزید کے مختصر بیان کر کے ذریعہ نجات کو ظاہر کرونگا۔ اگر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا نہوتا تو زمانہ خلافت یزید مین تمامی احکام شریعت نیست و نابود ہوجاتے اور امت محمدی بدستور سابق رسوم جاہلیت کی پیرو ہوکر گمراہ ہوجاتی اور جناب محمد صلعم کے بعد چونکہ کوئی دوسرا نبی پیدا ہونیوالا نہ تھا۔ کہ بنی آدم کی رہنمائی کرتا بدینوجہ شہادت حسین شریعت حق کی محافظت اور دین اسلام کے استحکام اور بندگان خدا کی رہنمائی کا ایک مستحکم ذریعہ قرار پایا جو تا قیامت قایم رہیگا۔ اور امام حسین علیہ السلام نے حفاظت شریعت اور استحکام دین اور رہنمائے خلائق کے واسطے اون مصائب کو اپنے اوپر گوارا کیا جو ابتداء پیدائش دنیا سے آجتک بجز حسین و رفقاء حسین و عزیزان حسین و اہلبیت حسین کسی فرد بشر پر نہین گذرے لہذا پروردگار عالم نے ان مصائب کا معاوضہ یہ عطا فرمایا کہ جو لوگ شہادت حسین علیہ السلام کو نجات عقبیٰ کا ذریعہ سمجھکر ذکر مصائب کرتے ہین اور ذکر مصائب سنکر باین خیال گریہ و بکا کرتے ہین کہ افسوس عاشور

محرم کو ہم زمین کربلا پہ موجود نہو سکے کہ فرزند رسول کی اعانت کرتے اس خیال کے سبب
شاملی گناہ اونکے عفو ہوتے ہین اور رحمت الٰہی اونپر نازل ہوتی ہے اور وہ
نجات پاتے ہین اور فشار قبر اور عذاب دوزخ اور منزل پل صراط کی مشکلات
اور قیامت کے مواخذہ سے وہ محفوظ ہوکر داخل جنت ہوتے ہین - اسوجہ سے کہ حسین نے
اوسی شریعت کے استحکام کے واسطے امام حسین علیہ السلام نے مصائب عظیم گوارا کرکے
درجہ شہادت قبول لیا اور یہ شہادت باعث شفاعت امت ہوئی اوس حسین کی
عدم اعانت کے سبب جو لوگ نالہ و فریاد کرتے ہین اور افسوس ناک ہوتے
ہین وہ باغ اسلام کے تر و تازہ رکھنے والے ہین اور وہی لوگ اصلی مسلمان اور
امام حسین علیہ السلام کے محب اور جناب محمد صلعم کی امت ہین اور انھین کی شفاعت
کیواسطے امام حسین علیہ السلام نے شہادت قبول فرمائی بدینوجہ محبان حسین بعوض
خون حسین صرف محبت حسین کے سبب ہر مواخذہ سے پاک وصاف ہوکر بوجہ
نزول رحمت الٰہی نجات پاوینگے - پس رحمت الٰہی کے واسطے سبب کی ضرورت
ہے - اور نزول رحمت کا سبب ظاہری یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام بعد امام
حسن علیہ السلام کے اس دنیا مین محافظ شریعت و محافظ دین اسلام تھے اِسں
محافظت مین آپنے اپنی جان اپنا مال اپنے عزیز اپنے رفیق یہانتک کہ اپنا
شش ماہہ بچہ بھی راہ خدا مین نذر کردیا اور انواع اقسام کے مصائب برداشت
کیے تین روز کے بھوک پیاس مین گلا کٹایا - اور مطلق اضطراب نہوا بلفظ دیگر انھون نے
اپنے معبود کی ابتداے پیدایش دنیا سے آجتک کسی بندہ خدا نے نہین کی معاوضہ اسں
فرمانبرداری کا یہ ہوا کہ جو شخص دل سے حسین علیہ السلام کی محبت کریگا اوسپر رحمت الٰہی نازل ہوگی
اور بوجہ رحمت الٰہی کل گناہان صغیرہ وکبیرہ بوجہ محبت حسین کے معاف ہونگے اور
وہ نجات پاکر داخل جنت ہوگا اور امام حسین علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اونکی

محبت باعث نزول رحمت قرار پائے کہ جس سے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ اوسکے
معتقدین کے عفو ہو جاتے ہین - پس نزول رحمت کے واسطے کسی ایسے سبب معقول
کی ضرورت ہے کہ جس سے عدالت الٰہی مین نقص بھی واقع نہو اور گنہگار بسبب
رحمت الٰہی مستحق نجات بھی ہو جاوے اور بہشت کی پیدایش فعل عبث نہ ٹھہرے
امام حسین علیہ السلام کے مصائب اور شہادت کے معاوضہ مین رحمت الٰہی کا نزول
گنہگاران امت پر ہوگا اور یہ سبب نزول رحمت کا مخالف عدل نہین اہل سنت جو
دعویٰ نجات کا دارومدار رحمت الٰہی پر کرتے ہین - اونکے واسطے کوئی سبب معقول
بیان نہین کرتے - اور اگر کہتے ہین تو اسیقدر کہ بوجہ اقرار توحید و نبوت اور ہونے
مسلمان و پڑہنے کلمہ کے خدا اپنے حبیب کے تصدق مین اپنی رحمت سے بخشدیگا
کیونکہ کلمہ گو کی نجات کا وعدہ ہے - اگر یہ عذر اونکا قابل قبول سمجھا جاوے تو
قاتلان حسین اور دشمنان آل رسول بھی قابل نجات قرار پاوینگے - اور خارجی ناصبی
رافضی کل فرقہ ہاے اسلام قابل نجات ہو جاوینگے کیونکہ مسلمانونکے کل فرقہ کلمہ گو ہین
تو اس حالت مین رسول خدا صلعم کی وہ حدیث جو متفق علیہ ہے کہ میری امت مین
تہتر فرقہ ہونگے اونمین سے ایک ناجی ہوگا باقی بہتر فرقہ دوزخ مین جاوینگے باطل ہوجاویگی
اور دشمنان آل رسول کی دوزخی ہونے کی اور اصحاب رسول کے دوزخ مین جانیکی جو
قرآن مین اور احادیث رسول اللہ صلعم مین خبر ہے اونکی تکذیب لازم ہو جاویگی -
اصلی حقیقت اہل سنت کے اس دعوے کا کھانے کی یہ ہے کہ وفات رسول خدا صلعم
کے بعد جب لوگون نے انحراف کیا حضرت علی علیہ السلام سے تو بعض لوگونکے دلونمین
محرومی نجات کے خدشات پیدا ہونے لگے لہذا اونکے تالیف قلوب کے واسطے
بے سروپا قصہ بنائے گئے حدیثین تصنیف ہوئین - مگر خیریت ہوئی کہ ان قصون کے
بنانے والے ــــــ احادیث کے تصنیف کرنیوالے جاہل تھے - انجام پر غور

کرتے تھے وضع الوقتی کے واسطے جو دل مین آتا تھا رسول اللہ کی جانب منسوب کر کے
الگ مد پاکرتے تھے۔ اسیواسطے حکم ہے کہ جو حدیث احکام قرآنی کے مخالف ہو اوسکو جھوٹا
سمجھنا چاہیے اور راوپر عمل نہ کرنا چاہیے۔ اب مین امام حسین علیہ السلام کے وقعات
شہادت ذیل مین نقل کرتا ہون جنکے ملاحظہ سے ثابت ہوگا کہ شہادت امام مظلوم
کے واقعات بیان کرنے سے امت کو کسقدر فائدہ پہونچتے ہین۔ اور اس شہادت
امام مظلوم مین باہم شیعہ وسنیونکے امور بابہ النزاع کیا ہین۔ اول اونکی تصریح
ذیل مین کیجاتی ہے۔

۱۔ اہل سنت کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس غرض سے ہوئی ہے
کہ جناب رسول خدا صلعم کی ذات پاک مین کل کمالات موجود تھے مگر کمال شہادت
آپ کو حاصل نہوا تھا لہذا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس غرض سے ہوئی
کہ جناب رسالت مآب صلعم کو رتبہ شہادت بھی حاصل ہو جاوے۔ اسکی تصریح
سرالشہادتین مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی مین موجود ہے اور ہندوستان
کے کل اہل سنت اسی فتوی کے مقلد ہین۔ اور شیعہ کہتے ہین کہ یہ شہادت لغرض
شفاعت امت ہوئی ہے۔

۲۔ اہل سنت کہتے ہین کہ مجلس عام مین ذکر قید ومصائب اہل حرم کے بیان کرنے
سے خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہے اور شیعہ اس ذکر کو باعث نجات سمجھتے ہین

۳۔ اہل سنت مجالس عزا حسین کو بدعت سیئہ وقریب بکفر وبدتر از زنا قرار
دیتے ہین اور اظہار الہدی مین درج ہے کہ یہ دن برکت والا ہے اس دن خوشی
کرنا چاہیئے نہ غم اور شیعہ مجالس عزا کو عبادت کہتے ہین اور عاشورہ محرم کو غم کرنا
باعث ثواب آخرت تبلاتے ہین۔

لہذا نزاعات مذکورہ کے فیصلہ کو امور تنقیح حسب ذیل قایم کیے جاتے ہین۔

۱- اگر تقیہ جائز تھا تو پھر امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیون کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اعتراض ہے۔

۲- جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات ہے تو حصول نجات کی خوشی مین شادی کرنی چاہیئے یا غم۔

۳- مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور شرکت مجالس کی ممانعت سے مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی کیا غرض ہے۔

۴- عاشور محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا عقیدہ ہے یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا اعتقاد ہے۔

۵- حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیون لی اگر واقعہ شہادت نہم ہی کو ہو جاتا تو کیا حرج تھا۔

۶- ایک شب کی حیات باقیماندہ کے واسطے حالت تشنگی و گرسنگی مین قاسم ابن حسن کا عقد کیون کیا گیا۔

۷- بروز شہادت امام حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیون بلند کی تھی۔

۸- اگر مضطرب نہ تھے تو امام حسین علیہ السلام طفل ششماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تھے۔

۹- کیا مجالس عام مین قید اہلحرم و مصائب اہلحرم کے بیان کرنے سے خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہے یا یہ تذکرہ باعث رہنمائی ہے۔

۱۰- امام حسین علیہ السلام کی شہادت شفاعت امت کے واسطے تھی یا رسولخدا کو رتبہ شہادت حاصل ہونے کو۔

۱۱- اسمعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بجائے اونکے گوسفند کی قربانی مین مصلحت الٰہی کیا تھی اور دوام کیواسطے حیوانوں کی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی۔

۱۱۔ مجموعہ توراۃ کتاب یسعیاہ باب ۵۳ - میں کس بزرگ کے بے جرم وخطا ذبح ہونیکا تذکرہ ہے اور اس شہادت کا کیا نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے۔

تنقیح ۱۲ دوازدہم

اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیوں کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اعتراض ہے

اول تو بہ تقیہ نہ علی علیہ السلام نے بیعت کی نہ امام حسن علیہ السلام نے بیعت کی بلکہ مصلحت وقت یہی تھا کہ صلح کر لیجائے کیونکہ صلح نہ کرنے سے دین اسلام میں رخنہ پڑتا تھا اور چراغ اسلام گل ہوا جاتا تھا - لہذا حضرت علی علیہ السلام نے بھی اور امام حسن علیہ السلام بھی صلح کی - بیعت اس صلح کا نام اسوجہ سے بیعت رکھا گیا ہے کہ اس صلح کی نسبت دونوں بزرگوں نے منبروں پر بیٹھ کر اعلان کیا تھا - اور تقیہ کہتے ہیں مصلحت وقت پر عمل کرنیکو - اور تقیہ اوسوقت کیا جاتا ہے کہ جب کوئی مددگار نہو - اور تقیہ کی زیادہ ضرورت تحفظ جان ومال وتحفظ ایمان کے واسطے ہوا کرتی ہے - اگرچہ راویوں کے اختلاف نے دربارہ بیعت ضرور شک پیدا کر دیا ہے - تاہم یہ امر محتاج ثبوت نہیں رہا کہ تاریخ تعین خلافت حضرت ابوبکر کے چھ ماہ کے بعد بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ السلام نے صلح یا بیعت کی فرض کرلو کہ بیعت ہی کی تو اس بیعت سے نقصان کیا ہوا بلکہ دین اسلام کی حفاظت ہوئی کیونکہ صلح یا بیعت نکرنے سے زمانہ خلافت حضرت ابوبکر ہی میں نوبت بہ تلوار کشی پہونچ جاتی اور اوسی زمانہ میں پنجتن پاک کا خاتمہ ہوجاتا اور اس دنیا میں محافظ شریعت ومحافظ دین کوئی باقی نرہتا اور اس خونریزی کے سبب لوگ شریعت کے تغیر وتبدل میں بغرض عیب پوشی مطلق دریغ

نکرتے اور چراغ اسلام گل ہو جاتا بدینوجہ باقتضائے مصلحت وقت صلح کی گئی اب یہ صلح چاہے داخل بیعت کیجاوے یا داخل صلح سمجھی جاوے بہرحال حضرت علی علیہ السلام نے جو کچھ کیا بہ تقیہ کیا نہ برضا و رغبت اگر برغبت کرتے تو اوسی روز کرتے کہ جس روز حضرت ابو بکر کی کل مسلمانوں نے بیعت کی تھی۔ لیکن بخاری اور مسلم کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ السلام کی وجاہت لوگوں کی نظروں مین کم ہوگئی تھی جسکی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام کو مجبوراً صلح یا بیعت کرنی پڑی اور اسیکا نام تقیہ ہے کہ جس کام کے کرنے کو جی نچاہے اور مجبوراً وہ کام کرنا پڑے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام اعتقاداً صلح یا بیعت کرتے تو زمانہ خلافت حضرت عمر مین حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو جھوٹا اور گنہگار اور غادر اور خائن کہتے جسکا اقرار خود حضرت عمر نے کیا ہے اور جو مسلم و بخاری سے مین نقل کر چکا ہون۔ اور امام حسن علیہ السلام کی صلح بھی براہ تقیہ بوجہ مجبوری تھی کیونکہ آپکا بھی کوئی معین نتھا اور جو لوگ آپ کے معین ظاہری تھے اونکا دلی حال میدان کربلا مین ظاہر ہوگیا کہ بحکم عبید اللہ ابن زیاد بطمع جاہ و مناصب امام حسین علیہ السلام کو اونھین لوگون نے شامیون کے شریک ہوکر قتل کر ڈالا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپنے اس خونریزی کا نتیجہ سمجھ لیا تھا کہ شریعت اسلام برباد ہو گی اور دین اسلام گم ہو جاویگا۔ اگر آپ برضا و رغبت صلح کرتے تو صلحنامہ مین شرائط امن و حفاظت شیعان علی و اہلبیت رسول اللہ کا معاویہ سے اقرار نکراتے۔ اور اس شرط سے غرض آپکی یہی تھی کہ اہلبیت رسول و دوستان حضرت علی کو امن حاصل ہو جاوے تاکہ شریعت اسلام و دین اسلام کی حفاظت تا قیامت قایم رہے۔ کیونکہ اوسوقت تک شریعت مین کوئی تغیر و تبدل ہونے نہین پایا تھا۔ اور اس جنگ کا انجام یہ نظر آتا تھا کہ اہلبیت رسول و دوستان حضرت علی مین سے کوئی باقی نرہجاتا سب تہ تیغ ہو جاتے اور شریعت مین

تغیر تبدل ہو جاتا لہذا امام حسن علیہ السلام کا بتقیہ صلح کر لینا مصلحت وقت کے سبب
ایک امر ضروری تھا - لیکن امام حسین علیہ السلام اگر بتقیہ بیعت یزید کی کرتے
تو دین اسلام اس دنیا مین باقی نہ رہجاتا - کیونکہ یزید نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی
شریعت مین علانیہ تغیر شروع کر دیا تھا اور شرابخواری اور سود خواری اور زنا
اور لواطت اور حقیقی بھائی بہن کا عقد رائج کر دیا تھا اگر امام حسین علیہ السلام بتقیہ
بھی بیعت کر لیتے تو جسطرح اہل سنت نے بہ تبعیت شیخین متعہ کو حرام اور تراویح کو
جائز اور بہ تبعیت امیر معاویہ بسم اللہ کا باآواز بلند نہ پڑھنا و بوسہ رکن یمانی و زکوٰۃ
فطرہ بوزن تمر شامی و نماز چاشت و نماز اشراق کو اختیار کیا ہے اور وضاع وارداہام
سے کتب صحیحین مین روایات کا لکھنا منظور کیا ہے اسیطرح یزید کی جاری کی ہوئی
ان سنتون پر بھی مسلمان قایم ہو جاتے جو از قسم شرابخواری و سود خواری و
زنا و لواطت و حقیقی بھائی بہن کا عقد یزید نے جاری کیا تھا - اور جسطور پر امام
حسن علیہ السلام کی صلح کو معاویہ کی خلافت و امامت کی صحت کی دلیل گردانتے
ہین اور کہتے ہین کہ اگر معاویہ فاسق ہوتا تو امام حسن کبھی صلح نہ کرتے اور اس خوشی
مین امام حسن علیہ السلام کی بڑی شد و مد کے ساتھ اہل سنت نے ثنا و صفت
کر کے رسول اللہ کے نام سے ایک حدیث بھی تصنیف کر دی کہ رسول خدا نے
فرمایا تھا کہ میرا یہ فرزند مسلمانونکے دو بڑے گروہون مین صلح کرادیگا اسیطرح
خلافت یزید کے حق ہونیکی بھی دلیل امام حسین علیہ السلام کی بیعت سے پیش کرتے
اور کہتے کہ اگر یزید امام فاسق ہوتا تو امام حسین فاسق کی بیعت کبھی نہ کرتے - اور بناء
اس دلیل کے مثل سنت شیخین و سنت معاویہ کے سنت یزید کی تبعیت مین بھی اہل سنت
کو دریغ نہوتا اور زنا و لواطت و شرابخواری و سود خواری و حقیقی بھائی بہن کا عقد
اسلام مین جاری ہو جاتا اور شریعت کا اثر بالکل باقی نہ رہتا - بدین وجہ امام حسین

نے یزید کی بیعت بہ تقیہ بھی جائز نہ سمجھی اور بیعت سے انکار کیا۔ کیونکہ فاسق و فاجر کی بیعت حرام ہے اور اس بیعت سے چراغ اسلام گل ہوا جاتا تھا۔ اور آپ کی شہادت نے دین اسلام کو روشن کر دیا۔ اور شریعت کو محفوظ رکھا۔ اور یہ رونق دین اسلام کی بوجہ خون حسنین تا قیامت قایم رہیگی اور شریعت اسلام مین بھی تا قیامت زوال نہ آنے پاویگا۔ اور متلاشی راہ رہست حق و باطل مین بہ آسانی تمیز کر سکے گا۔ پس حضرت علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام کی صلح یا بیعت بھی بنظر حفاظت دین تھی اور امام حسین علیہ السلام کا انکار بیعت بھی اسیوجہ سے تھا ہر موقع اور ہر وقت کی مصلحت جدا ہوتی ہے جیسا وقت اور جیسا موقع ہوتا ہے ویسا عمل کیا جاتا ہے پس حضرت علی اور حسنین علیہم السلام نے جیسا موقع دیکھا ویسا عمل کیا اسپر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ اور نہ یہ امر قابل اعتراض ہے۔ فرض کرلیا جاوے کہ میر احمد جب ٹونک گئے تو تقیہ کیا اور جب دہلی گئے تو تقیہ نہین کیا اسپر اعتراض کیا ہوسکتا ہے یا یون کہو کہ میر احمد نے ٹونک مین تقیہ کیا اور اونکے فرزند نے دہلی مین تقیہ نہین کیا تو اسمین قباحت کیا ہوئی ٹونک مین مصلحت یہی تھی کہ تقیہ کیا جاوے اور دہلی مین بھی مصلحت تھی کہ تقیہ نہ کیا جاوے جنکی امامت واجب التسلیم ہوتی ہے اونکا کوئی فعل اعتراض کے قابل نہین ہوتا۔ جن لوگون نے یزید کی خلافت اور امامت پر اجماع کیا اور یزید کو امام برحق مانا اونکے نزدیک یزید کا کوئی فعل قابل اعتراض نہین ہوسکتا جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر نے اہل مدینہ کو جمع کرکے سمجھا دیا کہ یزید کی خلافت حق ہے شکست بیعت مت کرو یہ بڑا گناہ ہے عبد اللہ ابن عمر کے اس قول کی نقل تنقیح پنجم مین کی گئی ہے۔ یا ابو شکور سلمی کا قول کہ یزید امام برحق تھا کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول اللہ نے اور اوسکی خلافت کو قبول کیا اسلیے بیعت یزید کی حسین پر

وجیب ہجمی یا ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر وصواعق محرقہ مین ابن حجر مکی کا قول یا
احیاء العلوم مین حجت الاسلام امام غزالی کا قول کہ یزید مومن تھا اور خلافت اسکی
حق تھی ان علماء معتبرین کے اقوال تنقیح نمبر پنجم مین نقل ہوئے ہین - اور غوث اعظم
شیخ عبد القادر جیلانی صاحب مصنف غنیۃ الطالبین تحریر فرماتے ہین اخرج حسین
من المدینۃ الی الشام وقتل حسین عن سیف جدہ یعنی حسین مدینہ سے نکلے اور
طرف شام کے روانہ ہوئے اور اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوگئے -
مطلب اسکا یہ ہے کہ خلیفہ رسول قائمقام رسول ہوتا ہے اور خلیفہ کا فعل بمنزلہ
ہوتا ہے فعل رسول کے پس جسطرح اجماع امت سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و
عثمان خلیفہ برحق ہوئے اسیطرح اجماع امت سے یزید بھی خلیفہ برحق ہوا پس
امام حسین نے جو یزید کے ساتھ مخالفت کی یہ مخالفت ایسی سمجھی جاویگی کہ گویا رسول
کے ساتھ مخالفت کی اور اس مخالفت کے سبب جو حسین تلوار یزید سے قتل ہوگئے
تو اوسکو ایسا سمجھنا چاہیے کہ گویا تلوار رسول سے قتل ہوئے کیونکہ تلوار خلیفہ و
حکم خلیفہ و تلوار رسول و حکم رسول بدرجہ مساوی ہوتا ہے -
پس جو لوگ کہ خلافت و امامت یزید کے پیرو و حق جاننے والے ہین اونکے
نزدیک افعال یزید قابل اعتراض نہین ہوسکتے بلکہ امام حسین علیہ السلام و برادر
امام حسن علیہ السلام و پدر امام حسین علیہ السلام کے افعال قابل اعتراض ہونگے
کیونکہ یہہ بزرگان دین یزید و پدر یزید و پیشوایان یزید کے امور دینیات مین
مخالف تھے اور جو لوگ معتقد اور پیرو امام حسین علیہ السلام کے ہین وہ امام حسین
علیہ السلام و برادر امام حسین علیہ السلام و پدر امام حسین علیہ السلام کے افعال کو اپنا دین
اور ایمان سمجھتے ہین اونکے تقیہ کرنے یا نکرنے پر اعتراض نہین کرسکتے بلکہ یزید و پدر
یزید و پیشوایان یزید کے ہر فعل پر اعتراض کرینگے - ایسے اعتراضات فریقین کے

واسطے قابل شکایت نہین ہوسکتے - جو جسکا مخالف ہوتا ہے اوسپر ضرور اعتراض
کرتا ہے چاہیے وہ اعتراض حق ہو یا غلط - پس امام حسین علیہ السلام کے تقیہ بیعت
نہ کرنے کا یہ سبب ہے جو لکھا گیا - اور شیعہ اس معاملہ مین صادق القول ہین مولوی
محمد جہانگیر خانصاحب کے یہہ اعتراض کہ اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے
بہ تقیہ بیعت کیون نہ کر لی جیسا کہ حضرت علی نے کی تھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے
لہذا مین اس تنقیح کو بحق شیعان علی فیصل کر کے شیعونکو ڈگری دیتا ہون کہ شیعہ ہر کام
مین فرمانبرداری کرتے ہین احکام خدا و احکام رسول کی اور پیروی کرتے ہین دوازدہ
امام کی اور اہل سنت ہر کام مین دوازدہ امام کے مخالف ہین اور خلفاء ثلثہ کے
پیرو ہین -

۱۳ تنقیح نمبر سیزدہم

جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات ہو تو حصول نجات
کی خوشی مین شادی کرنی چاہیے یا نحیہ مجالس عزا کے کرنیسے نفع کیا ہے

مجالس عزا کے کرنے سے ایک نفع تو یہ ہو کہ محبان حسین و دشمنان حسین کی شناخت مجلس عزا
مین بہ آسانی ہوجاتی ہے - کیونکہ ابتدا سے یہہ دستور ہے کہ مجلس عزا مین اول فضائل
آل رسول بیان ہوتے ہین اوسکے بعد مصائب بیان کیے جاتے ہین حاضرین مجلس مین سے
جن لوگونکو آل رسول کے ساتھ حسب فرمان الٰہی قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ
فِي الْقُرْبَىٰ دلی محبت ہوتی ہو وہ ذکر فضائل سے محظوظ ہوتے ہین اور ذکر مصائب
سنکر گریہ و زاری کرتے ہین اور جو لوگ شرم دنیا سے بظاہر آل رسول کی دوستی کا اقرار
کرتے ہین تاکہ الزام دشمنی آل رسول سے عامہ خلائق کے سامنے محفوظ رہین مگر اونکے دلونمین آل
رسول کی محبت کا مطلق اثر نہین ہوتا وہ فضائل آل رسول سنکر مضحکہ کرتے ہین -

اور باوجود فضائل کو جھوٹ اور بے اصل سمجھتے ہیں اسوجہ سے اونکے چہرہ پر آثار غیظ و غضب
نمودار ہوتے ہیں اور مصائب آل رسول سنکر خندہ زنی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دکھلا
نامردی کا ہے ان افعال سے بوجہ مجلس عزاء حسین علیہ السلام محبان حسین و دشمنان حسین
کی شناخت بہ آسانی ہو جاتی ہے اور یہ علامت شناخت کی تاقیامت رہیگی۔ پس اس
علامت سے جب دشمنان آل رسول کی شناخت ہو جاتی ہے تو محبان حسین اونسے
نفرت کرتے ہیں اور اونکے افعال اور اقوال پر اعتبار نہیں کرتے اور اس عملدرآمد سے تا یوم
وفات کامل الایمان رہتے ہیں اور ایماندار مرتے ہیں۔ دوسرا فائدہ مجلس عزاء
حسین علیہ السلام کا یہ ہے کہ پروردگار عالم نے محبت آل رسول امت پر واجب کی ہے
اور علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام اسوقت اس دنیا میں موجود نہیں کہ جنکی اطاعت
اور فرمانبرداری کرنے سے ہمارے دلی عقائد ظاہر ہوں اور محبت قلبی کا امتحان
ہوجاوے اور اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب در بارہ محبت آل رسول ایک امر
ضروری و لازمی ہے۔ کیونکہ محبت آل رسول ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے لہذا مجلس
عزاء حسین میں ہر شخص کو محبت قلبی کے اظہار کا موقع ملتا ہے اور ایک دوسرے کی
محبت کی صداقت کا گواہ ہو جاتا ہے اور یہ شہادت بروز قیامت محبان آل رسول کے
نفع کا ایک مستحکم ذریعہ ہوگی۔ تیسرے اس مجلس عزا سے تاقیامت آل رسول کی یادگاری
قایم ہوتی ہے اور امت پر یہ امر ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ فرزند رسول نے ہماری نجات
کے واسطے اس دنیا میں مصائب عظیم اوٹھا کر اپنی شہادت قبول کی اور ہماری نجات
کے واسطے شدت گرما میں تین روز تک بھوک اور پیاس کی اذیت اوٹھائی اپنے
بچہ صغیر شش ماہہ کو نشانہ تیر ستم کیا علی اکبر سے جوان فرزند ہمشکل نبی کو اپنی آنکھوں
سے ذبح ہوتے دیکھا۔ اپنے جوان بھائی عباس علمدار کو جو ثانی حیدر تھے شہید ہوتے
دیکھا۔ کمسن بھانجوں اور بھتیجوں اور جوان بھائیوں کو راہ خدا میں ذبح ہوتے دیکھا

انصار اور رفقار کی شہادت کا صدمہ اوٹھایا - اپنی عمخوار بہن جناب زینب خاتون پیاری دختر جناب سکینہ کی جدائی قبول کی مگر راہ خدا مین شہادت سے انکار نہ کیا - اور اپنا گلا کٹا دیا - جب ان واقعات کو ایماندار سماعت کرتے ہین تو اونکے دلون مین محبت آل رسول جوش زن ہوتی ہے - اور حقیقت اسلام ثابت ہوتی ہے اور اس ذریعہ سے سامعین کو اپنی نجات کا اطمینان ہوجاتا ہے - اگر عزا امام حسین علیہ السلام کی مجلسین نہوتیں نو ذکر شہادت امام مظلوم ابتک فراموش ہوجاتا - اور اس ذکر کی فراموشی سے مذہب اسلام بھی اس دنیا سے گم ہوجاتا - اسی ذکر شہادت نے مذہب اسلام کے تاراج شدہ باغ کو آجتک سرسبز رکھا ہے اور اسی طرح سے تا قیامت سرسبز رہیگا -

پس شہادت امام حسین علیہ السلام کا یہ ایک ادنی فائدہ ہے کہ اس شہادت کے واقعات ظاہر کرنے کے ذریعہ سے شیعونکا گروہ شریعت اسلام و دین اسلام کی حفاظت کر رہا ہے اور شیعونکی اس حفاظت سے اہل سنت بھی اسقدر نفع اوٹھا رہے ہین کہ جسطرح آل رسول کی مخالفت اور ضد مین دشمنان آل رسول نے مذہب اسلام کو ترک نہ کیا بلکہ اس بات کے جاہل اہلسنت دعویدار ہین کہ اصلی مسلمان ہم ہین اور مذہب اسلام کو ہم علان کرتے ہین اور بعد رسول حقدار اور فخر امت ہم ہین نہ آل رسول - آل رسول نے کونسی مسجدین بنائین کون سی ملک فتح کیے کتنے کافرون کو قتل کیا کتنے کافرون کو مسلمان بنایا کتنے معویداران نبوت کو تباہ و برباد کیا کتنا مال غنیمت حاصل کیا اور اس ضد و دشمنی مین مذہب اسلام نے ترقی پائی جیسا کہ جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہہ دین رونق پاویگا فاسق و فاجر سے اس حدیث کی نقل صحیح بخاری کی تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے - اسیطرح ان مجالس عزا کے ہونے سے اہل سنت شیعون کے ساتھ دشمنی اور حسد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اصلی مسلمان ہم ہین شیعہ تو رافضی ہین اور ابن سبا یہودی کی چیلی ہین پس جسطرح پیشوایان اہل سنت نے آل رسول کی ضد مین اپنے کو اصلی

سلمان اور افضل الامت ومفخر اسلام قرار دیا اور اونکی ان ضد اور دشمنی نے اسلام
کو ترقی دی۔ اسیطرح اہل سنت جو شیعونکے ساتھ حسد اور کینہ اور دشمنی کرتے ہین
اس ضد مین دین اسلام کو اس دنیا مین قیام ہے۔ اور فرقہ ناجی روز بروز ترقی
کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر مجالس عزا نہ کیجاوین تو اہل سنت کو دشمنی اور بغض اور کینہ
بھی شیعون کے ساتھ پیدا نہو۔ کیونکہ ہر شے کی ترقی اور تنزل کے واسطے ضد کی
ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ زمانہ خلافت بنی امیہ سے لیکر تا اختتام خلافت
بنی عباس شیعہ بے حد وبے حساب قتل ہوئے زندہ دیوارون مین چنے گئے تاہم
ان مجالس عزا کے سبب شیعہ برابر ترقی کرتے چلے جاتے ہین سبب اس ترقی کا یہہ
ہے کہ جب مجالس عزا مین واقعات شہادت بیان ہوتے ہین اور اہل سنت اپنے
پیشواؤنکے حالات ظلم اون مجالس مین سنتے ہین اور اونکو واقفیت ہوتی ہے تو
جو لوگ مذہب اسلام کو بنظر نجات قبول کئے ہوے ہین وہ ضرور شیعہ ہوجاتے ہین
اور مجالس عزا مین کسیکے آنے کی ممانعت نہین ہے پس اصل مین مجالس عزا اشاعت
دین کا ایک مستحکم ذریعہ ہے بدینوجہہ مجالس عزا کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ مجالس
عزا دین کی اشاعت کا ایک اعلی ذریعہ ہے اسلئے وہ افضل عبادت سمجھی جاتی ہین۔
اور ان مجالس مین جب مصائب اہلبیت بیان ہوتے ہین تو جوش محبت کے سبب
نوبت بگریہ وزاری پہونچتی ہے کیونکہ شہدا کربلا پر جو مصائب گذرے ہین وہ
ابتدا سے پیدائش دنیا سے آجتک کسی پر نہین گذرے اور یہہ مصائب محض حفاظت
دین وحفاظت شریعت کے سبب شہدا کربلا نے برداشت کیے تھے اور گریہ
وزاری ثبوت محبت کی ایک واضح دلیل ہے جو باعث نجات قرار پائی ہے
ان وجوہ سے مجالس عزا کا ہونا اور نوبت بگریہ وزاری پہونچنا ضروریات دین
مین سے ہے۔ اور ایمان دار ونکی شادی اور خوشی صرف آل رسول کی محبت اور

اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ اس محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری مین جو نوبت بگریہ وزاری پہونچتی ہے یہی گریہ وزاری مومنین کے واسطے شادی ہے اور یہی گریہ وزاری مومنین کی خوشی ہے اور یہی گریہ وزاری نجات دین و نجات دنیا کا ذریعہ ہے۔ اور اس گریہ وزاری کے سبب دشمنون کا مضحکہ دشمنون کا جبر دشمنونکی ایذارسانی شیعونکے واسطے باعث فخر ہے۔ اگر شہادت امام حسین علیہ السلام بوجہ حصول نجات باعث شادمانی قرار دیجاوے جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ یوم شہادت بروز فرحت اور شادمانی ہے کیونکہ اوس روز ایک بنی زادہ کو درجہ شہادت حاصل ہوا تو اس اعتبار سے یزید و لشکر یزید کا شمار محبان آل رسول مین ہوگا کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کی خوشی اور شادمانی یزید اور لشکر یزید و قبیلہ بنی امیہ و فرمانبرداران و طرفداران یزید نے کی تھی۔ نہ آل رسول و محبان آل رسول نے۔ پس شہادت امام حسین علیہ السلام کو باعث خوشی و شادمانی قرار دیکر خوشی کرنا دشمنان آل رسول کا کام ہے نہ کسی مومن محب آل رسول کا

تنقیح نمبر ۱۴ چہاردہم

مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور ممانعت کرنے سے مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی کیا غرض ہے

اصلی حقیقت اسکی یہ ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد لوگون مین اضطراب پیدا ہوگیا تھا جسکا ثبوت اوس تحریر سے ہوتا ہے جو باہم عبد اللہ ابن عمر اور یزید کے ہوئی اور جسکی نقل تاریخ بلاذری سے تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے اور ہر طرف سے لوگ انتقام خون حسین کے واسطے مستعد بجنگ ہوگئے چنانچہ مختار ثقفی کا خروج بہت مشہور ہے جسکی اعانت مین شیعان علی شریک ہوتے چلے جاتے تھے اس مختار ثقفی کی نسبت

بوجہ محبت امیر معاویہ وغیرہ یہ اہل سنت الزام اتحاد لگاتے ہیں۔ مختار ثقفی کے خروج نے حکومت یزید کا رنگ بدلدیا۔ چونکہ بعوض خون حضرت عثمان امام حسین السلام شہید کیے گئے تھے اور دوستان حضرت عثمان یعنی روسا و مدینہ و مکہ و دیگر مسلمانان نے بدیں وجہ سے امام حسین علیہ السلام کی اعانت نہ کی تھی کہ اونسے خون حضرت عثمان کا بدلا لیا جاتا تھا۔ اگر حسین علیہ السلام کی اعانت کرتے تو حضرت عثمان کی خلافت کے مخالف قرار پاتے اور حضرت عثمان کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت سے بھی منکر ہونا پڑتا تھا۔ جنکے اجماع سے یہ تینوں حضرات خلیفہ ہیں۔ بدین وجہ سب لوگوں نے سکوت کیا اور واقعہ شہادت کربلا کا ہوگیا۔ لیکن بعد شہادت جب لوگ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوگئے تو تمامی اصحاب و انصار میں اضطراب پیدا ہوگیا اور سب لوگ اندیشہ مند ہوگئے کہ اس شہادت سے خلفاء ثلثہ کی خلافت کا غصب بھی ثابت ہوا جاتا ہے۔ اور کل اصحاب و انصار و تابعین و مسلمین کے ذمہ الزام قتل حسین عاید ہوتا ہے۔ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا۔ اور جنھوں نے خدا اور رسول خدا کے احکام کی مخالفت کرکے تعین خلافت کے واسطے اجماع امت کی رسم نکالی۔ پس شہادت امام حسین علیہ السلام کی تشویش میں سب پشیمان تھے اور اس اضطراب و پریشانی کے سبب ہر شخص باستثنا و اہل شام یزید کو الزام دیتا تھا کہ تو نے برا کیا۔ اور ان الزامات کے سبب انجام میں یزید بھی پشیمان ہوا۔ اور پشیمان ہوکر اہل حرم کو قید سے رہا کرکے باعزاز مدینہ بھیجدیا۔ اور جناب سید الساجدین بھی یزید کی اس پشیانی کے سبب قتل سے محفوظ رہے۔ پس واقعات شہادت حسین علیہ السلام بیان ہونے سے اون اصحاب و انصار پر کہ جنھوں نے خلافت خلفاء ثلثہ و خلافت امیر معاویہ و خلافت یزید پر اجماع کیا تھا قتل حسین و انصار حسین و اقربا حسین کا الزام عاید ہوتا ہے اور انجام میں سلسلہ

یہ سلسلہ یہ الزام قتل کا حضرت عمر کے ذمہ عاید ہوجاتا ہے جیسا کہ تحریر باہمی یزید و
عبد اللہ ابن عمر مندرجہ تنقیح پنجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید نے عبد اللہ ابن عمر کو
صاف لکھا کہ اس قتل کا بانی تیرا باپ ہے اور لوگون نے کہا کہ حسین قتل ہوئے
بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ اور یہہ سب اصحاب و انصار و خلفاء ثلثہ و امیر معاویہ
پیشوایان اہل سنت سے ہین چونکہ خون حسین کا مواخذہ سب کے ذمہ عاید ہوتا
تھا اور اس مواخذہ خون کے سبب خلفاء بنی اُمیہ و بنی عباس کو اس بات کا ہمیشہ
خوف رہا کہ جسطرح مختار ثقفی نے انتقام خون حسین کے واسطے خروج کیا اور قاتلان حسین
کو جابجا ڈھونڈ کر قتل کیا اور طوائف الملوکی ہو گئی ۔ مبادا اس ذکر شہادت شہداء
کربلا سے مسلمانون کو دفعتًا جوش نہ پیدا ہو جاوے اور اوس جوش مین مثل خروج
مختار ثقفی کے پھر جنگ نہ شروع ہو جاوے اور طوائف الملوکی پھر نہ ہو جاوے ۔
اور اس طوائف الملوکی مین ۔ اولاد حسین جو مسند امامت پر یکے بادیگرے جلوہ افروز
ہوتے چلے گئے ہین خلافت اسلام پر قابض نہ ہو جاوین ۔ اور اسوجہہ سے حکومت
خاندان بنی امیہ و بنی عباس سے جاتی نہ رہے ۔ لہذا بنظر تالیف قلوب بڑی دانشمندی
کے ساتھ وقتًا فوقتًا اول مختار ثقفی پر الزام ارتداد لگایا گیا تاکہ عام مسلمان اوس سے
کنارہ کش رہین اور اوسکے شریک نہ ہو جاوین اور یہہ مکر تقلید تھی اوس مکر کی جو
جنگ صفین مین کلام مجید نیزون پر بلند کیے گئے تھے جسکے سبب سے لشکر حضرت
علی کے لوگ جنگ سے دست کش ہو کر حکم جناب امیر کی بجا آوری سے قاصر ہوئے
اور ایک گروہ خارجی ہو گیا ۔ یہہ ساری تدبیرین خلفاء بنی اُمیہ کے استحکام خلافت
کے واسطے تھین چنانچہ مختار ثقفی کی نسبت بہ خوشامد خلفاء وقت کے عالمون نے
اسپر اتفاق کیا اور مختار ثقفی کے ارتداد پر فتوی دئے ۔ پھر خلفاء وقت نے
وقتًا فوقتًا اماموں کو بھی زہر سے شہید کیا ۔ دوسرے عمر ابن عبد العزیز نے اپنے

زمانہ خلافت مین رسم لعن کو موقوف کیا جو اٹھاون برس سے حضرت علی
اولاد علی علیہ السلام پر ہر خطبہ جمعہ مین ہوا کرتا تھا اسپر عامہ خلائق مین عمر بن
عبدالعزیز کی نیکنامی کو عالمون نے شہرت دی اور آجتک شہرت دیتے چلے
جاتے ہین غرض اس شہرت سے یہ تھی کہ لوگونکے دلون مین بنی امیہ کی محبت
و استحکام ہو اور لعن طعن سے باز رہین اور یہ فعل عمر ابن عبدالعزیز کا مصلحتاً
تھا نہ اعتقاداً اور اسی رسم قدیم کے مطابق تقلید آبائی اہل سنت آجتک عمر
ابن عبدالعزیز کی ثناء صفت کرتے چلے آتے ہین - تیسرے مجالس عزاد
ذکر شہادت شہداء کربلا کی قطعی ممانعت تھی اور اس ممانعت کا سبب ہے کہ مکہ و مدینہ
مین بروز عاشورہ آجتک کوئی ذکر نہین کرتا بجز شیعہ کے جو مسافرانہ طور پر مخفی
اس ذکر کو کر لیتے ہین اور اسی بنا پر ابن حجر مکی نے و حجۃ الاسلام امام غزالی نے
ذکر شہادت شہداء کربلا کو منع کیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ اس ذکر سے خلفاء
کیجانب سے بدظنی و کینہ دلون مین پیدا ہوتا ہے نقل اسکی تنقیح نمبر پنجم مین ہو گئی
ہے اور اکثر علماء اہل سنت اسیطور پر لکھتے چلے آتے ہین - چوتھے بہت کوشش
کی گئی اسبارہ مین کہ نشان ہائے قبر شہداء کربلا نیست و نابود کردے جاوین تاکہ
ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام فراموش ہو جاوے اور اصحاب و انصار و
خلفاء ثلثہ و امیر معاویہ الزام قتل آل رسول مین بدنام نہون مگر یہہ کوششین بھی
ضائع ہوئے - اور اسی بدنامی سے اپنے پیشوایان دین کو بچانے اور امت کو
تسکین دینے کے لیے ابن حجر و حجۃ الاسلام امام غزالی و ملا علی قاری صاحب
شرح فقہ اکبر لکھ رہے ہین کہ قتل حسین مین یزید کا کوئی قصور نہ تھا یزید مومن
تھا خلافت یزید کی حق تھی اور مشیت الٰہی باعث قتل حسین تھی ان واقعات کی
نقل تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے - چونکہ زمانہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے

تا ایندم ہر زمانہ مین پیشوایان اہل سنت اس امر مین کوشش کرتے ہین کہ ذکر
شہادت حسین علیہ السلام کیطرح مسدود ہوجاوے کیونکہ اس ذکر سے سامعین کے
دلون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور ان اصحاب و انصار کیجانب سے بدظنی پیدا
پیدا ہوتی ہے جنھون نے خلافت یزید پر اجماع کیا اور حسین علیہ السلام کی نصرت نہ کی
اور اسکے انجام مین خلفاء ثلثہ کا کینہ سامعین کے دلون مین مستحکم ہوجاتا ہے چونکہ
وہ زمانہ حکومت خاندان بنی امیہ و بنی عباس کا تھا بدین وجہ عامہ خلائق مطیع اور
اور فرمانبردار خلفاء وقت کے تھی اور علماء دین بغرض حصول عزت و دولت خلفاء
وقت کی فرمانبرداری اور خوشامد کو دین و ایمان سمجھتے تھے لہذا واسطے استحکام
سلطنت خلفاء بنی امیہ و بنی عباس علماء دین ہر زمانہ مین کچھہ نہ کچھہ بات بنا کر
مسلمانونکو ذکر شہادت شہداء کربلا سے وقتاً فوقتاً ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین
اور رفتہ رفتہ اس رسم ممانعت کو استحکام ہوگیا۔ اور اسی رسم سعینہ کے مطابق اپنے
باپ دادونکی تقلید مین اب بھی اہل سنت ذکر شہادت شہداء کربلا سے ممانعت
کرتے ہین اور مجالس شہداء کربلا کو بدعت سیئہ بتلاتے ہین اور قریب بکفر کہتے
ہین حالانکہ اب اس ذکر سے کوئی نقصان اہل سنت کا نہین ہوتا۔ کیونکہ نہ اب
خلافت بنی امیہ کی باقی ہے نہ بنی عباس کی کہ جسکو ذکر شہادت شہداء کربلا سے
ضرر پہونچتا ہو صرف رسم سعینہ کی تقلید مین اہل سنت بلا ضرورت اور بلا سبب
ممانعت کرتے ہین اور آمادہ بجنگ و جدال ہوتے ہین اور انجام پر غور نہین کرتے
کہ اس ممانعت کے سبب دشمنان آل رسول مین انکا شمار ہواجاتا ہے۔ اور
اس ممانعت سے نہ کوئی نفع ہے نہ اب اس ممانعت کی ضرورت ہے۔ پس
یہ ممانعت اہل سنت کی نافہمی کے سبب تقلیداً ہے نہ ضرورتاً و شرعاً۔

تنقیح نمبر پانزدہم

عاشورہ محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا عقیدہ ہے یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا اعتماد ہے

اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جس روز عاشورہ محرم کو امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے آسمان سے خون برسا تھا نالہ و شیون کی صدا سنی گئی تھی ہر کلوخ کے نیچے سے خون تازہ نکلا تھا مراد قتل الحسین بکربلا و ذبح الحسین بکربلا ہر چہار جانب بلند تھی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب سر الشہادتین میں لکھا ہے۔ اہل حرم میں نالہ و شیون بپا تھا بی بیون نے سر کے بال کھول دیئے تھے سرون پر خاک ڈالتے تھے اپنے وارثوں کے غم میں بی بیان منھ پر طمانچہ مارتی تھیں سینہ کوٹتی تھیں سر پیٹتی تھیں ایک طرف تو الحرم میں ماتم حسین ہوتا تھا اور اہل حرم لوٹے جاتے تھے اور اسیر کیے جاتے تھے اور مصائب شدید میں مبتلا تھے اور طرف فوج یزید میں قتل حسین کی عید تھی عبید اللہ ابن زیاد کا دربار اور شہر کوفہ مثل یوم عید آراستہ کیا گیا تھا اور دربار یزید اور شہر شام میں جشن تھا اور آپس میں ملتے تھے اور خوشی کرتے تھے اور وہ لوگ کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا یزید کے ساتھ شریک جشن تھے۔ پس جو لوگ کہ خلافت یزید کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور خلافت یزید کو حق جانتے تھے وہ لوگ یزید کی پیروی میں یوم عاشورہ محرم کو یوم عید اور یوم جشن اور یوم خوشی قرار دیتے ہیں اور جو لوگ معتقد و پیرو علی و اولاد علی علیہ السلام کے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کو اپنا پیشوا جانتے ہیں وہ لوگ بروز عاشورہ محرم مصائب شہدا کربلا و مصائب اہل حرم کو یاد کرکے ماتم کرتے

ہیں سر و پر خاک اڑاتے ہیں سینہ و سر پیٹتے ہیں تا ادشیون کرتے ہیں اور قاتلان حسین سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں چنانچہ اسی غم میں جناب سید الساجدین چالیس سال کامل روے ہیں جسکے سبب آنکھوں میں حلقہ پڑ گئے تھے۔ خلافت نبویہ کے بعد چھ سو برس تک خلافت خاندان بنی امیہ و بنی عباس میں رہی اور انکے زمانہ میں بہ تقلید یزید یوم عاشور محرم یوم سعد و یوم عید و یوم جشن قرار پاتا رہا اور خلفاء وقت کی خوشامد کے سبب عالموں نے بھی یوم عاشور محرم کے فضائل بیان کرکے اس دن کو باعث سرور و باعث خوشی قرار دیا تھا۔ چنانچہ جناب غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یوم عاشور محرم کو یوم فرحت و سرور لکھا ہے اوسی تقلید پر میں جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب بھی کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۸۳ میں اس یوم عاشور کو یوم عید اور باعث خوشی قرار دیتے ہیں چنانچہ مولوی صاحب ممدوح کے کلمات مندرجہ اظہار الہدیٰ صفحہ ۸۳ سے بجنسہٖ ذیل میں نقل کرکے اوسکی توضیح کئے دیتا ہوں تاکہ ہر شخص مولوی صاحب موصوف کے ارادے اور اعتقاد سے آگاہ ہو جاوے۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ	توضیح یعنے مقصد دلی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا۔
جب مسلمان محرم کا چاند دیکھیں اس ماہ کو متبرک سمجھیں	اس ماہ محرم میں یزید نے خون حضرت عثمان کا بدلا امام حسین علیہ السلام سے لیا ہے اور یزید کو اس مہینہ میں

فتح نصیب ہوئی ہے اسلئے اس مہینہ کو متبرک سمجھنا چاہیئے اسواسطے کہ اسی مہینہ میں پنجتن پاک کا خاتمہ ہوا جسکے سبب سے یزید کو راحت قلبی حاصل ہوئی اور دشمنان یزید یعنے آل رسول کے بی بیوں اور ماں بہنوں کو اسی مہینہ میں ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی پھر اس سے زیادہ اور کونسا مہینہ مبارک ہوگا۔ کہ دشمنان یزید تہ تیغ ہوئے انکے حرم رسوا کیئے گئے۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ - عاشورہ کے دن روزہ رکھیں نوافل پڑھیں غسل کریں علماء سے ملیں محتاجوں کو فی سبیل اللہ صدقہ دیں اور باہم مسلمانوں سے ملیں -

توضیح - بروز عاشورہ غسل کرنیکی ہدایت اسواسطے کی ہے کہ اوس روز شہداء کربلا کو پانی میسر نہ تھا لہذا فتح یزید کی خوشی مین بلاضرورت بھی بروز عاشورہ غسل کرنا چاہیئے جیسا کہ بروز عید غسل کرتے ہین تاکہ یوم عاشورہ کا روز عید روز مسرت ہونا ظاہر ہو اور معتقدین حسین علیہ السلام کو معلوم ہو جاوے اونکے امام کو بروز عاشورہ ایک جام آب میسر نہ تھا کہ حلق اپنا تر کرتے مگر معتقدان یزید کو جسطرح بروز قتل حسین بکثرت پانی میسر تھا اوسی طرح اونکی تقلید مین اونکے متقلدون کو ابتک بمقدار پانی میسر ہے کہ بروز عاشورہ ایک مشک پانی سے بلاضرورت بھی غسل کرتے ہین - اور روزہ رکھنے کی ہدایت اسواسطے ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو بروز عاشورہ بھی روزہ میسر نہوا کیونکہ بعد ظہر و قبل از عصر آپ شہید ہو چکے تھے اور روزہ ختم ہوتا ہے شام کو آپ نے روزہ کی نیت کی تھی کیونکہ روزہ ہوتا ہے چار پہر کا نہ چوبیس پہر کا آپ پر تو تین روز سے آب و دانہ بند تھا اور جب تک ایک روزہ افطار نہو خواہ صرف پانی سے یا پانی و دانہ دونون سے کیونکہ نیت افطار روزہ مین رزق کی قید موجود ہے - اوسوقت تک دوسرا روزہ شروع نہین ہوتا - مگر معتقدان یزید کو جسطرح بروز قتل حسین اطمینان حاصل تھا اور فتح یزید کی نیت سے روزہ نذر رکھا تھا اوسکی تقلید مین روزہ رکھنا امر ضروری قرار دیا جاتا ہے تاکہ سنت یزید پورے طور پر ادا ہو جاوے - اور علماء دین سے ملنے کی اور آپسمین مسلمانون کے ملنے کی ہدایت سے یہ مطلب ہے کہ جب تک مسلمان عالمون سے نہین ملتے

باہم معانقہ نہین کرنے یوم عید کی فضیلت ظاہر نہین ہوتی چنانچہ بروز عید جو
مسلمان باہم معانقہ کرتے ہین اس معانقہ سے غرض ہے اظہار مسرت کہ خدا نے
ہمکو روز عید اس دنیا مین نصیب کیا کیونکہ یوم عید مسلمانون مین یوم سعد و
یوم برکت و یوم خوشی قرار پایا ہے لہذا اوس خوشی کے اظہار مین باہم ملا کرتے
ہین اور عاشور محرم کی برکت اور یوم عید اور یوم خوشی کے اظہار کی نیت
سے معانقہ باہمی کی مولویصاحب ہدایت فرماتے ہین- اور صدقہ دینے کی
ہدایت بھی اسی غرض سے ہے کہ بروز عید صدقہ دینا لوازمات عیدین سے
ہے- اور اس صدقہ دینے سے اہلبیت رسول کی محتاجی اور یزید پلید و متعلقانا
یزید کی دولتمندی سیر چشمی اور سخاوت فتح یزید کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے-
اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ- اور ان اعمال بد سے بچین مثل مرثیہ سننے
سینہ کوٹنے سر پیٹنے سر کھولنے بھس اوڑانے ماتم کرنے نذر حسین سبیل
رکھنے فاقہ سے مرنے پا برہنہ پھرنے زمین پر لیٹنے وغیرہ سے-

توضیح- چونکہ عاشور محرم فتح یزید کا دن ہونیکے سبب یوم خوشی و یوم
فرحت ہے دوستان یزید کے واسطے اسلیے مولویصاحب ممانعت فرماتے
ہین کہ اس خوشی کے دن مرثیہ سنا بیجا ہے کیونکہ مرثیہ کے معنی لغت مین لکھے
ہین- اوصاف مردے کے اسطرح بیان کرنا کہ سننے والونکو رحم آوے-
اور جو مرثیہ پڑھے جاتے ہین اونمین بھی شہداے کربلا کے وہ اوصاف درج
ہوتے ہین کہ جنکی سماعت سے دلون مین درد پیدا ہوتا ہے- چونکہ شہداے
کربلا بوجہہ انکار بیعت یزید شہید ہوئے اونکے اوصاف بیان کرکے لوگون کے
دلون مین درد پیدا کرنا داخل مخالفت یزید ہے کہ جسکی امامت اور خلافت
پیر اصحاب و تابعین نے اجماع کرکے قبول کیا تھا یہ بوجہ مولوی صاحب مرثیہ کی

جماعت سے ممانعت فرماتے ہیں تاکہ سامعین کا شمار مخالفان یزید و مخالفان صحابہ
و تابعین میں نہو جاوے۔ اور چونکہ یوم عاشورہ مولویصاحب کے نزدیک یوم فرحت
و سرور ہے تو پروز عید حالات غم و حالات رنج و غم کی جماعت سے خوشی مبدل
بغم ہوجاتی ہے اور یہ امر داخل بدعت ہے۔ اور سینہ کوبی اور سر پیٹنے اور
سر کھولنے اور عمل اور ماتم کرنے اور پا برہنہ چلنے اور زمین پہ لیٹنے
سے مولویصاحب ممدوح اسواسطے ممانعت فرماتے ہیں کہ ان افعال سے دشمنان
یزید کی تقلید ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہلحرم نے سر کے بال کھولدیے تھے سر وں پر
خاک اڑائی تھی غم حسین میں سینہ کوٹا تھا سر پیٹا تھا ماتم کیا تھا زمین پر
سوئے تھے اور جناب سید الساجدین پا برہنہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے
شام تک گئے تھے اور یہ لوگ خلیفہ یزید کے دشمن تھے پس دشمنان خلیفہ کی تقلید
کر کے سنت خلیفہ کا ترک کرنا داخل عمل بد ہے۔ اور نذر حسین سبیل رکھنے سے
اسواسطے ممانعت فرمائی ہے کہ حسین علیہ السلام دشمن یزید تھے اور یزید نے ان پر
پانی بند کیا تھا پس محبت حسین میں حسین کی تشنگی یاد کر کے سبیل رکھنا اور پانی
پلانا سنت خلیفہ یزید کی تکذیب کا باعث ہے اسلیے یہ عمل بد ہے۔ اور فاقہ
سے اسواسطے ممانعت فرماتے ہیں کہ حسین علیہ السلام بوجہ دشمنی یزید حالت فاقہ
میں فوج یزید کے ہاتھ سے ذبح ہوئے ہیں اور اہلبیت حسین کو بھی دشمنی یزید کے
سبب بعاوضہ مصائب حضرت عثمان نوبت فاقہ کی پہونچی تھی۔ پس بروز عاشورہ
فاقہ کرنا حسین علیہ السلام کی تقلید ہے اور خلیفہ یزید کے دشمن کی تقلید کرنا
سنت خلیفہ کے خلاف ہے اسلیے یہ فعل داخل عمل بد ہے۔

اسی عبارت اظہار الهدیٰ - کیونکہ یہ دن (یعنی عاشورہ محرم) قدیم سے برکت
والا ہے اکثر انبیا و اولیا کی اسی دن رنج و غم دور ہوئے ہیں اور فضل خدا سے

اونکو بڑے بڑے درجے ملے ہین چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا اسیدن قبول
ہوئی تھی اور حضرت موسی علیہ السلام نے اسیدن فرعون کے ظلم سے نجات پائی تھا
اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی اسیدن جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی۔
توضیح۔ اس عبارت سے میرے نزدیک صاف صاف یہہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا اصل مطلب یہہ ہے کہ جسطرح یوم عاشورہ
انبیاء اور اولیا کے رنج وغم دور ہوئے اسیطرح یوم عاشور محرم کو یزید کے بھی رنج
وغم دور ہوئے اور خاتمہ پنجتن سے اوسکو استحکام حکومت کا اطمینان ہوا۔
اور جسطرح انبیاء و اولیاء کو بروز عاشور محرم بڑے بڑے درجے فضل خدا سے
ملے اوسیطرح یزید کو بھی حسین علیہ السلام کے مقابلہ مین درجہ فضیلت بوجہ فتح حاصل ہوا
اور جسطرح آدم علیہ السلام کی دعا بروز عاشور قبول ہوئی اسیطرح یزید کی دعا بھی
قبول ہوئی اور یزید نے فتح پائی۔ بدینوجہ یہہ دن بڑا برکت والا ہے لہذا
اس دن خوشی کرنا چاہیے نہ رنج تاکہ خلیفہ یزید کی پیروی مین فرق نہ آوے اور
جسطرح بروز عاشور محرم یزید نے جشن اور خوشی کی اوسیطرح اوسکے مقلد بھی جشن
اور خوشی مین مصروف رہین۔
اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی
بطریق قدیم اسیدن درجہ مظلومیت اور شہادت کا حاصل کیا اوسکا سبب یہہ تھا
کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تمام مراتب اپنے محبوب پاک (یعنی جناب
محمد صلعم) کو عطا کیے تھے صرف مرتبہ شہادت کی کمی تھی وہ بھی حضرت حسین کی
شہادت کے سبب پوری کردی۔
توضیح۔ اسلام مین شہادت کا بڑا درجہ ہے لہذا اوس درجہ شہادت کو مولوی صاحب
ممدوح نے حسین علیہ السلام کی ذات سے علاحدہ کرکے اس رتبہ عظیم کو رسول اللہ

تنقیح نمبر شانزدہم

امام حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیوں لی اگر واقعہ شہادت نہم ہی کو ہوجاتا تو کیا حرج تھا

اس مہلت سے امام حسین علیہ السلام کی اصلی غرض ہدایت اور رہنمائی تھی جو تا قیامت امت محمدی کے استحکام ایمان کے واسطے ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اور اس مہلت لینے کے چند سبب جنکی تصریح ذیل مین کیجاتی ہے۔ اور ان سبھونکا جو نتیجہ ظاہر ہوا ہی نتیجہ امت کے واسطے ہدایت و رہنمائی ہے۔

اول۔ یہ کہ امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد کو طلب کرکے اوس سے کہا کہ اے بدبخت تو مجھ سے مقاتلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ مین کون ہون اور کسکا بیٹا ہون آیا خدا سے نہین ڈرتا اور قیامت پر اعتقاد نہین رکھتا میری طرف چلا آ سعادت ابدی تجھکو حاصل ہو اور عذاب آخرت سے تجھکو نجات ملے۔ عمر سعد نے امام علیہ السلام کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا اور کہا کہ مجھکو خوف ہے کہ ابن زیاد میرا گھر لوٹ لے میرے مزروعات کو چھین لے میرے عیال و اطفال کو تباہ و برباد کرے اس ہدایت سے امام علیہ السلام کی یہ غرض تھی کہ امت خبردار رہے کہ طمع دنیا کے سبب انسان اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے مگر ترک دنیا اختیار نہین کرتا۔ پس ایمانداروں کے واسطے یہ ایک عمدہ ہدایت ہے کہ جسکے یاد رکھنے سے ایماندار شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے اور اسکے بہکانے سے راہ راست کو نہین چھوڑتا جب حضرت نے دیکھا کہ میری نصیحت کا کوئی اثر عمر سعد پر نہین ہوتا تب آپنے فرمایا کہ اے عمر سعد اگر تو اس بات پر رضامند نہین ہوتا کہ میری اطاعت کرے

اور تو مجھے مزاحمت نکرتا کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن اور گوشہ نشینی اختیار کر کے
عام مسلمانونکے مانند اپنے زندگی بسر کرون۔ اور اگر ابن زیاد کو میرے وطن کی
سکونت ناگوار ہو تو مین یزید کے ممالک مقبوضہ کی سکونت ترک کر کے کسی دوسری
ملک مین چلا جاؤن اور اگر یہہ بھی منظور نہو تو مجھکو یزید کے پاس جانے دو
مین یزید سے فیصلہ کراؤنگا۔ چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ اے ابن زیاد
امام حسین علیہ السلام کی یہ استدعا یقیناً تیری خوشی کا باعث ہوگی۔ اور اگر
تو امام حسین علیہ السلام کی اس استدعا کو قبول کریگا تو امت محمدی کو نفع حاصل
ہوگا۔ ابن زیاد نے عمر سعد کو اس تحریر کے جواب مین لکھا کہ مین نے تجھکو واسطے
صلح کے نہین بھیجا ہے بلکہ اسواسطے بھیجا ہے کہ امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت
لے اگر بیعت سے انکار کرین تو مع انکے ہمراہیون کے انکو قتل کر۔ اگر تو
اس کام کے انجام مین پس و پیش کرتا ہے تو فوج کی سرداری شمر کے سپرد کردے۔
نہم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کے پاس شمر لیکر آیا۔ امام حسین علیہ السلام کی یہہ
نصیحت اور استدعا اس غرض سے تھی کہ خلق اللہ پر روشن ہوجاوے
کہ امام حسین علیہ السلام دعویدار سلطنت نہ تھے بلکہ گوشہ نشینی کے متمنی تھے لیکن
یزید نے اور ابن زیاد نے حسین علیہ السلام کو بوجہ دعوی سلطنت شہید نہین کیا
بلکہ بوجہ عداوت قتل حضرت عثمان شہید کیا اگر بوجہ دعوی سلطنت قتل کرتے تو
آب و دانہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ آب و دانہ کا بند کرنا عوض تھا اوسکا جو
حضرت عثمان پر مصریون نے پانی بند کیا تھا۔ دوسرے اس بات کا ظاہر کرنا منظور
تھا کہ عمر سعد کی خواہش تو ضرور تھی کہ باہم امام حسین علیہ السلام و ابن زیاد و یزید کے
صلح ہوجاوے اور خون حسین کا مواخذہ میری گردن پر نہو۔ مگر حکومت رے کی
طمع اوسکے ارادے کو پورا ہونے دیتی تھی۔ اور اس حال سے واقف ہوکر لوگ

عبرت پکڑین اور چند روزہ طمع دنیا کی امید پر دین کو برباد نکرین۔
پس شمر نے ابن زیاد کا نامہ نہم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کو دیا اور کہا کہ تو اگر ابن زیاد کے حکم پر عمل نہین کرتا تو حکومت فوج کی میرے سپرد کر۔ یہ سنکر عمر سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فرزند رسول کے قتل کی تیاری کرو۔ پس اشقیا کو نہ شام بعزم جدال جانب خیمہ امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے اوسوقت امام مظلوم پیش خیمہ سر بزانو بیٹھے تھے اور غنودگی طاری تھی۔ شمر نے قریب لشکر امام مظلوم پہونچکر آواز دی کہ جعفر و عباس و عثمان فرزندان جناب امیر کہان ہین پس جناب عباس معہ برادر خود قریب شمر آئے اور فرمایا کہ ہمسے کیا چاہتا ہے۔ شمر نے کہا کہ تمھاری والدہ میرے قبیلہ سے ہین اسواسطے مین تمکو امان دیتا ہون یہ سنکر جناب عباس و برادران حضرت عباس نے فرمایا کہ خدا تجھپر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہمکو امان دیتا ہے اور فرزند رسول خدا کو امان نہین دیتا۔ جب لشکر کا خروش زیادہ ہوا جناب زینب خاتون نے امام حسین علیہ السلام کو ہوشیار کیا اور امام مظلوم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ اے برادر تم جاؤ اور لشکر مخالف سے دریافت کرو کہ اس یورش سے تمھارا مطلب کیا ہے حضرت عباس نے مخالفین سے استفسار کیا مخالفین نے جواب دیا کہ ہمکو ہمارے امیر عبید اللہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ تم سے یزید کی بیعت لین۔ اگر بیعت سے انکار کرو تو تمکو پاس ابن زیاد کے لیچلین۔ اگر جانے سے انکار کرو تو تمسے جنگ کرین۔ جناب عباس نے فرمایا کہ صبر کرو مین تمھارا پیغام اپنے امام سے کہتا ہون۔ جناب عباس نے لشکر یزید کا پیغام امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کرو اور لڑائی کل پر موقوف رکھو۔ جب حضرت عباس نے لشکر یزید سے مہلت ایک شب کی طلب کی تو سرداران لشکر یزید نے

مہلت دینے سے انکار کیا اوسوقت لشکر یزید مین خروش بلند ہوا کہ اگر ہمسے کوئی
کافر مہلت مانگتا تو تم مہلت دیتے جگر گوشہ رسول تمسے ایک شب کی مہلت مانگتا ہے
اور تم انکار کرتے ہو - اوسوقت عمر سعد نے اپنی لشکر مین آواز دی کہ ہمنے ایک شب
کی مہلت حسین اور اصحاب حسین کو دی -

پس اس طلب مہلت کا سبب اول یہ تھا کہ خلق اللہ پر روشن ہوجاوے کہ
یزید پلید و قبیلہ بنی امیہ و طرفداران یزید کو امام حسین علیہ السلام اور آل رسول اولاد
علی کے ساتھ اسقدر عداوت تھی کہ قتل حسین مین عجلت کرتے تھے اور بقدر بیعت
ایک بہانہ تھا قتل حسین کا اور حضرت عباس و برادران حضرت عباس کے
امان دینے پر تو اشقیا راضی تھے مگر حسین علیہ السلام کے قتل مین عجلت کرتے تھے

۲ - دوسرا سبب اس مہلت کا یہہ تھا کہ آپکی شہادت کے واسطے یوم عاشور محرم
مخصوص تھا اور عاشورہ محرم کا دن ہمیشہ سے روز عید تھا بہر نوع بوجہ شہادت
امام حسین علیہ السلام روز مصیبت و روز غم قرار دیا گیا تھا کیونکہ اسدن دنیا سے
پنجتن پاک کا خاتمہ ہونیوالا تھا اور بجاے اس عید کے عشرہ ذیحجہ کا دن یوم عید
مقرر ہوا جسکی توضیح واقعات قربانی اسمعیل علیہ السلام مین کیجاویگی پس جبکہ یوم عاشور
مخصوص تھا واسطے شہادت کے تو نہم محرم کو اگر حسین علیہ السلام مہلت بھی نہ طلب
کرتے تو بھی اوس روز کسی قسم کا جدال و قتال نہوتا - مہلت طلب کرنا ایک سبب
ظاہری مین سے تھا اور اس سے غرض یہہ بھی کہ ارادہ اور شقاوت اشقیاء امت
کی ظاہر ہوتا کہ مسلمانونکی آیندہ نسلون مین یہہ واقعہ یادگار رہے کہ جسطرح اشقیائے
امت قتل حسین پر آمادہ و مستعد تھے اسیطرح ان اشقیاء کی اولاد اور انکے مقلد قاتل
حسین اور مجالس عزای حسین کی سدودی مین تا قیامت آمادہ و مستعد رہینگے - اور
جسطرح نصیحت امام حسین علیہ السلام کا اثر عمر سعد اور لشکر یزید پر نہ ہوا اسیطرح شیعان

حسین کی نصیحت کا اثر بھی اولاد بنی امیہ و مقلدان بنی امیہ پر دکہ جو نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً دشمن حسین و دشمن خاندان رسالت ہین) نہوگا۔

۳- اور تیسرا سبب اس طلب مہلت کا یہ تھا کہ اوسوقت تک امام حسن علیہ السلام کی وصیت کی تعمیل و تکمیل نہین ہوئی تھی اوسکی بجا آوری باقی تھی یعنے امام حسن علیہ السلام نے وصیت کی تھی دربارہ عقد جناب قاسم کے چنانچہ حصول مہلت کے بعد شب عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام نے حضرت قاسم کا عقد جناب فاطمہ کبریٰ کے ساتھ پڑھکر امام حسن علیہ السلام کی وصیت کی تعمیل کردی۔ اگر نہم محرم کو آپ شہید ہوجاتے تو وصیت امام حسن علیہ السلام کا بار آپ کے ذمہ باقی رہ جاتا۔ اور یہ امر شان امامت کے خلاف تھا۔ کیونکہ امام اس دنیا سے سبکدوش ہوکر سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

۴- چوتھا سبب یہ تھا کہ آپ کو اپنے فرزندون اور عزیزون اور رفیقونکو وداع کرنا تھا۔ اسلیے کہ فوج مخالف مین بائیس ہزار آدمی آمادہ قتل تھے اور آپ کے ساتھ صرف بہتر مرد تھے جنمین صرف چند آدمی جوان تھے باقی کم سن بچے اور ضعیف العمر لوگ تھے۔ یہ لوگ فوج مخالف کے مقابلہ مین کسیطرح فتحیاب نہین ہوسکتے تھے اور فوج مخالف کے لوگ صرف قتل حسین کے خواہان تھے نہ کسی عزیز یا انصار کے پس ایک اپنی جان کی حفاظت کے واسطے اسقدر بیگناہونکا قتل کرانا خلاف عدالت تھا اور عدالت کا قایم رکھنا امام وقت کے واسطے ایک امر لازمی ہے لہذا واسطے تکمیل عدالت و اظہار استقلال و اظہار صبر اور اظہار رضامندی از شہادت خود امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور محرم کو اپنے فرزندون اور عزیزون اور برادرون اور رفیقونکو ایک جا جمع کیا اور فرمایا کہ مین بہترین حمد و ثنا اپنے خدا کی بجالاتا ہون اور اوسکی حمد ہر سختی و نرمی و بلا پر کرتا ہون۔

یہہ انتہا سے فرمانبرداری تھی اور اسی فرمانبرداری کا عوض درگاہ باری تعالی
سے یہہ عطا ہوا کہ جو شخص محبت کرے حسین علیہ السلام سے اور اطاعت اور
فرمانبرداری کرے حسین علیہ السلام کی اور اگر اطاعت و فرمانبرداری کا وقت
باقی نہ رہا ہو تو اظہار اطاعت کرے اور دل و جان سے مستعد رہے اطاعت اور
فرمانبرداری پر اور منتظر وقت رہے ظہور قایم آل محمد صلعم کا وہ شخص بخاطر حسین یقیناً
نجات پاویگا اور کیسا ہی گنہگار ان کبیرہ و صغیرہ مین مبتلا ہو مگر بوجہ خون حسین
پروردگار عالم اپنی رحمت سے تمامی گناہ ان کو معفو فرما کر بخشیگا پس خون حسین
علیہ السلام و فرمانبرداری امام حسین علیہ السلام کا یہہ عوض مسبب امام حسین کو ملے گا اور
نزول رحمت الہی کا امت محمدی پر یہہ سبب ہوگا پیدا سبب امام حسین علیہ السلام
کی شہادت ہوئی اگر یہہ سبب نہوتا تو شہادت کا ہونا ایک فعل عبث تھا - اور جو
لوگ شہادت حسین علیہ السلام کو ذریعہ نجات نہین سمجھتے اونکے نزدیک واقعہ شہادت
ایک امر معمولی تھا - یہی سبب ہے کہ وہ لوگ یزید کے مومن ہونے کے قائل ہین اور
یزید کی خلافت کو حق سمجھتے ہین - پس رحمت الہی سے بلا کسی سبب خاص کے
کسیکا نجات پانا خلاف عدالت ہے - اور جب ایک واسطہ شہادت حسین
علیہ السلام کا قایم ہوگیا تو نزول رحمت کا سبب ظاہر ہوگیا جسکے سبب سے
عدالت مین بھی کوئی نقص پیدا نہین ہوتا اور رحمت الہی باعث نجات امت
عاصی بھی یقینی ہوگئی قابل اعتراض نہ رہی -

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین خداوندا مین تیری حمد کرتا ہون کہ تو نے مجھے
گرامی رکھا قران ہمکو تعلیم کیا - اپنا دین ہمین عطا کیا - ہمکو چشمہاے بینا
و گوشہاے شنوا و دلہاے با نور و ضیا عنایت فرماے - پس مجھے شکر کرنیوالون
مین شمار کرنا -

امت محمدی کے واسطے یہہ ایک ہدایت و رہنمائی ہے کہ ہر حالت مین صابر و شاکر رہین اور ایمان پر باستقلال قائم رہین۔ یہی ذکر مجالس عزا مین ہوتا ہے جو بدعت سیئہ اور زفریب بہ کفر بتلائی جاتی ہے۔
پس حمد الٰہی کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنے انصار کیجانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ مین اپنے اصحاب سے وفادار نیکوکار زیادہ کسی کے اصحاب کو نہین جانتا۔ اور اپنے اصحاب سے پاکیزہ تر و شایستہ تر و حق شناس اور کسیکے اصحاب کو پاتا ہون خدا تم لوگونکو جزائے خیر میری جانب سے عطا فرماوے۔ مجھپر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اسکو تم مشاہدہ کر رہے ہو۔ اب مین تمکو رخصت کرتا ہون اور اپنی بیعت تمھاری گردنون سے نکالے لیتا ہون۔ اور تمسے نصرت اور معاونت اور موافقت بھی نہین چاہتا ہون۔ اسلیے کہ تم اس گروہ بے شمار سے کہ جنکی کثرت بہت زیادہ ہے تاب مقاومت نہین لا سکتے۔ اسوقت اندھیری رات ہے جسطرف چاہو چلے جاؤ کہ ان اشقیا کو مجھ سے کام ہے جب مجھے پائینگے اور کسیکو طلب نکرینگے۔ ایسا صابر و شاکر اور ایسا مظلوم اور ایسا مستقل مزاج جیسا کہ امام حسین علیہ السلام تھے ابتداء پیدائش دنیا سے آجتک کوئی بشر پیدا نہین ہوا۔ کہ اپنے مرگ پر رضامند اور خوش تھے اور اپنے اصحاب کو رخصت کرتے تھے اور اپنی تنہائی اور اپنی مرگ کی مطلق پرواہ نہ تھی۔ نہ ایسے باوفا اور فرمانبردار رفقا پیدا ہوے کہ جیسے اصحاب حسین تھے۔
یہہ سنکر حضرت عباس مع برادران حق شناس اوٹھکر کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ قسم ہے خدائے پاک کی ہم آپسے ہرگز جدا نہونگے۔ خدا وہ دن ہمین نہ دکھائے کہ بعد آپ کے ہم زندہ رہین۔ ہم آپ کو نچھوڑینگے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنے سعادت جانتے ہین۔ پس امام حسین علیہ السلام اولاد مسلم بن عقیل کیجانب متوجہ ہوئے

اور فرمایا کہ شہادت مسلم تمھارے واسطے کافی ہے مین تمکو رخصت کرتا ہون جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ اون سعادت مندون نے جواب دیا کہ اے فرزند رسول خدا لوگ ہمین کیا کہینگے جبکہ آپ سے بزرگ و سردار و فرزند پیغمبر کی یاری و نصرت کو ترک کرکے جدا ہو جاوین۔ بخدا ہم آپ سے جدا ہونگے یہانتک کہ جہان آپ جائین ہم بھی وہان جائین اور اپنی جان آپ پر فدا کرکے اپنا حق ادا کرین اوس زندگی پر خدا کی لعنت ہے جو بعد آپ کے باقی رہے۔ اسکے بعد مسلم بن عوسجہ اوٹھے اور عرض کی کہ اگر ہم آپ کی نصرت سے دست بردار ہون تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کرین۔ بخدا ہم آپ سے جدا نہونگے یہانتک کہ اپنے نیزے دشمنونکے سینون پر لگائین اور جب تک قبضہ شمشیر ہمارے ہاتھ مین ہے آپکے مخالفونکی جانین نکال لینگے۔ اور اگر کوئی حربہ نہوگا جسکی وجہ سے دشمنون سے لڑین تو ہم پتھر اونپر مارینگے مگر آپکی نصرت سے دست بردار نہونگے۔ بخدا اگر ہمین معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے اور ہر مرتبہ جلاکے راکھ ہماری اوڑا دیجاویگی تب بھی ہم آپ سے جدا نہونگے۔ اسکے بعد زہیر بن قین اوٹھے اور کہا کہ سوگند بخدا مین راضی ہون کہ ہزار مرتبہ قتل ہون اور ہر بار زندہ کیا جاؤن اور پھر قتل ہون تو بھی ہزار جان سے آپ پر اور آپ کے اہلبیت پر قربان ہو جانے سے انکار نکرون۔

پس اگر ایک شب کی مہلت امام مظلوم نہ لیتے تو اونکے اصحاب کے یہ ارادے خلق اللہ پہ کیونکر ظاہر ہوتے جو قیامت تک کے واسطے غیرت اور وفاداری اور فرمانبرداری کا ایک نمونہ ہے۔ اور فرمانبرداری اسکو کہتے ہین کہ باوجود یقین ہوجانے اس بات کے کہ کل صبح ہم سب تہ تیغ ہو جاوینگے مگر رفاقت و اعانت حسین سے مونھ نہ موڑتے تھے اور باوجود اسکے کہ حسین علیہ السلام اونکو اونکی موت کی خبر دیتے تھے اور رخصت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ اپنی ہلاکت گوارا نکرو خدا

ملوجزا کیوڑے ہین مجھسے سائی ہون اور اپنی بیعت تمھاری گردنون سے اٹھا لیتا ہون مگر اصحاب حسین کی غیرت اور شجاعت اور وفاداری اس امر کو گوارا نکرتی تھی کہ حسین مظلوم کو تنہا زغنہ اشقیا مین چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاوین - راضی رہے خدا اصحاب حسین سے کہ جنھون نے تین روز کے بھوک اور پیاس کے مصائب برداشت کیے اور شدت گرما اور حرارت آفتاب مین بحالت تشنگی و گرسنگی دشمنان حسین سے لڑے اور جام شہادت نوش کیا مگر جام آب سے اس دنیا مین محروم رہے - اِن اصحاب حسین کا واقعہ البتہ قابل ثنا وصفت ہے اور مسلمانون کے واسطے تاقیامت باعث رہنمائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو مسلمان راہ خدا مین اس درجہ فرمانبرداری کرے وہی خاصان خدا اور برگزیدون مین شمار کیے جاتے ہین مگر افسوس ہے اون دشمنان آل رسول پر کہ جو شہادت حسین علیہ السلام کو ایک معمولی جنگ خیال کرتے ہین اور اون اصحاب رسول کو برگزیدہ اور خاصان خدا مین داخل کرتے ہین جو حالت اطمینان مین بوقت جنگ احد رسول اللہ کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے حالانکہ ان فرارون مین نہ کوئی بھوکا تھا نہ پیاسا - اور غزوۂ خندق مین عمرو بن عبد ودد کے مقابلہ کی کسیکو جرأت نہوئی - اور رسول خدا کی نافرمانی کی حالانکہ آب و دانہ سے سب سیراب تھے پس وہ اصحاب رسول خدا جو ہر جنگ مین رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر فرار ہوتے تھے اور بیعت رضوان کے معاہدہ کی بھی اونکو غیرت نہ تھی ایسے اصحاب فخر امت و پیشوا امت قرار دیے جاتے ہین - اور اصحاب حسین جو قابل افتخار اور لائق ثنا وصفت ہین اونکے ذکر سے ممانعت کیجاتی ہے سبحان اللہ تعالی اللہ کیا یار تھے سبط پیغمبر کے وہ عارف تھے وہ کامل تھے وہ مومن تھے وہ مسلم تھے

بری تھے حب دنیا سے

مثل کہ علی کے مجتبےٰ کے تھے نہ یار ایسے ہر ایک کے یار یار درمین موافق اور منافق

مگر سبط نبی کے ساتھ کیا کیا یار صادق تھے

پس تمامی عزیز و انصار نے اسطرح کلام کیا اور حضرت نے اونکو دعا خیر دی۔ اور فرمایا وسا انکا لیکہ تمنے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو ہمین نے اپنے اوپر قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ اور درجات رفیعہ نہین بخشا مگر اوس شخص کو جو اوسکی راہ مین متحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو۔ اور زلغ دنیا شیرین دنیا سے فانی بمقابلہ جہان باقی مثل اوس خواب کے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جاوے فائز و رستگار وہ شخص ہے جو آخرت مین فائز و رستگار ہے۔ اور شقی و بدبخت وہ ہے جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

۵۔ پانچوان سبب اس مہلت کا یہ تھا کہ آپ کی شہادت سے خاتمہ پنجتن ہونا تھا لہذا امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے آپ کو اپنے اصحاب کی غیرت اور رفاقت اور حمیت اور صبر اور استقلال اور شجاعت اور فرمانبرداری کا ظاہر کرنا منظور تھا تاکہ مومنین واقعات اصحاب حسین کو سنکر غیرت پکڑین اور مثل اصحاب حسین رفاقت اور فرمانبرداری اور صبر اور شکر اختیار کرین اور دنیائے فانی کیجانب رجوع ہون اور سب پر ظاہر ہو جاوے کہ اسلام اسکو کہتے ہین اور مسلمان ہونیکا مطلب یہی ہے جو رفقاء حسین نے کر کے دکھلا دیا جو لوگ مثل رفقاء حسین فرمانبرداری اور اطاعت اور صبر و شکر کو اختیار کرتے ہین اور طمع دنیا کیجانب راغب نہین ہوتے وہی اصلی مسلمان ہین۔ چنانچہ اصحاب حسین کی وفاداری کے ثبوت مین جناب زینب خاتون فرماتی تھین کہ شب عاشور کو نصف شب کے بعد مین خیمہ عباس مین گئی کہ دیکھون اسوقت حضرت عباس کس کام مین مشغول ہین۔ مین نے دیکھا کہ حضرت عباس دو زانو حلقہ برادران مین بیٹھے ہین اور فرماتے ہین

کہ اے برادران وفادار اگر اجازت دو تو مین تمسے کچھ کہون پس سبنے
باتفاق عرض کیا کہ جو ارشاد ہوگا بدل وجان تعمیل کرینگے - اور جو گمان
آپکا ہماری جانب ہے وہی کرینگے -
پس جناب عباس نے فرمایا کہ اے بھائیو تم دیکھتے ہو کہ فرزند رسول کس مصیبت
مین گرفتار ہے صبح آتش جنگ افروختہ ہوگی سب سے اول میدان جنگ مین
جو قدم بڑھاوے وہ بجز تم بنی ہاشم کے کوئی دوسرا نہو تا خلق خدا کو یہ بات
کے کہنے کا موقع نہ ملے کہ بنی ہاشم نے اپنی زندگی مین اپنے رفقا کو اول میدان
جنگ مین بھیجا کہ اس مصیبت کو جنگ وجدال کی بنی ہاشم سے دور کرین اور خود
بیٹھے رہے - اور رفقاء حسین نہایت مظلوم اور بیکس ہین - انصار حسین
سے اول تم بنی ہاشم اپنی اپنی جان فرزند رسول پر قربان کرنا - پس تمامی
بنی ہاشم نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے - روای کہتا ہے کہ تین شخصون نے
باہم مشورہ کیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہین امام حسین علیہ السلام کو میدان جنگ
مین واسطے لڑائی کے نجانے دینگے - ان تینؔ صاحبون مین سے ایک حضرت
عباس تھے دوسرے حضرت علی اکبر ہم شکل نبی تیسرے قاسم ابن حسن چنانچہ
روز عاشورہ یہہ تینون صاحب ایک دوسرے پر اپنی مرگ مین سبقت کرتے
تھے - اور ایک خیمہ مین انصار حسین جمع تھے اونکے درمیان حبیب ابن مظاہر نے
خطبہ پڑھا اور درود بھیجا جناب رسول خدا صلعم پر اور اونکی آل اطہار پر
اسکے بعد فرمایا کہ اے گروہ انصار ہم اور تم اس دنیا کو طلاق دیکر کسواسطے اس
صحرا کربلا مین آئے ہین خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے - اے رفقائے
حسین ہم سب یہان اسواسطے آئے ہین کہ فرزند فاطمہ کی اعانت کرین -
اے عزیزو تمھارا امام نرغہ اشقیا مین گھرا ہوا ہے - اور یہی ایک دم پچھتن

ایک مین باقی رہ گیا ہے۔ کل صبح میدان جنگ گرم ہوگا سب سے اول جو قدم میدان جنگ مین بڑھادے وہ بجز ہمارے اور تمھارے کوئی دوسرا نہو۔ اے عزیزو خیال رکھنا کہ تمسے پہلے میدان جنگ مین کسی بنی ہاشم کا قدم نہ بڑھے اور شربت شہادت نوش کرنے مین کوئی بنی ہاشم تمپر سبقت نہ لیجاوے۔ اور کسیکو اس بات کے کہنے کا موقع نہ ملے کہ اپنی زندگی مین انصار حسین نے سادات کو کہ جو بزرگان دین مین سے تھے اپنی زندگی کی امید پر میدان جنگ مین بھیجکر شہید کرایا۔ جب تک ہم اور تم زندہ ہین بنی فاطمہ کی حفاظت مین دریغ نکرین ہمارے شہادت کے بعد خاندان نبوت کا خدا حافظ و ناصر ہے۔ پس تمامی انصار نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے۔ اسکے خلاف کوئی نکریگا اور ہم سب فرزند فاطمہ کی نصرت کو تیار ہین۔

پس اصحاب حسین تو فرزند فاطمہ کے نصرت پر اس درجہ آمادہ و مستعد تھے کہ ایک دوسرے پر مرگ مین سبقت کرتا تھا اور اصحاب رسول خدا مین ایسے اصحاب بھی تھے کہ کہ خود فاطمہ زہرا کو رنجیدہ کرتے تھے اور اس درجہ رنجیدہ کیا کہ تا دم مرگ جناب سیدہ ان سے ہم کلام نہوئین اور وہی اصحاب پیشواے دین مانے جاتے ہین اصحاب حسین تو حفاظت حسین و نصرت حسین مین ارادہ کرتے تھے کہ جب تک ہم زندہ ہین حسین علیہ السلام کو میدان جنگ مین نجانے دینگے حالانکہ سب کو اپنی اور اپنے امام کی شہادت کا یقین تھا اور بروز عاشورہ جب تک کل اصحاب حسین شہید نہوگئے حسین علیہ السلام کو بذات خود جنگ کرنیکی نوبت نہ آئی اور ایک رفیق دوسرے رفیق کو قتل ہوتے دیکھتا تھا مگر بالکل مضطر نہوتا تھا اور اپنا قدم آگے بڑھاتا تھا اور شہید ہوتا تھا۔ لیکن رسول خدا صلعم کے مقابلہ مین جو کفار جنگ کرتے تھے تو باوجود اسکے کہ اصحاب رسول کو نہ صدمہ بھوک ہوتا تھا

نے صاف صاف بیان کی نہ اپنے قتل کا نقش اصحاب حسین یقین تھا پھر بھی باوجودیکہ
رضوان حفاظت رسول سے منحرف ہو کر رسول کو درمیان کفار چھوڑ کر فرار ہوچکا
تھے پس جو لوگ اپنے رسول کی حفاظت سے منحرف ہو کر راہ فرار اختیار کریں اور
اپنے رسول کو درغہ کفار مین چھوڑدین اور اپنی جان کا راہ خدا مین لالچ کرین
وہ کیونکر پیشوا دین قرار پا سکتے ہین پس ان فراریون نکے پیرو و معتقد اپنے پیشوایان
کے عیب فرار و نا فرمانی کے پوشیدہ کرنیکو مجلس عزاء حسین کے کرنے کو بدعت
بدعت سیئہ کہتے ہین اور منع کرتے ہین تا کہ مجالس عزا مین اصحاب حسین کی رفاقت
اور فرمانبرداری اور نصرت و شجاعت ظاہر ہونے سے انکے پیشوا ونکی فراری
اور نا فرمانی باعث ثبوت منافقت قرار نہ پا جاوے حالانکہ ان مجالس سے
امت محمدی کو یہہ نفع پہونچتا ہے۔ کہ جب واقعات رفاقت و فرمانبرداری اصحاب
حسین کو مسلمان سنتے ہین تو شرمندہ ہوتے ہین اور اپنی بے غیرتی پر افسوس
کرتے ہین جبکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی زغہ مین پھنسا ہوا اور
کسی بلا مین مبتلا دیکھتا ہے اور اوسکی اعانت سے گریز کرتا ہے تو واقعات
اصحاب حسین پر مسلمان کو غیرت دلاتے ہین کہ باہم مسلمانون کے یکلے بادیگرے
اعانت کرنا چاہیے جیسا کہ اصحاب حسین نے یکی بادیگرے اعانت کی اور ایک دوسرے
پر اپنے مرنے مین سبقت کرتا تھا۔ ایسکا نام اسلام ہے اور ایسکا نام اسلام
کی فرمانبرداری ہے۔ نہ یہہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ذلیل او رخوار
ہوتے ہوئے دیکھے اور خندہ زنی کرے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان
کی ذلت اور رسوائی کا خواہان ہو اور اوسکو باعث فخر سمجھے مجالس عزا کی
مسدودی کے یہہ سارے نتیجہ ہین کہ مسلمان روز بروز تک بے غیرتی اختیار کرتے
چلے جاتے ہین اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا عروج دیکھکر کینہ وحسد

کرتا ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مصیبت کے وقت اعانت نہین کرتا بلکہ فخریہ خندہ زنی کرتا ہے۔

۶۔ چھٹا سبب یہ تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو قاصد صغرا کا انتظار تھا۔ اور امام وقت کا انتظار عبث نہین ہوتا۔ اور قاصد صغرا عاشور محرم کو وارد کربلا ہوا پس ایک شب کی مہلت امام حسین علیہ السلام نے وجوہات مذکورہ بالا کا نتیجہ ظاہر ہونے کی غرض سے لی تھی نہ کسی دوسرے سبب سے۔

تنقیح نمبر ہفتدہم

ایک شب کی حیات باقیماندہ کیواسطے حالت تشنگی وگرسنگی مین قاسم ابن حسن کا عقد کیون کیا گیا

یہ عقد امام حسین علیہ السلام نے دنیا کی بے ثباتی اور راہ خدا مین فرما برداری کے ظاہر ہونے کی غرض سے کیا تھا۔ تاکہ امت محمدی پر ظاہر ہوجاوے کہ جسطرح انسان حیات یکصد سالہ مین بحالت اطمینان واسطے رضاے الٰہی کے کام دنیوی کرتا ہے۔ اسیطرح ایک شب کی حیات مین انسان کو دنیوی اون کامون کو کرلینا چاہیے جو ضروری ہین۔ کیونکہ مومن کے واسطے مدت صدسالہ ومدت یک شب بدرجہ مساوی ہے۔ جو کام سو برس تک انسان کرتا رہتا ہے وہی کام ایک شب مین کرسکتا ہے۔ اگر انسان کو معلوم ہوجاوے کہ کل کے روز مجھکو سفر آخرت کرنا پڑیگا تو اوسپر واجب ہے کہ اپنی موت سے مضطر وپریشان نہو بلکہ بکمال اطمینان اور شکر گذاری کے ساتھ امور ضروری کو انجام دے اور باطمینان اپنے خالق کی عبادت کرے اور بکمال استقلال کے ساتھ سفر آخرت کی تیاری کرے جیساکہ حسین علیہ السلام واصحاب حسین علیہ السلام نے کیا۔

پس عقد قاسم علیہ السلام کا سبب اول تو وصیت امام حسن علیہ السلام کی بجا آوری تھی دوسرے امام حسین علیہ السلام کا استقلال اور اطمینان اس عقد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو کسی قسم کا اضطراب و انتشار نہ تھا بلکہ جو کام کرنے کے تھے اور جنکا کرنا آپ کے اختیار مین تھا ان کامونکو کمال اطمینان کے ساتھ انجام فرماتے تھے اور اپنے مرنے سے خوش تھے۔ اسیکا نام ثابت قدمی اور رضاے آلہی کی فرمانبرداری ہے جو تا قیامت امت محمدی کے واسطے ایک ہدایت و رہنمائی ہے۔

تنقیح نمبر ہیجدہم[۱۸]

بروز شہادت حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیون بلند کی

اسکے چند سبب ہین جو ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

۱- امام وقت کا یہ خاص کام ہے کہ وہ بآواز بلند سب کو مطلع کردے اور بتلادے کہ مین کون ہون تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس عذر کا موقع باقی نرہے کہ ہمنے فرزند رسول کو پہچانا نہ تھا دھوکے مین قتل کیا یا دھوکے مین مخالفت کی۔

۲- یاکسی کو اس عذر کی گنجایش نہو کہ ہمسے فرزند رسول نے اعانت نچاہی اگر طالب اعانت ہوتے تو ہم ضرور اعانت کرتے ہمنے یہ سمجھا تھا کہ حسین علیہ السلام کو اعانت کی ضرورت نہین ہی یا کسیوجہ جائز سے آپ اعانت کے طالب نہین۔

۳- اس استغاثہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ لشکر یزید مین بجز حضرت حر و فرزند حضرت حر و برادر حضرت حر و غلام حضرت حر کوئی پانچوان شخص ایماندار مومن نہ تھا کہ لشکر یزید سے علیٰحدہ ہوکر فرزند رسول کی نصرت کرتا سب دنیا طلب اور ظاہری مسلمان تھے اور قرآن مجید کے وہ لوگ حافظ تو تھے مگر عامل نہ تھے یہی سبب ہے کہ شیعون مین حافظ کم ہوتے ہین اونکا قول ہے کہ عمل کرنا چاہیے

اور جسقدر عمر حفظ قرآن مین صرف کیجاوے وہ عمر مطالب قرآن کے سمجھنے مین صرف
کرنا ضروری ہے تاکہ حافظان اہل سنت کے مانند جاہل نرہجاوین کیونکہ قاتلان
شہدائے کربلا مین اکثر حافظ قرآن تھے پس حضرت حر و فرزند حر و برادر حضرت
حر و غلام حضرت حر صداے استغاثہ امام سنکر کانپ گئے اور اس دنیاء بیوفا
پر لعنت کر کے فوج یزید سے علیحدہ ہوے اور نصرت امام پر تیار ہو کر فوج
حسینی مین شریک ہوئے اور شربت شہادت نوش فرماکر بہشت برین کو اپنا
مسکن بنایا اور دنیا مین ایسی ایمانداری اور جوانمردی اور رفاقت اور وفاداری
کا جھنڈا اگاڑ گئے جو تا قیامت قایم رہیگا اور ایمانداروں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ
رہیگا خدا اونسے ہمیشہ راضی رہے۔
۴۔ امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دنیا پر اس بات کا ظاہر کر دینا منظور تھا
کہ جسطرح لشکر یزید نے طمع دنیا مین پھنسکر میری اعانت سے کنارہ کشی کی اور میرے
قتل پر آمادہ ہین اور دعوی اسلام بھی کرتے جاتے ہین اسیطرح تا قیامت مسلمانون
مین ایسی ہی بے رحم و سنگدل ظاہر ہوتے رہینگے جو مثل فوج یزید اپنے مسلمان ہونیکا
دعوی تو کرینگے کہ اصل مسلمان ہم ہین اور جسطرح یزید و فوج یزید و ہم قوم یزید
و مددگاران یزید و شرکار یزید نے مسجدین بنائین ملک فتح کیے اسلام کو شایع کیا
اسیطرح ہم بھی کرتے ہین۔ مگر اولاد حسین و اقربا حسین و محبان حسین و معتقدان
حسین کے قتل و غارت گری و ایذا رسانی و رنج دہی و بربادی کو باعث فخر
سمجھینگے اور مجالس عزا حسین کو بدعت سیئہ کہینگے العیاذ باللہ ترا ننا و قریب بہ کفر
بتلا ئینگے فضائل حسین و مصائب حسین کو مجلس عام مین بیان کرنے سے منع
کرینگے اور اس مخالفت مین کوئی درجہ جبر و ظلم کا اوٹھا نہ رکھینگے جیساکہ یزید
و فوج یزید و مددگاران یزید و شرکار یزید و ہم قوم یزید نے خاندان رسالت

کی ہتک حرمت اور حسین علیہ السلام کے قتل و ایذا رسانی و خاندان رسالت
کی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اسیطرح یادگاران یزید بعد حسین
اولاد حسین واقربا حسین ومحبان حسین معتقدان حسین و یادگاران حسین کی ہتک
حرمت وایذا دہی و بربادی وقتل مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھینگے۔ اور جسطرح
یزید و فوج یزید نے حسین علیہ السلام کو شہید کرکے اور خاندان نبوت کو تباہ و
برباد کرکے اپنے مسلمان ہونے اور حافظ قران ہونے اور عالم شریعت ہونے
اور پابند شریعت و پابند صوم وصلواۃ ہونیکا دعویٰ کیا اسیطرح یادگاران
یزید بھی اولاد حسین واقربا حسین ومحبان حسین ومعتقدان حسین و یادگاران حسین
کو ایذا بھی پہونچاوینگے اور قتل بھی کرینگے اونکے خاندانوں کو برباد بھی کرینگے اور
الزام لگاوینگے تبرا کرنیکا اور اسپر بھی مثل فوج یزید اپنے کو اصلی مسلمان پابند
شریعت پابند صوم وصلواۃ اور حافظ قران بھی بتلاوینگے اور خدا سے اور رسول
خدا سے بالکل شرم نکرینگے اور غیرت اسلام کو فراموش کردینگے۔ پس محبت حسین
اور دوستی حسین اور اطاعت حسین اور شیعہ حسین ہونے کا وہی شخص دعویٰ
کرسکتا ہے جو حسین کے سبب اس دنیا کے مصائب برداشت کرے اور صابر و
شاکر رہے۔ جو لوگ تھوڑی سی طمع پر اپنے استقلال کو چھوڑ دیتے ہین اور
بلاضرورت محض ایک ذلیل سی ملازمت کے واسطے تقیہ کا بہانہ کرکے مذہب
کی تبدیلی پر آمادہ ہوجاتے ہین اور تبدیل مذہب کر دیتے ہین اور تقیہ کی
حالت اس درجہ بڑھاتے ہین کہ اولاد اونکی گمراہ ہوکر فرقہ نواصب مین شامل
ہوجاتی ہے وہ لوگ نہ محبان حسین قرار پاسکتے ہین نہ وہ لوگ گروہ شیعان حسین
مین شمار ہوسکتے ہین۔ نہ شہادت حسین اونکی نجات کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔

۵۔ اس صدا سے استغاثہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جن لوگون نے

صداے استغاثہ سنی اور دانستہ اپنے امام کی مدد نہ کی اونکی توبہ اور استغفار بھی قابل قبول نہ ہی کیونکہ ایسے دشمنان خدا کی توبہ اور استغفار اگر قابل قبول قرار پاوے تو شیطان بھی توبہ کرنیکا مستحق قرار پاویگا اور اوسکی توبہ بھی قابل قبول سمجھی جاویگی۔

پس امام حسین علیہ السلام کی صداے استغاثہ مضطربانہ نتھی بلکہ بغرض اختتام حجت تھی تاکہ خلق اللہ دشمنان آل رسول کی صحبت سے گمراہ نہو جاوے۔

تنقیح نمبر نوزدہم

اگر مضطرب نہ تھے تو امام حسین علیہ السلام طفل شش ماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تھے

یہ فعل امام حسین علیہ السلام کا مضطربانہ اور خوف جان کے سبب سے نہ تھا۔ بلکہ دشمنان آل رسول کی شقاوت قلبی اور دلی دشمنی کے ظاہر کرنے کو تھا۔ کیونکہ اوس زمانہ کے علمار و فقہا و اصحاب و تابعین و مسلمین انکار بیعت یزید کا گناہ ذمہ امام حسین علیہ السلام عاید کرتے تھے جنکے ثبوت مین ابوشکور سلمی و حجت الاسلام امام غزالی و ابن حجر مکی و صاحب شرح فقہ اکبر کے اقوال تنقیح نمبر پنجم مین نقل کئے گئے ہین اور یہہ لوگ فرقہ سنت الجماعت کے معتبرین علمار مین سے ہین۔ پس امام حسین علیہ السلام نے اپنے طفل شش ماہہ کو لشکر اعدا کے سامنے دکھلا کر فرمایا کہ اے قوم اگر تمھارے زعم ناقص مین مین گنہگار ہون تو اس طفل صغیر شش ماہہ نے تو تمھارا کوئی گناہ نہین کیا اسکو تو پانی پلادو کہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہے مگر اون ظالمون نے اوس طفل صغیر پر بھی رحم نہین کیا اور نشانہ تیر ستم کر دیا۔ اس فعل سے امام حسین علیہ السلام کے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام

ساتھ کسی گناہ کے سبب یزید اور شرکاء یزید و قوم یزید و طرفداران یزید واسطے
قتل کے آمادہ نہین ہوئے تھے بلکہ اون لوگون کو خاندان رسالت کے ساتھ
دلی بغض تھا چنانچہ راوی کہتا ہے کہ بروز عاشور محرم مین نے دیکھا کہ جسوقت
حسین علیہ السلام کو دشمنون نے خانہ زین سے زمین گرم پر گرایا تھا سارا بدن
امام مظلوم کا زخمون سے چور چور تھا اور صحرای کربلا کی ریگ گرم پر اون بے شمار
زخمون مین آپ لوٹ رہے تھے ۔ اور اشقیا اوس حالت مین بھی آپ پر نیزہ
و شمشیر کے وار لگا رہے تھے کہ دفعتاً خیمہ امام کا پردہ اوٹھا اور ایک طفل صغیر چار سالہ
عبد اللہ بن حسن جانب قتل گاہ دوڑتا ہوا کمال اضطراب و انتشار کے ساتھ چلا جاتا
تھا اور اوسکے عقب مین جناب زینب خاتون خیمہ سے باہر آئین اور چاہتی تھین
کہ اوس طفل صغیر کو پکڑ ین مگر اوس طفل کو صبر و قرار نہ تھا اور کہتا تھا کہ واللہ مین اپنے
عموئے نامدار کی مفارقت گوارا نکرونگا تا آنکہ وہ طفل امام مظلوم کے قریب پہونچا
اور عرض کی کہ اے عم بزرگوار ہم اطفال اور بی بیان آپ سے پانی کے طلبگار
نہونگے آپ خیمہ مین تشریف لیچلین آپ کے جسم اقدس کو کثرت جراحت کے سبب
اس ریگ گرم پر اذیت ہوتی ہے ناگاہ ابن کعب نے ایک ضرب تلوار کی امام
حسین علیہ السلام پر لگائی اوس بچے نے کہا کہ اے ملعون تو چاہتا ہے کہ میرے
عموے بزرگوار کو قتل کرے اور اوسکی تلوار کا وار اپنے دست راست پر روکا
کہ ہاتھ اوس بچے کا شانہ سے قلم ہوگیا ۔ امام مظلوم نے اوس طفل کو زیر بغل لے لیا
اور فرمایا کہ اے فرزند برادر صبر کر اور پروردگار عالم سے اسکی جزا طلب کر پس
حرملہ نے ایک تیر اس طفل کو مارا اور عبد اللہ بن حسن آغوش حسین علیہ السلام مین
شہید ہوئے ۔ جناب زینب خاتون اس حال کے مشاہدہ سے بکمال اضطراب
گریہ و زاری کرتی تھین اور فرماتی تھین کہ اے فرزند کاش مین مردہ ہوتی اور

مجھکو اس حال سے نہ دیکھتی۔
پس امام حسین علیہ السلام اشقیاء امت کے جبر او ظلم اور دشمنی کے ظاہر کرنیکو طفل صغیر کو پیش اعدا لائے تھے تاکہ آیندہ زمانہ مین قاتلان حسین و دشمنان آل رسول کے اولاد اور طرفداروں اور معتقدونکے مقابلہ مین محبان آل رسول نبوت کے واسطے اس واقعہ کو ذکر کرینگے جسکو سنکر ایمانداروںکو دشمنان آل رسول کے ساتھ نفرت پیدا ہوگی اور مخالفان آل رسول کے دھوکون سے اونکے ایمان مین خلل واقع نہوگا۔ امام حسین علیہ السلام کو نہ اضطراب تھا نہ خوف جان تھا جو کچھ آپ نے کیا امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے کیا تاکہ مومنین کے ایمانون مین خلل واقع نہو اور ثابت قدم اس دنیا سے فوت ہون۔
چنانچہ اسکی شہادت مخالفان اسلام کے اقوال سے بھی ہوتی ہے۔ ایک عیسائی مورخ مسٹر کارن نامی یوروپین نے تاریخ چین مین لکھا ہے کہ رستم اور اسفندیار وغیرہ پہلوانان کا شجاع بےمثال تسلیم کرنا تاریخ عالم سے ناواقفیت کا باعث ہے جو لوگ علم تاریخ سے ناواقف ہین وہ ان لوگونکی شجاعت کا اقرار کرتے ہین۔ اگر بنی آدم مین کوئی مرد شجاع اور بہادر پیدا ہوا ہے تو وہ حسین ابن علی ہے جسکا مثل شجاعت اور جوانمردی اور بہادری مین کوئی دوسرا پیدا نہین ہوا۔ یہہ قول بہت مشہور ہے کہ ایک کے مقابلہ مین دو بھاری ہوتے ہین۔ مگر حسین کو کئی قسم کے دشمنونکا مقابلہ تھا۔ اول تین روز کی تشنگی و گرسنگی سے دشمن کا مقابلہ جو انسان کے واسطے سخت ترین دشمن ہے۔ دوسرے مئی و جون کا مہینا آفتاب کی حرارت شدید باد سموم کی شدت جلنے شرارے نکلتے تھے عرب کی گرم ریت ایک جان کے مقابلہ مین دشمنونکی فوج کثیر جو سب کے سب لہو کے پیاسے تھے پس ایسے دشمنون کے مقابلہ مین جو شخص مستقل و ثابت قدم رہے اور ذات

باری تعالی پر توکل کر کے مقابلہ اپنے دشمنون سے کرے وہی شجاع ترین عالم ہے اور ایسا شخص بجز حسین ابن علی کے دوسرا پیدا نہین ہوا۔ افسوس ہی کہ جس حسین کی شجاعت اور صبر و استقلال کا عیسائی بھی اقرار کرین اوسکے صبر و قناعت اور شجاعت کے تذکرہ کو وہ لوگ بدعت سیئہ بتلاوین کہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہین وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

تنقیح نمبر بستم

کیا مجالس عزا حسین مین قید اہلحرم و مصائب اہلحرم کے ذکر سے حسب قول اہل سنت خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہی یا بقول فرقہ شیعہ یہ ذکر باعث ثنا ہے

ایک عالم اہل سنت کتاب اسرار الہدی مین مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرماتے ہین۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہلبیت سے خالی ہو۔ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان انیس و دبیر کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز کسی امیر کی خدمت مین گئے اور عرض کی کہ ایک نئی بندش کا مرثیہ کہکر لایا ہون۔ امیر نے کہا کہ آپکی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہی مرثیہ خوان نے کچھ جواب نہ دیا پھر ہمشیرہ کا مزاج پوچھا مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کی مزاج پرسی کی امیر مرثیہ خوان صاحب بہت غصہ ہوئے۔ امیر نے کہا کہ آپ تو صرف ہمشیرہ و دختر و والدہ ہی کا نام سنکر از خود رفتہ ہو گئے حالانکہ مین نے اونکا نام تک نہین لیا لیکن جب آپ لوگ سر منبر بیٹھکر اہلبیت رسول اللہ کے اسماے مبارک لیکر توہین کرتے ہو اوسوقت روح پر فتوح رسالتماب کسقدر تمسے بیزار ہوتی ہو گی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت

رسول اللہ کی توہین کرے۔
الغرض اہل سنت کو ہین نے اس قسم کے اعتراض کرتے دیکھا لہذا مجکو اس امر کی توضیح کی ضرورت ہوئی کہ مجلس عام مین اہلحرم کے نام لینے اور اونکے مصائب بیان کرنے سے توہین ہوتی ہے یا یہہ ذکر باعث رہنمائی ہے۔
یہ اعتراض وہی لوگ کرتے ہین جو معتقد اور پیرو ہین دشمنان آل رسول کے۔ دورہ چونکے باپ دادا یا پیشوا زمانہ جاہلیت مین دختر کشی کو باعث غیرت وجوانمردی جانتے تھے اور کہتے تھے کہ دختر کو منسوب کرکے شخص غیر کو داماد بنانا کمال شرم اور بڑے غیرت کی بات ہے اور اس جہالت کے خیال بیہودہ کے سبب کمال بے دردی اور بیرحمی کے ساتھ اپنے پارہ جگر کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتے تھے۔ مگر اپنے مخالفونکی عفت وعصمت کی بربادی مین مطلق حیا وشرم نہ کرتے تھے اوسی جاہلیت وجفاکاری کا اثر جن لوگونکے دلون مین اپنے باپ دادون یا اپنے پیشواون کی تقلید کے باعث ابتک ہے۔ اس ذکر کو باعث توہین قرار دیتے ہین۔ اور اس ذکر کو باعث توہین تبلانے سے مطلب دشمنان آل رسول کا ایا نداروںکو دہوکا دینا ہے۔ کم علم اور جاہل آدمی کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ اگر تمھاری دختر یا ہمشیر یا والدہ کا نام مجلس عام مین لیا جاوے اور اونکے مصائب عامہ خلائق کے روبرو ذکر کیے جاوین تو تمکو کسقدر ناگوار ہوگا۔ رسولخدا کی بہو بیٹیون کے نام لیکر مجلس عام مین جو اونکے مصائب بیان کیے جاتے ہین کیا یہہ امر باعث شرم وحیا نہین ہے اور اس اعتراض سے دشمنان آل رسول کا مطلب یہہ ہے کہ جسطور سے ممکن ہو واقعات شہادت ومصائب اہلحرم کا ذکر مسدود ہوجاوے۔ کیونکہ ان تذکرون سے اونکے باپ دادون اور پیشواون کی جفاکاری بے دینی دنیا طلبی کا اظہار ہوتا ہے جسکی سماعت سے عامہ خلائق کو نفرت پیدا ہوتی ہے

اور دشمنان آل رسول کی اولاد اور اونکے معتقدین جو اسوقت اس دنیا مین موجود
ہین اپنے باپ دادون اور پیشواؤنکی سفاکی اور جفاکاری اور بے دینی اور دنیا طلبی کا
حال منکر شرمندہ ہوتے ہین اور غور کرتے ہین کہ ہمارے باپ دادون اور پیشواؤ
سے نفرت کرنیوالے دن بدن ترقی پر ہین کسی حیلہ یا بہانہ سے ان تذکرون کو موقوف
کرانا چاہیے تاکہ ہمارے باپ دادون اور پیشواؤنکی سفاکیان اور جفاکاریان اور
اور بے دینی و دنیا طلبی کے واقعات لوگون کو فراموش ہوجاوین۔ چونکہ سرسری
نگاہ ون مین یہ اعتراض ناواقفونکے دلون مین شکوک پیدا کرتے ہین۔ لہذا مین
اصلیت اسکی ظاہر کرتا ہون تاکہ ہر شخص واقف ہوجائے۔
امام حسین علیہ السلام کی شہادت امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے ہوئی تھی
نہ کسی ذاتی غرض کے واسطے۔ اور خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی مین جو ذلت اور
مصیبت پیش آتی ہے وہ باعث فخر ہوتی ہے نہ باعث توہین۔ اگر ذکر مصائب
اہلبیت باعث توہین ہوتے تو اہل سنت کے نامی گرامی عالم اس ذکر کو اپنی
کتابون مین لکھکر شائع نکرتے۔ ذی علم لوگ تو کل واقعات کتابون مین پڑھ
لیتے ہین۔ لیکن مجلس عام مین اون کتابون سے یہ ذکر بیان نہ کیے جاوین تو کم
علم اور جاہل ان واقعات سے بے خبر رہین اور دشمنان آل رسول کے ساتھ
مخلوط ہوکر نجات سے محروم ہوجاوین۔ تعجب ہے کہ اہل سنت مجلس عام مین
اہلبیت کا نام لینا تو داخل توہین تبلاتے ہین۔ لیکن حضرت عائشہ زوجہ رسولخدا کا
نام لینے اور لکھنے مین بالکل شرم نہین کرتے۔ ہر جاہل اور عالم مجمع عام مین مجلس
وعظ مین باواز بلند فخریہ کہتا ہے کہ حضرت عائشہ زوجہ محبوبہ رسولخدا۔ اور لفظ
محبوبہ کے کہنے سے مطلق شرم نہین کرتے۔ تمام احادیث اور روایات کا راوی
جابجا حضرت عائشہ کو لکھا ہے۔ اور کل علماء اہل سنت مجلس علم مین باواز بلند

وقت وعظ کہا کرتے ہین کہ یہ حدیث حضرت عائشہ کی زبانی سُنی گئی - اور مجالس
میلاد وغیرہ کے جلسہ عام مین حضرت عائشہ کی فضیلت مین بیان کرتے ہین کہ
رسول اللہ کے کاندھے پر حضرت عائشہ نے اپنی ٹھوڑی رکھکر تماشہ ناچ کا دیکھا
ایسا ذکر مشکوۃ صفحہ ۵۰۵ مین ہے - اور قصہ افک کو جو شرم اور غیرت کی بات
ہے بطور وعظ مجالس میلاد کے مجمع عام مین فخریہ بیان کیا جاتا ہے اور کتابون
مین لکھا جاتا ہے مطلق شرم نہین کرتے حضرت عائشہ نے ایک لشکر جرار لیکر
حضرت علی کے ساتھ جنگ کی کیا ان واقعات سے اور حضرت عائشہ زوجہ
رسولخدا کا مجمع عام مین نام لینے سے توہین نہین ہوتی - اگر اس مقام پر صاحب
اسرار الہدی سے کہا جاوے کہ کیون جناب اگر مثل حضرت عائشہ آپ کی زوجہ
یا ہمشیر یا دختر یا مادر کا نام مجمع عام مین لیا جاوے اور کلمات محبوبیت و عشقیہ
بیان کیے جاوین اور مثل قصہ افک کوئی تہمت لگائی جاے تو آپ کو غیرت
آویگی یا نہین دیکھین حضرت کیا جواب دیتے ہین -
مجالس عام مین الیحرم کے واقعات مصیبت اس غرض سے ظاہر کیے جاتے
ہین تاکہ ایماندار و نیز ظاہر ہوجاوے کہ اشقیاء امت نے خاندان نبوت پر
اس درجہ ظلم کیے اور ان سخت ظلمون پر خاصان خدا نے ہماری ہدایت
و رہنمائی کے واسطے صبر کیا اور سارے مصائب گوارا کیے مگر ہماری ہدایت
و رہنمائی سے غافل نہوے - پس ان تذکرون کے سُننے سے سامعین کے
دلون مین ان اصحاب اور تابعین اور مسلمین کی جانب سے نفرت پیدا ہوتی
ہے کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا - اور فرزند رسول مثل گوسفند ان قربانی
ذبح ہوگیا اور وہ سب دیکھتے رہے اور کسینے مدد نہ کی - رسولخدا صلعم کی بہو
بیٹیان بے مقنعہ و چادر بلوا ے عام مین پھرائی گئین اور کسی مسلمان نے اعانت

نکی۔ کیا اس زمانہ مین جو اصحاب رسول اور تابعین اور مسلمین موجود تھے اونمین سے کسیکو بھی غیرت اسلام نہ تھی کہ حرم رسول کی اعانت کرتے اور اونکو بلوائے عام کی رسوائی سے بچاتے۔

اگرچہ شیعون کا قول ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ نے زہر سے شہید کرایا مگر اس بات کا تو اہل سنت بھی اقرار کرتے ہین کہ زمانہ خلافت امیر معاویہ مین یزید نے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کرایا جسکا ذکر شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے سر الشہادتین مین بھی لکھا ہے۔ جبکہ تیرہ سو برس سے یہ واقعہ کتابون مین درج ہوتا چلا آتا ہے تو کیا اس واقعہ سے امیر معاویہ اور اصحاب رسول اور تابعین اور دیگر مسلمین کو آگاہی نہوئی ہوگی یہ امر بالکل خلاف قیاس ہے۔ اور امام حسن علیہ السلام کو جب یزید نے زہر سے شہید کرایا اور مروان عامل امیر معاویہ نے نعش امام حسن کو روضہ رسول خدا مین دفن نہونے دیا اور اس حال پر امیر معاویہ نے اوسی یزید قاتل حسین کو اپنا ولیعہد بنایا اور اصحاب و تابعین سے اوسکی بیعت لی تو اس سے یہ امر محتاج ثبوت نرہا کہ یزید کی اس حرکت سے کہ اوسنے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور مروان کی اس حرکت سے کہ اوسنے امام حسن علیہ السلام کو روضہ رسولخدا مین دفن نہونے دیا اور فساد عظیم برپا کیا امیر معاویہ رضامند تھے۔ اور اونکی رضامندی کا ثبوت اون واقعات سے بھی ہوتا ہے جو تنقیح نمبر ششم مین ذکر کئے گئے ہین کہ امیر معاویہ وفات امام حسن علیہ السلام سے خوش ہوے اور کہا کہ ایک چنگاری تھی وہ خاموش ہوگئی۔ اگر امیر معاویہ یزید و مروان کی حرکات مذکورہ سے ناخوش ہوتے تو مروان کو حکومت سے معزول کرتے اور یزید کی خلافت پر مسلمانون سے بیعت نہ لیتے نہ یزید کو خلافت سپرد کرتے پس یزید کے فعل قتل

امام حسن علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے اور اس فعل بد کے ظاہر ہونے پر اسکو
خلیفہ بنانے اور اوسکے واسطے بیعت لینے سے امیر معاویہ مواخذہ قتل امام حسن علیہ السلام
مین شریک یزید سمجھے جاوینگے اور جب قتل امام حسن علیہ السلام کا مواخذہ بشرکت
یزید امیر معاویہ کے ذمہ عاید ہوا تو قتل امام حسین علیہ السلام و دیگر شہداء کربلا کے
خون کا مواخذہ بھی امیر معاویہ کے ذمہ عاید ہوگا اسوجہ سے کہ اگر امیر معاویہ
قاتل امام حسن علیہ السلام کو کہ جسکی دشمنی خاندان رسالت کے ساتھ بوجہ قتل امام حسن
علیہ السلام ظاہر ہوگئی تھی خلافت کو سپرد نکرتا تو امام حسین علیہ السلام شہید نہوتے
اور جو لوگ خلافت امیر معاویہ کو حق جانتے ہین اور جنھون نے اطاعت اور
پیروی کی امیر معاویہ کی امور دینی مین اور اونکے رضی اللہ عنہ ہونے کے اتبک
قائل ہین اور جن لوگون نے اجماع کیا خلافت یزید پر وہ سب اور اونکے مقلد
حسنین علیہم السلام کے خون کے مواخذہ مین بروز قیامت گرفتار عذاب ہونگے
کیونکہ پیشوا قوم کے ظلم اور بدینی کا مواخذہ اوسکے کل مقلدین کے ذمہ رہتا ہے
جب تک اوسکے مقلد اوسکی تقلید سے علیحدہ ہو کر اوسکے ساتھ اظہار نفرت نکرین
اس مقام پر ایک دشمن آل رسول نے جو عالم و فاضل تھا مجھسے بیان کیا کہ امیر
معاویہ کو اسبات کا علم نہ تھا کہ امام حسن علیہ السلام کو یزید نے زہر دلوا کر شہید کیا
اگر معلوم ہوتا تو کبھی یزید کو خلافت نہ سپرد کرتے نہ یزید کے واسطے بیعت لیتے
لہذا ایسے دشمنان آل رسول کے دھوکون سے بچنے کے لیے روضۃ الشہدا مصنفہ
ملا حسین واعظ کاشفی کے صفحہ ۱۰۰ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتا ہون یہ
ملا حسین واعظ مذہب اہل سنت کے ایک معتبر اور مشہور عالم ہین۔ جنکی
تفسیر حسینی مشہور ہے۔

مروان (اسماء را) با دو غلام و سہ کنیزک بشام فرستاد و نامہ نوشت کہ البتہ

این زن را نہان کنید وزنہار زنہار اورا جاے فرستید کہ کسی نہ بیند و نداند
کہ اگر رمزے ازین قضیہ فاش گردد فتنۂ خفتہ دیگر بارہ بیدار شود و شمشیر ہاے
کہ در نیام آرمیدہ از غلاف بیرون آید پس فکر آن باید کرد کہ اسما این راز را
اشکارا نکند و نہانی مارا بر ملا نیفگند اما چون نامہ و اسما بدمشق رسید و خبر
تعزیت شاہزادہ پیش ازان رسیدہ بود والی شام (یعنے امیر معاویہ) بفرمود
تا دوکانہارا در بستند و در ہاے دروازۂ شہر را سیاہ کرد و خود با ہمہ اعیان
و اعاظم ولایت سیاہ پوشیدہ و سہ شبانہ روز تعزیت بزرگانہ بداشت پس
ازان اسما را طلبید و از کیفیت احوال باز پرسید اسما در ایستاد و ہرچہ کردہ بود
از اول زہر دسطعام کردن تا آخر التماس در آب افگندن بہ تفصیل باز گفت و
تقریر کرد کہ اورا بجہت خوشنودی تو و بمحبت یزید چگونہ بکشتم و خشم خدا و رسول
و عذاب دوزخ اختیار کردم حاکم دمشق (یعنے معاویہ) گفت لعنت خدا بر تو باد
از خدا شرم نداشتی و از غضب رسول وے نہ اندیشیدی و بر گیسوان تافتہ بافتہ
مشکبار عنبر نثار او رحم نہ کردی و از رخسار چون ماہ وے و از روے سادہ دل
تباہ خود یاد نیاوردے تو چہ لائق مصاحبت یزید باشی تو آخر با جگر گوشہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم این نوع معاملہ کردی معلوم ست کہ با یزید چہا کنی فقط
اگرچہ ملا حسین کاشفی نے بوجہہ تعصب سنیت امیر معاویہ کا نام لینے مین شرم
کی ہے اور بجاے نام کے والئ شام و حاکم شام لکھدیا ہے اور امیر معاویہ کی
تعزیت بزرگانہ کی بھی صفت کی ہے مگر ہمکو ان جھگڑوں سے کیا مطلب میری
غرض صرف اسیقدر ہے کہ معاویہ کو اطلاع تھی کہ یزید نے زہر دلوا کر امام حسن
علیہ السلام کو شہید کرایا اور اسما قاتل امام حسن علیہ السلام نے بالفاظ صاف و صریح
معاویہ سے کہا کہ مین نے تیری خوشی کے واسطے زہر دیا - پس تحریر ملا حسین و اعظ

سنی المذہب سے اس تحریر کے ساتھ ثابت ہو کہ مروان نے اس خوف سے کہ اسما
قتل نہ جاوے اسماکو اپنے غلاموں اور ملازموں کی حفاظت مین بنظر پناہ دہی
امیر معاویہ کے پاس دمشق کو بھیدیا اور امیر معاویہ نے اوسکی زبان سے سارا
واقعہ زہر دینے کا سنکر یزید کے ساتھ اوسکے عقد سے انکار کیا اور جواب دیا
کہ جب تو نے فرزند رسول کے ساتھ اس درجہ بیوفائی کی تو یزید کے ساتھ
جو کچھ بیوفائی نکرے وہ کم ہے - دیگر علماء اہلسنت نے بھی اس واقعہ کو
پوشیدہ نہین کیا ہے اپنی کتابون مین لکھا ہے بوجہ اختصار صرف رشحۂ اثشما
پر کفایت کی گئی -
یہاں امام حسین علیہ السلام کے مصائب بیان کرنے سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے
اور اوس سے امت کو جو کچھ ہدایت ہوتی ہے اوسکو مختصر طور پر ذیل مین
ذکر کرتا ہون -
وفات امیر معاویہ کے بعد یزید جب مسند خلافت پر بیٹھا اور مسلمانون نے اوسکی
خلافت پر اجماع کر کے بیعت کی تب یزید نے ولید حاکم مدینہ کو لکھا کہ امام حسین
علیہ السلام سے میری بیعت لے اگر بیعت سے انکار کرین سر کاٹ کر بھیجدے -
امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ انکار بیعت سے خونریزی ہوگی اور بیعت
کرنے سے چراغ اسلام گل ہو جاویگا اور اہل مدینہ یزید کی بیعت کر چکے ہین
یزید کے خلاف میری اعانت نہ کرینگے - لہذا بنظر مصلحت وقت آپ نے ہجرت
مکہ معظمہ کا قصد کیا - کیونکہ مکہ معظمہ بجائے امن تھی ہر مسلمان کے واسطے اور مکہ
معظمہ مین خونریزی حرام تھی -
اگرچہ تھوڑی سے طوالت تو ہوگی مگر اس مقام پر مین مختصر طور پر آپ کی روانگی کا
حال لکھتا ہون کہ جسکے پڑھنے سے مجھکو امید ہے کہ مخالفون کے دلمین ... حسم

آویگا اور وہ بغور یہہ سارا واقعہ پڑھ لینگے۔ عبداللہ ابن سنان کوفی نقل کرتا ہے کہ اس واقعہ کو مین نے اپنے باپ سے اور میرے باپ نے میرے جد سے سنا ہو میرا دادا بیان کرتا تھا کہ مین اہل کوفہ کا خط لیکر امام حسین علیہ السلام کے پاس مدینہ منورہ مین گیا۔ جب امام حسین علیہ السلام سفر مکہ کے واسطے تیار ہوئے تو مین بھی دیکھنے کے واسطے گیا کہ دیکھون امام کس شان و شوکت سے سوار ہوتے ہین۔ راوی کہتا ہے کہ جسوقت مین پہونچا مین نے دیکھا کہ امام علیہ السلام ایک کرسی پہ بیٹھے تھے اور جوانان ہاشمی مثل ستارون کے حضرت کے گرد جمع تھے اور چالیس محمل واسطے سوار ہونیکے تیار تھے۔ کہ ناگاہ ایک جوان خوب و طویل القامت زنان خانہ سے برآمد ہوا اور آواز دی کہ اے جوانان بنی ہاشم ہٹ جاؤ اور دو بی بیان باہر تشریف لائین جنکا روئے مبارک اور تمام جسم چادرون سے پوشیدہ تھا۔ اور گرد انکے کنیزین حلقہ کیئے ہوئے تھین۔ پس وہ جوان آیا اور اپنا زانو خم کیا اور دونون بی بیونکو بازو پکڑ کر محمل مین سوار کیا۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے دریافت کیا کہ یہہ جوان اور یہہ بی بیان کون ہین ایک شخص نے مجھکو جوابدیا کہ یہہ جوان جسنے سوار کیا ماہ بنی ہاشم عباس ابن امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ اور دونون بی بیان جناب زینب خاتون و جناب ام کلثوم دختران حضرت علی علیہ السلام ہین۔ اسیطرح جوانان بنی ہاشم نے کمال عزت و حشمت اور پردہ داری سے سانئہ بی بیونکو محملون مین سوار کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن تو مین نے اہل حرم کو اس شان و شوکت سے دیکھا۔ لیکن بروز عاشور محرم زمین کربلا پر انہین بی بیونکو سر و پا برہنہ بے مقنعہ و چادر فریاد کنان مین نے دیکھا اور جناب زینب خاتون کو نعش حسین علیہ السلام پہ اسطرح گریہ و بکا کرتے سنا۔ نوحہ

ناحق گلے سے تمکو لگانے نہ پائی مین ؛ زخمو نسے جلتی ریت چھڑانے نہ پائی مین

افسوس درد دل کا سنانے نہ پائی مین چادر بدن کے نیچے بچھانے نہ پائی مین

ہی ہی یہہ میرے آتے ہی بیدار ہو گئی
تم ہو گئے شہید مین برباد ہو گئی

ہیہات پھر مدینہ کو جانا ہوا نصیب صغرا کو پھر گلے سے لگانا ہوا نصیب
پانی ہوا نصیب نہ کھانا ہوا نصیب نشتر دو تن کا داغ اوٹھا ہوا نصیب

اب دونون وقت فاتحہ کو کون جائیگا
اب کون شمع قبر پہ جلائیگا

تم سا کوئی غریب نہین خستہ تن نہین مرنے کے بعد گور نہین اور کفن نہین
ہیہات پرائی بستی ہے اپنا وطن نہین واقف یہان کسی سے یہ بیکس بہن نہین

لاکر کفن پنہاتی مین مظلوم بھائی کو
ہوتا اگر وطن تو نکلتے گدائی کو

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ مین بہت غصہ کے ساتھ لکھا ہے کہ لوگ مرثیہ خوان کذاب کی شاعری کو بہت پسند کرتے ہین۔ مین حیران تھا کہ مرثیہ خوانون سے مولوی صاحب کو کیا رنج پہونچا جو اونکو کاذب لکھا ہے لیکن مرثیہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا بیانات درد آمیز چہ مرثیو نمین لکھے جاتے ہین اونکی سماعت سے لوگو نکو پیشوایان مولوی صاحب ممدوح سے کینہ و نفرت پیدا ہوتی ہے یہہ بات مولویصاحب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کی غرض شاید یہہ ہے کہ ظلم تو ہوئے مگر اسقدر شدید ظلم نہین ہوئے جیسا کہ مرثیہ خوان لکھتے ہین اور پیشوایان مولویصاحب کی روح کو شرمندہ کرتے ہین غرض کہ حسین علیہ السلام چہارم شعبان کو مدینہ منورہ سے کوچ کرکے مکہ معظمہ مین پہونچے۔ لیکن مدینہ مین اصحاب اور تابعین دیکھتے رہے فرزند رسول کی کسی نے اعانت نہ کی۔ اگر اعانت کرتے تو حسین علیہ السلام کو ہجرت کی ضرورت نہوتی۔

حالانکہ رسولخدا نے وصیت کی تھی واسطے حفاظت آل اور قرآن کے جسکو مولوی صاحب ممدوح نے کتاب تذکرۃ الخلفاء صفحہ دوم سطر آخر و صفحہ سوم سطر اول مین تسلیم فرمایا ہے۔ مگر اصحاب و تابعین نے کیا خوب حفاظت و اطاعت آل رسول کی کی۔ اور کیا اچھی فرمانبرداری وصیت رسولخدا کی کی۔ کہ فرزند رسول سے ترک وطن کرایا۔ اسی اطاعت اور فرمانبرداری کے معاوضہ مین اِن اصحاب اور تابعین کی مدح وثنا کرتے ہین اور قابل درود قرار دیتے ہین۔ انھین اصحاب اور تابعین نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا تھا۔ جو شخص اطاعت اور امامت یزید سے انکار کریگا اوسکو ان اصحاب اور تابعین اہل مدینہ کی پیشوائے اور تقدس اور افتخار سے بھی۔ انکار کرنا پڑیگا۔ اور اس انکار سے وہ فرقہ اہل سنت مین شامل نہین رہ سکتا کیونکہ اس اعتقاد کا آدمی شیعہ کہلاتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کتاب سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ یزید مرد فاسق و شرابی و ظالم تھا بدیں وجہ امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیا اس اقرار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یا تو حسین علیہ السلام حق پر تھے اور اونھون نے فاسق کی بیعت کو حرام جانکر بیعت سے انکار کیا۔ یا اصحاب و تابعین اہل مکہ و مدینہ و دیگر مسلمان جنھون نے یزید کی بیعت کرکے یزید کی امامت کو قبول کیا وہ حق پر تھے۔ اِن دو فریقون مین سے ایک کو برحق اور دوسرے کو منافق قبول کرنا پڑیگا۔ دونو فریق کا حق بجانب ہونا عقل و نقل دونو کے خلاف ہے۔ جو لوگ حسین علیہ السلام کو حق بجانب قبول کرتے ہین وہ اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کے منافق ہونے کو بھی قبول کرتے ہین جنھون نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ کیا اور یزید کی اطاعت کی اور اوسکو اپنا امام بنایا۔ اور منافق ناجی قرار نہین پاسکتا نہ زمرہ مومنین مین داخل ہوسکتا ہے۔ اسی فرقہ کا

نام شیعہ ہے جو حسین علیہ السلام کے حق بجانب ہونیکو تسلیم کرکے بیعت کنندگان یزید کو منافق جانتے ہین۔ اب مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سے سوال کرتا ہون کہ وہ اور اونکے ہم مذہب اسبات کا جواب دیدین کہ وہ امام حسین علیہ السلام کو بمقدمہ انکار بیعت یزید حق پر سمجھتے ہین یا اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کو حق بجانب جانتے ہین جنھون نے یزید کی بیعت کی اور یزید کو اپنا امام بنایا۔ اگر اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کا حق بجانب ہونا اہل سنت کے نزدیک قابل تسلیم ہے کہ جنھون نے یزید کی بیعت کی اور اوسکو اپنا امام بنایا تو پھر فرقہ اہل سنت مطیع اور ہوا خواہ یزید اور مخالف حسین علیہ السلام قرار پاویگا اور بیعت کنندگان یزید اور اونکے مطیع اہل سنت کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر کا قول تنقیح نمبر پنجم مین قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۲۲ سے نقل کیا گیا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے یزید کی خود بھی بیعت کی اور اہل مدینہ کو بھی جمع کرکے تمسک بہ بیعت یزید کرنے دی اور سمجھایا کہ مین نے دست یزید پر بیعت کی ہے اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول ہے۔ تو اس حالت مین حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار کرنا داخل منافقت ہوگا۔ اسلیے حسین علیہ السلام کے معتقدین کی دانست مین تو حسین علیہ السلام کا بیعت نکرنا حق بجانب تھا اسلیے ان لوگونکا حشر تو یقیناً حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور جو لوگ بقول عبد اللہ ابن عمر بیعت یزید کو مقبول خدا و مقبول رسول سمجھتے ہین اونکا حشر یزید کے ساتھ ہوگا اور اونکے نزدیک حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار کرنا داخل منافقت ہوگا۔

اہل کوفہ نے جب سنا کہ حسین علیہ السلام بیعت یزید سے انکار کرتے ہین اور اہل مدینہ اونکی اعانت سے کنارہ کش ہین اور یزید اونکے قتل پر آمادہ ہے۔ تب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین قاصد بھیجے اور خطوط لکھے شاہ عبد العزیز صاحب

محدث دہلوی سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ اہل کوفہ نے باہم اتفاق کرکے حسین علیہ السلام کو لکھا کہ آپ آکے ہمارے پاس ٹھہرین ہم اعانت کو جان ومال سے حاضر ہین۔ اور بہت مبالغہ کیا تحریر خطوط مین اور پے درپے یک صد وپنجاہ خط لکھے قاصد بھیجے۔

جب حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ مین قیام کیا تو یزید نے اہل شام کا ایک گروہ بہ بہانہ حج مکہ مین بھیجا تاکہ حالت حج مین یا تو امام حسین علیہ السلام کو گرفتار کرین یا قتل کرین حسین علیہ السلام اس خبر کو سنکر متفکر ہوئے اور حج کو عمرہ کے ساتھ بدل کر جانب عراق روانہ ہوئے۔ اس عجلت کا سبب یہ تھا کہ آپ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ حالت حج مین اگر اہل شام مجھ پر حملہ کرینگے تو نوبت بخونریزی پہونچیگی اور حرمت خانہ کعبہ کی میرے سبب برباد ہوگی اور یہہ امر شان امامت کے خلاف تھا۔

اور جانب عراق اسوجہ سے روانہ ہوئے کہ اہل عراق نے قاصد بھیجے تھے اور اعانت کا وعدہ کیا تھا اور کسی جانب سے وعدۂ اعانت نہ تھا اور کل مسلمان ملک یزید قبول کرچکے تھے اور حسین علیہ السلام سے کنارہ کش تھے بدینوجہہ آپ کو بجز عراق کے اور کوئی سمت روانگی کی نظر نہ آئی۔ تا آیندہ کسیکو اس بات کے کہنے کا موقع نہ ملے کہ اہل کوفہ واسطے اعانت کے جان ومال سے تیار تھے اسپر بھی حسین علیہ السلام نے اونکی اعانت کو قبول نہ کیا اور دربدستی قتل ہوگئے جیساکہ حسن علیہ السلام کی نسبت کہاجاتا ہے کہ آپکی اعانت کو لشکر جرار موجود تھا مگر آپ کو امیر معاویہ سے صلح کرنا منظور تھا اسلیئے صلح کرلی حسن علیہ السلام کے لشکر جرار کی اعانت کا بھی یہی حال تھا جیساکہ اہل کوفہ نے اعانت حسین علیہ السلام کا ارادہ ظاہر کرکے بیوفائی کی۔ اور جبکا حال شہادت حسین علیہ السلام سے ظاہر ہوگیا۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ سفر

عراق سے حسین علیہ السلام کو منع کیا عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر وجابر انصاری وابوسعید خدری وابو واقد لیثی نے۔ مگر حسین علیہ السلام نے نمانا اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ حرمت خانہ کعبہ ایک مینڈھے کے سبب برباد ہوگی۔ سو کہیں وہ مینڈھا میں نہوں یہ سبب تھا حسین علیہ السلام کا ختتام حج کے قبل کوچ کرنیکا۔

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے کتاب اظہار الہدی نمبر ۵ میں لکھا ہے کہ ہرچند عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر نے ودیگر صحابہ کرام رسول اکرم نے کہ واسطے ادائے حج کعبہ تشریف لائے تھے حسین علیہ السلام کو سفر عراق سے منع کیا اور سمجھایا کہ اہلبیت کو ہمراہ لیکر نجائے اور کوفیان بیوفا کے اوپر ہرگز اعتماد نہ کیجیے ورنہ جناب کو وہ کم بخت بے حیا سخت ایذا دینگے۔ مگر حضرت امام المتقین نے اصلا ترک عزیمت نفرمائی۔

یادداشت جب کوفیونکی بیوفائی اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے پھر امام حسن علیہ السلام کی نسبت کیوں کہتے ہیں کہ آپکی اعانت کو فوج جرار موجود تھی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی کوفیان بیوفا تھے جنکی بیوفائی کے سبب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ سے مجبوراً صلح کرنے کی ضرورت ہوئی۔

تحریرات مذکورہ باقرار علمار اہلسنت یہ بات ثابت ہے کہ اصحاب رسول بوقت کوچ امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں موجود تھے اور سب نے حسین علیہ السلام کو عراق جانے سے منع کیا اور کوفیونکی بیوفائی اور حسین علیہ السلام کی ایذا رسی سے واقف تھے تاہم اعانت فرزند رسول پر کوئی صحابی آمادہ نہوا اور سب نے کنارہ کشی کی اور وصیت رسولخدا پر کسی نے عمل نہ کیا۔ اور فرزند رسول کی حفاظت واطاعت پر کوئی تیار نہوا۔ اگر حسین علیہ السلام کو اپنی حفاظت کا اطمینان ہوتا ہرگز

جانب کوفہ کوچ نہ کرسنے اہل مکہ و اہل مدینہ کی اس علانیہ بیوفائی اور کنارہ کشی پر بھی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو اپنے اور اپنے ہم مذہبوں کی نسبت آل رسول کے مطیع اور فرمانبردار ہونیکا ناز ہے اور اس دعوی سے مطلق شرمندہ نہین ہوتے اور کیونکر شرمندہ ہون قاتلان حسین بھی اسیطرح حسین اور اصحاب حسین کو قتل کرتے تھے اور تکبیرین کہتے جاتے تھے اور نماز پنجگانہ ادا کرتے تھے اور اپنے کو مسلمان کہتے تھے اور حسین اور اصحاب حسین کو خارجی تبلاتے تھے اور کہتے تھے کہ انھون نے امام وقت کی بیعت سے انکار کیا اسیلیے یہ لوگ خارجی ہین۔ اسیطرح اہل سنت شیعونکو رافضی کہتے ہین۔

حسین علیہ السلام جب کربلا پہونچکر مع عزیز و انصار شہید ہو گئے تو کوفیون اور شامیون نے اہلبیت حسین علیہ السلام کو اسیر کیا اور شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ کوفہ سے جب جانب شام روانہ کیا تو اثنا راہ مین جو واقعہ گذرے اونمین سے واقعات مندرجہ ذیل بنظر اطلاع خاص و عام تحریر کرتا ہون۔

۱۔ لشکر یزید کوفہ سے اہل حرم کو مع سرہاے شہدا لیے ہوئے دمشق کو جاتا تھا راہ مین خبر ملی کہ سیب بن قعقاع خزاعی نے لشکر جمع کیا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ شبخون مارے اور اہلحرم کو مع سرہاے شہدا چھین لیجاوے۔ اِس خبر کو سنکر ایک مقام پر قیام کیا اور ایک نصرانی کے دیر مین اہل حرم کو مع سرہاے شہدا بند کرکے اوس دیر کے چارون طرف سے شب بھر حفاظت کرتے رہے۔

۲۔ جب لشکر یزید آگے بڑھا اور بمقام عسقلان پہونچا تو یعقوب حاکم عسقلان نے جو یزید کا مصاحب تھا اور معرکۂ کربلا مین موجود تھا شہر عسقلان کو آراستہ کیا اور مجلس عیش و نشاط برپا کی اور سامان عیش مہیا کیا اور اہلحرم کو شہر مین تشہیر کیا

اوس دم اتفاق وقت سے زریر خزاعی شہر عسقلان مین موجود تھے - اونھون نے
اہلحرم کو بازار عسقلان مین اس ذلت وخواری کے ساتھ دیکھکر افسوس کیا اور
گریہ وزاری کرنے لگے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے استفسار پر بیان کیا
کہ کاش مین اس شہر مین نہ آتا کہ آپ کو اس حال سے دیکھتا - افسوس ہے کہ
مین اپنے قبیلہ سے بھی دور ہون اور حالت غربت ومسافرت مین ہون کسطرح
اور کیونکر آپ کی اعانت کرون - اور آپ کے دشمنون سے کیونکر بدلا لاؤن کہ نیکنام
مرون - میرے لائق جو کام ہو فرمائے کہ بجا لاؤن - امام زین العابدین علیہ السلام
نے فرمایا کہ اے زریر جو شخص کہ امام مظلوم کا سر مبارک لیے ہوئے ہے اوس سے
کہدے کہ ہمارے اونٹون سے دور چلا جاوے تا ہمارے قریب سے مجمع کم ہو جاوے
اور سب لوگ امام شہید کے سر کے نظارہ مین مشغول رہین اور ہماری عورتین بے پردگی
سے محفوظ رہین - پس زریر خزاعی اوس شخص کے پاس گیا جو امام شہید کا سر مبارک
لیے ہوئے تھا - اور پچاس دینار دیکر شتران اہل حرم سے فاصلہ پر اوسکو بھیجدیا
اسکے بعد جناب سید الساجدین واہل حرم کو پارچہ ہائے ضروری زریر خزاعی نے
نذر کیے - اس عرصہ مین شمر کو زریر نے حالت شادمانی مین دیکھا غیرت اسلام نے
دل مین جوش پیدا کیا اور شمر کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر زریر کہنے لگے کہ او
ملعون بے دین یہ کیا حرکت تونے کی - شمر نے اپنے ملازمونکو حکم دیا اور ملازمان شمر نے
زریر کو اسقدر مارا کہ مجروح وبیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے ملازمان شمر نے زریر کو
مردہ سمجھکر چھوڑ دیا اور چلے گئے - نصف شب کو زریر ہوش مین آئے اور ایک
مشہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا بنایا ہوا وہان سے نزدیک تھا وہان گئے وہان
بہت سے مساکین کو مجتمع دیکھا کہ وہ سب سر برہنہ نالہ وفغان مین مصروف تھے
زریر نے سبب گریہ پوچھا مساکین نے جواب دیا کہ اے عزیز آج نو صبح وحارج

حالت شادمانی مین ہین اگر تو بھی خاندان رسالت کا دشمن ہے تو یہان سے
چلا جا اور اگر دوست ہو تو ہماری شرکت کر ہم سب یہان واسطے تعزیت کے جمع
ہوے ہین ۔ زریر بھی اونکے ساتھ ماتم حسین مین شریک ہوے ۔ وہ سب
افسوس کرتے تھے کہ اگر ہم معرکہ کربلا مین موجود ہوتے تو جان اپنی فرزند فاطمہ
پر نثار کرتے ۔ القصہ زریر نے اپنے مال سے گھوڑا و آلات حرب خریدے
اور ایک سو دس آدمیون نے اونکے ہاتھ پر بعیت کی ۔ اور بروز جمعہ بنظر انتقام
خون حسین نے خروج کر کے خطیب کو قتل کیا دار وغہ کو قید کیا جسکا مفصل واقعہ
کتابون مین لکھا ہے ۔
سو سہیل ساعدی رضی اللہ عنہ بذریعہ تجارت ممالک شام مین وارد ہوے نواح
شام کے ایک موضع مین پہونچے دیکھا کہ دہان کہ وہان کے لوگ شادی مین مصروف
ہین اور دہل ودف بجا بجا کر اوچھلتے کودتے ہین اور مصروف بعیش ونشاط ہین
سہیل کہتے ہین کہ مین نے خیال کیا کہ شاید ان لوگون مین آج کوئی عید ہے ۔
ایک شخص سے مین نے دریافت کیا کہ آج کیسی عید ہے ۔ اوسنے جواب دیا کہ شاید
تو اعرابی ہے سہیل نے جواب دیا کہ مین مصاحب رسول خدا صلعم ہون ۔ وہ شخص
بحالت دردناک نالان وگریان ہوا اور کہنے لگا کہ تعجب ہے آسمان سے خون نہین
برستا اور زمین شق نہین ہوتی کہ ان عید کرنے والونکو نگل جاوے سہیل نے
کہا کہ وہ کونسی مصیبت واقع ہوئی جو تو ایسا کہتا ہے ۔ اوس شخص نے کہا کہ اے
سہیل تجھکو خبر نہین کہ یہہ سر امام حسین علیہ السلام کا ہے اہل عراق نے یزید کو ہدیہ
بھیجا ہے ۔ سہیل کہتے ہین کہ اس حال کو سنکر مین دوڑا اور لشکر یزید اہل حرم کو
مع سرہاے شہدا لیکر شہر شام مین داخل ہوے ۔ مین بھی کشان کشان داخل
شہر ہو کر شتران اہل حرم کے متصل پہونچا اور امام حسین علیہ السلام کا سر نیزہ پر

دیکھکر رونے لگا - ایک صاحبزادی نے مجھ سے پوچھا کہ اے شیخ تو کیون روتا ہی
مین نے عرض کی کہ آپ کون ہین - اون صاحبزادی نے فرمایا کہ مین سکینہ دختر
حسین علیہ السلام ہون سہیل کہتے ہین کہ یہ سنکر مین اور زیادہ رویا - اور عرض
کی کہ اے صاحبزادی مین سہیل ہون آپ کے نانا رسولخدا کا مصاحب - اگر کوئی حاجت
ہو تو فرمائیے کہ مین بجا لاؤن - جناب سکینہ نے فرمایا کہ اے سہیل اگر ہوسکے تو ان
نیزہ دارون سے کہ جنپر شہدا کے سر ہین کہدے کہ ہمارے شترونکے قریب سے
دور چلے جاوین تا کہ اہل شام ان سرونکے نظارہ مین مصروف ہون اور ہم بے پردگی
سے محفوظ رہین سہیل نے چہار صد دینار اون نیزہ دارونکو دیکر کہ جن نیزون پر
شہدا کے سر تھے شتران اہلحرم سے علیحدہ کردیا سہیل کہتے ہین کہ پھر اسقدر ہجوم
شامیونکا ہوگیا کہ مین شتران اہلحرم تک نہ پہونچ سکا -

سم - ایک مرد ضعیف نے بازار شام مین اہلحرم کو اس حالت سے دیکھکر فریاد
استغاثہ بلند کی اور سر اپنا امام زین العابدین علیہ السلام کے شتر کے پاؤن پر رکھکر
لوٹتا تھا اور بآواز حزین گریہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ پروردگار میرے مین توبہ
کرتا ہون اگر توبہ میری قبول ہے تو مجھکو موت دے تا کہ اس حال کو اپنی آنکھون
سے نہ دیکھون - وہ مرد ضعیف اوسیوقت فوت ہوگیا اور دعا اوسکی قبول ہوئی
یہ چار واقعہ ملا حسین واعظ کی کتاب روضۃ الشہدا سے ہین نے نقل کئے ہین جنکے
ملاحظہ سے خاص و عام پر ظاہر ہوگا کہ جن ایا نداروں کو سفر حسین علیہ السلام اور
شہادت حسین علیہ السلام اور اسیری اہلحرم کا حال معلوم نہ تھا اون لوگون نے جسب
خبر پائی بقدر مقدور جان و مال سے انتقام خون حسین و امانت اہلحرم پر تیار
ہوگئے اور اپنی جان و مال کا بالکل خوف نہ کیا - لیکن زیادہ تعجب اس بات کا ہے
کہ اہل سنت ذکر اہلحرم کو تو داخل توہین کہتے ہین - مگر اپنے پیشوا یان اہل مدینہ

و اہل مکہ کے حال پر نظر نہین کرتے کہ جنکو اصحاب اور تابعین ہونیکا شرف حاصل تھا اور جو از نام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لقب سے اہلسنت مین پکارے جاتے ہین ان اصحاب اور تابعین مین غیرت اسلام باقی تھی یا نہین کہ اہلحرم کی اسیری مین نہ اعانت کی اور اس توہین کو دیکھتے رہے رسول خدا کی وصیت پر عمل نہ کیا اور حسین علیہ السلام کی اعانت سے کنارہ کش ہوگئے۔ حسین علیہ السلام مع عزیز و انصار تین دن کے بھوکے پیاسے مثل گوسفندان قربانی ذبح ہوگئے انتقام خون حسین کا کسی نے ارادہ تک ظاہر نہ کیا۔ یہی لوگ اہلسنت کے پیشوا ہین۔ انھین کو رضی اللہ عنہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔

پس اہلحرم کے واقعات بیان ہونے سے یہہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ قبل از شہادت کتنے مسلمان مومن تھے جو امام حسین علیہ السلام کی اعانت کو تیار ہوئے۔ اور اپنی جان کو امام مظلوم پر نثار کیا۔ اور کتنے مسلمان برائے نام مسلمان تھے کہ جنھون نے واقف ہوکر وقت سفر حسین علیہ السلام کی اعانت سے کنارہ کشی کی اور وصیت رسولخدا صلعم پر بالکل عمل نہ کیا اور باوجود اس علم کے کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کوفی بیوفائی کرینگے اور آنحضرت مخالفت یزید مین ہجرت کرتے ہین اونکی شرکت اور اعانت سے چشم پوشی کی اور کتنے مسلمان ایسے تھے جو امام حسین علیہ السلام کے سفر عراق و شہادت و اسیری اہلحرم سے بے علم تھے۔ اور جب اونکو علم ہوا واسطے انتقام خون حسین و اعانت اہلحرم بقدر طاقت تیار ہوگئے۔ اور سارے زمانہ پر اونکی تشویش اور اضطراب اور محبت ظاہر ہوگئی اور لوگونکی وفاداری اور بے وفائی اور حیلہ و مکر کے حالات مخفی نہ رہے۔ اور خاص عام کو دوست اور دشمنون اور مومنون اور منافقون کا حال معلوم ہوگیا۔ اور جن لوگون نے دانستہ اعانت حسین و حفاظت حسین در فاقت حسینؑ سے

بتاتے ہیں اور عیش دنیا حاصل کرنے اور لطف حکومت اوٹھانے کو حضرات
ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ ویزید نائب بنائے گئے۔
شاہ عبدالعزیز صاحب نے سرالشہادتین میں لکھا ہے۔ کہ حسین علیہ السلام کی شہادت
کی بنا شہرت اور اعلان پر تھی اسلیئے اول وحی میں زبان جبریئل علیہ السلام وغیرہ
فرشتون پر اوسکا مذکور ہوا۔ پھر بیہ شہادت کے مکان کا۔ اور اوسکا نام۔ اور
پتہ شہادت کے وقت کا۔ پھر اوسکا شہرہ بہت ہوا اور برملا ذکر کیا۔ امیرالمومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر میں۔
اسقدر تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحریر سے بھی ثابت ہے کہ وقوع شہادت سے
تیس چالیس برس قبل جبریئل علیہ السلام و دیگر فرشتون نے رسول خدا سے وقت
نزول وحی اس واقعہ شہادت کی خبر دی حضرت علی علیہ السلام نے بھی سفر جنگ صفین
مین اس واقعہ کو علانیہ بیان فرمایا۔ رسول خدا صلعم نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا۔
مگر وقت ذکر نہ جبریئل علیہ السلام نے اسکا ذکر کیا کہ بیہ شہادت جناب رسولخدا صلعم کو
درجہ شہادت حاصل ہونیکی غرض سے ہوگی۔ نہ کسی دوسرے فرشتہ نے اس
حال کا ذکر کیا نہ رسولخدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے کبھی فرمایا کہ حسین کی شہادت
سے میری ذات کو کمال شہادت حاصل ہوگا نہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا فرمایا۔
پھر نہ معلوم کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے قرآن کی کسی آیت سے یہ بات لکھی ہے
یا آنحضرت کو درجہ شہادت حاصل ہونے کو حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ یا کسی حدیث
سے۔ یا اونکو الہام ہوا یا اونپر وحی نازل ہوئی یا حالت خواب مین یہ بات اونکو امیر
معاویہ نے تبلائی تھی۔ شاہ صاحب کی طبعی تصنیف قرآن و حدیث کے خلاف قبول
کرنا کسی ایماندار کا کام نہین ہے۔ اور اہل سنت کا یہ اعتقاد صرف آل رسول کی
دشمنی کے سبب سے ہے۔

حاصل ہونے کے لیے ہوئی تھی۔ لیکن ؎

چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر آخر کو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

شاہ صاحب کی تحریر مندرجہ سر الشہادتین ہی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شاہ صاحب نے بالکل غلط اور خلاف قرآن و حدیث یہ بات لکھدی ہے کہ حسین علیہ السلام کی شہادت محض اس غرض سے ہوئی تھی کہ آنحضرت صلعم کو درجہ شہادت حاصل ہو جاوے قبل اسکے کہ مین اپنے اس بیان کو ثابت کرون ایک امر استفسار طلب ہے اور مین امید کرتا ہون کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اسکا جواب ضرور عنایت فرماوینگے۔

اہل سنت کے نزدیک حضرت ابو بکر بہت بڑے رتبہ کے آدمی ہین اور صدیق اکبر ہین اور بعد از وفات رسول وہ جانشین رسول ہوئے۔ اس وجہ سے بعد رسول اونکا رتبہ اس دنیا کے کل زن و مرد سے اعلےٰ اور افضل ہوا پھر کیا سبب ہے کہ اتنا بڑا جلیل القدر شخص واسطے حصول درجہ شہادت رسول کے ذبح نہو اور حسین علیہ السلام ذبح ہون۔ اگر بوجہہ فرزندی حسین علیہ السلام کے ذبح ہونیکی ضرورت تھی تو جانشینی رسول کا حق بوجہہ فرزندی حسین کو کیون نہ دیا گیا اور حسین کی موجودگی مین ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید کیون خلیفہ بنائے گئے۔ عیش دنیا اور حکومت دنیا کے واسطے تو حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید نبی کے قریب اور صحابہ اور یار غار بنائے گئے اور ذبح ہونے کو حسنین علیہم السلام کی فرزندی قبول کی گئی ہے ؎

نالہ اس زور سے کاہیکو دوہائی دیتا اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

اہل سنت کا یہی کیا مذہب ہے کہ غاصبان خلافت و دشمنان آل رسول کی پردہ پوشی کے لیے کیا کیا دل سے باتین بناتے ہین۔ ذبح ہونے کو تو حسنین کو نائب رسول

زمانہ باشد کہ یک دو کس از خانہ بان مذہب من مذہب نہ باشند و راغب باین
عقیدہ نشوند و ہرگاہ در محافل و مجالس با اہل سنت و جماعت گفتگو مے نمایند
کج مج میگویند و تستر کرہ بہ می آرند۔

ترجمہ - اس رسالہ کی تحریر سے غرض یہ ہے کہ جس شہر مین میری سکونت ہے
اور اس زمانہ مین کہ جو وقت تحریر اس رسالہ کے موجود ہے - رواج مذہب
اثنا عشریہ کا اور اشاعت اوسکی اسقدر زیادہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نہین ہے کہ
جسمین دو ایک آدمی اس مذہب کے نہون اور ہمارے مذہب کے لوگ
اس مذہب کی جانب راغب نہون اور جب محفلون اور مجلسون مین اہل سنت
وجماعت سے گفتگو کرتے ہین تو پیچیدہ و ذو معنی باتین کرکے ہان مین ہان ملا
دیتے ہین - الی آخرہ -

پس عزا حسین کی مجلسون مین اور محفلون مین جب اہل سنت شیعون پر اعتراض
کرتے تھے کہ مجالس عزا کا ہونا بدعت سیئہ ہے اور اوسکے جواب مین شیعہ اہل سنت
پر دشمنی آل رسول کا الزام لگاتے تھے جیسا کہ مین لکھ چکا ہون تو اہل سنت سے
کچھ بن نہ پڑتا تھا لہذا کم علم اور جہلا کے تالیف قلوب اور مذہب اہل سنت کی
حفاظت اور مذہب شیعہ کی ترقی کو روکنے کی غرض سے کتاب سرالشہادتین لکھی گئی
اور اس کتاب سے یہ بات ظاہر کی گئی کہ کیا اہل سنت آل رسول کے محب
نہین ہین اور اسی کے ثابت کرنیکو بہت کچھ فضائل حسنین علیہم السلام کے لکھدیئے
ہین - مگر یہ مثل مشہور ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد شاہ صاحب نے کتاب تو لکھی
مگر نتیجہ شہادت لکھین تو کیا لکھین اگر امر واقعی لکھے دیتے ہین کہ یہ شہادت بغرض
شفاعت امت ہوئی تھی تو پھر مذہب شیعت کا انسداد محال تھا بلکہ اور زیادہ ترقی
پکڑتا تھا - لاچار ہوکر بات بنائی اور لکھدیا کہ یہ شہادت رسولخدا کو درجہ شہادت

شہادت حسین علیہ السلام صرف اس غرض سے ہوئی تھی کہ رسول خدا صلعم کو درجہ
شہادت حاصل ہو جاوے کوئی دوسرا مطلب اس شہادت سے نہ تھا۔ اور جبکہ
اس شہادت کا ہونا محض اس غرض سے مقرر تھا کہ آنحضرت کو درجہ شہادت حاصل
ہو جاوے تو پھر یزید پر الزام شہادت لگانا اور حضرت عمر کو اس شہادت کا بانی
قرار دینا بے سود ہے اور ذکر شہادت کے واسطے مجلس عزا کا مقرر کرنا لاحاصل ہے
اور اس مطلب کے ظاہر کرنیکا اور کتاب سرالشہادتین کے لکھنے کا سبب یہ ہوا
کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ مین مذہب شیعہ شہر دہلی مین ترقی پر تھا۔ اور لوگ
محض اس بنا پر شیعہ ہوتے چلے جاتے تھے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام باعث
نجات عقبیٰ ہے اور اہل سنت حسین علیہ السلام کے مخالف ہین کیونکہ اہل سنت
مین نہ عزاء حسین کی مجالس ہوتی ہین نہ فضائل و مصائب حسین علیہ السلام بیان
ہوتے ہین نہ کوئی سنی زیارت کربلا معلی کو جاتا ہے اور مجالس عزا کو بدعت
سیئہ تبلاتے ہین پس فرقہ اہل سنت ضرور مخالف ہین حسین علیہ السلام کے اور
نجات سے محروم رہینگے اور شیعہ حسین علیہ السلام کے معتقد صادق ہین کہ انکی تمام
عمر ذکر حسین اور زیارت کربلاء معلیٰ مین بسر ہوتی ہے شہادت حسین اسی
فرقہ شیعہ کی نجات کا ذریعہ ضرور قرار پاویگی ان خیالات کے سبب شیعہ ہوتے چلے
جاتے تھے۔ چنانچہ اسکی تصدیق شاہ عبدالعزیز صاحب کی اوس تحریر سے ہوتی ہے
جو اونھون نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری کے دیباچہ مین لکھی ہے۔ دیکھو کتاب
تحفہ اثنا عشری مطبوعہ مطبع حسنی دہلی جو سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین طبع ہوئی ہے صفحہ نمبر ۲
مین مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

غرض از تسوید این رسالہ و تحریر این مقالہ آنست کہ درین بلاد کہ ما ساکن اینیم و
درین زمان کہ مادرینیم رواج مذہب اثنا عشریہ و شیوع آن بحدے اتفاق افتادہ کہ

لیکن مین حیران ہون کر مسیح علیہ السلام مین ایک بہت بڑا کمال یہہ تھا کہ بے باپ کے تولد ہوئے تھے اور اس ذاتی کمال کے سبب وہ روح اللہ کہلائے۔ یہہ کمال آنحضرت کی ذات مین کسی دوسرے واسطے سے حاصل ہوا یا نہین اور اگر یہہ کمال آنحضرت کی ذات پاک کو حاصل نہین ہوا تو اہل سنت کے نزدیک آنحضرت کی نبوت کامل قرار پاویگی یا ناقص۔ اور جبکہ آنحضرت کی ذات مین یہہ کمال نہ تھا تو اسطرح کمال شہادت کے نہونے سے آپکی نبوت مین کیا نقصان باقی رہ گیا تھا کہ جسکے پورا ہونے کے لیئے شہادت حسین علیہ السلام کی ضرورت ہوئی اور حسین علیہ السلام کو اس درجہ مصایب عظیم اٹھانے پڑے کہ جن مصایب سے کتابین سیاہ ہین۔

مین نے بنظر اختصار صرف ایک تمثیل عیسیٰ علیہ السلام کے بے پدر تولد ہونیکی لکھدی ہے ورنہ مین ایک طول وطویل فہرست اون کمالات کی مرتب کردونگا جو انبیاو ماسبق مین تھے مگر رسولخدا صلعم کی ذات مین اون کمالات کے ہونیکی کوئی ضرورت نہ تھی نہ کسی کتاب آسمانی یا حدیث رسولخدا صلعم سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی آخرالزمان کی ذات مین اون سب کمالات کا موجود ہونا امر لازمی ہے جو کمال انبیاء ماسبق کو حاصل تھے۔ نہ قران مجید مین اسکا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ جناب محمد صلعم کے نبی آخرالزمان ہونے کی غرض یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس پر بنی آدم کی ہدایت ختم کردی گئی اور جو شریعت آپ کے ذریعہ سے بنی آدم کو ملی وہ تا قیامت قایم رہیگی اوسمین کبھی تغیر وتبدل نہوگا اور بعد آنحضرت کے تا قیامت کوئی دوسرا نبی پیدا نہوگا۔ آپ کے خاتم الانبیا ہونے سے یہہ غرض نہین ہے کہ انبیاء ماسبق کے کمالات بھی آپ مین ضرور ہون۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کو اس اولجھی ہوئی تحریر سے صرف اس بات کا ثابت کرنا مدنظر تھا کہ

کہ رسول خدا صلعم کو درجہ شہادت بھی حاصل ہوجاوے۔ مگر مین اس اعتقاد کو تعجب کی نظرون سے دیکھتا ہون کہ حسین علیہ السلام اور اونکے فرزند و برادر و اصحاب تو تین روز کی بھوک پیاس مین مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے جاوین اور ان مصائب عظیم کے بعد درجہ شہادت کے حصول سے بھی محروم رہین اور وہ درجہ حاصل ہو رسولخدا صلعم کو بعد از وفات۔ تو بر بناء اس اعتقاد کے رسولخدا صلعم کو شہید کربلا کہنا چاہیے مین حیران ہون کہ اہل سنت حسین علیہ السلام کو شہید کربلا کیون کہتے ہین۔ بھلا صاحب حسین علیہ السلام کی شہادت کا رتبہ تو رسولخدا صلعم کو حاصل ہوا۔ علی اکبر اور علی اصغر اور عباس علمدار اور قاسم ابن حسن اور دیگر عزیزان و رفیقان حسین علیہ السلام کی شہادت کا رتبہ کسکے حصہ مین آیا مین امید کرتا ہون کہ اسکی توضیح ہمارے عالم جلیل القدر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی فرمادینگے کیونکہ اسوقت اہل سنت مین مولویصاحب ممدوح کے برابر کوئی عالم و فاضل نظر نہین آتا۔

کیا منصب رسالت کے واسطے شہادت کی بھی ضرورت تھی۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام شہید نہین ہوئے تو اب بہ عقیدہ اہل سنت موسیٰ علیہ السلام نبی برحق سمجھے جانے کے لائق ہین یا نہین۔ مین بھول گیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو سر الشہادتین مین لکھا ہے کہ جو کمالات اور خوبیان جدا جدا اور انبیاء مین تھوین وہ سب کمالات اور خوبیان ہمارے پیغمبر مین بالکل یکجا جمع ہوگئین صرف کمال شہادت باقی رہ گیا تھا وہ بواسطہ حسین علیہ السلام پورا ہوگیا۔ اس عبارت پر مین نے غور نہین کیا۔ شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نبی آخرالزمان تھے پس جتنے نبی آنحضرت کے قبل پیدا ہو چکے تھے اون انبیا مین جسقدر کمال تھے وہ سب کمال آنحضرت کی ذات پاک مین موجود ہونا ایک امر ضروری تھا۔

پس واقعات شہادت و مصائب اہلحرم کے بیان ہونے سے ایماندار ونکو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہین۔

۱۔ غیرت اسلام کو ترقی ہوتی ہے۔ جسکے سبب سے دشمنان آل رسول کی محبت سے اونکے نام سے دلون مین نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ اسلام کو استحکام اور ترقی ہوتی ہے۔

۳۔ ناواقفونکو واقعات اسلام سے آگاہی ہوتی ہے۔

۴۔ مصائب حسنی سے بوجہ غیرت اسلام سخاوت۔ شجاعت صبر استقلال زہد۔ تقوی کیجانب طبیعت رجوع ہوتی ہے اور دلون مین ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ جسطرح اصحاب حسین نے وفاداری کی اور دنیا کو ہیچ سمجھا اور طمع دنیا کو دل مین جگہہ ندی جسکے سبب سے تاقیامت اونکے نام تمام دنیا مین بہ نیکی وبہ تعظیم وتکریم یاد کئے جاتے ہین اسیطرح ہر ایماندار کو عمل کرنا چاہیے تاکہ اونکی زندگی ایمانداری اور نیکنامی کیساتھ بسر ہو اور حالت فرمانبرداری مین اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کرین۔

تنقیح نمبر بست ویکم ۲۱

امام حسین علیہ السلام کی شہادت شفاعت امت کیواسطے تھی یا رسول خدا کو رتبہ شہادت حاصل ہونیکو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسولخدا صلعم کی ذات مین کل کمالات موجود تھے۔ لیکن ایک کمال آنحضرت کی ذات مقدس مین باقی رہ گیا تھا یعنی شہادت۔ تو حکمت الہی نے چاہا کہ آنحضرت کو رتبہ شہادت بواسطہ امام حسین علیہ السلام حاصل ہوجاوے۔

اس مقصد کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بہت بنا سنوار کر سر الشہادتین مین لکھا ہے۔ مگر خلاصہ اوسکا اسیقدر ہے کہ امام حسین علیہ السلام صرف اسواسطے شہید ہوے

سے روگردانی کی اور بیعت یزید کو حسین علیہ السلام سے روگردانی کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ اونکو اور سب اونکے مقلدونکو اور اونکی اولاد اور اونکی مقلدونکی اولاد کو آئندہ اس غدر کا موقع باقی نہ رہا کہ عبد اللہ ابن عمر یا عبد اللہ ابن زبیر یا دیگر اصحاب وتابعین وشہر نامکہ ومدینہ کو شہادت امام کا علم نہین ہوا ورنہ ضرور مدد کرتے۔ اہلحرم کے ایام اسیری کی طوالت نے اسبات کو آشکار کر دیا کہ علم شہادت ہونیکے بعد بھی اہل مکہ ومدینہ مین سے نہ کسی نے اہلحرم کی اعانت کا ارادہ کیا نہ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوئے نہ وقت سفر حسین علیہ السلام کی اعانت پر کوئی تیار ہوا۔ حالانکہ اصحاب اور تابعین واقف تھے کہ اس سفر مین حسین ضرور قتل ہونگے اور کوفی بیوفائی کرینگے۔ اسیوجہ سے عبد اللہ ابن عمر نے حسین علیہ السلام کو سفر عراق سے منع کیا تھا اور جب حسین علیہ السلام نے نہ مانا تو اہلحرم کے ہمراہ نہ لیجانے کو سمجھایا۔ اگر اہلحرم کے واقعات مجلس عام مین بیان نہون تو عامہ خلائق کے واسطے ہدایت ورہنمائی کا دروازہ بند ہوجاوے۔ مجلس عزا کے بدعت سیئہ کہنے والے اور اہلحرم کے ذکر کو باعث توہین قرار دینیوالونکی اصلی غرض اس ذکر کے مسدودی سے ہے تاکہ اونکے باپ دادون اور پیشواؤن کے ظلم وجور احکام رسول کی نافرمانی دنیا طلبی کے واسطے خاندان رسول کی بربادی وصیت رسول خدا سے روگردانی احکام قرآن کی نافرمانی خلائق پر ظاہر نہونے پاوے اور اونکی پردہ پوشی ہوجاوے۔ اسی شرمندگی کے سبب حالت اضطراب مین آل رسول کی محبت کا اقرار بھی کرنے لگتے ہین کتابون مین بھی لکھدیتے ہین تاکہ ناواقف اور سیدھے مسلمانون کو اونکی جانب سے بدگمانی پیدا نہو۔ لیکن جب انکے پیشواؤن اور اونکے باپ دادون کے ظلم وبدعت اور خاندان رسالت کی بربادی کے حالات ظاہر ہوتے ہین تو ذی فہم لوگ اونکے اس ظاہری دھوکا دینیوالی تحریر اور تقریر کو سمجھ جاتے ہین اور نتیجہ نکال لیتے ہین۔

جیسا کہ مولانا شبلی صاحب نعمانی کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۱۴۲ مین لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ کے سامنے ہزارون مسائل ایسے پیش ہوئے جنمین کوئی حدیث موجود نہ تھی اسلیئے امام صاحب کو قیاس سے کام لینا پڑا۔ اور صفحہ ۱۶۱ مین لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ اوس روایت کو قبول نہین کرتے تھے جو قیاس کے مخالف ہو۔

چنانچہ امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی بھی کتاب ملل ونحل کے صفحہ ۹۴ مین اسکی تصدیق کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ قیاس سے فتوی دیا کرتے تھے اور دیگر علماء اہل سنت کو بھی اقرار ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کا دارومدار قیاس پر تھا۔

اگرچہ تمامی کتب ہائے معتبر اہل سنت ایسی احادیث سے بھری ہوئی ہین کہ جنمین رسولخدا صلعم نے حکم دیا ہے کہ قرآن و حدیث کے خلاف برتنا قیاس پر عمل کرنا ضلالت و گمراہی ہے تاہم بنظر احتیاط دو قول ذیل مین نقل کیے دیتا ہون دراساۃ اللبیب صفحہ ۳۰۴ ۔ فَکَانَ الْاَئِمَّۃُ الطَّاہِرِیْنَ یُحَرِّمُوْنَ الرَّاْیَ وَالْقِیَاسَ وَلِہٰذَا لَمَّا دَخَلَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَلٰی جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلٰی مَا حَکَاہُ الشَّعْرَانِیْ فِی اللَّوَاقِحِ قَالَ لَہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تَقِیْسُ لَا تَقِسْ فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ — ائمہ طاہرین رائے و قیاس کو فقہ مین حرام جانتے تھے ایک دن امام ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے امام صادق نے ابوحنیفہ سے کہا کہ مجھکو خبر ملی ہے کہ تم قیاس کرتے ہو فقہ مین حالانکہ قیاس نکرنا چاہیئے اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ میزان الشعرانی صفحہ ۶۲ ۔ وَکَانَ الْاِمَامُ جَعْفَرُ بْنُ الصَّادِقِ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِمَنْ اَخْطَہٗ فِتْنَۃٌ یَکُوْنُ عَلَی الْاُمَّۃِ قَوْمٌ یَقِیْسُوْنَ فِی الْاُمُوْرِ بِرَایِہِمْ

فَیَنْهَدِمُ الْاِسْلَامُ بِذَالِکَ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ بدترین فتنہ اس امت مین قیاس ہے اور امورات شرعی مین راے کو دخل دینا ہو اور قیاس وخودرائی سے گویا اسلام کو منہدم کرنا ہے۔

دراسات اللبیب صفحہ ۵ - وَقَدْ کَثُرَ تَشْنِیْعُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِیْ اِطْلَاقِ کَرَاهِیَۃِ الْاِشْعَارِ اور متقدمین نے ابوحنیفہ پر نہایت کثرت سے طعن کیا مسئلہ طلاق پر (جو ابوحنیفہ نے خلاف قران وحدیث اپنی راے سے جاری کردیا ہے)

مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی صفحہ ۔ اَلْخَطِیْبُ طَعَنَ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ وَکَابْنِ الْجَوْزِیْ فَانِعٌ تَابِعُ الْخَطِیْبِ فِی الطَّعْنِ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ خطیب بغدادی نے اور امام احمد ابن حنبل اور ابن جوزی نے امام ابوحنیفہ پر طعن کیا ہے۔

ایضاً صفحہ ۷۰ وَانْظُرْ اَیْضًا اِلٰی قَوْلِ عَبْدِ اللّٰہِ فِی الرِّوَایَۃِ الْاَخِیْرَۃِ حَیْثُ جَعَلَ مِنْ اَبْنَاءِ اَبْدَاءِ الرَّاْیِ فِیْ مُقَابَلَۃِ النَّصِّ اور عبداللہ ابن عمر بمقابلہ نص کے راے کو دخل دیے کو

ایضاً صفحہ ۳۷ - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا قُلْتُمْ فِیْ دِیْنِکُمْ بِالْقِیَاسِ اَحْلَلْتُمْ لَنَا کَثِیْرًا مِمَّا حَرَّمَ وَحَرَّمْتُمْ کَثِیْرًا مِمَّا اَحَلَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ابن مسعود کہتے ہین کہ جسنے قیاس کیا دین مین اوسنے حلال کو حرام کیا اور حرام کو حلال کیا۔

ایضاً عَنْ بَابِ مَدِیْنَۃِ الْعِلْمِ اَنَّہٗ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالْقِیَاسِ لَکَانَ بَاطِنُ الْخُفِّ اَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِہٖ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دین مین قیاس جائز ہوتا تب شکم موزہ پر مسح درست ہوتا۔ چونکہ مذہب امام ابوحنیفہ کا سلطنت اور حکومت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا تھا جسکا اقرار مولانا شبلی صاحب نے سیر النعمان صفحہ ۷۹ مین کیا ہے بدینوجہ امام ابوحنیفہ واسطے خوشنودی خلفاء وقت و

حکومت قرآن وحدیث کے خلاف ذہنی قیاس سے فتوی دیتے تھے اور اوسی قیاس
کی بنا پر اصول فقہ بھی مرتب کئے ہین - چونکہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی بھی حنفی المذہب تھے اور ہندوستان کے مسلمان بھی علے العموم
حنفی المذہب ہین لہذا شاہ عبدالعزیز صاحب نے بتقلید امام ابوحنیفہ بخاطر
تالیف قلوب سنیان ہندوستان اپنے قیاس سے شہادت حسین علیہ السلام
کی نسبت بھی لکھدیا کہ یہہ شہادت اس غرض سے ہوئی کہ رسول اللہ کو درجہ
شہادت حاصل ہوجاوے اور غرض یہہ بھی کہ شیعونکو بھی اس اعتراض کا
موقع نہ ملے کہ اگر اہل سنت کو آل اطہار کے ساتھ محبت ہوتی تو واقعات کربلا
کا تحریر و تقریر مین ہمیشہ لاتے اور اہل سنت کو بھی دشمنان آل رسول کی تقلید
کی وسعت حاصل ہو - اور یہہ قیاس شاہ صاحب ممدوح کا زیادہ اعتراض کے
لائق نہین جبکہ اونکے مذہب مین قیاس جائز ہے اور بربنا قیاس حلال کو
حرام کردینا اور حرام کو حلال بنادینا روا ہے - اسی قیاس کی بنا پر مجالس
حال وقال مین راگ راگنی و رقص و سرود حلال کیا گیا ہے - تاکہ یہہ مجالس
رقص و سرود شیعونکی مجالس عزا کا جواب ہوجاوے کہ تم گریہ وزاری مین
بیخود ہوتے ہو واقعات مصائب سنکر ہم راگ راگنی سنکر محظوظ اور بیخود ہوتے
ہین اور اس آڑ مین سنت یزید کو ادا کر دیتے ہین - پس اصلی حقیقت مذہب
اہل سنت کی یہہ ہے اور دارمدار اس مذہب کا قیاس پر ہے نہ شریعت پر
پھر ایسا مذہب کیونکر ناجی قرار پاسکتا ہے -

تنقیح نمبر ۲۲ ثبت دوم

اسمعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بجاے اونکے

گوسفند کی قربانی میں مصلحت الہی کیا تھی اور دوام کے واسطے حیوانوں کی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی

چونکہ حسین علیہ السلام کی شہادت بغرض شفاعت امت مقرر ہوئی تھی بدینوجہ ذبح اسمعیل علیہ السلام کا واقعہ ایک علامت تھی شہادت حسین علیہ السلام کی جو بنی آدم کو وقوع شہادت سے دو ہزار پانچ سو اسی برس[2] قبل سے اس واقعہ شہادت سے خبر دار کر رہی تھی کہ وہ تیار رہیں اعانت حسین کے واسطے اور مطلع ہوں اس امر سے کہ یہ شہادت باعث شفاعت قرار دی گئی ہے جو شخص فرمانبرداری کریگا حسین علیہ السلام کی وہ نجات پاویگا۔ اور نافرمانی کرنے والا عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا۔

یہہ دستور ابتدا سے مقرر ہے کہ جب کسی نبی کی وفات کا زمانہ قریب ہوتا ہے تو وہ خبر دیتا ہے اپنی امت کو کسی دوسرے نبی کے پیدا ہونے کی جو اوسکے بعد پیدا ہوتا ہے تاکہ لوگ بے خبر ہوکر گمراہ نہو جاویں۔ چنانچہ جناب محمد صلعم کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر وقتاً فوقتاً انبیار ماسبق دیتے چلے آئے ہیں اور یہہ خبر ہر نبی نے اسوجہ سے دی کہ آپ پر نبوت کا خاتمہ تھا لوگ بے خبر نرہجاویں۔ اسیطرح شہادت حسین علیہ السلام کی خبر ابتدا سے وقتاً فوقتاً بنی آدم کو دی گئی تاکہ لوگ ذریعہ شفاعت سے خبر دار رہیں۔ چنانچہ جب زمانہ قریب آیا اور صرف دو ہزار پانچ سو اسی برس واقعہ شہادت کو باقی رہگئے اسمعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا اور یادگاری کے واسطے جانوروں کی قربانی معین ہوئی۔

اگر اسمعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے تو اس سے صرف ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام

کی فرمانبرداری ثابت ہوتی اور اوسکے معاوضہ مین ان دونو بزرگونکو اجر عظیم
حاصل ہوتا۔ خلق اللہ کو کوئی نفع نہ پہونچتا۔ اور محض امتحان فرمانبرداری کیواسطے
باپ کے ہاتھ سے ایک طفل صغیر کو ذبح کراکے مذبوح بے گناہ کو مبتلائے صدمہ
ذبح کرنا اور اوسکے باپ کو اس صدمہ مین تاحیات مبتلا سے درد و غم و حزن
ملال رکھنا فعل عبث تھا۔ اور یہ امر شان الٰہی سے بعید تھا۔ لیکن مقصد
اس حکم کا یہ تھا کہ جسطرح اسمعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے سے ابراہیم علیہ السلام کے
دل کو صدمہ عظیم پہونچتا اور وہ مبتلا سے رنج و الم ہوتے اور اوسکے معاوضہ مین اجر عظیم
پاتے اسیطرح حسین علیہ السلام کی شہادت سے جن ایمانداروں کے دل کو مثل ابراہیم
علیہ السلام صدمہ پہونچیگا اور وہ اس مصیبت شہادت کے سبب رنج و الم مین مبتلا
ہونگے اونکو بھی اجر عظیم حاصل ہوگا اور نجات پاوینگے۔
چونکہ ابراہیم علیہ السلام و اسمعیل علیہ السلام اس فرمانبرداری مین ثابت قدم رہے
لہذا اس فرمانبرداری کا معاوضہ اسیوقت ابراہیم علیہ السلام کو تو یہ ملا کہ جو اجر
اونکو ذبح کرنے سے حاصل ہوتا وہ اجر بغیر ذبح اونکو عطا ہوا۔ اور اسمعیل علیہ السلام
کو ذبح ہوجانے کا پورا اجر ملا اور ذبح سے بھی بچ گئے اور اونکے عوض گوسفند
ذبح ہوا۔ پس جسطرح فرمانبرداری کے سبب اسمعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ
گئے اوسیطرح مصائب حسین مین جو شخص دردناک ہوتا ہے اور محبت حسین
مین مبتلا سے رنج و محن ہوتا ہے اس فرمانبرداری کے سبب آتش دوزخ سے
نجات پاتا ہے خواہ کیسا ہی گنہگار ہو کیونکہ شہادت حسین علیہ السلام محض گنہگاروں کی
شفاعت کی غرض سے ہوئی جو شخص حسین علیہ السلام کا محب اور فرمانبردار ہوگا
چاہے جیسا گنہگار ہو یقیناً نجات پاویگا۔ اسیواسطے محبت پنجتن پاک امت پر
واجب ہوئی۔ اگر خلفاء ثلثہ کی پیروی باعث نجات ہوتی تو مثل پنجتن پاک

خلفاء ثلثہ کی محبت بھی امت پر واجب کیجاتی -

دہم ذیحجہ کو بالتخصیص جو اسمعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے محفوظ ہوئے اور
بعوض اونکے گوسفند ذبح کیا گیا - اور دہم ذیحجہ مخصوص مسلمانوں کے واسطے اسوجہ
سے یوم عید مقرر ہوا کہ اوس روز اسمعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ گئے اور ہمیشہ کیواسطے
دہم ذیحجہ کو جانورونکی قربانی مقرر ہوئی - یہہ سب علامتیں عاشورہ محرم کے واقعہ کی
علامتیں تھیں اور خبر دے رہی تھیں کہ دہم ذیحجہ تو اس خوشی کے سبب یوم عید
ہو گیا - کہ ایک نبی زادہ ذبح ہونے سے بچ گیا - لیکن عید عاشورہ محرم بجائے
عید کے یوم مصیبت قرار پاویگا اسوجہ سے کہ اوس روز ایک نبی زادہ یعنے حسین
سبط رسول ذبح کیا جاویگا - جانورونکی قربانی خبر دیتی تھی کہ جسطرح دہم ذیحجہ کو
گوسفند ذبح کیے جاتے ہین اسیطرح حسین علیہ السلام مع عزیزان و فرزندان و رفیقان
و برادران کے دہم محرم کو مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے جاوینگے - اور قربانی
کے جانورون کے واسطے بےعیب ہونیکی جو شرط ہے اور قید لگائی گئی ہے کہ
گوسفند چھ ماہ سے کم نہو یہ شرط خبر دیتی ہے شہداء کربلا کے مذبوحوں کی کہ اونمین
شش ماہہ شیرخوار بھی ذبح ہوگا اور چھ ماہ سے کم عمر کا کوئی ذبح نہوگا -

ابراہیم علیہ السلام جو حضرت ہاجرہ و حضرت اسمعیل کو صحرا مکہ مین تنہا چھوڑ کر چلے
آئے تو اوسوقت حضرت ہاجرہ نے عرض کی تھی کہ اے ابراہیم ہمکو ایسے مقام
ویران مین کہ جہان نہ کوئی مونس ہے نہ غمگسار کسکے اعتماد پر چھوڑے جاتے ہو
اوسوقت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مین تمکو اوس خداے پاک کے اعتماد پر
چھوڑے جاتا ہون جسنے مجھکو یہان تمہارے چھوڑ جانیکا حکم دیا - یہہ واقعہ
اہل حرم کے اون مصائب کی خبر دیتا تھا کہ جب روز عاشورہ حسین علیہ السلام
اہل حرم سے رخصت آخری کو آئے تو بی بیون نے عرض کی تھی کہ یا ابن رسول اللہ

اس صحرا ہولناک و زمرہ اشقیا میں ہمکو کس بھروسہ پر چھوڑ کر مرنے جاتے ہو اور وقت
حسین علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا تھا کہ میں تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کرتا ہوں اور
اوسیکے بھروسہ پر چھوڑتا ہوں ۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد
جب آفتاب برآمد ہوا اور اسمعیل علیہ السلام شدت تشنگی سے زمین پر ایڑیاں رگڑ
نے لگے اور حضرت ہاجرہ نے کوہ صفا پر کھڑی ہوکر فریاد کی کہ اس صحرا میں کوئی ہمدرد
ہے ۔ یہ واقعہ حسین علیہ السلام کے اوس واقعہ کی خبر دیتا تھا کہ اسیطرح فرزند رسول
صحرائے کربلا میں شدت تشنگی کے سبب آواز استغاثہ بلند کرینگے کہ ہے کوئی مومن جو
ہمکو ایک جام آب پلاوے کہ جگر ہمارا شدت تشنگی سے کباب ہوا جاتا ہے۔
اور حضرت ہاجرہ جو درمیان میدان کوہ صفا و کوہ مروہ کے سات مرتبہ دوڑین
اور اسکے واسطے حالت حج میں سعی کرنے کا ہمیشہ کے واسطے حکم ہوا یہ علامت
حسین علیہ السلام کے اوس واقعہ کی خبر دیتی کہ عاشور محرم کو حسین علیہ السلام
اسیطرح ستر مرتبہ خیمہ گاہ سے مقتل شہداتک عزیزون اور رفیقونکی نعشین اوٹھانے
کو دوڑے تھے ۔ اور بمقام منی جو حاجیونکو بعد ذبیحہ کو قربانی کرنے اور بعد قربانی
دو شب اور دو دن وہان بدبو مین قیام کرنے کا حکم ہے یہ علامت ہے اہلحرم کے
اون مصائب کی جو شہادت حسین علیہ السلام کے بعد اونپر گذرے یعنے بعد شہادت
عمر سعد نے دو شب اور دو روز صحرائے کربلا میں قیام کرکے اپنے کشتونکو جمع کرکے
دفن کیا اور شہدائے کربلا بے دفن و کفن اوس صحرا مین پڑے رہے اونہین نعشہائے
شہدا کے متصل اہلحرم نے بھی دو شب و روز قیام کیا تھا جیسا کہ حاجی لوگ بمقام منی
متصل گوسفندان قربانی دو شب و روز قیام کرتے ہین ۔ اور رسم فدیہ یعنی جانورونکی
قربانی علامت ہے اون فدیونکی جو حسین علیہ السلام نے اکثر عزیز و انصار راہ خدا
مین بروز عاشور بمقام صحرائے کربلا فدیہ دئے تھے ۔ رسم احرام جو حالت حج مین

مقرر ہوئے یہہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے اوس ارادہ کی کہ آپنے جامہ آخری بروز
عاشورہ اپنی خواہر زینب خاتون سے طلب فرماکر زیب تن کیا اور مرنے پر کمر باندھی
اور جانب مقتل روانہ ہوے۔ رسم حلق یعنے سر منڈانا یا ناخن کٹوانا۔ یہہ
علامت ہے حسین علیہ السلام کے اُس مصائب کی کہ بعد شہادت بجاے ناخن
تراشنے کے بجدل ملعون نے آپ کی ایک اونگلی بطمع انگشتری قلم کرڈالی۔
اختتام حج کے وقت محل ہونے کی جو رسم معین ہے کہ پارچہ جات احرام اوتار
ڈالتے ہین یہہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کے خاتمہ کی کہ
حاجی لوگ تو پارچہ احرام کو خود اوتارتے ہین مگر حسین علیہ السلام جو پارچہ
زیب تن کرکے شہید ہوئے تھے اوسکو اشقیا یا امت نے اوتارا اور لوٹا۔
پس یہہ سب رسمین اور ذبح اسمعیل علیہ السلام کا حکم اور بعوض اونکے گوسفند کا
ذبح ہونا اور ہمیشہ کے واسطے رسم قربانی کا مقرر ہونا شہادت حسین علیہ السلام
کی علامتین تھین جو ابتدا سے ظاہر کردی گئی تھین تا لوگ خبردار رہین کہ ایک
دن ایسا واقعہ اس دنیا مین گنہگارونکی شفاعت کے واسطے واقع ہونیوالا ہے
جو لوگ ایمان لاوینگے اور پیروی کرینگے اور اعانت و طرفداری کرینگے حسین
علیہ السلام کی اور شہادت حسین کو ذریعہ نجات قبول کرینگے وہ پاپ سے جیسے گنہگارون
بعوض خون حسین ضرور نجات پاوینگے جیساکہ اسمعیل علیہ السلام نے بوسیلہ فدیہ ذبح
ذبح ہونے سے نجات پائی۔ اور یہ پورا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے ہوگا۔

تنقیح نمبر بست وسوم

مجموعہ تورات کتاب یسعیاہ باب ۵۳ مین ایک بزرگ کے بے جرم
وخطا ذبح ہونیکا تذکرہ ہے اور اس شہادت کا انجام بتایا گیا

مجموعہ توریت و انجیل کے کتب آسمانی ہونے مین تو جائے کلام نہین مگر احکام اونکے
بوجہ نزول فرقان واجب العمل نہین رہے۔ اور باعث تحریف یہہ کتابین قابل
اعتبار نرہین۔ تاہم تحریف سے یہہ غرض نہین ہے کہ ساری کتاب مضمون بدلکے
کوئی مضمون جدید تصنیف کیا گیا ہو بلکہ تحریف کا مطلب اسقدر ہے کہ بعض
جملہ اسطرح پر تغیر و تبدل کئے گیے ہین کہ جن سے اصل مطلب پوشیدہ رہجاتا ہے
ظاہر نہین ہونے پاتا مثلاً کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ و ۱۹ کا مضمون مندرجہ
ذیل قابل غور ہے۔

اور خداوند نے مجھے کہا کہ انھون نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ مین اونکے لیئے اونکے
بھائیون مین سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منھ مین ڈالونگا
اور جو کچھ مین اوسے فرماؤنگا وہ سب اونسے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری
باتونکو جنھین وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا۔

موسی علیہ السلام نے یہہ خبر جناب محمد صلعم کے مبعوث برسالت ہونے کی دی تھی۔ اور
اسمین آنحضرت کا نام بھی ظاہر کیا تھا مگر یہود نے اسقدر تحریف کردی کہ نام نکال ڈالا
جسکے سبب سے خلق اللہ دھوکے مین پڑی ہوئی ہے اگرچہ آنحضرت کا نام اس
خبر سے نکال ڈالا گیا تاہم اسقدر تو ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نبی کے مبعوث برسالت ہونیکی
خبر ہے اور وہ نبی مثل موسی علیہ السلام کے ہوگا اور اوسپر وحی نازل ہوگی
نزول وحی کا ثبوت اس جملہ سے ہوتا ہے کہ مین اپنا کلام اوسکے منھ مین ڈالونگا
اور وہ میرا نام لیکر کہیگا پس مثل موسی علیہ السلام کے کہ جسپر وحی نازل ہوئی ہو
بجز جناب محمد صلعم کے آجتک کوئی نبی پیدا نہین ہوا تو گو اس خبر مین سے آنحضرت
کا نام نکال ڈالا گیا ہے تاہم اس خبر سے آپ کی نبوت کی صداقت تو ہو جاتی ہے
اور منکرونکے واسطے ایک دلیل تو قایم ہوتی ہے۔ اسیطرح مجموعہ توراۃ کتاب

یسعیاہ باب ۵۳ - مین حسین علیہ السلام کا پورا واقعہ لکھا ہے مگر نام نکال ڈالا گیا ہو
تاہم اس پیش خبری کا مصداق بجز حسین علیہ السلام کے آجتک کوئی دوسرا - اس روئے
دنیا پر پیدا نہین ہوا - اسلیئے شہادت حسین کا ذریعہ نجات ہونا جب اس پیش خبری
سے ظاہر ہوتا ہے تو گو نام نہین ہے - مگر آجتک کوئی دوسرا مصداق اس پیش
خبری کا بجز حسین کے جب پیدا نہین ہوا تو منکرین کے سکوت کے واسطے یہہ
پیش خبری ایک دلیل واضح ہے - اسپر بھی اگر منکرونکو انکار ہوگا تو اونپر اس
بات کا ثابت کرنا واجب ہوگا کہ وہ کون بزرگ ہین جنکے حق مین یہہ پیش خبری
ہے - کتاب یسعیاہ باب ۵۳ کی بجنسہ نقل ذیل مین کیجاتی ہے -

۱ - ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا - اور خداوند کا ہاتھ کسپر ظاہر ہوا - ۲ - وہ
اوسکے آگے کوپل کیطرح پھوٹ نکلا ہے - اور اوس جڑ کے مانند جو خشک زمین سے
نکلتی ہو - اوسکے ڈیل وڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اوسپر نگاہ
کرین اور کوئی نمائش بھی نہین کہ ہم اوسکے مشتاق ہووین - ۳ - وہ آدمیون مین
نہایت ذلیل وحقیر تھا - وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا - لوگ گویا اوس سے
روپوش تھے - اوسکی تحقیر کی گئی اور ہمنے اوسکی کچھ قدر نجانی - ۴ - یقیناً اوسنے
ہماری مشقتین اوٹھالین - اور ہمارے غمونکا بوجھہ اپنے اوپر چڑھایا - پر ہمنے
اوسکا یہہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے - ۵ - پر وہ ہمارے
گناہونکے سبب سے گھائل کیا گیا - اور ہماری بدکاریونکے باعث کچلا گیا -
ہماری سلامتی کے لیئے اوسپر سیاست ہوئی تاکہ اوسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہون
- ۶ - ہم سب بھیڑونکی مانند بھٹک گئے ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا -
پر خدا نے ہم سب کی بدکاری اوسپر لادی - ۷ - وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ
ہوا - تو بھی اوسنے اپنا منھہ نہ کھولا - وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور جیسے

بھیڑ اپنے بال کترنے والونکے آگے بیزبان ہے اوسیطرح اوسنے اپنا مونہہ نہ کھولا
۸- اندہ اوسکے اوپر سے حکم کرکے اوسے لے گئے پر کون اوسکے زمانہ کا ذکر کریگا کہ وہ
زندوںکی زمین سے کاٹ ڈالا گیا - میرے گروہ کے گناہ ہونکے سبب اوسپر مار پڑی
۹- اوسکی قبر بھی شریرونکے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اپنے مرنے کے بعد وہ دولتمند کے
ساتھ وہ ہوا - کیونکہ اوسنے کسیطرح کا ظلم نہ کیا - اور اوسکے منہ مین ہرگز چھل نہ تھا
۱۰- لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے اوسنے اوسے غمگین کیا - جب اوسکی جان
گناہ کے لئے گذرانی جاوے - تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا - اور اوسکی عمر دراز ہوگی
اور خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلہ سے بر آویگی - ۱۱- اپنی جان کا دکھ اوٹھا کے
وہ اوسے دیکھیگا اور سیر ہوگا - اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتونکو راستباز
ٹھہراویگا - کیونکہ وہ اونکی بدکاریان اپنے اوپر اوٹھالیگا - ۱۲- اسلیئے مین اوسے
بزرگونکے ساتھ ایک حصہ دونگا - اور وہ لوٹ کا مال زور آورونکے ساتھ بانٹ
لیگا - کہ اوسنے اپنی جان موت کے لیئے اونڈیل دی - اور وہ گنہگارونکے درمیان
شمار کیا گیا - اور اوسنے بہتونکے گناہ اوٹھا لیئے - اور گنہگارونکی شفاعت کی -

ایکہزار تین سو چھپن برس قبل از وقوع شہادت امام حسین علیہ السلام کے یہہ خبر نبی نے
دی ہے جسکی نقل حرف بحرف کتاب یسیاہ نبی مشمولہ کتاب مجموعہ توراۃ سے کی
گئی ہے - جو چاہے اصل کتاب سے مقابلہ کرلے -

اب مین اس پیشین خبری کے ہر ایک جملہ کی ذیل مین توضیح اور تشریح کرتا ہون ہر
آیت کی نقل موٹے حرفون مین لکھی جاتی ہے اور تشریح اوسکی باریک حرفون مین -

پہلی آیت کا جملہ اول - ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا -

بنی آدم مین بنی اسرائیل کو خدا نے برگزیدہ کیا تھا اور دینی کے قوم کے لوگ

مبعوث برسالت ہوئے۔ لیسعیاہ نبی پرجب پروردگار عالم نے حسین علیہ السلام کی پیدائش اور شہادت کا واقعہ ظاہر کیا تو وہ افسوسناک ہوئے اور حالت یاس مین فرمانے لگے کہ ہمارے پیغام پہ کون اعتقاد لایا ہے یعنے بنی اسرائیل کو خدا نے برگزیدہ کیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے نبی آخرالزمان کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر دی۔ لیکن باوجود اس عزت افزائے اور برگزیدگی کے بنی اسرائیل نبی آخرالزمان کی رسالت پر ایمان نہ لاوینگے اور غیر قومین ایمان لاوینگی۔ لہذا اس حالت تاسف مین نبی فرماتے ہین کہ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا یعنے خبر تو دی گئی تھی بنی اسرائیل کو اور ایمان لائین غیر قومین پس اس جملہ سے نبی نے اپنا تاسف ظاہر کیا ہے۔

پہلی آیت کا جملہ دوم۔ اور خداوند کا ہاتھ کسپر ظاہر ہوا

دست خدا کا اشارہ علی ابن ابیطالب کیطرف ہے کیونکہ یداللہ آپکا لقب ہے۔ پس نبی حالت استعجاب مین فرماتے ہین کہ بنی اسرائیل کی نافرمانی کے سبب جب غیر قومین نبی آخرالزمان کی رسالت پر ایمان لاوینگی تو اونھین کے اوپر خدا کا ہاتھ بھی ظاہر ہوگا یعنی حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام پیدا ہونگے۔

دوسری آیت کا جملہ اول۔ وہ اوسکے آگے کونپل کی طرح پھوٹ نکلا ہے

یہ اشارہ حسین علیہ السلام کی پیدائش کا ہے۔ لفظ وہ کا اشارہ تو حسین علیہ السلام کیجانب ہے اور لفظ اوسکے سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہین جسکا مطلب یہ ہی کہ وہ یعنے حسین اوسکے آگے یعنے حضرت علی علیہ السلام کے آگے کونپل کیطرح پھوٹ نکلے۔

جسطرح درخت سے کونپل پھوٹتی ہے اوسیطرح وہ موعود کہ جسکا ذکر نبی اس پیشین خبری
مین کرتے ہین صلب حضرت علی علیہ السلام سے پیدا ہوگا - اصل مطلب اس جملہ کا
یہہ ہوا کیونکہ آیت اول میں ہے کہ خدا کا ہاتھ منکشف ظاہر ہوا اور دست خدا سے مراد
علی ہین اور لفظ اونکے سے کا اشارہ اوس دست خدا کی جانب ہے یعنی اوسکے
آگے کیلئے آگے بڑھ کر آگے - وہ موعود ایسا پیدا ہوگا جسطرح درخت مین کونپل
پھوٹتی ہے - اور تفسیر سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے وہ موعود یعنے
حسین علیہ السلام پیدا ہوئے - پس اس پیشین خبری مین اوسی موعود کے پیدا ہونے کی
خبر دی گئی ہے جو بنی آدم کی نجات کا ذریعہ مانا گیا ہے جسکا ثبوت آیات مابعد
سے ہوتا ہے -

دوسری آیت کا دوسرا جملہ اور اوس جڑ کی مانند جو خشک زمین سے نکلتی ہو

خشک زمین مین جو کسی درخت کی جڑ ہوتی ہے اوسمین کونپل نہین پھوٹا کرتی جب
تک وہ زمین پانی سے سیراب نہو - اسیطرح جس عورت کو حیض نہین ہوتا اوسکے
بطن مین نہ نطفہ قیام پکڑتا ہے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور جناب فاطمہ زہرا
کثافت حیض و آلودگی ہاے دیگر سے طیب و طاہر تھین - پس اس آیت مین
نبی نے ظاہر کیا ہے کہ وہ موعود اوس بطن طیب و طاہر سے پیدا ہوگا جو کثافت
حیض و آلودگی ہاے دیگر سے طیب و طاہر ہوگا - دوسرا مطلب اس آیت سے
یہہ ہے کہ جسطرح خشک زمین مین کسی درخت کی جڑ قدرت الٓہی سے بغیر پانی
سرسبز و شاداب ہوتی ہے - اسیطرح وہ موعود پیدا ہوکر پرورش پاویگا
یہہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ حسین علیہ السلام شش ماہہ پیدا ہوئے ہین

اور جو بچہ شش ماہہ پیدا ہوتا ہے وہ زندہ نہین رہتا۔ اس دنیا مین بجز دو بزرگون کے تیسرا شش ماہہ پیدا ہوکر زندہ نہین رہا۔ اونمین سے ایک حسین علیہ السلام ہین اور مولود ثانی مین اختلاف ہے بعضون نے لکھا ہے کہ جناب یحییٰ نبی شش ماہہ پیدا ہوئے تھے اور جلاء العیون مین جناب مسیح کا شش ماہہ پیدا ہونا درج ہے پس جسطرح خشک زمین سے کسی درخت کا سرسبز وشاداب ہونا قابل تعجب سمجھا جاتا ہے اسیطرح اوس موعود یعنے حسینؑ کا شش ماہہ پیدا ہوکر زندہ رہنا قابل تعجب ہے یعنی جسطرح خشک زمین سے کسی درخت کی جڑ سرسبز وشاداب ہوتی ہے اوسیطرح وہ موعود شش ماہہ پیدا ہوکر زندہ رہیگا۔ تیسرا مطلب اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسینؑ جب پیدا ہوئے تھے تو جناب سیدہ کے دودھ بالکل نتھا اور جسطرح خشک زمین مین بیج درخت کا سرسبز وشاداب ہونا قابل حیرت ہے اسیطرح کسی مولود کا بغیر شیر مادر زندہ رہنا مشکل ہے پس جسطرح خشک زمین سے درخت کی جڑ سرسبز وشاداب ہوتی ہے اسیطرح اس موعود کا نام حسینؑ کا بے شیر مادر زبان رسول خدا صلعم چوس کر پرورش پانیکا بھی اس آیت مین اشارہ کرتے ہین

دوسری آیت کا تیسرا جملہ اوسکے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اوسپر نگاہ کرین اور کوئی نمایش بھی نہین کہ ہم اوسکے مشتاق ہون

اس جملہ مین حسین علیہ السلام کی مظلومی کیجانب اشارہ ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ موعود مثل رستم و اسفندیار وغیرہ پہلوانان نامی کے نہ بہت بڑا پہلوان شہرت یافتہ ہوگا نہ خوبصورتی مین مثل یوسف علیہ السلام کے بے مثل ہوگا کہ لوگ اوسکے دیکھنے کے مشتاق ہون اور نہ کوئی ظاہری نمایش اوسمین مثل سلاطین کے ہوگی کہ جسکے دیکھنے کا کوئی

غضبناک ہوئے

تیسری آیت کا پہلا جملہ "وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا"

یہ جملہ خبر دیتا ہے امت محمدی و اصحاب محمدی کی بیوفائی اور وصیت رسول اللہ صلعم کی نافرمانی کا۔ امیر معاویہ جب واسطے یزید کی بیعت لینے مدینہ منورہ میں آئے تو اہل مدینہ واسطے استقبال کے گئے اور اُن میں حسین علیہ السلام بھی تھے۔ امیر معاویہ حسین علیہ السلام کو دیکھکر غضبناک ہوئے۔ اور بہ ترشروئی کہنے لگے اے بھائی تیری عداوت کو میں خوب پہچانتا ہوں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے معاویہ اپنی زبان کو روک میں ان کلمات سخت کا سزاوار نہیں ہوں جو تو کہتا ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تم انھیں سخت کلمات کے لائق ہو بلکہ ان سے زیادہ بدتر کلام کے لائق ہو۔ تم جو چاہتے ہو خدا اوسکے خلاف چاہتا ہے پس اس جملہ میں جو اشارہ "وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا" ظاہر کرتا ہے اس بات کو کہ جناب رسالتمآب صلعم نے انھیں حسین کے حق میں فرمایا تھا کہ یہ سردار ہیں جوانان بہشت کے۔ اور امت کو وصیت کی تھی کہ یہ میرے اہلبیت ہیں انکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا۔ اور پروردگار عالم نے انھیں حسنین کی محبت امت پر واجب کی تھی اور آیہ قل لا اسئلکم نازل فرمایا تھا۔ بعد وفات حضرت صلعم امت حسین کی یہ قدر رہی کہ امیر معاویہ نے بوجہہ انکار بیعت یزید کلمات سخت کہے۔ اور سب اصحاب دیکھتے رہے اور حسین علیہ السلام کی کچھہ اعانت نہ کی اسکی نسبت پیشینگوئی نے ظاہر کیا کہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا اگر ذلیل و حقیر امت کی نظروں میں نہوتے تو امیر معاویہ کو نہ جرأت سخت کلامی کی ہوتی نہ اصحاب رسول و انصار مدینہ اس ہتک کو دیکھ سکتے۔

تیسری آیت کا جملہ دوم۔ وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا

پہلا صدمہ رنج وغم حسین علیہ السلام کو اون اصحاب رسول سے پہونچا کہ جنھون نے
حضرت علی علیہ السلام کو حکومت ظاہری سے محروم کرکے خود خلیفہ بن بیٹھے اور امت
گمراہی مین پڑی۔ دوسرا صدمہ یہ پہونچا کہ مسلمانون ہی کی سازش سے حضرت
علی علیہ السلام شہید ہوئے۔ تیسرا صدمہ یہ پہونچا کہ امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید
ہوگئے اور امام حسین علیہ السلام تنہا رہ گئے اس تنہائی مین چوتھا صدمہ یہ پہونچا
کہ امیر معاویہ نے سخت کلامی کی اور کسی نے آپکی اعانت نہ کی۔ پانچوان صدمہ یہ
ہوا کہ وفات معاویہ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اوسنے ولید حاکم مدینہ کو لکھا
کہ حسین سے میری بیعت لو اگر انکار کرین تو قتل کرو مگر حضرت حسین علیہ السلام نے بیعت سے انکار کیا اور
ترک وطن کرکے مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے اور ترک وطن اور جدائی روضہ رسول خدا اور جدائی قبر فاطمہ زہرا
کا صدمہ اوٹھانا پڑا چھٹا صدمہ یہ ہوا کہ مکہ معظمہ مین بھی آپکو چین نہ لینے دیا اور یزید نے
چھپا کے ایک گروہ قتل حسین علیہ السلام کیواسطے بھیجا امام حسین کو مجبوراً جانب عراق ہجرت
کرنی پڑی۔ ساتوان صدمہ یہ ہوا کہ صحرائے کربلا مین جوان فرزند شیرخوار بچہ جوان بھائی
بھتیجے بھانجے یاور وانصار سب حضرت کی آنکھون کے سامنے ذبح کئے گئے اور انجام مین
بیبیون کو بے مونس وغمخوار دشمنان دین کے نرغہ مین چھوڑکر آپ کو بھی شربت شہادت
نوش کرنا پڑا۔ انھین رنج وغم کی نسبت نبی نے اس جملہ مین خبر دی ہے۔

تیسری آیت کا تیسرا جملہ لوگ گویا اوس سے روپوش تھے اوسکی تحقیر کی گئی اور ہم نے اوسکی کچھ قدر نہ جانی۔

اس جملہ مین نبی ظاہر کرتے ہین کہ باوجود اس تحقیر کے کہ جسکا ذکر جملہ اول و جملہ دوم

آیت نمبر ۱ کی توضیح مین لیا گیا ہے امت محمدی کے لوگ حسین علیہ السلام کو ہجرت کرتے ہوئے دیکھینگے مگر حسین علیہ السلام کی امانت سے کنارہ کشی اختیار کرینگے اور حسین علیہ السلام کی کچھ قدر نکرینگے گویا کہ وہ حسین علیہ السلام کی تحقیر اور شہادت اور ہجرت اور اہلحرم کی اسیری سے کہ جو باعث حقارت تھا بیخبر تھے اس روگردانی پر نبی نے افسوس ظاہر کیا ہے۔

چوتھی آیت یقیناً وہ سنینگے ہمارے متعلقین اور ہمالین اور ہمارے عمو نکا بوجھ لے لینگے اور چڑھا یا پر ہینگے اوسکا پھل سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہو

رسولخدا صلعم کے وسیلہ سے جو شریعت امت محمدی کو ملی تھی اوسکی حفاظت اور اوسپر عمل کرنا ساری امت کے ذمہ تھا مگر امت نے شریعت کی حفاظت اور اسپر عمل کرنے سے بے پروائی او غفلت کی اور اپنا امام اور پیشوا ان لوگون کو بنایا جو قابل امامت نہ تھے اور یزید کی خلافت پر سب نے اجماع کرکے اوسکو اپنا امام بنایا۔ اور یزید نے امام بنکر شراب خواری اور زنا اور لواطت اور حقیقی بھائی بہن کا عقد و سودخواری وغیرہ منہیات شرعی کو رواج دیا اور سب دیکھتے رہے حفاظت شریعت اور مخالفت یزید پر کوئی آمادہ نہین ہوا اور حسین علیہ السلام نے امت کی ان معصیون کا بار اپنی گردن پر لیا یعنے حفاظت شریعت کا بار کہ جسکا تحفظ ساری امت پر واجب تھا۔ اسپر بھی امت نے حسین علیہ السلام کی کچھ قدر نہ کی اور اونکو بوجہ مخالفت یزید امام وقت کا مخالف سمجھا۔ اس واقعہ کیجانب نبی نے اس آیت مین خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا

پانچوین آیت پر وہ ہمارے گناہونکے سبب گھائل کیاگیا۔ اور ہماری بدکاریونکے باعث کچلا گیا۔ ہماری سلامتی کے لیئے اوسپر سیاست ہوئی تاکہ اوسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہون

اس آیت مین خبر دی گئی ہے۔ کہ جب امت محمدی تحفظ شریعت مین لاپرواہی اور غفلت کرکے گنہگار ہوگی اور اونکے گناہونکے سبب تحفظ شریعت کا بار وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام اپنی گردن پر لینگے تو اس سبب سے دہ گھائل یعنے نیزہ و شمشیر سے زخمی کیئے جاوینگے۔ اور امت محمدی جو گمراہی مین پڑکر نا اہلون کو دین اسلام کا امام بناوینگے اور ان نا اہلونکی حکومت سے دین اسلام و شریعت اسلام مین خلل پیدا کرینگی اور اپنی خود رائی اور قیاسات پر دار و مدار ایمان کا رکھینگی۔ اونکی ان بدکاریون سے ایماندارونکے بچانے کے لیئے وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام جب مستعد ہونگے تو کچلے جاوینگے یعنے قتل ہونگے اور نعش اونکی سم اسپان سے پامال کیجاویگی۔ اور جملہ سوم مین جو خبر ہے کہ ہماری ہی سلامتی کے لیئے اوسپر سیاست ہوئی اسکا مطلب یہہ ہے کہ اوس موعود یعنے حسین علیہ السلام پر جسقدر ظلم ہونگے رہنمائی اور ہدایت امت کے واسطے تاکہ اوسکے مارکھانے سے ہم چنگے ہون یعنے ہماری ہدایت اور رہنمائی کے واسطے بغرض حفاظت شریعت اوس موعود یعنے حسین علیہ السلام پر جو ظلم وستم ہونگے اونکے سبب شریعت اسلام تاقیامت قائم رہیگی اور امت ہدایت پاویگی اور یہہ ہدایت بوجہہ حسین علیہ السلام ایمانداراونکی نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور دین اسلام اسکے سبب سے تا قیامت قایم رہیگا۔ اسیوجہہ سے شہادت حسین علیہ السلام نجات امت کا باعث قرار پائی ہے۔

چھٹی آیت ہم سب بھیڑونکے مانند بھٹک گئے ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوند نے ہم سبھون کی بدکاری اوسپر لادی ۔

بھیڑونکے گلہ مین جب کوئی چرواہا نہین ہوتا جیطرف جسکا منھ اوٹھتا ہے چلی جاتی ہے ۔ رسولخدا صلعم کے مرتے ہی لوگ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے اور ہر شخص خلافت کا دعویدار تھا اسکی بابت جملہ اول مین اشارہ ہے کہ ہم سب بھیڑونکے مانند بھٹک گئے یعنے نعش آنحضرت کو بے گور و کفن چھوڑ دینگے اور علی ابن ابیطالب جانشین پیغمبر و خلیفہ برحق سے برگشتہ ہو کر گمراہی اختیار کرینگے ۔ اور جملہ دوم کا اشارہ اختلاف مذہبی کیجانب ہے یعنے حضرت علی علیہ السلام سے برگشتہ ہو کر بطلب ریاست و حکومت فتنہ و فساد برپا کرینگے اور پیشوا بنکر لوگونکو گمراہ کرینگے جیسا کہ سورہ محمد و سورہ انعام و سورہ مائدہ و سورہ فرقان مین پیش خبری ہوئی ہے جسکی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے اسکی بابت نبی نے جملہ دوم مین ظاہر کیا ہے کہ ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا یعنے شریعت کی راہ مستقیم ترک کر کے اور حضرت علی علیہ السلام سے منحرف ہو کر لوگ بطلب ریاست و حکومت گمراہ ہو جاوینگے اور اپنے اپنے طریقہ جدا جدا قایم کر کے ایک مذہب کے چند مذہب بناوینگے ۔ اور اس گمراہی اور اختلاف مذہبی کا نتیجہ نبی نے جملہ سوم مین ظاہر کیا ہے ۔ کہ اون گمراہونکی اور بدکاریونکا بار اوس موعود کو اوٹھانا پڑیگا کون سا موعود یعنے حسین علیہ السلام کو اور کیسی بدکاریان یعنے طلب ریاست و حکومت کے سبب جو احکام شرعی کی

نافرمانی کرینگے اور اس نافرمانی کے سبب اختلاف مذہبی پیدا ہوگا تو لوگونکو حق و ناحق کا تمیز مشکل ہوگا جسکے انجام مین نجات سے محروم ہونگی لہذا خدا اوس موعود کو واسطے رہنمائی و ہدایت امت کے ظاہر کریگا اور اوسکے ذریعہ سے ہمیشہ کیواسطے حق و ناحق کی تمیز کا ذریعہ لوگونکو حاصل ہوگا

ساتوین آیت کا پہلا جملہ وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا تو بھی اوسنے اپنا منھہ نہ کھولا۔

آیت ششم کے جملہ اخیر کی توضیح مین جو ظاہر کیا گیا ہے کہ جب وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام امت کی بدکاریون کے سبب رہنمائی و ہدایت کے بار کو اپنے اوپر بحکم الٰہی اوٹھاوینگے تو اوسکی عوض وہ بہت ستائے جاوینگے اور اونکو شدید رنج و غم پہونچایا جاویگا اور وہ سب برداشت کرینگے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اور جبکہ سب نے دیکھہ لیا کہ خلافت یزید مین شریعت اسلام نیست و نابود ہوئی جاتی تھی حسین نے بنظر حفاظت شریعت بیعت یزید سے انکار کیا اور اس انکار بیعت کے سبب فوج یزید نے حضرت کے نوعمر اور جوان اور شیر خوار بچون و برادرون و برادرزادون وبھانجون کو تیغ جفا سے ذبح کیا کہ جسکے سبب سے حسین علیہ السلام بدرجہ غایت غمزدہ ہوے مگر آپنے بجز شکر الٰہی کے بیعت یزید کا اقرار نکیا اوسیکا اظہار اس آیت مین کیا گیا ہے۔ کہ وہ بہت ستایا جاویگا جسکا مطلب یہ ہے کہ تمامی عزیز و انصار اوسکی آنکھونکے سامنے شہید ہونگے۔ پھر لکھا ہے کہ وہ غمزدہ ہوا اسکا مطلب یہ ہے کہ ان مصائب شدید کے سبب اوسکو رنج عظیم پہونچیگا۔ پھر لکھا ہے کہ تو بھی اوسنے اپنا منھہ نہ کھولا یعنی باوجود گذرنے ایسے مصائب عظیم کے بھی وہ صبر اور شکر کریگا۔ اور بیعت یزید کا اقرار نکریگا۔ منھہ نہ کھولنے کا اشارہ

بیعت یزید کیجانب ہے۔

ساتوین آیت کا دوسرا جملہ۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والونکے آگے بے زبان ہی۔ اوسیطرح اوسنے اپنا مُنہ نہ کھولا

اس جملہ مین نبی نے ظاہر کیا ہی کہ جسطرح بھیڑ اپنے ذبح کرنیوالے کے آگے مجبور ہوتی ہی اور اپنے بال کترنیوالے کے آگے بوجہ مجبوری سکوت کرتی ہی اسیطرح وہ موعود یعنے حسینؑ کوفیون اور شامیونکی کثرت کے سبب مثل بھیڑ کے مجبور اور بے بس ہونگے مگر اس بے بسی اور مجبوری کے سبب بھی وہ اپنا مُنہ نہ کھولینگے یعنی بیعت یزید کا اقرار نکرینگے۔

آٹھوین آیت۔ ایذا دیکے اور اوسپر حکم کرکے وہ اوسے لے گئے پر کون اوسکے زمانہ کا ذکر کریگا کہ وہ زندگی زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گروہ گناہون کے سبب اوسپر مار پڑی

جب حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوچ کرکے جانب عراق روانہ ہوئے تھے تو جب دو منزل کے قریب کو نہ رہ گیا۔ تو حُر ابن ریاحی مع بارہ ہزار سوار کے آپکے سدراہ ہوئے اور عرض کی کہ عبیداللہ ابن زیاد نے مجھکو متعین کیا ہے کہ آپ کو گرفتار کرکے اوسکے پاس لیجاؤن۔ اور حُر نے آپ کو گھیر کر صحرائے کربلا تک پہونچایا۔ اسکی بابت جملہ اول مین نبی اشارہ کرتے ہین کہ اوسپر حکم کرکے

لے گئے اور جلہ دوم وسوم مین نبی نے اپنا تاسف ظاہر کیا ہے کہ جب وہ موعود
یعنے حسین علیہ السلام شہید ہوجاوینگے تو اونکے اس واقعہ شہادت کا ذکر اسطور پر
کہ بوجہ گناہان امت بغرض شفاعت امت آپ شہید ہوئے کون کریگا۔
کیونکہ اوس زمانہ کے کل مسلمان بوجہ سعیت یزید باستثنا بعض کے حسین علیہ السلام
کے دشمن تھے اور یہہ دشمنی زمانہ دراز تک قایم رہی اور محبان حسین بوجہ
ذکر حسین بکثرت قتل ہوئے اور آجتک دشمنان حسین اس کوشش سے
غافل نہین ہین کہ جسطور سے ہوسکے ذکر شہادت حسین ومجالس عزاء حسین کو
بند کرنا چاہئے۔ نبی کو بذریعہ الہام ان واقعات سے اطلاع ہوئی جسکی نسبت
وہ افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہین کہ کون اوسکے زمانہ کا بیان کریگا یعنے ہر طرف
تو دشمن ہی دشمن ہونگے پھر اوس موعود کے زمانہ شہادت کا واقعہ دشمنون کے
ظلم اور سختی اور مزاحمت کے سبب راست راست کون بیان کریگا کہ وہ گنہگارونکی
نجات کے واسطے قتل کیے گئے اور نجات گنہگاران کے لیے اونہون نے مصائب
عظیم برداشت کئے۔

نوین آیت۔ اوسکی قبر بھی شریرون کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اپنے مرنے کے بعد دولتمندونکے ساتھ وہ ہوا۔ کیونکہ اوسنے کسیطرحکا ظلم نہ کیا۔ اور اوسکے منہ مین ہرگز چھل نہ تھا

جملہ اول مین بطور تمثیل اسبات کا اشارہ کیا گیا ہے کہ اوسکی قبر شریرون کے درمیان
ٹھہرائی گئی مطلب اسکا یہہ ہے کہ وہ بالزام انکار سعیت امام وقت قتل کیا
جاویگا اور وہ گنہگار ومنکر امام وقت قرار دیا جاویگا اور شریرون مین شمار

کیا جاویگا لیکن وہ بعد قتل بڑا ذی رتبہ اور صاحب کمال - اور خاصان خدا
مین شمار ہوگا - کیونکہ دوسرے جملہ مین جو دولتمندونکے شامل ہونے کا
اشارہ ہے - یہہ بالکل بے موقع ہے کیونکہ قبر کو دولتمندون سے کیا نسبت
اصلی مطلب لفظ دولتمند سے یہی ہے کہ اوسکا شمار خاصان آلہی مین ہوگا
کیونکہ متوفی کو دولتمندی سے کیا تعلق - اور جملہ اول ودوم کی جو توضیح مین
نے کی ہے اوسکی تائید جملہ سوم وچہارم سے ہوتی ہے - جسمین لکھا ہے
کہ اوسنے کسیطرحکا ظلم نہ کیا - اسوجہہ سے وہ بعد مردن دولتمندونکے ساتھ
ہوا - جسکا مطلب یہہ ہے کہ بیعت یزید سے اوسکا انکار باعث گناہ نہوگا کہ
اوسکا شمار شریرون مین ہو - اور جملہ چہارم مین ہے کہ اوسکے منہ مین چھل
نہ تھا - یعنے وہ براہ مکر یا طمع بیعت یزید سے انکار نکریگا کہ شریرون مین
شمار کیا جاوے - بلکہ وہ بنظر تحفظ شریعت واستحکام دین بیعت یزید سے انکار
کریگا اسلیئے اوسکا شمار خاصان آلہی مین ہوگا - چنانچہ اسکا ثبوت ابو شکور
سلمی بحاشیہ شرح عقاید نسفی کی تحریر وحجت الاسلام امام غزالی وصاحب
شرح فقہ اکبر وابن حجر مکی کے اون اقوال سے ہوتی ہے کہ جو تنقیح نمبر پنجم
مین نقل ہوے ہین اور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول کی
نقل تنقیح نمبر یازدہم ودوازدہم مین کی گئی کہ حسین قتل ہوے اپنے
نانا کی تلوار سے

دسوین آیت - لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے - اوسنے
اوسے غمگین کیا جب اوسکی جان گناہ کے لیے گذرانی جاوے
تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا - اور اوسکی عمر دراز ہوگی - اور

خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلے برآویگی -

جملہ اول مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام انتہائے درجہ رنج و مصیبت اوٹھا کر شہید ہوگا - کیونکہ پروردگار عالم کو یہی پسند آیا کہ نزول رحمت و شفاعت گنہگاران کے واسطے اسی ذریعہ کو قایم فرماوے اور جملہ سوم و چہارم مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام درجہ شہادت حاصل کرنیکے بعد اپنی نسل کو دیکھینگے - اور عمر اونکی دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اونکے وسیلے سے برآویگی - نسل سے مراد ہے اولاد اور مطیع و فرمانبردار ذوجہ کا مطلب یہ ہے کہ بعد شہادت اپنے اور اپنے عزیزون اور رفیقون کے خون اور مصائب عظیم کے معاوضہ مین وہ اپنی اولاد اور اپنے محبون اور فرمانبردارون اور معتقدون کی شفاعت درگاہ الٰہی سے کرا دینگے - اور درازی عمر سے یہ مطلب ہے کہ یہ ذریعہ نجات تا قیامت قایم رہیگا -

گیارہوین آیت اپنی جان ہی کا دکھ اوٹھا کے وہ اوسے دیکھیگا اور سیر ہوگا - اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتونکو راستباز ٹھہراویگا - کیونکہ وہ اونکی بدکاریان اپنے اوپر اوٹھالیگا

جملہ اول کا تو یہ مطلب ہے کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام مصائب شدید برداشت کرکے اور تین دن کی بھوک و پیاس مین اپنا گلا شل گوسفندان قربانی کٹوا کر اپنی اولاد اور مطیع اور فرمانبردارون اور محبون اور معتقدونکی نجات کیجانب سے اطمینان حاصل کرینگے - دیکھنے اور سیر ہونے کی غرض ہے مطمئن ہونا - یعنے

اپنی شہادت کی مصیبت کے عوض مین نجات محبان و فرمانبرداران و معتقدان مطیعان و اولاد کی نجات کا آپ کو اطمینان حاصل ہوگا۔ اور جملہ دویم کا یہ مطلب ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ گمراہونکی رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ ہوگا۔ اور اکثر منافق اور مرتد اس واقعہ شہادت کے حالات سُنکر استبانا اور مومن ہوجاوینگے چنانچہ اسکا ثبوت اظہر من الشمس ہے کہ مجالس عزا مین ذکر شہادت حسین علیہ السلام کی سماعت کے سبب شیعونکی کثرت بہت زیادہ ہوگئی جسکا اقرار مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری کے دیباچہ مین کرتے ہین جسکی نقل تنقیح نمبر بست و یکم مین ہوچکی ہے اور سارا زمانہ جانتا ہے کہ زمانہ اختتام خلافت بنی عباس تک شیعہ بے حد و بے حساب قتل ہوئے ہین۔ پھر بھی اونکی کثرت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور منافق و مرتد شہادت حسین علیہ السلام کے واقعات سنکر اور ان واقعات کی اصلیت سے واقف ہونے پر راست باز ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور جملہ سوم کا یہ مطلب ہے کہ حسین علیہ السلام یہ سارے مصائب گنہگاران امت ہی کیواسطے اوٹھاوینگے اسلئے وہ اپنے محبون اور معتقدون اور فرمانبردارونکی نجات کا ذریعہ قرار پاوینگے۔

بارہوین آیت۔ اسلیئے مین اوسے بزرگونکے ساتھ ایک حصہ دونگا اور وہ لوٹ کا مال زورآورونکے ساتھ بانٹ لیگا کہ اوسنے اپنی جان موت کے لیئے اونڈیل دی۔ اور وہ گنہگارونکے درمیان شمار کیا گیا۔ اور اوسنے بہتونکے گناہ

اوٹھا لیئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی

جملہ اول مین جو لفظ بزرگون کا ہے اور جملہ دوم مین لفظ زورآورونکا ان دونون لفظون سے مراد انبیا سے ہی اور جملہ دوم مین جو لفظ لوٹ کے مال کا ہے اس سے مراد رحمت الٰہی ہے پس جملہ سوم مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنی حسین علیہ السلام بنظر تحفظ دین وتحفظ شریعت اپنی شہادت کو بخوشی و رضامندی قبول کرینگے اور اس تحفظ دین وتحفظ شریعت مین وہ اس درجہ مصائب شدید برداشت کریگا کہ ابتداے پیدایش دنیا سے کسی انسان نے برداشت نہین کیئے لہذا پروردگار عالم اوسکو انبیا کے ساتھ ایک حصہ دیگا اور وہ انبیا کے ساتھ لوٹ کا مال بانٹ لیگا یعنے خلق اللہ کی ہدایت ورہبائی مین جو مصائب انبیا علیہ السلام نے اوٹھائے ہین اونکے معاوضہ مین وہ رحمت الٰہی کے سزاوار ہونگے - لہذا اونکے ساتھ ایک حصہ رحمت الٰہی کا حسین علیہ السلام کو بھی بعوض شہادت ملیگا اور اوس رحمت کے سبب وہ یعنی حسین علیہ السلام اپنے گنہگار محبون اور معتقدون اور فرمانبردارونکی شفاعت کرادیگا کیونکہ وہ یعنے حسین علیہ السلام سارے مصائب اور ایذاے قتل اسیواسطے گوارا کریگا کہ اوسکی اولاد اور اوسکے محب اور اوسکے معتقد اور اوسکے فرمانبردار بحالت گناہان کبیرہ و صغیرہ بھی رحمت الٰہی کے سبب نجات پاوین اور رحمت الٰہی بعوض خون حسین اونکی اولاد واونکے محبون ومعتقدون وفرمانبردارون کے معافی گناہان کا ذریعہ اور باعث شفاعت ہو - اور جملہ چہارم وپنجم مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین اگر دشمنونکے نظر مین گنہگار شمار ہوگا بوجہ انکار بیعت یزید لیکن پروردگار عالم اوسکی شہادت کو امت گنہگار کی شفاعت کا ایک ذریعہ مقرر کریگا اور اوسکی شہادت کے معاوضہ مین اوسکی اولاد کو اوسکے

مجھکو اور علے فرمانبرداروں کو اوسکے معتقدوں کو بخشدیگا خواہ وہ لوگ کیسے ہی گنہگار ہوں۔

تجویز اخیر

واقعات مذکورہ سے یہہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وفات رسولخداصلعم کے بعد اصحاب رسول اللہ صلعم نے بطلب ریاست وحکومت طمع دنیا مین پھنسکر فتنہ وفساد برپا کیا۔ اور منصب خلافت و امامت کو خاندان رسالت سے منتقل کرکے امت کو رہنمائی وہدایت سے محروم کیا۔ اور اس طمع دنیاوی کے سبب اسلام کی حالت کو اسدرجہ خراب وبرباد کیا کہ ایک دین چند فرقون مین تقسیم ہوگیا۔ اور جس اتحاد اور اتفاق کی بنیاد اسلام نے قایم کی تھی اوسکو ایسا برباد کیا کہ جسکا انجام زوال سلطنت اور باہمی دشمنی کا ترقی دینے والا ہوا اور اس طمع دنیاوی کے سبب خاندان رسالت کو تباہ وبرباد کردیا آل رسول کے ساتھ ایسی مخالفت کی کہ وہ امت کی نظرون مین حقیر ہوگئے۔ اور امت نے آل رسول کی امامت کو قبول نہین کیا۔ اور خلیفہ وقت نے جسکو چاہا امام بناکر امت کو راہ نجات سے گمراہ کیا۔ کتنے بڑے تعجب کی بات ہی کہ امام جعفر صادقؑ کے زمانہ حیات مین ابوحنیفہ امام بنین اور سارا زمانہ اونکی تقلید کرے اور اونکا مذہب از نام حنفی دنیا مین جاری ہو۔ اور امام اعظم کے نام سے مشہور ہون اور کعبہ مین اونکا مصلی بنایا جاوے۔ اور امام برحق حضرت جعفر صادقؑ کی پیروی اور تقلید سے امت برگشتہ رہے۔ اور مذہب جعفری کے نام سے نفرت کرے۔ اور پھر بے شرمی کے ساتھ فخریہ یہہ بھی کہا جاوے کہ ابوحنیفہ امام جعفر صادق کے شاگرد تھے۔ افسوس افسوس

صد افسوس کہ شاگرد تو امام اعظم کہلاوے اور اوستاد کی اوسکے مقابلہ مین کوئی وقعت نہو اور یہہ لقب امام اعظم کا صاف صاف اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ ابو حنیفہ کل دعویداران امامت سے بڑے اور افضل تھے اور جب اونکا بڑا اور بزرگ ہونا امت نے تسلیم کیا اور اونکا مذہب اختیار کیا تو یہہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ ابو حنیفہ اپنے اوستاد امام جعفر صادق سے بھی بڑے اور افضل اور بزرگ تھے۔ اگر امت ابو حنیفہ کو امام جعفر صادق سے بڑا اور افضل نہ تسلیم کرتی تو بمقابلہ امام جعفر صادق کے ابو حنیفہ کو لقب امام اعظم نہ دیتے اور بمقابلہ امام جعفر صادق کے ابو حنیفہ کی پیروی نکرتے اور اسلام مین از نام حنفی ایک مذہب قایم نہ کرتے۔ ابو حنیفہ کو محض دشمنی آل رسول کے سبب مسلمانون کے اوس گروہ نے کہ جسکے قبضہ مین حکومت تھی امام بنایا اور اونکے نام سے ایک مذہب قایم کیا اور اونکا مصلی بیت اللہ مین قایم کیا اور امام جعفر صادق کی توہین اور شرمندہ کرنے کی غرض سے ابو حنیفہ کو لقب امام اعظم سے نامزد کیا تاکہ خلق اللہ پر ظاہر ہو کہ امام جعفر صادق کے بمقابلہ ابو حنیفہ کے کوئی حقیقت نہین نہ امام جعفر صادق کو کوئی فضیلت ابو حنیفہ کے مقابلہ مین حاصل تھی۔ مین مولانا شبلی صاحب پروفیسر علی گڈہ کالج کی تحریر مندرجہ سیرۃ النعمان صفحہ ۵۴ کو حسرت اور تعجب کی نظرون سے دیکھتا ہون۔ شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی لکھتے ہین کہ ابو حنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے امام محمد باقر کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور فقہہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتین اونسے حاصل کین اوستاد شیعہ وسنی دونون نے مانا ہے اور ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ امام محمد باقر کی فیض صحبت تھا۔ ابو حنیفہ نے اونکے فرزند حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے

فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اونھین باحد کا ذکر عموماً تاریخون مین پایا
جاتا ہے - ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے - لیکن یہہ ابن تیمیہ کی گستاخی
اور خیرہ چشمی ہے - ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہون لیکن فضل و کمال مین
اونکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت - حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم
اہلبیت کے گھر سے نکلے - یہہ اقرار مولوی صاحب کا مجبوری کا ہے - عقیدتاً
کیونکہ بالعموم اہل سنت ابن تیمیہ کے ساتھ متفق القول ہین - چنانچہ امام
زہری نے تمام عالم مین چار صاحبون کا عالم و فاضل ہونا تسلیم کیا ہے - سعید بن
ابن المسیب بصرہ مین حسن شام مین مکحول کوفہ مین شعبی - اگر اہل سنت کے نزدیک
امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کو درجہ فضیلت حاصل ہوتا تو اونکے
مقابلہ مین ابن المسیب و حسن و مکحول کو علم و فضل مین ترجیح نہ دیجاتی نہ ابو
حنیفہ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوتے - مولانا شبلی صاحب یا بعض دیگر
علمای اہل سنت جو مثل مولانا شبلی صاحب کے امام محمد باقر و امام جعفر صادق
کی فضیلت کا اقرار کرتے ہین اونکا یہہ اقرار ہر ذی فہم کو افسوسناک کرتا ہے کہ باوجود
اس صاف و صریح اقرار کے پھر بھی دشمنان آل رسول سے عقیدت ترک نہین
ہوتی اور محبت آل رسول کا زبان سے تو اقرار کیا جاتا ہے مگر دل سے پیروی
نہین کیجاتی اگر دل سے پیروی ہوتی تو دشمنان آل رسول کی نفرت بھی یقیناً
دل مین پیدا ہوجاتی اور جب آل رسول کے دشمنون کیجانب سے دل مین نفرت
پیدا ہوتی تو اسمین بھی شک نہین کہ بجز دوازدہ امام کے مصنوعی امامونکی
تقلید بھی نہ کیجاتی نہ امام ابوحنیفہ کو بمقابلہ دوازدہ امام کے امام اعظم کے لقب
سے یاد کرتے نہ بمقابلہ مذہب دوازدہ امام کے مذہب حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی
کو اہلسنت اختیار کرتے - یہہ زبانی اقرار محبت آل رسول کا محض اس غرض

سے ہے کہ عامہ خلائق کی نظرون مین اہل سنت دشمنان آل رسول مین شمار
ہون۔ مگر یہ غیر ممکن ہے جو شخص آل رسول کے مخالفونکو یا آل رسول کی توہین
کرنیوالونکو اچھا کہے گا اونکی بزرگی کا قائل ہوگا اونکو اپنا پیشوا سمجھے گا۔ وہ
بظاہر چاہے جسقدر آل رسول کی صفت کرے مگر شمار اوسکا دشمنان آل رسول
ہی مین ہوگا۔

اصحاب رسول کی طمع دنیوی حضرت علی علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کی شہادت
کا باعث ہوئی اگر اصحاب رسول طمع دنیوی کے سبب آل رسول کو امت کی
نظرون مین کم وقعت نہ کر دیتے تو حضرت علی علیہ السلام و حسین علیہ السلام تیغ
جفا سے اور امام حسن و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام رضا و امام محمد تقی و امام محمد نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام زہر
ہلاہل سے شہید نہ ہوتے۔

عالمون اور فاضلون نے بنظر حصول عزت و دولت غاصبان خلافت و دشمنان
آل رسول کی عیب پوشی کے واسطے شریعت اسلام مین قیاس کو اور اپنی راے
کو داخل کرکے اصول اسلام کو ایسا خراب کیا کہ عوام کو حق و ناحق کی تمیز مشکل ہوگئی
اور اسلام کو اسدرجہ تباہ و برباد کیا کہ مسلمانونکو باہمی دشمنی سے فرصت نہین
ملتی وہ اشاعت دین اور ترقی اسلام مین کیا کوشش کر سکتے ہین۔ بلکہ باہمی
دشمنی کے سبب مفلس اور محتاج ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین۔ جہالت روز
بروز ترقی پر ہے علم انگریزی حاصل کرنے والے تو اسلام کو بالکل ہی بے حقیقت
جانتے ہین۔ جسقدر حکومتین و سلطنتین اسوقت مسلمانونکے قبضہ مین ہین وہ
باہمی دشمنی کے سبب بوجہ یورش مخالفان اسلام خطرناک حالت مین ہین۔
مین حیران ہون کہ مسلمانان ہندوستان کے ہاتھ مین اسوقت کون سی

سلطنت اور حکومت ہے کہ جسکا عیش دنیوی اونکو نجات عقبے کیجانب رجوع ہونے سے روکتا ہے۔

جو لوگ واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب اپنے باپ دادون کی تقلید کو نجات عقبیٰ کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہین وہ بڑی غلطی مین ہین۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے بخوبی ثابت ہے کہ بلا محبت آل رسول نجات کا پانا غیر ممکن ہے اور روزہ، نماز کی تکلیف بلا محبت آل رسول بے سود ہے۔ اور محبت آل رسول اوسوقت تک غیر معتبر ہے جب تک کہ دشمنان آل رسول کیساتھ اظہار نفرت نہ کیا جاوے۔

اسوقت اسلام مین بجز امید نجات حصول دنیا کا نام ونشان باقی نہین۔ اور جب اسلام کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حصر صرف نجات عقبیٰ پر ہے تو پھر باہمی دشمنی سے حاصل کیا ہے۔ فرض کر لیا جاوے کہ شیعہ امیر معاویہ کو برا جانتے ہین اور اونکے ساتھ اپنی نفرت ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت امیر معاویہ کو قابل درود سمجھتے ہین اور اپنا پیشوا جانتے ہین۔ اگر حقیقت امیر معاویہ قابل درود ہین اور شیعہ اونکو بلاوجہ برا کہتے ہین تو آپکا مواخذہ قیامت مین شیعون سے ہوگا۔ اہل سنت کا کیا نقصان ہے جو شیعون سے دشمنی کرکے اسلام کو تباہ کرتے چلے جاتے ہین۔

مین افسوس کرتا ہون اہل سنت کے اس عقیدہ پر کہ زبان سے گو اقرار توحید واقرار نبوت کرتے ہین۔ مگر حضرت عمر کے حکم کے سامنے احکام الٰہی واحکام رسالت پناہی کی کوئی قدر نہین سمجھتے۔ زبان سے تو آل رسول کی محبت کا اقرار کرتے ہین مگر دلون مین آل رسول کا بغض بھرا ہوا ہے جب فضائل آل رسول بیان ہوتے ہین تو سنکر غضبناک ہوتے ہین مصائب آل رسول

ستائش خندہ روی کرتے ہین۔ بنی فاطمہ کو کہ جو اصلی شیعہ ہین اور جنکی تقلید مین ایک بڑا گروہ اہل عجم کا اور دوسری قومین مذہب شیعت کو اختیار کئے ہوئے ہین اونکو ابن سبا کا چیلہ اور مرید بتاتے ہین۔ حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کہتے ہین کہ وہ عاصی اور گنہگار تھے مشکل کشا نہ تھے اونمین انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی او۔ اس دشمنی کا اظہار بھی کرتے جاتے ہین اور آل رسول کی محبت کے بھی دعویدار ہین اور مطلق شرم نہین کرتے۔ مجالس عزا کی مسدودی اور نام نجتین کے مٹانے کی اتبک کوشش کرتے چلے جاتے ہین۔ اسپر بھی مسلمان ہونیکا بڑے ناز کے ساتھ دعوی کرتے ہین۔ اہل سنت کی معتبر کتابون سے بخوبی ثابت ہے کہ اسلام مین بجز مذہب شیعہ کے کوئی دوسرا مذہب ہرگز ناجی نہین ہے شیعہ حق پر ہین اور بجز شیعونکے کسی دوسرے فرقہ کو حق نجات حاصل نہین جیساکہ بالتصریح تنقیح وار مین ثابت کرچکا ہون۔ پس بوجوہ مندرجہ کتاب ہذا مین ظاہر کرتا ہون کہ جناب مولوی شیخ احمد صاحب کی کل تصنیفات گمراہونکو راہ بتانے والین اور بے دینونکو راہ ہدایت دکھلانے والین اور نجات بخشنے کا سبق پڑھانے والین ہین۔ اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تصنیفات دوزخ کا راستہ بتانے والین آل رسول کی دشمنی کو ترقی دینے والین ایمانداروںکو گمراہ کرنیوالین مذہب اسلام مین دشمنی اور نفاق پر لوگونکو آمادہ کرنیوالین ہین۔ اسوقت اہل سنت مین جو بتقلید سرسید بالقابہ جابجا انجمنین بنظر تجویز حصول معاشرت قایم ہوئی ہین وہ بالکل بیکار ہین میرے نزدیک دو کام اختیار کرنے سے اہل سنت کو یقیناً نفع پہونچیگا۔ جسکی تصریح ذیل مین کی جاتی ہے۔

۱۔ اگر حصول دنیا کی رغبت ہے تو سرسید کے ہاتھ پر دستور قدیم کے مطابق اجماع کرکے بیعت کرنا چاہیے اور سرسید کی امامت کو بالاتفاق تسلیم کرنے سے

اہل سنت کو وہی عروج از سر نو حاصل ہو جاویگا کہ جو عروج امیر معاویہ کی امامت
اور خلافت سے حاصل ہوا تھا- سر سید کے ساتھ مخالفت کرنا یا اونکے قایم کیے
گئے ہوئے طریقہ کو اسلام کے خلاف تبلانا یا اونپر کفر کے فتوے لگانا سراسر
جہالت اور نادانی ہے اور اس مخالفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل سنت واقعات
اسلام سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہین اور سادہ لوحی کے سبب سر سید کے
ساتھ مخالفت کرتے ہین ورنہ سر سید کی جسقدر تدبیرین اور تجویزین ہین وہ
پوری پوری حضرت عمر کی تقلید ہے سر مو فرق نہین ہے- اور وفات حضرت عمر کے بعد مثل
حضرت عمر بجز سر سید کے اہل سنت مین آجتک کوئی ذی فہم اور دانشمند پیدا نہین ہوا
۲- اور اگر حصول نجات کی خواہش ہے تو جو انجمنین قایم ہوئی ہین اونمین
اتفاق باہمی سے اول ایک فہرست مختصر واقعات اسلام کی مرتب کرنی چاہیے
اور اوس فہرست سے غور کامل کے بعد اون لوگون کے نام منتخب کرنا چاہیے
کہ جنھون نے وفات رسول خدا صلعم کے بعد محض طمع دنیا اور طلب حکومت
و ریاست کے سبب فتنہ و فساد کیا اور آل رسول کے ساتھ دشمنی کرکے خاندان
رسالت کو تباہ و برباد کیا اور دین اسلام مین رخنہ ڈالا ان لوگون کے ساتھ
اظہار نفرت کرکے آل رسول کے ہدایات و قرآن و حدیث کی پابندی اختیار
کرکے باپ دادونکی تقلید اور خلاف قرآن جو رسم و رواج جاری ہین اونسے
پرہیز اختیار کرنا چاہیے- اسطور پر اگر کوشش کیجاویگی تو نجات عقبی بھی حاصل
ہوگی- اسلام مین اتفاق بھی پیدا ہو جاویگا- اختلاف مذہبی بھی باقی نہین
رہیگا- شیعہ سنیون مین اتحاد بھی ہو جاویگا- اور مخالفت مذہبی بھی باقی
نرہیگی- اور جب تک باپ دادونکے تقلید ترک نکیجاویگی دشمنان آل رسول و بانیان
اختلاف دینی کی عیب پوشی کی تدبیرون سے دست برداری اختیار نکیجاویگی اوسوقت تک

نہ ذریعہ نجات حاصل ہوگا۔ نہ عیش دنیا میسر ہوگا۔ اور جب نجات عقبیٰ کا اطمینان نہو تو پھر روزہ ونماز کی تکلیف باپ دادونکی تقلید مین رنج ومصائب کا اوٹھانا ایک فعل عبث ہے۔ میری راے مین سرسید نے جو کچھ سمجھا خوب سمجھا۔ اور یہی ثبوت اونکے اعلے درجہ کے ذی فہم اور قابل ہونے کا ہے کہ اسوقت اسلام جو عروج اور اعزاز اونکو اور اونکے خاندان کو حاصل ہوا وہ آجتک انگلش حکومت مین کسی مسلمان کو حاصل نہین ہوا تدبیرین سب نے کین مگر جب سرسید کے برابر بیدار مغزی دانشمندی مین کوئی نکلتا تو مثل سرسید عروج واعزاز پاتا۔ بقول شخصے

اگرچہ شیخ نے ڈاڑھی بڑھائی سن کی سی مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی۔

یہانتک مین لکھ چکا تھا کہ ایک لیکچر مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا دربارہ اثبات خلافت شیخین مطبوعہ نہم فروری ۱۹۰۶ء میرے پاس پہونچا جسکے مطالعہ سے میرے اس فیصلہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

لیکچر مذکور کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح ایک متعصب سنت والجماعت مذہب کے عالم ہین۔ وہ اپنے لیکچر مذکور کے صفحہ پنجم مین تحریر فرماتے ہین کہ۔ (مین نے سیالکوٹ مین ایک اشتہار دیکھا جسکا نام مشتہر نے آئینہ حق نما رکھا تھا۔ اس اشتہار مین یہہ دعوی تھا کہ شیخین اس دنیا سے باایمان نہین گئے یا یون سمجھو کہ دنیا سے بے ایمان اور منافق اور مرتد گئے۔ اس اشتہار سے جو قلق اور اضطراب میرے دل پر طاری ہوا۔ اللہ تعالے علیم اوسے خوب جانتا ہے۔ جس دن سے یہہ اشتہار دیکھا اوسی دن سے مجھکو کرب اور غم لگا رہا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا کہ مین اون برگزیدونکی طرف سے کیا ذب اور دفاع (ڈیفنس) کرسکتا ہون مین نے اشتہار دیا تھا کہ مین قران مجید کی

رو سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کو ثابت کرونگا) جو
عبارت کہ دخطوط ہلالی کے اندر ہے وہ بجنسہ مولوی عبدالکریم صاحب کے لیکچر
کی عبارت کی نقل ہے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس لیکچر کے دیباچہ میں صفحہ
نمبر ۲ مندرجہ ذیل عبارت ارقام فرمائی ہے۔ عبارت لیکچر۔ اس لیکچر کی نسبت
بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اسمیں شیعوں کے اشتہار کے مندرجہ حوالجات پر بھی کلام ہوگا
جنھیں وہ علماء اہل سنت سے منسوب کرتے ہیں بعض بہت غور کرنے کے
معتاد نہ تھے اپنے مظنون کے خلاف دیکھکر کچھ شکستہ دل ہوئے۔ الی آخرہ۔
اس تحریر سے بخوبی ثابت ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب سا عالم و فاضل سنت جماعت
کو جبکہ شیعوں کا اشتہار آئینہ حق نما دیکھکر انتہا درجہ کا قلق اور اضطراب ہوا۔ اور
ادنھوں نے اس قلق اور اضطراب کی حالت میں اشتہار دیا کہ قران کریم سے
خلافت شیخین ثابت کیجاویگی بربنا اس اشتہار کے ۴ فروری ۱۸۹۶ء کو شہر
سیالکوٹ میں بمکان میر حسام الدین صاحب بکثرت اہل سنت جمع ہوئے اور
مولوی عبدالکریم صاحب نے ثبوت خلافت میں بہت کچھ دم مارا اور کوشش
کی اور تقریر طول و طویل بیان فرمائی مگر ثابت نہ کرسکے اور آئینہ حق نما میں
جو شیعوں نے حوالجات کتب اہل سنت سے دربارہ تکذیب خلافت خلفاء
ثلثہ لکھے تھے اونکی تردید نہو سکی جسکے سبب سے حاضرین جلسہ کی دل شکنی ہوئی
جسکا اقرار مولوی صاحب ممدوح نے لیکچر مذکور کے صفحہ دوم میں کیا ہے۔ بس اس
اقرار سے میرے اس فیصلہ کی پوری پوری تائید ہوگئی۔ اور اب تو غالباً
ہر ذی فہم اس امر کا یقین کرسکتا ہے کہ اس دنیا میں بجز فرقہ شیعہ کے اسلام
میں کوئی دوسرا فرقہ ناجی نہیں قرار پاسکتا۔
مولوی صاحب ممدوح نے اشتہار تو دیا کہ میں قران مجید سے خلافت شیخین کو

ثابت کرونگا اور اونکے ہم مذہبون نے بحالت ناامیدی اس وعدے کو غنیمت سمجھکر مجمع بھی کیا۔ مگر ثبوت خلافت شیخین کا ذکر قران مجید مین پاتے تو کہان پاتے وہی قیاسی قصہ بیان کرنا شروع کردیا جس قیاس پر مذہب اہل سنت کی بنا ہے جسکو سنکر ذی فہم سامعین شکستہ دل ہوگئے۔ اور اس شکستہ دلی کا مولویصاحب کو اقرار کرنا پڑا۔ جس اقرار کی نقل بلفظہ مین نے لکھدی ہے۔

زیادہ تر تعجب یہہ ہے کہ مولویصاحب ممدوح اگر خلافت شیخین کے ثابت کرنے سے عاجز ہوئے تھے تو اوپر یہہ تو فرض تھا کہ شیخین کے کامل الایمان فوت ہونے کو تو ثابت کردیتے اور اشتہار آئینہ حق نما مین جو بجوالجات اہل سنت شیخین کے اس دنیا سے باایمان فوت نہونے کا اثبات کیا گیا تھا اوسکی تو تردید کردیتے۔ مگر اسکی بھی تردید نکرسکے۔ سچ بھی تو ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب سے انگریزی تعلیم یافتہ عالم اپنے علماء مذہبی کے اقرارات کی تکذیب کے دلائل کہان سے پیدا کرکے شیخین کے کامل الایمان مرنے کو ثابت کرسکتے۔ مجبور ہوکر سکوت اختیار کرنا پڑا۔ اور ذی فہم کیواسطے بجز سکوت کے چارہ کیا تھا۔ مگر مولویصاحب ممدوح سے ایک غلطی بہت سخت ہولی۔

جب انکو اشتہار آئینہ حق نما دیکھکر اضطراب اور قلق پیدا ہوا۔ اور عرصہ تک وہ سوچتے بھی رہے کہ شیخین کے الزامات کو کس طریقہ سے دفع کرین اور اس فکر وغم مین اونہون نے خواب بھی دیکھا جسکا ذکر اونہون نے اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین لکھا ہی تو جو ہدایت اونکو خواب مین ہوئی تھی اوسپر عمل کرتے مگر افسوس ہے کہ اونہون نے اپنے خواب پر بھی عمل نہ کیا۔ مولویصاحب ممدوح نے جو خواب دیکھا ہی اوسکی نقل اونکے لیکچر سے بجنسہ ذیل مین لکھے دیتا ہون تاکہ ناظرین مولویصاحب کے مبارک خواب سے بھی مطلع ہو جاوین۔

نقل عبارت مولوی عبد الکریم صاحب مندرجہ صفحہ دوم لیکچر مرقومہ نہم فروری ۱۸۹۶ء

جب مین نے اس لیکچر کے دینے کا ارادہ کیا معمولاً جناب باریتعالے مین بہت بہت دعا کی اور اپنے سید مولا رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر انتظار کیا کہ اللہ تعالے اس کام مین مجھے اپنی روح سے تایید بخشی لیکچر کے مین دن کی رات کو کیا دیکھتا ہون - اللہ تعالے کا کوئی مبشر میرے دوست چودھری نصراللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ کی تمثیل مین آیا - اور مجھے بڑی خوبصورت عینک دکھائی مین نے اوسے تجربہ کرکے بینائی کے لیئے فوق العادہ نوربخش اور تقویت دہ پایا قیمت پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ مین یہہ آپکے لیئے ہدیہ لایا ہون - میرے دلمین اس سے بڑا یقین حاصل ہوا کہ اس کام مین اللہ تعالی میری بڑی نصرت کریگا - الی آخرہ -

جناب مولوصاحب خواب تو آپ نے بہت عمدہ دیکھا اور اس خواب مین ہدیت بھی آپ کو اچھی ہوئی مگر چونکہ رجوع آپکا جانب گمراہی تھا بدینوجہ اس خواب نے آپکو کوئی نفع نہ بخشا اور آپ نے مطلب اوسکا اولٹا سمجھا - بقول سعدی سے

نصیحت کن مرا چندان کہ خواہی ۔۔۔ کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی

دیکھیے مین اس خواب کا مطلب آپکو سمجھائے دیتا ہون اور تعبیر کیے دیتا ہون قبول کرنا نہ کرنا آپ کے اختیار مین ہے - اس بات کو اس دنیا کے کل ڈاکٹر اور حکیم اور تمامی عقلا تسلیم کر چکے ہین کہ چشمہ یعنے عینک کی احتیاج اوس شخص کو ہوتی ہے جسکی بصارت کم ہو جاتی ہے - چونکہ آپ نے اشتہار دیدیا تھا کہ مین خلافت شیخین کو قران مجید سے ثابت کرونگا اور یہہ امر محال عقلی تھا اگر شیخین کی خلافت کا قران مجید سے ثابت ہونا ممکن ہوتا تو تیرہ ۱۳ سو برس سے بڑے بڑے زبردست علماء اہل سنت مجبور ہوکر یہہ نہ کہدیتے

کہ خلافت کا تعین خدا پر یا رسول خدا پر داجب نہ تھا بلکہ یہ امرامت کے اختیار
مین چھوڑا گیا کہ جسکو چاہین اجماع کرکے اپنا خلیفہ بنا لین۔ اسی بنا پر امت نے
اجماع کرکے شیخین کو اپنا خلیفہ بنایا اسکے ثبوت مین صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ
کتب معتبر کو ملاحظہ فرمائی اور شرح عقائد نسفی کا صفحہ ۱۴۰ دی گئی۔ خِلَافَتُهُمْ اَیْ
نِيَابَتُهُمْ عَنِ الرَّسُوْلِ فِیْ اِقَامَةِ الدِّيْنِ بِحَيْثُ يَجِبُ عَلٰى كَافَّةِ الْاُمَمِ الْاِتِّبَاعُ
ثُمَّ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ نَصْبَ الْاِمَامِ وَاجِبٌ عَلَى الْخَلْقِ لَا يَجِبُ عَلَى اللّٰهِ
بِدَلِيْلٍ سَمْعِيٍّ اَوْ عَقْلِيٍّ لِقَوْلِهٖ ترجمہ خلافت یعنی نیابت
طرف سے رسول کے قایم کرنے مین دین کے بانیطور کہ بیعت اوسکی اوپر سب
امت کے واجب ہو اور اس امر پر اجماع ہے کہ نصب کرنا امام کا واجب ہی
خلق پر و نہین واجب ہے اوپر اللہ کے بدلیل حدیث اور بدلیل عقلی۔
اب غور فرمائیے کہ اگر قران مجید سے شیخین کی خلافت ریگ دریا کے ایک ذرہ
کے برابر بھی ثابت ہوئی۔ تو بڑے بڑے علماء اہل سنت مجبور ہو کر اجماع
امت کیجانب رجوع نکرتے۔ چونکہ آپکا یہ دعوی کہ خلافت شیخین قران مجید سے
مین ثابت کرونگا تمامی متقدمین و متاخرین علماء اہل سنت و قران مجید کے مخالف
تھا۔ اور آپ نے اعانت چاہی خدا سے اور غالبا یہ دعاء طلب اعانت کی
آپ نے برجوع قلب کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی سادہ لوحی کے سبب اپنی
گمراہی سے بالکل بے خبر ہین لہذا آپکو ہوشیار کرنے اور راہ راست کی شناخت
بتلانے کی غرض سے حالت خواب مین ہدایت ہوئی اور چشمہ یعنے عینک آپ کو
ملی جسکا مطلب یہ ہے کہ عینک دینے والا آپکو ہدایت کرتا ہے اور اشارہ
کرتا ہے آپکی نابینائی پر اور آپ سے کہتا ہے کہ بصارت تمھاری جاتی رہی ہے
جو دعوی دروغ کر بیٹھے ہو اور غاصبان خلافت و برباد کنندہ دین محمدی کی خلافت

...قرآن سے ثابت کرنے بیٹھے ہو۔ بلکہ آئینہ حق نما مین دربارہ منافقت شیخین
...میں لکھا ہے وہ سب صحیح و درست ہے تم اوسکے خلاف کوشش کیون کرتے ہو
...بصارت تمھاری جاتی رہی ہے آنکھون پہ عینک لگاؤ اور نظر انصاف سے
...ئینہ حق نما کو دیکھو اور گمراہی کو ترک کرکے راہ راست اختیار کرو۔ اور دعوی
...روغ کے ذریعہ سے خلق اللہ کو گمراہ مت کرو پس آپ کے خواب کی صحیح
...تعبیر یہ ہے جو مین نے بیان کی اس دنیا مین جو بڑے بڑے عالم تعبیر کہنے
...والے ہین اون سب کو میرے مقابلہ مین جمع کرکے اپنے خواب کی تعبیر سن
...لیجیے جو تعبیر مین نے بیان کی ہے سب اسی پر اتفاق کرینگے۔ اگر کسی نے
...خلاف کیا تو میرا ہاتھ ہے اور اوسکا گریبان۔ افسوس ہے کہ اس صاف اور
...صریح ہدایت پر بھی اگر آپ گمراہی مین پڑے رہین اور خلق اللہ کو بھی گمراہی
...مین پھنساؤ تو تمکو اختیار ہے

...من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

...ہمکو افسوس ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے خواب مین ہدایت
...پاکر بھی راہ راست کو اختیار نفرمایا۔ اور اپنی گمراہی پہ اصرار کرتے رہے
...قرآن مجید سے تو خلافت شیخین کو ثابت نہ کر سکے وہی پرانا سبق یعنے دلائل
...قیاسی بیان کرنا شروع کردیا کہ جن دلائل قیاسی پر اہل سنت کے مذہب کا
...دار و مدار ہے۔ اور وہ دلائل قیاسی بھی حضرت نے اپنی طبیعت پر زور دیکر
...بیان نہین فرمائین بلکہ جناب نواب محسن الملک بہادر بالقابہ نے جو قیاسات
...اپنی کتاب آیات بینات مین لکھے ہین اور جنکا جھاڑ شیعون نے رمی الجمرات
...مین کیا ہے اون قیاسات کا تھوڑا سا خلاصہ کرکے حضرت نے بیان کردیا
...اور لہو لگاکر شہید دن مین داخل ہو گئے جسکو سنکر اونھین کے ہم مذہب اہل سنت

اظہار نفرت کر کے جلسہ سے اوٹھ گئے جکا اقرار مولویصاحب ممدوح اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین کرتے ہین - مین یقین کرتا ہون کہ اونکے ہم مذہب اگر کتاب رمی الجمرات کو مطالعہ کرینگے تو مذہب اہل سنت سے بالکل بدگمان ہو جاوینگے -

مولوی عبد الکریم صاحب نے جو اپنے دعوی کے خلاف دلائل قیاسی بثبوت خلافت شیخین مین بیان فرمائی ہین اونکا تذکرہ اسمقام پر باعث طوالت ہے اور اون دلائل کا جواب کتاب رمی الجمرات مین بالتصریح موجود ہے - لہذا مین اس سے زیادہ اور کوئی راے ظاہر نہین کرسکتا کہ صاحب رمی الجمرات نے جو کچھ لکھا ہے مجھکو اونکے ساتھ اتفاق ہے - لیکن بنظر ہمدردی اسلام مین مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالون پر اسبات کا ظاہر کردینا فرض سمجھتا ہون کہ جسطرح زمانہ حال مین اونکے ہم مذہب مرزا احمد صاحب قادیانی نے اپنے مرشد برحق امام صادق ہونے کا دعوی کیا ہے جسکو مولوی صاحب ممدوح نے اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین قبول کیا ہے - اسیطرح حضرات خلفاء ثلثہ خلیفہ بن بیٹھے تھے - پس مرزا احمد صاحب قادیانی کا دعوی بھی بربناء تقلید حضرات خلفاء ثلثہ ہے - اور از نیبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ جو اسوقت دعویدار امارت ہین اور اپنے کو ریفارمر کہتے ہین یہہ دعوی بھی بربناء تقلید خلفاء ثلثہ ہے - اور یزید جو خلیفہ ہوا وہ بھی تقلید خلفاء ثلثہ کی تھی - اور حضرات خلفاء ثلثہ کی ان تقلیدون نے مذہب اسلام مین اختلاف کی بنیاد قایم کر کے خاندان نبوت کا چراغ گل کردیا اور اسلام کو ایسا خراب کیا کہ جسکی اصلاح تاقیامت محال ہوگئی ہے

مجمع سے خلافت کا جو ایجاد ہوا	محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
عاشور کو کربلا بن گھر زہرا کا	ایسا اوجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

خاتمہ

اسوقت کتاب تذکرۃ الخلفا مصنفہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی اور کتابچہ لوکا اشتہار فروخت مجانیہ محمد بخش و عاشق علی ساکنان چیتہ گھاٹ آگرہ و بندہ علی حسنان و محمد شاہ خان مالکان مطبع ستارہ ہند آگرہ میرے سامنے ہے اور عبارات مندرجہ ذیل کو بغور دیکھ رہا ہون

نقل عبارت صفحہ ۲۷۱ تذکرۃ الخلفا - واضح ہو کہ ہمارے سوالات لاجواب مندرجہ بدر الدجی کو شائع ہوئے مدت مدید گذری مگر ہنوز کسی صاحب اجتہاد کا حوصلہ نہ پڑا کہ ان کے جواب باصواب لکھنے مین عاد لانہ قلم تہذیب رقم اوٹھاوین اس سکوت کا نام عجز نام نہ رکھا جاوے تو کیا کہنا چاہیے - کاغذ مین گود ڈھونڈنا اور آنکھون پر پٹی باندھنا دلیل شکست واش کی ہے - اور امام غائب کی طرح گوشہ عافیت مین چھپکر بیٹھ رہنا ہمارے مقابلہ مین کمر ہمت کی بندھانا اور ٹٹی کی اوٹ مین تیر دتے تیر لگانا الی آخرہ -

نقل عبارت اشتہار محمد بخش و عاشق علی وغیرہ معیار الہدی مولفہ نیم حکیم فیروز آبادی کا ترکی بہ ترکی جواب باصواب اسم باسمی تذکرۃ الخلفا تیار ہوا - مرزا صاحب جواب لکھا کیجیے ہے اور سُنّہ چڑانا اور چیز - ذرا اپنے عنوان ٹائٹلس اتناعی کو کہ اہل سنت دیکھین بچشم عبرت معائنہ کیجیے - پھر ہمارے نشان ٹائٹلس اطلاعی کو کہ خاصان اہل شیعہ انعام معینہ پر جواب لکھین بچشم عبرت ملاحظہ کیجیے -

یہ عبارتین شہادت دے رہی ہین اس بات کی کہ شیعہ جھگڑے اور فساد سے کنارہ کش ہوتے جاتے ہین اور اہل سنت کی جانب سے جو مذہبی حملے ہوتے ہین اون حملون کے جواب وہ صرف اپنے ہم مذہبون کی تعلیم و تلقین کے واسطے شایع کر دیتے ہین - تاکہ

کوئی ناواقف گمراہ نہوئے یاد رہے اس کنارہ کشی پر بھی اہل سنت بذریعہ اس قسم کی تحریرون کے شیعون کی طبیعتون کو مشتعل کرکے امن خدائون مین فتور ڈالنا چاہتے ہین اور جب شیعہ ترکی بترکی جواب دینگے تو پھر اہل سنت عدالت کو نالش کرنے دوڑینگے ان عبارتون کے ساتھہ مندرجۂ ذیل اشعار بھی میرے سامنے رکھے ہوئے ہین ؎

فرعون کو کسطرح کیا غرق خدانے	نمرود کو برباد کیا حرص وہوا نے
شداد کو اک دم کی نہ مہلت دی قضانے	کیا ہوگئے قارون کے چالیس خزانے
گرگر کبھی خودسر کو سنبھلتے نہین دیکھا	موذی کو کبھی پھولتے پھلتے نہین دیکھا

مین ان عبارتون کو دیکھکر متعجب ہون کہ شمس الضحیٰ نجم الھدیٰ ورمی الجمرات مین شیعون نے جسقدر جواب دئے ہین اون جوابات سے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہبوں اورھم خیالون کی تسکین نہین ہوئی اب اگر مثل میر بشیر صاحب مرحوم کے کوئی شیعہ مولوی صاحب ممدوح کی جناب مین مثل کتاب کتاب کوئی جدید کتاب عرض کرے تو غالباً تسکین ہو۔ اوسوقت عدالت مین نالش کرنے جاوینگے۔ کیونکہ میر بشیر صاحب مرحوم کی کتہ کتاب سے حضرت کی سیری نہین ہوئی۔

جناب مولوی صاحب کتاب موسوم بہ تشفی خوارج واہل سنت مطبوعۂ مطلع الانوار نخاس لکھنؤ مصنفۂ جناب مولوی سید محمد حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مین آپکے کل سوالات کا جواب شیعون کی جانب سے اوسی محاورہ مین دیا گیا ہے جو محاورہ کہ آپ نے اختیار کیا ہے اوس کتاب کو طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیے۔ غالباً اوسکے دیکھنے سے آپکو معلوم ہوجاویگا کہ آپکی سخت کلامی کا اور سوالات بے سروپا کا شیعون نے کس عمدگی سے جواب دیا ہے۔ اس تنازعہ کے فیصلہ مین یہ بات ضرور قابل تسلیم ہے کہ جب نجم الھدیٰ بجواب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سنی المذہب لکھی گئی تھی تو

یہ کتاب تو بالخصوص اہل سنت کے مطالعہ کے لائق تھی پھر اس کتاب پر جو یہ عبارت
لکھی گئی ہے کہ حضرات اہل سنت نہ اس کتاب کو خرید کرین نہ ملاحظہ فرماوین تو یہ جواب
لکھنے سے کیا فائدہ۔ لیکن جب مین اہل سنت کے اوس فتنہ و فساد پہ غور کرتا ہون
کہ وہ اپنی تصنیفات مین جو دل مین آتا ہے شیعون کے اور پیشوایان شیعان
کے حق مین کلمات سخت لکھدیا کرتے ہین اور دشنام دہی مین مطلق دریغ نہین
کرتے مگر شیعہ یہ سخت باتین سنکر سکوت اختیار کرتے ہین اور جب کوئی شیعہ تنگ ہو
ہوکر ترکی بترکی جواب لکھدیتا ہے تو اہل سنت واسطے نالش کے عدالت کو جاتے
ہین لہذا نالش عدالت سے محفوظ رہنے کے واسطے شیعہ اپنی کتاب پر لکھدیتے ہین
کہ حضرات اہل سنت اس کتاب کو نہ دیکھین اور نہ خرید فرماوین۔ اور
شیعہ جسقدر دبے جاتے ہین اہل سنت اوسیقدر زبان درازی کرتے چلے جاتے
ہین۔ جس زبان درازی کا ایک ادنی ثبوت عبارت کتاب مولوی محمد جہانگیر خان
صاحب و عبارت اشتہار محمد بخش و عاشق علی مذکورہ بالا سے بخوبی ہوتا ہے
جسکو مین نقل کرچکا ہون اگر شیعہ اپنی کتابون پر یہ نہ لکھا کرین کہ
اہل سنت اس کتاب کو خرید نہ فرماوین تو کیا اہل سنت شیعون کی
مصنفہ کتابون کو خرید نہ کر مطالعہ فرماوینگے۔ ہرگز نہین۔ اہل سنت تو
کسی حالت مین شیعون کی مصنفہ کتابون کو نہ خرید کرتے ہین نہ مطالعہ
کرتے ہین اون کے عالمون نے اون کو ایسا ڈرا دیا ہے کہ شیعون
کی کتابون مین سحر ہے کہ جس کے ڈر سے کوئی سنی شیعون کی کتاب
نہین دیکھتا خریدنا تو کجا اگر اہل سنت شیعون کی کتابین مطالعہ کرتے
تو ابتک بے انتہا سنی شیعہ ہوجاتے۔ پھر شیعون کا اشتہار ممنوعی لکھدینا
اپنے کو آئندہ فسادات سے محفوظ کرنا ہے۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب

و عاشق علی و محمد بخش و نبدہ علی خان و محمد شاہ خان کا مطلب اس اشتعال سے غالبًا یہی ہے کہ کوئی تازہ فساد قابل عدالت پیدا کیا جاوے اور اس بہانہ سے کوئی رقم چندہ کی جمع کی جاوے اگر شیعہ اپنی کتاب پر لکھدیتے ہین کہ کوئی سُنی نہ دیکھے تو قباحت کیا ہے جن اہل سنت کو شوق ہے وہ ہر حالت مین دیکھ ہی لیتے ہین یہ ممانعت تو صرف فتنہ پردازون کے انسداد کے واسطے لکھدی جاتی ہے۔ تاہم مجھکو حیرت ہے کہ شیعہ اسقدر کیون دبتے ہین۔ اس کا سبب بجز اس کے اور کچھ معلوم نہین ہوتا کہ شیعون مین ہمدردی بالکل نہین ہے۔ چنانچہ جن شیعون پر الہ آباد و لکھنؤ وغیرہ مین اہل سنت کی جانب سے امور دینی مین مقدمے دائر ہوے اون کی اعانت کسی شیعہ نے نہین کی اور غیرت کے سبب مظلوم شیعہ طالب اعانت ہی نہین ہوے۔ مگر اہل سنت امور دینی مین ہر قوم کے مقابلہ مین بچشم زدن دامے درمے قدمے واسطے اعانت کے آمادہ ہوجاتے ہین۔ اسی حمایت کے بھروسہ پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور محمد بخش و عاشق علی و بندہ علیخان و محمد شاہ خان کو عبارت مذکورہ کے تحریر کی جراءت ہوئی۔ لہذا ہمدردی پیدا کرنے اور اتفاق قومی کی تکمیل کی غرض سے بنظر اشاعت دین و حفاظت اسلام مین چاہتا ہون کہ ایک قومی اخبار شیعون کا ایسا جاری ہوجاوے کہ جو ہندوستان کے ہر مقام پر شیعون کے پاس پونہچا کرے۔

پس اپنی قوم کو غیرت دلانا اور عبرت کا مادہ پیدا کرنا قوم کے ہر انسان پر فرض ہے۔ اور جس قوم مین غیرت باقی نہین رہتی اوس قوم

نقشہ صحت الفاظ کتاب قول فیصل معروف بہ مرقع اسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۶	تہک	تہتک	۲۹	۱۷	معجزہ	معجزہ
〃	۱۷	جاسے	جاستے	۳۰	۵	جانتا	جانتا تھا
۴	۱۸	نعش	نفس	۳۴	۸	گوارا گئے	گوارا کئے
۷	۲۱	پیشواؤن کا	پیشواؤن کے	〃	۱۱	افراروں	افزاروں
۸	۱۸	انوار الہدیٰ	انوار الہدیٰ مین	۳۷	۲۰	بیانہ	بہانہ
〃	۲۱	سمس	سمسن	۳۹	۱۶	قریب	مرتب
۱۱	۷	ملت	حلت	۴۱	۶	انیرا	ایذا
۱۳	۴	سدالعرب	سیدالعرب	〃	۲۰	چند باز	چند بار
۱۵	۱۲	لوالی	یوالی	۴۲	۱۲	ما اعند	ما اعندی
〃	۱۴	سعدًا	سجدًا	۴۴	۱	ازادہ	ارادہ
۱۶	۳	عبداللہ	عبدالبر	〃	۱۱	خلافت	خلاف
〃	۹	المعیرورۃ	لامعیرورۃ	〃	۱۸	سیف المسلول	سیف المسلول
۱۷	۱۳	افزارات	اقرارات	۴۵	۱۲	بہی	بہی
۱۹	۶	سہرت	شہرت	〃	۱۶	ہوتا	ہوتا
۲۱	۶	نصرت	نفرت	۴۷	۳	انہین	ان مین
۲۲	۷	گرشتے	لرشتے	۴۸	۱۴	عثمان	عثمان مین
〃	۱۱	مشکل	مشکل کشا	〃	۱۷	سند	مسند
۲۳	۴	ہوجاوین	ہوجاتے ہین	۴۹	۱۹	تو کہ معظم مین	یہ عبارت مکرر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		اون دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے	لکھی گئی ہے جو قابل قلمزد ہونیکے ہے۔
۵۲	۶	۴۱۶	۳۱۶
۵۳	۱۵	قربانی	قرآنی
؍؍	۱۰	سمجنا	سمجھانا
۵۵	۵	ہوتے	ہوئے
؍؍	۲۱	نب	تب
۵۴	۱۱	با	یا
؍؍	۱۶	گردتہا	گردوٹھا
۵۶	۵	نزرگون	بزرگون
؍؍	۶	سودہ	سورہ
۵۸	۵	دلفل	دبیل
؍؍	۱۳	گواہ ہین	گواہ رہین
۵۹	۱	سعد	سعید
۶۰	۱۰	ال محبت	آل محمد
؍؍	۲۱	صحت	صیحت
۶۲	۱	جنکو	جنکی
؍؍	۷	فرابت	قرابت
۶۵	۴	تواصب	نواصب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۷	۳	اخل	داخل
؍؍	۱۹	ابل	اہل
؍؍	۵	قرابت	قرابتمند
؍؍	۱۲	ہوتین	ہوتے
۶۹	۷	جارو	چارون
۷۱	۴	ابوشحمہ	عبیداللہ
۷۲	۹	سورہ	سورۂ
۷۴	۱۷	یہ	یہ کا لفظ زائد لکھا گیا ہے۔
۷۵	۲۰	گردیا ہے	کردیا ہے
۷۶	۱۱	راعنی ہو	راضی ہوا
۸۵	۱۵	کات	کاش
؍؍	۱۵	بدریار	بدیار
؍؍	۱۶	داربدربار	دیاربدیار
۸۶	۲	بدریار	بدیار
؍؍	۱۱	عثمان نے	عثمان کے
۸۸	۱۹	بمفابلہ	بمقابلہ
؍؍	۲۰	لعنہ	طعنہ
۹۴	۱۱	مذہنی	مذہبی
۹۵	۲۰	گگئے	گئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۱۶	قصۃ الشورکی	قصۃ الشوریٰ
۹۸	۲	نیچرن	نیچری
۹۹	۷	رل	دل
〃	۱۰	پناہی کی	پناہی کی نقل
۱۰۱	۵	نیوت	نبوت
〃	۱۲	مبابلہ	مباہلہ
〃	۱۵	الضاً	ایضاً
۱۰۲	۸ و ۹	سبب روزون سے زیادہ رشک ہوا مجھے آپ کی نبوت مین مگر	سبب وزدن سے زیادہ رشک ہوا مجھے آپکی نبوت مین چکے روز
۱۰۳	۶	رسوال	سوال
۱۰۶	۶	ازالتہ الخلفاء	ازالتہ الخفا
۱۰۷	۶	حرف الباء	حرف الیاء
〃	۱۰	ازالتہ الخلفا	ازالۃ الخفا
۱۰۹	۲۱	مسلمانونکا	مسلمانون کا فرقہ
〃	۹	بغرض محال	بفرض محال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۹	رضاہ حلمہ	رضاہ حلمہ
۴	۲۱	شرع کی	شرع
۱۱۷	۱	حسکی	جسکی
۱۱۸	۳	تنقیق	تشقیق
۱۲۳	۴	متع	مع
〃	۲۰	اجودہ	بوجودہ
۱۲۵	۷	قبول	قبول
۱۲۸	۲۰	نہین	نہین
۱۳۵	۱۵	ہ	یہ
〃	۲۰	کاات	کاٹ
۱۳۷	۱۲	بعض	بغض
〃	۱۴	بعوض	بعیوض
۱۳۹	۱۴	حضرت علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام
۱۴۵	۲	قانہ	قانہ
۱۴۶	۸	سبب	نسبت
〃	۱۳	ذبیح الحسین	ذبیح اللہ الحسین
۱۵۴	۱۳	حلافت	خلافت
۱۵۵	۳	باتفاق	بالاتفاق
۱۶۱	۴	کثرت سے	کثرت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۹	خوسی	خوشی
״	۲۰	انجنگ	اجنگ
۱۶۹	۱۰	یزیدابین	یزیدابن
۱۷۹	۲۱	ہونیگے	ہونیکے
۱۸۱	۹	حلق اللہ	خلق اللہ
۱۸۲	۱۳	لہدا	لہذا
۱۸۶	۱	عمّا	آمّا
״	۳	ججرۃ	جمرۃ
۱۹۰	۱۱	معنی ہے	معنی ہین
۱۹۱	۱۶	اس	ان
۱۹۵	۱۱	لوبت	نوبت
۱۹۸	۱۴	قال المغداد	قام المقداد
۲۰۲	۲	اوسے	اوسنے
״	۱۴	بامنۃ	بامامۃ
۲۰۲	۱۹	ماعث	باعث
۲۰۴	۱	قربالی	قربانی
״	۵	پیشوایار	پیشوایان
״	۱۸	ترا	تبرا
״	۲۰	ابوشحمہ	عبیداللہ
۲۰۵	۱	العنثا	ایضاً
۲۰۶	۱۹	نہار	تیار
۲۰۸	۱۲	جلافت	خلافت
״	۱۴	قرار	یہ لفظ زائد لکھا گیا
۲۰۹	۱۰	عداوت کے	عداوت
		میہ	کو امیہ
۲۱۰	۱۸	رفافت	رفاقت
۲۱۲	۲۰	طعن کے	طعن سے
۲۱۴	۷	شلمی	سلمی
۲۲۰	۲۱	افاد	اقاد
۲۲۱	۱۱	درود بہیجا	درود بہیجا
״	۱۴	وصبب	وصیت
۲۲۳	۲	اہلبت	اہلبیت
۲۲۷	۲۰	گفنگو	گفتگو
۲۳۲	۲۰	اساعت	اشاعت
		اشاعت	
۲۲۸	۱۰	یمان دار	ایمان دار
۲۲۹	۱۱	نہ برہنہ تن	برہنہ تن
۲۳۵	۱	جہگڑا	جنگڑہ
۲۳۶	۶	ہم مذہنون	ہم مذہبون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۳	یادر	یاور
۲۳۹	۱۷	یاتقوم	یاقوم
۲۴۰	۲۱	مولاۂ	مولاۂ السمم
			دال من الاہ
			دعا دمن
			حساداہ
			فلفنہ عم
			بعد ذالک
			فقال لہ
۲۴۳	۸	تو سب پر	تم سب پر
۔۔	۹	مجھے	مجھسے
۲۴۴	۵	السبیل	السبیل
۲۴۶	۱۱	حضرت	حضرت عمر
۔۔	۲۱	جسا	جیسا
۲۵۳	۱۳	ادترے	اوتر
۲۵۸	۱۹	مذہت	مذہب
۲۶۲	۹	مذبورہ	مذکورہ
۲۶۴	۱۷	کئے	کے
۲۶۸	۱۰	عبدالقادر	عبدالقادر
		صاحب	بمنصب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۸	۱۸	جندق	خندق
۲۶۹	۱۵	طاعت	طاقت
۲۷۰	۱۵	سنتم زبان	دشنم زبان
۲۷۴	۵	علیسلام	علیہ السلام
		ئہ	
۲۷۷	۱۶	خلافت	خلاف
۲۷۸	۱۶	وکذا	کذا وکذا
۲۸۰	۲۱	ازواج	ارداج
۲۸۱	۷	گہ داشتے	گردانتے
۔۔	۱۲	حانشینی	جانشینی
۔۔	۱۶	حسب	جب
۲۹۲	۹	مذہب	ہم مذہب
۲۹۳	۱۶	بجائی	بجاتی
۳۰۱	۸	خلافت	خلاف
۳۰۴	۱۱	قلوت	قلوب
۳۰۵	۲	لہند	لہذا
۳۰۷	۲۰	بھگایا	بھکایا
۳۰۸	۱۷	نافرما	نافرمانی
۳۰۹	۱۰	عاجزا	عاجز
۳۱۳	۱۶	انوا	انواع